ماخذ یہی شریعت اسلام ہے گو اون کی زبان و بیان مین اُسکا اسم اور رسم جدا ہوسکتا ہو اگر یہ جامعیت نہ ہوتی تو دین اسلام کامل نہ ٹھیرتا حالانکہ خداوند عالم نے اپنے کلام کلام پاک مین خبر دے ہے کہ ہم نے اس دین کو کامل کردیا ہے کمال کے یہی معنی ہوتے ہین کہ اس دین کا پیرو کسی امر جزئی و کلی مین خواہ تعلق اس امر کا دنیا سے ہو یا دین سے کسی غیر اسلام کی عقل اور قانون کا محتاج نہین ہوسکتا ہے فرمان روائی ملک داری حکمرانی سب کا انتظام اسی شرع اسلام سے اور سارے حوادث کا حکم قرآن پاک اور حدیث شریف سے بادلہ خاصہ یا عامہ ہر وقت ہر زمانے مین قیامت تک برآمد ہوسکتے ہین - اور آسمان سے بارش اس لئے ہوتی ہے کہ زمین سے رزق پیدا ہو جسکو بقدر استحقاق ہر ایک تقسیم کرے نہ کوئی تغلب کرے نہ کوئی محروم رہے اس انصاف و برابری کے لئے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سو اللہ پاک نے مخلوق کو اس طرف متوجہ کیا کہ ترازو بنا وین اور اپنے لین دین مین استعمال کرین کہ آپس مین ظلم نہو نہین تو خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق ہونگے اور اسکی دلیل یہ کلام ہے کہ خداوند عالم نے آسمان بلند کیا اور میزان مقرر فرمائی کہ تم تول نے مین زیادتی نکرو بلکہ وزن انصاف سے کرو تا کم نہو اور یہ برابری بے ترازو کے ممکن ہی نہین اسلئے اللہ پاک نے اوس کو مقرر فرمایا اور یہہ معلوم ہوا کہ کلام اللہ مین احکام خداوندی درج ہین اور یہ ترازو انصاف اور برابری کیلئے بنائی گئی ہے اور ان دونون کا اتباع اور اُن کے احکام کا التزام صرف تلوار سے ہے اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا خلیفہ اور اسکا امانت دار ہے اور خلق خدا پر فرمان روائی کے قابل وہی شخص ہوتا ہے جو خاندانی عزت اور وجاہت اور حسب و نسب کے علاوہ عدل و انصاف رحم و کرم کا مصدر

و مخزن ہو اور اخلاق آلہیہ و علوم شرعیہ کا معدن اسلامی سلطنت تو ہندوستان
سے نکل گئی اور اب اوس قوم کے ہاتھہ ہے جسکو مسلمانون سے نفرت ہے اور
مسلمانون کو اُن سے وحشت رہین چہوٹی چہوٹی ریاستین وہ خود نزع کی حالتین
ہین صرف براے نام بہوپال رام پور ٹونک جاورہ جوناگڈھہ وغیرہ یہہ دوچار
ریاستین ابھی سرزمین ہندمین باقی ہین جہان دوچار دس بیس ہندوستانیون
کی صورتین نظر آجاتے ہین مگر کوئی ایسی ریاست جو وقت پر سلطنت کی ٹکر اوٹھا سکتے
اور مسلمانون کی ساتھہ ایک خاص ہمدردی رکھتی ہو اور اہل فضل و کمال اوسکے دامن ہیبت
مین پرورش پاتے ہون رومی بومی زنگی فرنگی آفاقی قبچاقی غرض ہر قوم اور
ہر فرقہ کے لوگ وہ بھی دوچار دس بیس نہین سیکڑون ہزارون اوسکے خوان کرم
اور مائدہ احسان پر ہر وقت نظر آتے ہون میری نظر مین تمام قلمرو ہندمین اگر کوئی
ایسی ریاست آباد ہے تو وہ دار السلطنت حیدرآباد صانہ اللہ عن الشر والفساد ہے
وہان کا داراے روشن گہر فرمان رواے برجیس قدر جمال کمال و کمال جمال سرکشون کا سرکوب
جابرونکا خانہ روب امیرونکا امیر و مولی غریبونکا مربی و آقا عدل و کرم مین ثالث حاتم
و کسری دولت و شوکت مین ثانی سکندر و دارا حضرت بندگان رفیع المکان ہمایون
منزلت گردون قباب جوزا رکاب سریر آراے انجمن دولت و کامرانی صدر نشین
بزم جہانداری و جہانبانی ناظم ممالک تمدن و سیاست سالک مسالک نصفت و معدلت
داراے کشور فہم و کیاست داناے کامل غوامض عقل و فراست صدر داور یگاہ امارت
و ریاست پیشواے عسکر ظفر پیکر شجاعت و بسالت مورد محاسن سینہ مرجع معارف زکیہ
حضور پر نور رستم دوران مظفر الممالک فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ

اعلیحضرت نواب **میر محبوب علیخان بہادر** خلد اللہ ملکہ و دولتہ و افاض علی رؤس الانام برّہ و احسانہ ہین اللہ پاک اس امیدگاہ عالم و عالمیان کو اپنی حفظ و امان مین سلامت با کرامت رکھے احباب شاد اور مسرور رہین اور اعدائے دولت مبتلاے حوادث دہور ہو۔

رایت دولت بجاہت جاودان منصور باد	تا ابد چشم بد از جاہ و جلالت دور باد
این دعاے بندگان تست ہر صبح و مسا	در پناہ جاہ تو ملک دکن معمور باد

یہہ وہ سلطنت ہے کہ اگلے مصنف بھی اس سلطنت کو دیکھتے تو اپنا سارا علمی کمال اس دار الفضل کے تعریف مین صرف کرتے اور اپنے کلام کو اس ذکر سے زینت اور اپنے قلم کو عزت دیتے ہو۔

اور تدبیر مملکت کے لئے اللہ پاک نے شعبۂ مخزن معدلت شاخ شجرۂ فاروق الاعظم والعدالت جگر گوشۂ حضرت فرید الحق والدین گنج شکر رحمہ امیر ابن امیر اور کریم ابن کریم مخدوم عالم و عالمیان چشم و چراغ شبستان والا یائیگی نو بہار بہارستان گرانمائیگی دریا دل سحاب آستین سپہر آستان فرشتہ پاسبان برجیس شیم مہر علم کیوان خدم مریخ حشم عالیجناب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا نواب **محمد فضل الدین خان بہادر** مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ کو منتخب کر رکھا تھا جو سند امارت و وزارت پر جلوہ افروز ہین اور اپنے زمانے کے آفتاب اور اندہیرے گھر کے مہتاب ہین اور لڑیون کے موتی بلکہ انمول جواہر ہین اور نگہبانی خلایق اور حسن تدبیر مین یگانہ روزگار اور سخاوت و دریا دلی مین منتخب لیل و نہار ہین جنکی دہلیز فضل و کمال کی امیدگاہ ہے اور جنکا آستان فیض نشان اہل دولت و اعیان روزگار

کا بوسہ گاہ ہے -

واجب براہل مشرق و مغرب دعای او		باقی مباد دہر کہ نخواہد بقاے او	

سبب تالیف کتاب و تذکرہ مولف

اما بعد ہیچمدان اور ژولیدہ بیان محمد حسین بن محمد امیر خان ابن محمد جعفر صدیقی غفر اللہ ہما و ذنوبہما و ستر عیوبہما فی الدنیا والآخرۃ نمک خوار دولت سرکار ریاست نظام عرض پرداز خدمت ناظرین ہے کہ اگرچہ اصحاب سیر اور مورخین زمانہ اگلے پرانے تذکرے جو آثار دولت و سلطنت سے چلے آتے ہین اُن کو اپنے کتابون مین بیان کر چکے ہین جن مین سے یہہ ناچیز محض عمدہ بادشاہون کی حکایات عادلانہ اور خصایل پسندیدہ کو بروجہ استفادہ عام اونہین رسالون سے انتخاب کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہے -

اگلے تاریخین چونکہ اکثر فارسی و عربی زبانون مین تہین اسلئے اُس کا فائدہ ایک خاص گروہ سے مخصوص تھا اردو قلمرو کے سیاح اُن جواہرات کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتے اور فائدہ نہ اُٹھا سکتے اسلئے مین اردو زبان مین اُنکو اُٹھا لایا کہ عوام بھی اپنی جیب و دامن بھر لین -

اس تالیف سے بجز اسکے میری اور کوئی غرض نتھی کہ اگلے حالات دریافت کرنیکے لئے ایک آگہی کا ذریعہ یا آلہ بناؤن اور اُن مین تہذیب اخلاق ملکرانی سیاست مدن کی تصویر کھینچکر قوم کے پیش نظر رکھدون تاکہ انسان اُن حالون کو دریافت کرکے عبرت حاصل کرے اور زمانے کے تغیرات و انقلابات پر غور و تامل کرکے اُسکو ایسا تجربہ

حاصل ہو سکے جس سے اُن اوصاف رذیلہ سے بچتا رہے جن مین امم سابقہ مبتلا تھی یا جن سے اُنکا استیصال ہوا اور آپ کو ایسے اوصاف حسنہ سے متصف کر سکے جنکی بدولت اگلے لوگون کو صلاح اور رشد حاصل ہوا ــــ

مجھکو ناظرین کے کرم اور اخلاق سے اُمید قوی ہے کہ اس رسالہ کو بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائینگے کیونکہ کوئی فرد بشر سہو و نسیان سے خالی نہین پس اگر کہین کچھ غلطی و خطا اس سراپا غلط و خطا کی ملاحظہ فرمائین بقلم اصلاح اور بدامن عفو خطا پوش چھپائین وما توفیقی الا باللہ چونکہ اس مین عمدہ نکات اور فوائد اور بادشاہون کے عمدہ اور پسندیدہ خصائل کا تذکرہ ہے اس لئے رسالہ ہذا کا نام تاریخی **احکم التاریخ** المعروف بہ **محبوب السلاطین** رکھکر پانچ حصون پر منقسم کرکے ختم کیا **پہلا حصہ** بعض بادشاہون کی حکایات و نکات و فوائد اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین **دوسرا حصہ** حکمرانی و رعیت کی نگہبانی اور طاقت خوداختیاری کی حفاظت اور خدا ترسی و نیکی و بدی و دولت مندی و جہانداری وغیرہ کے بیان مین **تیسرا حصہ** قدیم زمانہ کے عُلما کے وعظ و پند و نصایح جو خلفاء بنی اُمیہ اور عباسیہ وغیرہ سلاطین کو کئے اُسکی تشریح مین **چوتھا حصہ** ظلم اور اقسام ظلم کے ذکر مین **پانچوان حصہ** تاریخ جدولیہ شاہان عرب و عجم اور ہند و دکن صیانہ اللہ عن الشرور والفتن سے متعلق ہے

حصہ اول

بعض بادشاہون کی حکایات اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین

علی بن شوکانی نے لکھا ہے کہ مراد ملک یعنی بادشاہ سے وہ شخص ہے جو کسی قطر یا شہر

یا جملہ اقطار اور بلاد کا مالک ہو دوسرے بادشاہ سے مدد نہ لے اپنے اختیار سے
اپنے ملک مین عامل مقرر کرے - ہ

اللہ پاک نے مصالح عالم کے لحاظ سے چند لوگون کو افراد بشر سے بصفت فرمان
روائی و جہانداری منتخب کیا کہ افراد منتشرہ بنی نوع انسان کو جو آزادانہ و حاکمانہ زندگی
بسر کرتے تھے ایک آئین خاص کے سلسلہ مین مقید کر کے رکھے جائین کہ اپنے خیالات
نفسانی اور قوت غضبی کو ہر جگہ اور ہر وقت بیقاعدہ کام مین نہ لاسکین اور خلق خدا
پر قانون الہی یا آئین ملکی کے موافق عدل اور انصاف کرین - ہشام بن عروہ نے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وصحابہ
وسلم نے کہ بعد میرے تم پر والی ہونگے نیک نیکی کے ساتھ اور بد بدی کے ساتھ
تم اُن کی بات سنو اور اُن کا کہنا مانو اگر موافق حق ہے - ہ

مورخین نے اپنی کتابون مین سارے دنیا کے ملوک اور رؤسا کا حال لکھا ہے
ہر خاندان کی مدت حکومت کا ذکر کیا ہے جسکے دیکھنے سے یہہ امر بخوبی ثابت ہوسکتا ہے
کہ کوئی ایسی قوم نہین گذری ہے جن مین سلطنت یا ریاست نہ آئی ہو مگر کسی خاندان
مین صدیون رہی اور کہین برسون اور مہینون جب تک سلطنت آئین و قانون کی
پابند رہی عزت دولت اُسکے ساتھ رہی مگر نفسانی خواہشون اور شہوانی ارادون کا
تنعم اور شخصی سلطنت کی حالت مین مغلوب رہنا ایسا ہے مشکل تھا جیسا ایک ایسے قیدی کا
جو زندان خانہ مین بغیر طوق وسلاسل نظر بند ہوا اور اوسکا کوئی محافظ نہو غرض سلطنت نے
نفس پرستی اور لذات دنیوی کے طرف مائل کیا تعیش اور سامان راحت نے دولت
لٹانے پر آمادہ کیا جب قابلیت سلطنت رانیکی باقی نرہے قانون الہی کے انتظامی

قدرت نے عثمان سلطنت دوسری خاندان کیطرف منتقل کردی سلطنت کے ساتھ عزت دولت جان وآبرو سب کھو بیٹھے ۔

اسکندر رومی بن فیلقوس

یہہ شخص روم کی ولایت کا بادشاہ تھا اور ارسطاطالیس سا حکیم نامور اوسکا وزیر سکندر نے بہت سے بادشاہون کو اپنا باج گذار بنایا ایران وترکستان کو روندتا ہوا ہند پر چڑھ آیا اور اوسکو مسخر کرکے چین کی سرزمین پر جا کودا غرض مشرق سے مغرب تک کل روے زمین کی بیاسی سلطنتون پر اس نے حکمرانی کی چھ لاکھ بیس ہزار سوار ہمیشہ اسکے ہمراہ رکاب رہتے تھے اسکے علاوہ جابجا فوجین مامور تھین ۔

حکایت

سکندر نے اپنا راز ایک میر سے کہکر حکم دیا کہ اسکا اظہار کسی کے روبرو نکرنا مدت تک وہ امیر خاموش رہا مگر رہا نگیا ایک اپنے عزیز سے کہدالا رفتہ رفتہ وہ راز فاش ہوگیا سکندر نے جب اطلاع پائی اُسکو ماخوذ کیا اور بلیناس سے مشورہ لیا کہ ایسے شخص کو جو بادشاہی امانت مین خیانت کرے کیا سزا دینی چاہیے اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ خود اس مقدمہ مین مجرم ہے جب بادشاہ اپنے راز کو اپنے خزانہ دل مین نہ رکھ سکا اور بے ضرورت دوسرے شخص کے حوالہ کردیا تو دوسرا اوس شاہی راز کو جسکا متحمل بادشاہ نہوسکا کیونکر ہوسکتا ہے ۔ سکندر یہ بات سُنکر وزیر کی انصاف کو بہت خوش ہوا اور امیر مجرم کا قصور معاف کردیا ۔

نکتہ کم حوصلہ انسان کے روبرو اپنے دل کا راز افشا کرنا عیب ہے کیونکہ وہ فی الفور

اسکے افشا پر مستعد ہو جائیگا -

رازِ دل سفلہ سے مت کہہ بیٹھنا	اور سمجھنا مت اسے مرد امین
کیونکہ تیرے راز کو وہ بے حجاب	دل کے پردہ مین چھپا سکتا نہیں

سکندر موسوی ملت کا پابند تہا اور اسی شرع کے موافق ہر ایک کام مین کاربند ہوتا تھا نفس پر حاکم اور شریعت کا محکوم تھا شجاعت اوسکی خانہ زاد تھی اور سخاوت خداداد اسکے عمدہ قولون سے کتابین بھری پڑی ہین اُنمین سے چند قول ہدیہ ناظرین ہین

قول سلطنت کی لذت چار چیزون پر منحصر ہے **ایک** بادشاہ کا دشمن پر غلبہ پانا **دوم** دوستان امانت و دیانت دارون کو اعلیٰ مرتبہ پر پہنچانا **سوم** مظلومون کی دستگیری **چہارم** محتاجون کی خبر گیری -

جس بادشاہ نے یہ چارون باتین نپائین سلطنت کا کوئی مزہ نپایا -

پند اُستاد کا ادب اور اسکے مراتب کا لحاظ والد سے زیادہ چاہیے کیونکہ باپ اسکو آسمان سے زمین پر لاتا ہے اور اُستاد اسکو زمین سے آسمان پر پہونچاتا ہے

نکتہ بہت کہنا اور تھوڑا کرنا مردی مین داخل نہین بلکہ تھوڑا کہنا اور بہت کرنا مردون کا کام ہے -

قول بادشاہ کے زیر فرمان چار قسم کے لوگ ہین **اولاً** اہل شمشیر جن سے فوج اور لشکر اور سپہ سالار وغیرہ مراد ہین **ثانیاً** اہل قلم جن پر آئین و قانون اور درستی دفتر ریاست کا مدار ہے جیسے وزرا و معتمدین سلطنت وغیرہ **ثالثاً** تاجر و بیوپاری **رابعاً** زمیندار و اہل زراعت جن کی مشقت سے خزانہ شاہی ترقی پاتا ہے اور اسی سے عام و خاص خلقت پرورش پاتی ہے پس ان چارون کو چار عنصر کائنات کے

ساتھ نہایت مشابہت ہوسکتی ہے یعنی اہل سیف آگ ہین دشمنان سلطنت کو آتش تیغ سے جلاتے ہین اور بادشاہ کو اُن کے حملہ سے بچاتے ہین - اور اہل قلم ہوا کی مانند ہین کل سلطنت کا دار ومدار انکی تحریر و تدبیر پر ہے جیسے کہ جاندار کی جان ہوا کے بغیر تلف ہو جاتی ہے اسی طرح سلطنت ان کے بغیر بے جان تصور کی جاتی ہے - پانی کے ساتھ تجارت پیشہ کو تشبیہ دیجاتی ہے کہ ان کے ذریعہ سے ملک رونق پاتا ہے آب و تاب مین آجاتا ہے جس طرف وہ آنکلتے ہین تجارت سے قالب روح مین جان تازہ آجاتی ہے - زمینداروں کو خاک کے ساتھ تشبیہ دینا مناسب ہے کہ ہمیشہ زمین کے ساتھ اُن کا معاملہ پڑتا ہے اور جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے اسکے ظاہر ہونیکا ذریعہ وہی زمیندار ہوتے ہین گویا مدار تمام زمانہ کی زندگی کا اس قسم رابعہ پر ہے

نہین کچھ خوف دار السلطنت کو	رہین مضبوط گر یہہ چار ارکان
نخست اہل قلم پھر اہل شمشیر	کہ جن پر ہے مدار کار دوران
مین پھر اہل تجارت اور زمیندار	بہ جسم حکم و دولت صورت جان

حکمت صاحب کرم ہمیشہ مکرم رہتا ہے اگرچہ مفلس ہی کیون نہو اور ممسک وبخیل ہمیشہ ذلیل وخوار رہتا ہے اگرچہ وہ مالدار ہو -

ہے سخی مقبول ذات کبریا	گرچہ وہ مفلس ہے اور نادار ہے
گنج قارون گرچہ رکھتا ہے بخیل	ساری دنیا مین ذلیل اور خوار ہے

نکتہ بادشاہی خزانہ خداے پاک کی ایک امانت ہے جو بادشاہ کی تحویل مین ہے بادشاہ کو چاہیے کہ وہ مال زندون کے سپرد کرے یعنی اہل استحقاق وارباب احتیاج اور فوج ولشکر کو دے نہ کہ مردون کے پاس رکھے یعنی زمین مین دفن کرے ؎

در ملت ارباب سخا جرم صریح ہست	مجبوس نمودن بہ نہان خانہ درم را

فائدہ بادشاہ ایک بڑا دریا ہے اور امرا چھوٹی نہرین جو اوسی دریا سے نکلی ہون بہرحال اگر دریا کا پانی صاف ہے تو نہرین بھی صاف ہونگی یعنی بادشاہ وقت کے خیالات کی اطاعت امرائے دولت پر فرض ہے اگر بادشاہ عدالت وانصاف کے رہگزر کیطرف چلیگا تو امرا اسکے برابر اوس راہ کو طے کرینگے اگر بادشاہ ظلم وجور اور فسق وفجور کی گھاٹیون مین قدم رکھیگا تو اعیان سلطنت فرش راہ بن جائینگے غرض بادشاہ وقت کے خیالات کی درستی عالم کی درستی ہے اور بادشاہ کی صحت سے عالم کی تندرستی ہے

شاہ عادل کی سبھی عامل بھی ہاں انصاف مین	صاف دریا ہے اگر نہرین بھی اوسکی صاف ہین

سکندر نے جب اس جہان فانیہ کو چھوڑ کر عالم بقا کا رستہ لیا تو غسال نے اوسکے بازو سے ایک تعویذ کھولا اس مین تین نصیحتین لکھی ہوین تھین۔

نصائح اولا یہہ کہ دنیا کا ترک کرنا اور اسکی محبت مین گرفتار نہونا باعث سلامتی ہے اور تقدیر پر بھروسا اور قضا وقدر پر تکیہ موجب راحت ہے۔ ثانیاً حسن ظن باعث زیادتی اعتبار وحسن خدمت باعث عزت ووقار ہے بدظنی باعث تکلیف ورنج ہے اور حسن ظنی سبب حصول گنج۔ ثالثاً دنیا مین اگر کوئی گناہ نکرتا عفو کا وصف جو ایک عمدہ جوہر انسانی ہے کبھی ظاہر نہوتا جس طرح کہ عنصر آتش کے مقابل قدرت نے پانی کو پیدا کیا ہے اور پانی اسکی حرارت کو بجھاتا ہے اسی طرح خطا کے مقابل عفو اور عطا ہے پس انسان کو چاہیے کہ عفو کے صفت سے متصف رہے۔

بخشنے کب جاتی گنہگارون کے جرم	گر نہوتا یہ ذریعہ عفو کا
حق نے پانی کو بنایا اس لئے	تا کہ فوراً آگ کو دیوے بجھا

منوچہر بن ایرج بن فریدون

یہہ بادشاہ اولوالعزم تاجدارون کی فہرست مین منتخب شمار کیا گیا ہے اسکی سلطنت کے وسط زمانہ مین حضرت شعیب اور حضرت موسی علیہ السلام مبعوث ہوے خندق کہودنا اور نقارہ بجانا اسی بادشاہ نے ایجاد کیا اور بڑی بڑی قانونی کتابین لکھوائین ایک سوبیس سال سلطنت کی۔ اسکا قول ہے **قول** کئی طرح کے حقوق بادشاہ کے رعایا و فوج اور امرا پر ہین۔ **اوّل** بادشاہ کا حق لشکر پر یہہ ہے کہ وہ مطیع ہو اوسکے دشمنون کے ساتھہ لڑے بادشاہی کام کو ناتمام نہ چھوڑدے **دوم** فوج کا حق بادشاہ پر یہ ہے کہ اُن کا مقررہ وظیفہ ماہ بماہ پورا اُنکو پہنچائے جان بازون و نمک حلالون کی قدردانی کرے جب نوکر ضعیف ہوکر لایق خدمت نرہے تو اوسکو ضایع نکرے جو ملازم سرکاری نوکری مین مارا جاسے اُسکے متعلقین کی خبر لیتا رہے **سوم** امراء اور تابعین پر بادشاہ کا حق یہہ ہے کہ اسکے ملک کو جو اون کے تفویض مین ہو آباد رکھین زراعت و عمارت اور آبادی کو ترقی دین درخت بوئین رعایا کو خرم و شاد رکھین وحصول زرمین رعایا کو تکلیف ندین زیادہ طلبی وزیادہ ستانی نکرین **چہارم** تابعین کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ وہ انکی خدمات پر لحاظ کرے بحسب مراتب ترقی بخشی **پنجم** بادشاہ کا حق رعایا پر یہہ ہے کہ وہ بدل وجان بادشاہ کے حکم مین رہین اسکو اپنا مالک سمجہین راست بازی اور سچائی سے پیش آئین زرتحصیل فصل بہ فصل خزانہ شاہی مین پہنچائین حکم کی تعمیل مین دیر نہ لگائین **ششم** رعیت کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ عدل کرے مظلوم کی

داد ظالم سے لے انکی فریاد کیلئے اپنے دروازے بند نکرے خراج کے لینے مین زیادتی نکرے ظالم اور جابر عمال کو رعیت پر مسلط نفرمائے ملک کی آبادی اور عمارات کے بنوانے کیلئے رعایا کو خزانہ شاہی سے مدد دے ارضی وسماوی آفتون کی نقصان پر لحاظ کرے تاجرون کے ساتھہ بمہربانی پیش آئے ہرایک پیشہ وراہل ہنر صاحب فن اور علما و فضلا کو عزیز رکھے نئے نئے رسوم ایجاد کر کے رعایا کو نہ لوٹے اُنکی قوت سے زیادہ بوجھہ اونکی سرون پر نہ ڈالے ہرایک کام بسہولیت بے طرح طرح اور انواع واقسام فریب کے دام حصول زر کیلئے نہ پھیلائے ۔

فوج و لشکر بلکہ عام اور خاص پر
چاہئے ہو شاہ ہردم مہربان

تاکہ ہو آباد ملک اور خلق شاد
اور رہے آرام مین سارا جہان

سارے نوکر اور رعیت شاہ کی
اسکی تعریفون سے ہون رطب اللسان

نکتہ تین خصلتین بادشاہ کی بادشاہی کو ترقی دیتے ہین اولاً راستی اور وفا وخوش کلامی ثانیاً شجاعت اور سخاوت اور مروت اور فتوت ثالثاً کم خشمی اور تحمل و بردباری اور حلم ۔

زیب دیتے ہین بادشاہی کو
راستی و وفا و خوش خوئی

بردباری و حلم و کم خشمی
اور عطا و سخا و خوش گوئی

بادشاہ کی مزاج مین عقوبت سے زیادہ عفو چاہئے اور غصہ سے زیادہ تحمل ۔

چاہئے شاہنشہ ملک جہان
نیک گوئی و نیک روئی و نیک خو

غلبہ ہو اسکے غضب پر حلم کو
اور عقوبت سے زیادہ عفو ہو

اردشیر بابکان ساسانی

اس بادشاہ کا عہد دوسو برس بعد اسکندر کے ہوا سب سے پہلے اس نے اپنے آپکو شہنشاہی کے خطاب سے مخاطب کیا خاندان ساسانیون مین یہہ پہلا بادشاہ گذرا ہے آئین جہانداری خوب جانتا تھا کتاب **کارنامہ** اور **آداب الجیوش** اسی کے تصنیفات سے ہے حضرت عیسی علیہ السلام اسی کے عہد مین مبعوث ہوے تو اس نے آبائی مذہب چھوڑ کر عیسوی مذہب اختیار کر لیا۔ اسکا قول ہے ؛

قول عادل بادشاہ جب عدل کی طرف توجہ کرتا ہے تو رعایا بھی تقلیداً اوسی طرف جُھک پڑتی ہے ؛۔

ہو اگر دنیا مین عادل بادشاہ	بندہ پرور سایہ گستر مہربان
رہتا ہے ہر وقت ہر دم ہر گھڑی	سرنگون اُسکی اطاعت مین جہان

نکتہ بادشاہ کی بادشاہی کا قیام اجتماع امم پر ہے اور لوگون کی کثرت فراوانی خزانہ پر اور خزانہ کی معموری ملک کی آبادی پر اور آبادی ملک عدل و انصاف پر منحصر ہے

ہو اگر منصف شہ دور زمان	ملک آباد اور رعیت شاد ہے
ہر بشر ہے مست صہبائے نشاط	دام غم سے ہر نفس آزاد ہے

حکایت

ایک روز اسی بادشاہ نے اپنے فرزند کو قیمتی پوشاک پہنے ہوے دیکھا فرمایا کہ جیسی پوشاک تم نے آج پہنی ہے ایسا لباس عوام بھی پہنتے ہین **بادشاہون** کو چاہیے کہ وہ ایسی عمدہ پوشاک پہنین کہ عام لوگون کو نصیب نہو لڑکے نے عرض کیا

که وه کونسا لباس ہے فرمایا کہ بادشاه روی زمین اپنے پہننے کا لباس ایسا بنالے جسکا تار عدل اور پود سخاوت ہو ظاہر آرائی سے غرض نہو ٭۔

شاه عادل نیک خوے و نیک نام	ظاہر آرائی سے کم رکھتا ہے کام
تن پہ ہے اسکے لباس عدل و داد	تاج دولت زینت سر صبح و شام

فائده یہہ بادشاه تیسرے شاہی دربار عام کیا کرتا تھا جہان کل رعایا حاضر رہتی تھی دربار کیوقت اگر کوئی استغاثہ کرتا تو بادشاه اسی وقت تاج شاہی سر سے اوتار کر تخت شاہی سے اُتر کر عام لوگونمین کھڑا ہو جاتا اور وزیر کو حکم دیتا کہ ابھی مستغیث کے حال کی تحقیقات ہو اگر دعوی مدعی دروغ و بے فروغ نکلتا تو اسکو سخت سزا دیتا کہ دوسرونکو ایسی جرأت نہ پیدا ہو غرض جب تک مستغیث کا انصاف نہو لیتا بادشاه تخت پر نہ بیٹھتا

ہُرمز بن شاه پور بن اردشیر

یہہ بادشاه نیک نامی اور رعیت پروری مین ضرب المثل تھا۔ اوسکا قول ہے ٭
قول نیک بادشاه مین پانچ صفتین ہوتی ہین۔ اولاً ذکا ثانیاً سخا ثالثاً شجاعت رابعاً اہلیت خامساً پُرمزاجی پس جس شخص نے یہہ رتبہ پایا اُس نے حکومت کا مزا اُٹھایا ٭

بود بارعب گر شاه نکو خو	ذکی و با سخا و با شجاعت
نباشد دخل در ملکش عدو را	بود آباد گنج و مال و دولت

پند بادشاه کے ندیمون کو چاہیے کہ اپنے اور آقا کے مراتب کا لحاظ رکھین اور حد اعتدال سے قدم باہر رکھین عنایات شاہی پر مغرور نہون اور بے ضرورت

زبان کو متحرک نکرین مشورہ کیوقت بادشاہ کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دین
اوراگر برخلاف اسکے کہنا منظور ہو تو اس طرز اور انداز سے کہین کہ بادشاہ کے
مزاج پر گران نہ گذرے بادشاہ کے راز کے محافظ رہین خیرخواہی اپنا فرض
منصبی سمجھین شاہزادونکا ادب رکھین کبھی خلاف انکے کام نکرین شاہی خدام وحاضر
باشون سے بنرمی پیش آئین ؛

بہرام گور بن یزدجرد بادشاہ

یہہ بادشاہ بڑا نیک نام تھا عدل وسخاوت اسکا کام تھا گور کے شکار سے اسکو کمال
رغبت تھی اسی سبب سے بہرام گور خر مشہور ہو گیا - بہادر و دلاور بادشاہون مین
یہہ شخص نامور گذرا ہے ؛

حکایت

شہزادگی کے وقت ایک روز عرب کے ملک مین بہرام شکار کھیل رہا تھا ہرن اسکے
آگے سے بھاگ کر ایک گانو مین چلا گیا اور قبیضہ نام ایک اعرابی کے گھر مین جو بنی طی
مین ایک معزز آدمی تھا جا گھسا بہرام بھی اوسکے پیچھے گیا اور اعرابی سے ہرن مانگا
اس نے ندیا بہرام نے چاہا کہ ایسی حالتمین شاہی حیثیت سے کام لون اعرابی نے
کہا کہ اس ہرن نے میرے گھر مین آکر پناہ لی ہے یہہ مقتضائے مروت نہین کہ مین
اسکو اپنے ہاتھون اُسکے دشمن کے حوالہ کرون جب تک کہ تو پہلے مجھکو نہ ماریگا
ہرن نہ پائیگا اور اگر مجھے قتل کریگا تو اسی وقت کل لوگ بنی طی کے جمع ہوکر میرے
عیوض تجھکو مارڈالین گے پس اس سے بہتر ہے کہ ہرن کے عیوض میرا قیمتی گھوڑا

جو میرے دروازے پر بند ھا ہے لے لے اور چلا جا بہرام کو یہہ جوانمردی اعرابی کی نہایت پسند آئی اور واپس چلا آیا ۔ جب بادشاہ ہوا اعرابی کو بُلا کر سرفراز کیا ۔

فائدہ بہرام کے خیرخواہ ارکان دولت اسکی دوامی سخاوت سے تنگ آ گئے تھے ایک دن موقع پاکر باتفاق عرض کیا کہ بقاے سلطنت خزانہ پر موقوف ہے اور شاہی خزانہ ہر وقت خالی رہتا ہے فرمایا کہ اگر مین خزانہ جمع کرتا ہون تو سپاہ اور دانایان روزگار جو میرے پاس جمع ہین پریشان اور متفرق ہو جاتے ہین اور اگر انکے جمع رکھنے کی فکر کرتا ہون تو خزانہ خالی رہتا ہے ان دونون امور سے جو بہتر نظر آئے کیا جاے اُمراء دولت نے عرض کیا کہ خزانہ کا جمع رکھنا سب سے مقدم ہے اگر خزانہ معمور رہیگا تو ضرورت کے وقت نئی فوج اور اہلکار ملازم رکھہ سکتے ہین اور ہر طبقے کے منتخب لوگ بھی فراہم ہو سکتے ہین بادشاہ نے یہہ سنکر کہا کہ اس دعوی پر کوئی دلیل قوی لا سکتے ہو اُمرا ایک پیالہ شہد سے بھرا ہوا لے آئے اور بادشاہ کے سامنے رکھدیا اُسی وقت مکھیون کا ہجوم ہو گیا ۔ فرمایا کہ اسکا جواب رات کو دیا جائیگا غرض رات کو سب ارکان دولت بلاے گئے اور وہی شہد کا پیالہ اُنکے روبرو رکھدیا ایک مکھی بھی نہ آئی فرمایا اگر اسوقت مکھیون کے جمع کرنیکی ضرورت ہو تو پھر کیا تجویز ہو بادشاہ کا یہہ جواب سنکر سب اُمرا لاجواب اور خاموش رہگئے ۔

فکر کار خویش پیش از وقت کن خرچ کن بر وقت گنج سیم و زر	فہم کن در ابتدا انجام کار باش بہر اختتام امیدوار

نوشیران عادل بن قباد

داد گرتا جداروں کی انجمن شاہی مین ہمیشہ یہہ بادشاہ صدرنشین رہا ہے +

کسریٰ اسکا خطاب تہا اس نے اپنی مفتوحہ اور مقبوضہ ممالک کو چار حصہ پر تقسیم کیا تھا **اول** خراسان و سجستان **دوم** عراق و عجم و اذربایجان **سوم** فارس و اہواز **چہارم** عراق عرب و سرحد روم - شہر رومہ اُسی نے آباد کیا - اور مداین کو تختگاہ بنایا بباطلہ کے شہروں کو فتح کیا ماوراءالنہر مین جاکر خاقان پر نصرت پائی و بعد صُلح واپس آیا دشت قبچاق کے حاکم کو باجگزار بنایا اور قیصرروم کو زیر کر کے دوستی قائم کی ہند مین ایلچی بھیجکر قنوج کے راجاؤں کو باج گزار کیا یمن اول ہی سے چکا تھا غرضکہ ماوراالنہر خراسان جرجان اذربایجان فارس کرمان اور چند علاقہ جات ہندوستان و جزیرہ عمان و عراقین و بحرین و یمامہ و شام و سرحد روم یہہ سب ممالک اسکے قبضہ اقتدار مین تھے +

اس بادشاہ کی نصیحتین اور طرز عمل کتب تواریخ مین بہت کچھ لکھا ہوا ہے جن مین سے چند اس مختصر مین ہدیہ ناظرین ہین +

اس بادشاہ کے ہاتھہ مین تین انگشتریان تھین ہر ایک کے نگینے پر ایک ایک نصیحت کندہ تھی -

اول یہہ کہ صالح آدمی دوست و دشمن کے ساتھہ صُلح کرتا ہے کسی سے بمخالفت پیش نہین آتا

دُوم یہہ کہ بے مشورت کام خراب ہوتا ہی اور بے تدبیر مہمین ابتر ہو جاتی ہین -

سُوم یہہ کہ رعایت رعیت کی سب پر مقدم ہے +

بدنیا مرد صالح می کند صُلح	بہر نیک و بد و با یار و اغیار
کند ہر دم رعایت با رعیت	نسازد در جہان بے مشورت کار

نصائح جوانی پر غرور نکرو خدا کو ایک جانو اوسکو نچھوڑو خود پرستی سے احتراز
کرو کہے ہوے کام کو کیا ہوا سمجھو کی ہوئی عبادت کو ناکردہ جانو آج کا کام
کل پر نچھوڑو مان باپ سے تمسخر نکرو زندگانی دراز کو صرف ایک ہی دم تصور کرکھو
کینہ ور اور کینہ توز آدمی سے ڈرو مست اور دیوانے کے پاس نجاؤ عورتون کی
صحبت سے باز آؤ منشی اور شاعر سے دشمنی نرکھو اپنی روٹی غیر کے دسترخوان پر
رکھکر نہ کھاؤ تحصیل علم مین کسی وقت شرم نکرو ناخوانده مہمان کسی کے نہ بنو آزمائے
ہوئے کو نہ آزماؤ دولت مندون کے ساتھہ عداوت نرکھو سلطان وقت کی اطاعت مقدم
جانو دشمن کے مرنے پر خوشی نکرو تندرستی وصحت کو بڑی نعمت جانو دوست کی قدر
پہچانو دیر کر کے سوؤ جلد اٹھ بیٹھو تھوڑا کھاؤ کم بولو بہت روؤ کم ہنسو مرگ کو
سچ زندگی کو جھوٹھ جانو عالم الغیب خدا کو پہچانو +

پند ہر ناصح شنوا ے مہربان	تا شوی روشن باوج عزوجاه
کن عمل بر گفتۂ اہل عمل	نہ قدم اندر سلوک اہل راه

قول بھاری بوجھہ کا اٹھانا اور دور لیجانا آسان امر ہے مگر غیر جنس کی صحبت
مین جانا مشکل کیونکہ بوجہ اسکا جسم پر ہے اور بار اسکا روح پر ہے +

بری ہوتی ہے صحبت غیر جنس	حقیقت مین ہے وہ عذاب الیم

نکتہ شاہی قلمرو مین اگر کوئی پرانا پل شکستہ ہو جائے اور اسکی سوراخ مین بکری کا
پاؤن ٹوٹ جائے تو خداوند عالم کے روبرو اسکا باز پرس بادشاہ سے ہوگا +

آنچہ اندر ملک می یابد ظہور	از نکوئی و بدی و خیر و شر
باز پرس او ست پیش ذو الجلال	بیشک از فرمان روائے دادگر

قول عقلمند بادشاہ امیرون کی تجویز و مشیرونکی مشورت سے مستغنی ہی جسطرح دانا عورت کو خاوند کی احتیاج خانگی امور مین نہین ہے - نیک گھوڑا تازیانہ نہین کہا سکتا -

نباشد باوزیران احتیاجش	بود لایق اگر شاہ زمانہ
زشوہر ہست مستغنی زن خوب	خورد کے اسپ تازی تازیانہ

نکتہ مرد مفلس سب بے آبرو ہے اور بے اولاد نابینا بے برادر بیکس ہے اور بے زن بے عیش - جوان چارونین سے کچھہ نہین رکھتا وہ قید تعلقات سے بالکل آزاد ہی

مرد مفلس سر بسر بے آبرو ست	شخص بے اولاد نابینا بود
بے برادر بیکس است اندر جہان	زن ندارد ہر کہ او تنہا بود
آنکہ او دارد نہ زینان ہیچ چیز	بے غم و بے خوف بے پروا بود

فائدہ دن مخلوق الہی کے حاجت روائی کیلئے مخصوص ہے اور شب خداوند عالم کی عبادت اور شکر نعمت اداکرنیکے لئے ✦

صبح سے تاشام جتنا وقت ہے	اُس مین کر لو اپنی ساری کاروبا
شب کو غیر از بندگی کچھہ مت کر	تاکہ ہو راضی جناب کردگار

نکتہ جس فعل نے کسی کی عزت پر حملہ کیا ہو اُس سے احتراز بہتر ہے - ❊

ہو چکا ہو جس سے بے عزت کوئی	کام وہ کرتا ہے تو کس واسطے
خوار کیون کرتا ہی اپنے آپ کو	ہوتا ہے بے آبرو کسواسطے

نکتہ مصاحب محافظ بادشاہ ہے اور محافظ پر احتیاط واجب ہے ❊

ڈرتے رہتے ہین ندیم بادشاہ	خوف سے کرتے ہین وہ ہر ایک کام

بیقراری ہے فقط اُنکے نصیب	عیش و آرام اُن پہ رہتا ہے حرام

فائدہ چار چیزون سے چار شخص ذلت اُٹھاتے ہین بخل سے بادشاہ رشوت سے حاکم بے شرمی سے عورت ظلم و ستم سے عمّال +

مملکت گردد خراب و خستہ حال	بادشہ باشد اگر مرد بخیل
اہل حکم از ظلم گردد شرمسار	قاضی از رشوت شود خوار و ذلیل
در صفِ مردان زنان بدخصال	می شود آخر خجل بے قال و قیل

حکمت بادشاہ لشکر کے ساتھہ ہے اور لشکر مال کے ساتھہ مال خراج کے ساتھہ خراج ملک کے ساتھہ اور ملک آبادی کے ساتھہ اور ملک کی آبادی عدل کے ساتھہ ہے

مملکت آباد ہے انصاف سے	عدل ہے بیشک مدار انتظام
لشکر آسودہ خزانہ جمع ہے	ہو اگر در پیش کار انتظام

نکتہ قیصر روم نے سُنا کہ نوشیروان کے خزانہ مین روپیہ جمع نہین رہتا بوقت ضرورت قرض لینے کی نوبت آتی ہے اس لئے اس نے نوشیروان کو لکھا کہ جمع رہنا خزانہ کا سلطنت کا جزو اعظم ہے اور یہہ کمال افسوس کی بات ہے کہ تجھ جیسا بادشاہ عالی وقار رعایا کا قرضدار ہو مناسب یہہ ہے کہ بادشاہ فراہمی خزانہ کیطرف اپنی ہمت مصروف کرے کہ سلطنت کا محافظ خزانہ ہے ۔ نوشیروان نے اسکے جواب مین لکھا کہ بادشاہ کیلئے جمع رکھنا لشکر کا ضروری امر ہے نہ کہ خزانہ کا اور عند الضرورت رعایا سے قرض لینا عیب نہین اسلئے کہ رعیت بادشاہ کی مددگار رہے اور بادشاہ رعایا کا محافظ +

ہست اموال رعیت مال شاہ	گر بود باہم وفاق و اتفاق
مال یاران است باہم مشترک	گر نباشد درمیان بغض و نفاق

فائدہ ایک شخص نے نوشیروان سے پوچھا کہ عدل کیطرف کس چیز نے تجھے رہبری کی فرمایا کہ ایک روز مین نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کتے کے ایسی لکڑی ماری کہ اُسکی ٹانگ ٹوٹ گئی چندہی قدم چلا تھا کہ ایک سوار کے گھوڑے نے اسکو لات ماری جس سے اُسکی بھی ٹانگ توٹ گئی تھوڑی دور وہ گھوڑا گیا ہی تھا کہ گھوڑے کا پانوٗن زمین مین دہنس گیا گھوڑے نے چاہا کہ زور سے نکالے نکالتے وقت گھوڑے کی ٹانگ کو ایسی ضرب آئی کہ چلنے سے رہ گیا ۔ اُسی دنسے مین نے عدالت اختیار کی اور خوب جان لیا کہ ہر ایک عمل کے عوض مین جزا اور سزا ملنے والی ہے اگر مین ظلم کرونگا تو اسکا عوض ضرور پاؤن گا اور عدل کرونگا تو صفت عدالت سے بلند آوازہ ہون گا +

برائی کے بدلے برائی ملیگی	بھلائی سے ہوتی ہے حاصل بھلائی
رہیگا نہ تو اور نہ تیرا زمانہ	رہیگی مگر یہہ بھلائی برائی

حکایت

اذربایجان کے حاکم نے ایک ضعیفہ کی زمین اُسکے بے رضامندی لیکر اپنی حویلی مین شامل کرلی ناچار بڑہیا قیمت لینے پر راضی ہوئی تو قیمت بھی اوسکو دو برس تک نہ ملی اسلئے وہ مدائن نوشیروان بادشاہ کے پاس آئی چھہ مہینے تک اسکو بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونیکا موقع نملا ایک دن شکارگاہ پہونچی اور بادشاہ کو شکار کھیلتے ہوئے پاکر گھوڑے کی باگ تہام لی اور اپنا حال زار بدیدۂ اشکبار کہہ سنائی بادشاہ نے ایک خدمتگار خاص خفیہ آذربایجان کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہان جاکر اصل حال اس مدعی کے دعوے کا دریافت کرکے

حضور مین سب بے کم و کاست عرض کرے خادم وہان پہونچا اور بعد تحقیقات واپس آکر عرض کیا کہ دعوی مدعیہ راست و درست ہے بادشاہ نے مدعاعلیہ کو طلب کیا اور اس ظلم کی پاداش مین اوسکی گردن ماری اور حویلی اوسکی بڑھیا کو دی اور خود متبنہ ہو کر اس روز سے اپنا عام دربار کیا اور حکم دیا کہ دربار کے وقت جو دادخواہ آئے فی الفور روبرو پہونچایا جاسے بلکہ اپنے خاص محل کی دیوار کے پاس بادشاہ نے ایک بڑی زنجیر لٹکائی اور گھنٹہ اوسمین باندھ کر منادی کروائی کہ رات کیوقت جو مستغیث آئے اُس زنجیر کو ہلائے گھنٹہ کی آواز سُنکر بادشاہ اوسی وقت مستغیث کا فریادرس ہو گا +

نکتہ حاکم کو خدمت دیتے وقت پانچ امر کا لحاظ چاہیے **اولاً** نئے آدمی کو بے امتحان خدمت ندے **ثانیاً** نوکر کرنیکے وقت اُسکا قیافہ دیکھ لے کہ کس حیثیت کا آدمی ہے **ثالثاً** نوجوان نا آزمودہ کار کو بڑے کامون مین دخیل نکرے **رابعاً** شریف اور نیک نفس آدمی کو خدمت دے کیونکہ رذیل سے ضرور خطا ہوتی ہے کبھی وہ خطا سے خطا نہین کرتا اور شریف سے اگر کبھی سہواً خطا بھی ہو جاتی ہے تو وہ آیندہ کیلئے متبنہ ہو جاتا ہے **خامساً** قدیم اہلکار کی حقوق خدمت پر ہر وقت لحاظ رہے +

بار در دربار خود ہرگز مدہ	تا نگردد امتحان دوستدار
نوجوان نا آزمودہ کار را	کُن نہ در کار کلان با اختیار

حکایت

نوشیروان جب اپنا محل بنوا چکا دربار عام کیا اور امیرون سے پوچھا کہ

محل شاہی تم سنے دیکھا اس مین اگر کوئی عیب ہے تو بیان کرین سبھون
نے بالاتفاق عرض کیا کہ یہہ عالیشان مکان ہر طرح کے عیب سے پاک ہے
صرف یہی عیب ہے کہ حرم سرا کی دیوار کے نیچے ایک بوڑہیا کا پرانا گھر ہے
وہ بے زیب معلوم ہوتا ہے اور اوس کا دہوان خاص محل مین جاتا ہے اور
شاہی دیوارون کو سیاہ کرتا ہے اہل حرم بھی تکلیف پاتے ہین قلعہ کے
اندر اسکا باقی رہنا کیا ضرور ہے اسکے عوض مین بڑہیا کو شہر مین مکان
دیدیا جائے تو بہتر ہے فرمایا کہ کیا کرون بڑھیا میرا کہا نہین مانتی پہلے مین نے
اس سے کہا تھا کہ تو اپنے گھر کی قیمت جسقدر تیرا جی چاہے لے لے اور کہین اپنے رہنے
کیلئے مکان خرید لے اُس نے نہین مانا اور کہا کہ مجھکو اسی مکان سے محبت ہے
مین یہان سے نجاؤنگی پھر بھی اسکو سمجھایا کہ تو کھانا نہ پکایا کر شاہی باورچیخانے
سے تجھکو کھانا پہنچا کریگا یہہ بات بھی اوس نے منظور نکی اور کہا کہ مین اپنے ہاتھ
کی مزدوری سے کھانا پسند کرتی ہون بڑھیا کے پاس ایک گائے بھی ہے
اوسکو محلسرا کے عین دروازہ کے آگے باندھ دیتی ہے اُسکے بول و براز کی بدبو
محل مین پھیل جاتی ہے اگر منع کرین تو کہتی ہے کہ یہہ زمین میری ہی گائے
کے باندھنے مین میرا اختیار ہے چونکہ زمین بڑھیا کی ملکیت تھی زبردستی کرنا قرین
انصاف نہین اسکے سوا حق ہمسائیگی مانع ہے ظلم کر نہین سکتا کہ ظالم کا گھر
دوزخ ہے اپنے اوپر تکلیف گوارا کر لیتا ہون مگر غیر کی تکلیف نہین دیکھہ سکتا۔

ظلم ہے آخر عوض ہے ظلم کا	رنج کا بدلہ ہے آخر کار رنج
ہو اگر فرحت کے تم اُمیدوار	لوگون کو پہونچاؤ مت زنہار رنج

حکایت

نوشیروان کے عہد مین ایک تاجر مہمان نواز مدائن مین تھا لنگر اُس کا ہمیشہ جاری رہتا تھا جسوقت کوئی مہمان مسافر آتا محروم نجاتا اس امتحان کیواسطے **نوشیروان** بہ تبدیل لباس اسکے گھر گیا اُس نے نہ پہچانا اور حسب عادت بڑی خاطر کی جوکچھ مانگا بلا تامل دیا بوقت رخصت **نوشیروان** نے اُس سے کہا مین بھی اپنے گھر کا امیر ہون اگر کوئی چیز مرغوب خاطر ہو فرمائے بلا توقف ارسال خدمت ہوگی سوداگر نے کہا بہتر اگر تھوڑے انگور بہیجدیجئے تو نہایت مہربانی ہے بادشاہ نے کہا کہ خود ہی تمھارے خانہ باغ مین طرح طرح کے انگور موجود مین کیون نہین توڑ لیتے کہا میرے باغ کے انگور سب پک کرتیار ہو چکے مین مگر نوشیران سخت غافل ہے کہ سلطانی عشر لینے والا عامل اس نے اب تک نہین بھیجا اگر سلطانی حصہ لیجاتا تو انگور مہمانون کے کام آتے اب مین اپنے باغ مین کچھ تصرف نہین کرسکتا ڈرتا ہون کہ بادشاہ کی غفلت سے مین بھی خائین نہ بجاؤن اور رفتہ رفتہ خیانت کی مجھکو بھی عادت پڑجاے۔ **بادشاہ** یہہ بات سنکر رویا اور کہا کہ وہ غافل بادشاہ اور بےخبر حاکم مین ہی ہون۔ اُس روز سے ہرایک امر مین غفلت چھوڑدی +

نکتہ عادل بادشاہ کے لئے سترہ اوصاف موجب قیام سلطنت ہین +
اوّل ہمیشہ عدل اختیار کرے اور مظلوم کی داد ظالم سے لے **دوم** عقل کے مشورے سے کام کرے **سوم** رعایا نواز ہو اور رعیت کی آبادی ملحوظ رکھے **چہارم** مآل اندیش ہو ہر کام کے آغاز مین انجام سوچ لے **پنجم** رحیم ہو بندگان

خدا پر رحم کرے **ششم** حلیم ہو حلم اور نرمی سے کام لے **ہفتم** قدردان ہو
اہل شمشیر و قلم کو عزیز رکھے **ہشتم** سخی ہو غربا و فقرا کی خبر لے **نہم** بہادر ہو تاکہ
جب جنگ کا موقع آپڑے بزور شمشیر دشمن پر فتح یاب ہو - **دہم** دلیر ہو سلطنت
کے کام مین سستی اور کاہلی نکرے **یازدہم** بے تعصب ہو ایک کی دوستی کے
سبب سے دوسرے پر ظلم روا نرکھے **دوازدہم** عابد ہو خدا کی عبادت ہر کام پر
مقدم سمجھے **سیزدہم** خود رائے و خود پرست نہو کوئی کام مشیرون کی مشورت
بغیر نکرے **چہاردہم** علم دوست ہو علما و فضلا کی توقیر کرے اہل علم و ہنر کو
عزیز سمجھے **پانزدہم** مردم شناس ہو دوست دشمن کو پہچانے **شانزدہم**
باذل ہو اپنا خزانہ فوج کا حق جانے **ہفدہم** منصف ہو رعایا کے فیصلے کی طرف
بذات خود متوجہ ہو امور سلطنت کارپردازان کے اختیار اور بھروسہ پر نچھوڑے +

شاہ با انصاف ایسا چاہئے	خوش ہو جسکے خلق سے سارا جہان
ہو بہادر عقلمند اور بردبار	حق شناس و مہربان و قدردان

حکایت

ساسانی بادشاہون کے ہان رسم تھی کہ اگر کوئی اُن کے روبرو کوئی اچھی بات
یا لطیفہ کہتا اور اُس سے بادشاہ خوش ہوکر آفرین کا کلمہ زبان پر لاتا تو ایک ہزار
درم انعام مین اسی وقت ملجاتے - کہین ایک روز **نوشیروان** جنگل مین
سیر کررہا تھا اتفاقاً ایک زمیندار سو برس کی عمر رسیدہ خرمے کا تخم بو رہا تھا
بادشاہ دیکھ کے ہنسا اور کہا کہ اس درخت کے ثمر لانے تک تو زندہ رہیگا

پس تو کس امید پر اپنا وقت رائیگان کرتا ہے زمیندار نے عرض کیا (کشتند خوردیم کاریم خورند) بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور کہا آفرین خازن نے اسی وقت ہزار درم کی تھیلی زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے کہا کہ دیکھیے میرا بویا ہوا تخم پیدا ہونے سے پہلے ہی پھل لایا اور مین نے اسی وقت کھا لیا یہ برکت بادشاہ قدردان کی تشریف آوری سے ظہور مین آئی بادشاہ یہ تقریر سنکر پھر ہنسا اور کہا آفرین خزانہ دار نے دوسری تھیلی بھی اسی دم زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے عرض کیا کہ اور زمینداروں کے درخت ایک سال کے بعد ایک ہی دفعہ پھولتے پھلتے ہین اور میرا تخم کہ ابھی زمین سے باہر بھی نہین نکلا دمبدم پھل دیتا ہے یہہ لطیفہ سنکر بادشاہ نے پھر تبسم کیا اور کہا آفرین خزانچی نے تیسری تھیلی بھی زمیندار کے آگے رکھدی زمیندار بادشاہ کی مہربانی کا پھل کھاکر نہال ہو گیا۔

تجھ سے پہلے بو گئے تھے جتنے لوگ	انکی محنت کا ثمر تجھکو ملا +
سعی کر تو بھی کہ تیری سعی سے	لوگ پائین تا قیامت فائدہ

حکایت

نوشیروان کے عہد مین ایک روز ایک آدمی جنگل مین کہین شکار کو جا نکلا دیکھا تو ایک آدمی کو کسی نے قتل کرکے آلہ قتل اُس کے سینہ پر رکھدیا ہے اس واقعہ کو دیکھکر حیرت زدہ آلہ قتل اٹھاکے دیکھ ہی رہا تھا کہ اہلکار پولیس آ ہی پہونچے اور اُس ناکردہ گناہ کو مقتول کا قاتل جانکر گرفتار کر لیا چند روز بعد ماخوذ کو پھانسی

دینیکے لئے چوک مین لائے پھانسی پر چڑھایا چاہتے تھے کہ مجمع سے ایک شخص نکل آیا اور آواز دی کہ اس مقتول کو مین نے قتل کیا ہے قصاص اسکا مجھپر جاری کرنا چاہیے ملازمان شاہی نے اس ناکردہ گناہ کو چھوڑ دیا اور مجرم اقبالی کو نوشیروان کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے اسکی رہائی فرمائی اور کہا کہ اگرچہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا ہے ولیکن دوسرے کی جان بچائی ہی اور اسکے بچانیکے لئے موت کی بلا اپنے سر پر لی ہے ایسے شخص کو پھانسی دینا نچاہیے پہلے یہہ قاتل تھا اب فدائی ہوچکا ہے

نکتہ کسی کی ناراضی اور اپنی بچاؤ کے سبب سے سچ بات کا چھپانا اور جھوٹھ کہنا سراپا منع ہی +

از راہ راست سر مپیچ اید وست	گردران راہ خوف جان باشد
ایمن ست از جہان واہل جہان	ہرکہ از کذب در امان باشد

حکایت

ایک مخبر نے نوشیروان سے مخبری کی کہ خزانچی نے خزانہ شاہی سے بلے اجازت بہت سا روپیہ غربا و فقرا کو دیدیا اور زر خطیر خیرات مین صرف کیا ہے فرمایا کہ جسقدر روپیہ خزانچی نے مسکینون اور محتاجون کو دیا ہے وہ ہمارے ہی خزانہ مین جمع ہے کہین نہین گیا +

دولت و مال کی حفاظت مین	کیون اٹھاتا ہی تو مصیبت و رنج
خرچ کر راہ حق مین دولت و مال	جمع کر عاقبت کے گھر مین گنج

حکایت

نوشیروان اکثر اوقات رات کے وقت دو چار خدام خاص کو ساتھہ لیکر رعایا کی خبرگیری کیلئے پھرا کرتا تھا ایک روز ایک خیرخواہ امیر نے بعد اداب و کورنش عرض کیا کہ بادشاہ کا اس حالت سے شہر مین گشت کرنا اچھا نہین ہے اندیشہ ہے کہ موقع پاکر کوئی دشمن کسی طرح کا صدمہ پہونچا سے فرمایا کہ کچھہ اندیشہ نہین ہے کیونکہ عادل بادشاہ اور منصف حاکم کا حافظ حقیقی پاسبان ہے

شاہ عادل را ز تنہائی چہ غم	زانکہ عدل او ست ہردم پاسبان
ناصرش باشد خداوند کریم	درجہان ہر روز و ہر شب ہر زمان

حکایت

نوشیروان کے وقت مین ایک شخص بازار مین کہتا پھرتا تھا کہ میری تین باتون کا مول تین ہزار دینا رہے اگر کوئی خریدے تو مین اسکو بتلاؤن نوشیروان کو خبر ہوئی اسکو طلب کیا اور فرمایا کہ ہم نے تیری باتون کو خرید لیا کہو وہ کون باتین ہین وہ بولا کہ **اول** یہہ بات ہے کہ دنیا مین دوست نہین ملتا **دوم** ناچار دشمن سے بھی ملجانا چاہئے **سوم** اُنسے ملو جنسے ضرورت ملنا پڑجائے نوشیروان نے یہہ باتین سنکر حکم دیا کہ تین ہزار دینار اسکو دیدو حکیم نے دینار نہ لئے اور کہا کہ مین اسبات کا امتحان کرتا تھا کہ آیا حکمت کے باتون کا بھی کوئی خریدار دنیا مین باقی رہا ہے یا نہین +

دوست کوئی بھی گر نہہ ہو پیدا	کسی دشمن سے دوستی کرلے
کام اپنا چلالے دنیا مین	حاصل آرام زندگی کرلے

حکایت

ایک روز ایک کوتاہ قد داد خواہ نوشیروان کے روبرو آیا اسکو دیکھکر فرمایا کہ کوتاہ قد آدمی شر انگیز و مفتری ہوتا ہے کیا عجب اسکا دعوی بھی سچ نہو جب تحقیقات ہوئی بادشاہ کا قیاس درست نکلا چند روز بعد اور ایک شخص کوتاہ قد مستغیث آیا بادشاہ پھر وہی حرف سخن زبان پر لایا دادخواہ نے عرض کیا کہ میرے چھوٹے قد کو دیکھکر مجھکو چھوٹا نہ سمجھئے میرا مدعا علیہ مجھسے بھی زیادہ پست قامت ہی بادشاہ ہنسا اور اسکی حق رسی فرمائی +

بندہ کوتاہ قد کوتاہ عقل	آفتین کرتا ہے برپا سیکڑوں
شر اُٹھاتا ہے ہزاروں وہ شریر	مخمصے کرتا ہے پیدا سیکڑوں

نکتہ بھوک کے عذاب سے مرنا بہتر ہے کہ سفلوں کا کھانا کھانا اُنکے احسانکا بار اُٹھانا +

اہل ہمت گرسنہ میرد اگر +	دست پیش سفلہ کے سازد دراز
زیر بار ہمت دون ہمنان	سرنگون گردد نہ مرد راستباز

نکتہ دنیا مین جسکی زیست بامراد نہین دل اُسکا شاد نہین اسکو زندہ نجا نو مردہ بہی جانو

زیست کی راحت نہو جسکو نصیب	محض لاحاصل ہے اُسکی زندگی
بہتر ایسی زندگی سے مرگ ہے	خوش نہو جس زیست مین انسانکا جی

حکایت

ایک روز ایک مصاحب نوشیروان کی خدمت مین حاضر ہوا اور مبارکباد دیکر کہا کہ آج فلان دشمن اس خاندان کا مرگیا ہے فرمایا کہ آخر مجھکو بھی وہان لیجائینگے

جہان وہ گیا ہے پس کیا موقع خوشی اور مبارکبادکہنے کا ہے بلکہ مقام حسرت وافسوس کا

کہ زندگانی مانیز جاودانی نیست		اگر بمرد عدو جای شادمانی نیست	

تذکرہ جب نوشیروان مرگیا تو اسکی وصیت کے موافق تابوت اسکا تمام شہر مین پھرایا گیا اور تابوت کے آگے منادی ندا کرتا جاتا تھا کہ جس مظلوم و قرضخواہ کا حق اس بادشاہ کے ذمہ ہو اسوقت حاضر ہو کر حق رسی کی جاے لکھتے ہین کہ کوئی دادخواہ نہ آیا۔ اس بادشاہ عادل کے تابوت کے ساتھ ہزارہا مخلوق تھی اور ہر ایک یہہ سمجھتا تھا کہ آج میرا وارث دنیا سے اُٹھ گیا +

خسرو پرویز بادشاہ

یہہ شخص نامآور بادشاہون مین شمار کیا گیا ہے **پرویز** اسکا خطاب تھا عجب نہین کہ اسکی شیرین کلامی نے اس خطاب کا مستحق کیا ہو۔ اسکے پاس آٹھ خزانے تھے اُنمین سے ایک کا نام بادآورد تھا لکھتے ہین کہ قیصر روم نے وہ خزانہ جہاز پر لادکر کسی بحیرہ کو روانہ کیا تھا اتفاقاً دریا مین ہوا کا طوفان آیا ہوا تھا اور طوفان کے زور سے جہاز اس بادشاہ کے علاقہ مین آگیا اسکے عملدارون نے وہ خزانہ لیلیا اور بادشاہ کے پاس بھیجدیا اُس خداداد خزانہ کو دیکھکر بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسکا نام گنج بادآورد رکھا +

فائدہ اس بادشاہ کے خزانہ مین بیس ہزار زین مرصع پچاس ہزار قیمتی گھوڑا بارہ ہزار اونٹ خاص شاہی اسباب لادنیکا نوسو ہاتھی خاص سواری کے تھے

دو سو غلام خوشبو کے ڈبے سواری کے ساتھ لئے رہتے تھے تاکہ سواری کیوقت بھی معطر ہوا بادشاہ کے دماغ مین پہونچتی رہے ایک ہزار سقا بادشاہ کی سواری کے آگے آگے پانی چھڑکا کرتا تھا بادشاہ کے گھوڑون کے نعلین بہی سونیکے تہین میخین اُسمین لکڑی کی لگائی جاتی تھین اس غرض سے کہ وہ نعل، بہت جلد گر پڑین اور لوگ اُٹھا کر لیجائین فیض پائین اور اسکے عوض مین نئے لگائے جائین

فائدہ اس بادشاہ کے پاس ایک کاسہ تھا ایک مرتبہ اس مین پانی بھر کر اگر تمام اہل دربار پیتے تو وہ خالی نہوتا - بارہ ہزار خوبصورت کنیزین اسکے محلسرائے مین رہتی تھین اور شیرین جیسی عورت جمیلہ جو حسن وخوبی مین دنیا کا روشن ستارہ تھی اسکی منکوحہ تھی - بادشاہ کے خاصہ کے لئے جو بزغالہ ہر روز ذبح کیا جاتا تھا اُسکے پکانے مین دو ہزار دینار روزانہ صرف ہوتا تھا - پہلے بزغالہ زرد رنگ ازرق چشم بھیڑی کے دودھ سے پرورش کیا ہوا ہر روز بہم پہونچایا جاتا ایک تنور چاندی کا بنا کر عود کی لکڑیون سے تپایا جاتا مشک اور زعفران بھی جلایا جاتا پھر بزغالہ ذبح کر کے اور چاندی کے طشت مین رکھکر تنور کے اندر رکھا جاتا جب پک چکتا تو سونے کے طشت مین رکھکر سونے کی چھُری سے اُسکے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے اور بہت سا جواہرات قیمتی پسا ہوا اوسپر ڈالا جاتا خوشبودار مصالحہ پُر ذائقہ انواع واقسام کے اُسپر ایزاد کئے جاتے جب بادشاہ کھانے سے فراغت پاتا وہ چاندی کا تنور وطشت طلائی و لنگری وغیرہ روزانہ مساکین پر تقسیم کر دئے جاتے اور آئندہ کیلئے ہر روز نئے تیار ہوتے غرض کہ یہہ بادشاہ بڑا باتکلف اور کریم تھا ✤

حکایت

ایک روز کسی مخبر نے ایک امیر کی نسبت مخبری کی کہ وہ بادشاہی مال مین سے بہت روپیہ کھا گیا ہے بادشاہ نے اسکی تحقیقات کیلئے حکم دیا جب جرم ثابت ہوچکا تو امراے دربار سے اسکی سزا دہی کے لئے مشورہ لیا گیا سب نے اسکے قید کرنیکی راے دی مگر بادشاہ نے برخلاف انکی راے کے اُسکا رتبہ پہلے سے دوچند بڑھا دیا جاگیر و منصب اور زیادہ کردیا یہہ حال دیکھکر تمام امراے دربار حیرت مین آئے اور بادشاہ سے اس عنایت و مہربانی کا باعث پوچھا فرمایا کہ تمھاری تجویز اسکے باب مین یہ تھی کہ مین اسکو قید کردون پس احسان و مروت سے زیادہ اور کون قید ہے اسلئے مین نے اُسپر احسان کیا اور ایسی زنجیر مروت کے اُسکے ہاتھہ پاؤن مین ڈالی کہ تا دم زیست وہ کبھی گردن نہ ہلاسکے کیونکہ ظاہری قید سے صرف جسم ہی پر ہوتی اور احسان و مروت کے بند اُسکی رُوح اور جان پر ہے ❖

روح محبوس ست ہم جا بند	بند بند تن ہین کہ در بند ویست	کاندران تا زیست انسان ہا بند	بند احسان است بند آہنین

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح

یہہ آٹھوین خلیفہ آل مروانیہ سے تھے انکی عدالت اور خداپرستی ضرب المثل ہے۔ سلیمان بن عبد الملک کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے۔ اونکی خلافت نے دفعۃً حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا اور تمام ملک مین عدل و انصاف۔ علم و عمل۔ خیر و برکت کی جان تازہ ڈالدی حضرت **علی** رض علیہ السلام پر خطبوں مین جو لعن پڑھا جاتا تھا ایک لخت موقوف کردیا شہزادگان بنو امیہ کے ہاتھوں سے جاگیرین چھین لین۔ جہان جہان ظالم عمّال تھے یکقلم معزول کردیے سب سے بڑھکر یہہ کہ علوم الٰہیہ کو وہ رونق دی کہ گھر گھر یہی چرچے پھیل گئے۔ امام زہری کو حکم دیا کہ حدیثون کو یکجا کرین یہہ مجموعہ تیار ہوا تو ممالک اسلامیہ مین اوسکی نقلین بھجوائین مناقب انکی بیشمار ہین اس مختصر مین اونکی تحریر کی گنجائش نہین مگر تبرکاً و تیمناً مشتے نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین ہین

فائدہ رات کو امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کو رقت پیدا ہوئی اور بے اختیار رونا

شروع کیا فاطمہ انکی منکوحہ نے دیکھا تو آپکا تمام چہرہ اور ریش مبارک آنسون سے تر تھے
جب آپ نماز سے فارغ ہوے تو آپ کی منکوحہ نے پوچھا مزاج کا کیا حال ہے اور یہ رونا کس لئے
ہے فرمایا مین امور امت مرحومہ کا ایک معتمد و رامانت دار ہون مجھے نہایت فکر و اندیشہ ہی
کہ میرے قلمرو مین صدہا بندگان خدا ننگے بھوکے خستہ حال و رتباہی کے عالم مین مبتلا
ہون گے فردا ے قیامت حاکم علی الاطلاق جب مجھسے پوچھیگا کہ ان لوگونکی ساتھ تو نے کیا سلوک کیا
تو مین جانتا ہون کہ مجھسے جواب نہ بن پڑیگا اور عذر میرا قبول نہوگا اسلئے مجھکو اپنی نفس پر رحم ہوا اور رقت پیدا ہوئی
پند سونیکے لئے رات کو بستر پر نجاؤ جب تک کہ تمام دن کا حساب نکرلو کہ آج مین نے کون
کون عمل نیک اور کون کون بد کیا ہے پس جو عمل بد یاد آئے اسکے کرنے پر پچتاو و توبہ کرکے
بخشواؤ نیک عمل پر خدا یتعالی کا شکر ادا کرو اور دعا مانگو کہ آیندہ بھی وہ تم کو نیکی کی توفیق دیوے

	جس قدر تم روسکو چھپ چھپ کے رلو راتکو		چہرہ سے دنکی سیاہی سار ہی دھو لو راتکو	

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح خلافت سے پہلے ہزار درہم کی قیمتی
پوشاک پہنتے اور فرماتے تھے کہ کیا عمدہ لباس ہے اگر اس مین خشونت نہوتی اور جب آپ تخت
نشین ہوے تو پانچ درہم سے زیادہ قیمت کی پوشاک کبھی نہ پہنی جسکے نسبت فرماتے کہ کیا
عمدہ پوشاک ہے اگر اس مین تنعم نہوتا اس پر لوگون نے عرض کیا کہ سبب اختلاف کا
ان دونون حالتون مین کیا ہے فرمایا میرا نفس لوامہ آفت کا پرکالہ ہے جو نعمت خدا پاک نے
اوسکو دی اوسیر ہل من مزید کا خواہشمند رہتا ہے اور اخدا پاک نے ہمیشہ اوسکی خواہش
ہل من مزید پوری کی اب تخت نشین ہونیکے بعد بھی وہی خواہش ہل من مزید باقی ہے
مگر دنیا مین تو اس خلافت پر ہل من مزید ممکن ہی نہین باقی رہی نعماے عقبی وہ
بغیر دنیا چھوڑے ملتی نہین اس سلیے آخرت کی خواہش سے نے دنیا چھوڑ دی +

زہد کا رتبہ اگر مطلوب ہے	تین چیزین چھوڑ دے اے نیکنام
زیب و زینت زاسپ و رہ تاسی ہوا	دل سے دنیا و دولت والسلام

فائدہ باوجود اس قدر امارت اور دولت وحکومت کے امیرالمومنین عمر بن عبدالعزیز ہمیشہ دیوان تحقیقات وفصل خصومات مین فرش زمین پر اجلاس فرماتے تھے اسپر لوگون نے عرض کیا کہ اگر آپ سطح رونق افروز رہین گے تو ہیبت وسطوت وفر و شوکت سلطنت وخلافت کا باقی نہین رہیگا آپ نے فرمایا کہ مجھے تکلف سلطانی سی کچھ غرض نہین ہے توکل درکار ہے

نکتہ خدا کے متوکل ہوکر خاکستر کے فرش پر بیٹھنا اور فقیر کہلانا اس سے بہتر ہی فرعون کی طرح تکبر وتجمل کے ساتھہ تخت پر بیٹھنا اور احکم الحاکمین پر بہروسہ نرکھنا ؛

کر وحق پر توکل بندگان حق اگر سمجھو	گہر قطرے کو سمجھو اور خاکستر کو زر سمجھو

حکایت

ایک روز مسلمہ بن عبدالملک عمر بن عبدالعزیز رح کی عیادت کو آیا دیکھا تو اُن کے کپڑے میلے کچیلے تھے اونہون نے اپنی بہن فاطمہ سے جو امیرالمومنین کی منکوحہ تھین کہا کہ آپکے کپڑے بدل دو اور جو کپڑے پہنے ہین اونکو دُھلوا دو فاطمہ نے کہا اے بھائی مین کیا کرون اون کے پاس اس لباس کے سوا دوسرا کپڑا ہی نہین ہے

نکتہ میلے جسم اور ناپاک بدن پر پاکیزہ لباس پہنا پاک لوگون کے نزدیک منع ہی

اسطرح اپنی پاک روح کو بدی اور بدافعالی کے میل سے ناپاک رکھنا اور جسم کو دھونا عیب ہے +

نجاست سی نہو جب تک کہ دل پاک	عبث ہی اس تن خاکی کا دھونا
بھلا جب تک پلید اپنا ہو باطن	ضرورت کیا بظاہر پاک ہونا

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح نے ایک حکم نافذ کیا کہ بنی امیہ نے لوگون سے براہ ظلم و جبر جو کچھ کیا ہے وہ سب اُن کے مالکون کو مسترد کردیا جاے اس پر ارکان دولت و اعیان سلطنت نے عرض کیا کہ حضور آپ ایسا حکم صادر فرماتے ہین اور اپنی قوم کے رنج و ملال سے نہین خطر کرتے فرمایا مجھکو احکم الحاکمین کا خوف ہے اور کسی سے ڈرتا نہین +

پند حاکم علی الاطلاق سے جو ڈرتا ہے اُن سے سب خلقت ڈرتی ہے اور جو شہنشاہ جل و علا سے نہین ڈرتا اس سے کوئی بھی خوف نہین کرتا +

لوگ ڈرتے ہین اُن کی سایہ سے	جو کہ اپنے خدا سے ڈرتے ہین
جو نہین ڈرتا اپنے خالق سے	لوگ کب اُس سے خوف کرتے ہین

حکایت

رجا بن حیات روایت کرتے ہین کہ مین ایک رات عمر بن عبد العزیز کے خدمت شریف مین حاضر تھا اتفاقاً چراغ گل ہونے لگا مین نے چاہا کہ اوٹھکر بتی درست کردون لیکن مجھسے پیشتر خود ہی امیر المومنین نے چراغ درست کردیا مین نے عرض کیا یا امیر المومنین خادم کے ہوتے مخدوم کو تکلیف اوٹھانیکی کیا ضرورت تھی

آپ نے فرمایا کہ میرا کیا گھٹ گیا جب مین اوٹھکر گیا تب بھی عمر ہی تھا اور درست کرکے آیا تب بھی عمر ہی ہون +

نکتہ فخر انسان کا اس مین ہوتا ہے کہ وہ فخر کے لائق ہو اور افتخار زکری باوجود مہتری کے اپنے آپ کو کمتر جانے دولت اور حکومت کی حالت مین تواضع اور انکساری اپنا پیشہ کرے +

دوستو فخر اپنا مت ظاہر کرو	گرچہ ہو تم صاحب عز و وقار
بندگی پر باندھو لوا پنی کمر	پاؤ اپنے حق سے تاج افتخار

حکمت اپنے متعلقین اور خدمتگارون کو اپنا اعضا تصور کرنا چاہیے کیونکہ اگر وہ نہون تو ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنا پڑے نوکر کو سخت تکلیف نہ دینی چاہیے کوئی وقت اُن کے آرام کیلئے بھی مقرر کرنا چاہیے +

بندہ از بندگان حق بود	گر ترا در بندگی خدمت گذار
دان غنیمت خاطرش خورسند دار	تا ترا خوشنود دارد کردگار

نکتہ نوکر کو چاہیے کہ وہ اپنے آقا کی خدمت گذاری و جانثاری مین ہمیشہ حاضر و سرگرم رہے ہر کام مین دیانتداری و خیر خواہی کو مقدم سمجھے حق نمک پہچانے مالک کو مالک جانے اور اسکے راز کا محافظ رہے +

ہین گے مستحکم دیانت پر مدام	بندگان اہل دین اہل یقین
ہے عزیز خلق مرد خیر خواہ	فخر پاتا ہے امانت سے امین

حکمت شجاعت کے متعلق دس چیزین ہین **اوّل** کبر نفس یعنی مفلسی یا تونگری یا مدح یا مذمت کو یکسان جاننا **دوم** تقویت یعنی سخت مصیبت کیوقت نہ گھبرانا

قوی دشمن سے نہ ڈرنا **سوم** سکون یعنی ہر حالت میں مستقل رہنا آجکا کام
کل پر نچھوڑنا **چہارم** ضبط مزاجی یعنی جوش میں نہ آجانا غصہ کو ضبط کرنا دشمن پر
غلبہ پاکر درگذر کرنا **پنجم** ثبات یعنی دشمن کی جمعیت دیکھکر پریشان نہونا اور نیک
کام کرنے مین حریص رہنا **ششم** تحمل نیک کام کرنے مین **ہفتم** غیرت اور حمیت
قوم اور اقربا کی پرورش پر مستعد رہنا انکو غیر کا محتاج نہونے دینا اور انکی آبرو کا
محافظ رہنا **ہشتم** تواضع سب کو اپنے ذات سے اچھا جاننا اور سب سے بدارات
پیش آنا **نہم** علو ہمتی اچھے اعمال و اخلاق کی طرف راغب رہنا بدعادتون سی
باز رہنا خداوند عالم کی راہ مین زرنثار کرنا کسی کی بھلائی کے لئے اپنے آپکو تکلیف
مین ڈالنا **دہم** رقت لوگون کی پریشانی و غمگینی کی حالت دیکھکر خود پشیمان
ہونا کسی کی بدحالت دیکھ نسکنا اپنے گناہین یاد کرکے رونا اور غم کرنا +

کبر نفس و تقویت صبر و سکون	ہین یہہ سب مردہا در کی نشان
اور تواضع غیرت و حلم و ثبات	مین اسی کی واسطے اندر جہان
اپنی ہمت اور تحمل سی ہمیش	کام کرتا ہے وہ یکتائے زمان

حکایت

تقریب عید الفطر مین امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کی بی بی نے آپ سے
شکایت کی کہ یا امیر المومنین آپکے تخت نشینی مین ہمنے کچھ بھی فائدہ نہین اٹھایا
اور مزہ نپایا دیکھو محلہ کے لوگون نے اپنے لڑکون کے لئے نئی نئی پوشاکین اور
اور عمدہ عمدہ لباس تیار کرایا ہے مگر ہمارے لڑکے وہی پھٹے پرانے پیوند لگی ہوے

کپڑے پہنتے مین مجکو نہایت شرم آتی ہے اس پر آپنے خزانہ دار بیت المال کو شقہ لکھا کہ ہمارا حق خلافت مقررہ ایک مہینہ پیشگی بھیجدو مہتمم بیت المال نے عرض کیا کہ تعمیل حکم مین تو کچھ عذر نہین مگر یا امیر المومنین یہہ کیونکر یقین ہوسکتاہی کہ آپ ایک مہینہ تک زندہ رہین گے جسکا حق آپ آج چاہتے ہین آپنے فرمایا یہہ سچ ہے اور آپنے اپنی بی بی سے فرمایا کہ ہمارے لڑکون کیواسطے جنت مین پوشاک لطیف تیار ہے یہان نئی پوشاک اور عمدہ لباس کی کچھ احتیاج نہین ہے

فائدہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت مین حق خلافت ایک لاکھ تیس ہزار درہم سالانہ سے زاید تھا اور عمر بن عبد العزیز کے زمانہ تک مسلسل فتوحات جدیدہ نے اوس حق خلافت کو المضاعف کردیا تھا لیکن عمر بن عبد العزیز نے اپنا کل حق بیت المال سے بجز دو درہم روزانہ کے نہین لیتے تھے بلکہ جس وقت وہ صدر نشین خلافت ہوے اپنا کل ذاتی مال بھی داخل بیت المال کردیا آپ کے فضایل اور کمالات جو مورخین زمانہ نے لکھا ہے اوس سے یہہ امر ثابت ہوسکتا ہے کہ آپ انسان فرشتہ صفت تھے

نکتہ بادشاہ وہ ہے جو کسی کے آگے دست سوال نہ پھیلائے خدا پرست وہ ہے جو خودی کے دام مین اسیر نہو نیک وہ ہے جو کسی کے ساتھہ برائی نکرے

نیک وہ ہی جو نہین کرتا بدی	دوست دشمن نیک بد بندو نکر ساتھہ
شاہ کہتے ہین اُسے شاہ و گدا	جس نے لینے کو نہین پھیلاے ہاتھہ

نکتہ سخی وہ ہے جو اپنا مال کسیکو معاوضہ کی امید پر نہ دے اپنے ملک کو وقف جانے اوروں کے مال کی حفاظت رکھے کسیکے نقصان کا روادار نہو *

به بخشد چون بسکینان سخی مال	ندارد در عوض امید احسان
همیشه مال خود را وقف داند	بمال دیگران باشد نگهبان

حکایت

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز کو معلوم ہوا کہ مسلمہ بن عبد الملک کے باورچیخانہ مین روزانہ ایکہزار درہم صرف ہوتا ہے آپنے ایک روز اُنکو پیغام بھیجا کہ آج کھانا ہمارے ساتھہ کھائین اور آپنے اُس روز ہر قسم کا کھانا بتکلف پکوایا منجملہ اور کھانون کے آش مسور کی پیاز و روغن زیتون سے چرب کی ہوئی آپکے خاصہ کی تھی آپنے مسلمہ کو اتنا باتون مین لگایا کہ اُنپر بھوک کا غلبہ زاید ہو گیا اور آپ نے پیشتر ہی سے خدام کو کہہ رکھا تھا کہ جب مین کھانا مانگون تو قبل اسکے کہ اور کھانے لاؤ پہلے وہی مسور کی آش لے آنا پس خدام نے پہلے وہی آش پیش کی مسلمہ کو بھوک تو خوب ہی لگی تھی وہ آش پیٹ بھر کر کھائی کہ اور کھانیکی گنجایش نرہی جب تکلف اور پر ذایقہ کھانے چنے گئے تب عمر بن عبد العزیز نے مسلمہ سے کہا کہ ہاتھہ کیون کھینچا عمدہ کھانا تو دسترخوان پر اب آیا ہے مسلمہ نے عرض کیا یا امیر المومنین مین خوب کھا چکا ہون اب اور کھانیکی گنجایش نہین ہے عمر بن عبد العزیز نے فرمایا سبحان اللہ تم صرف اس مسور ہی کی آش سے شکم سیر ہو گئے جسمین ایک ہی درہم کا خرچ ہے دس آدمی شکم سیر ہو سکتے ہین پھر ایک ہزار درہم جو تم ہر روز اپنے باورچیخانہ مین بیجا صرف کرتے ہو کتنا بڑا اسراف ہے خدائے پاک سے ڈرو کہ قیامت کے دن تمھارا نام مسرفون مین لکھا جائے اگر وہی مال جو اس طرح بیہودہ اور بے موقع

خرچ کرتے ہو وہی ارباب احتیاج پر صرف کرتے اور ننگے بھوکون اور مسکینون کو کھلاتے تو آخرت مین تمھارے کام آتا اور خدا اور رسول تم سے خوش ہوتے مسلمہ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ اب ایسا ہی کرونگا +

نکتہ کھانا اسقدر کہ اشتہا رفع ہو جائے اور پانی اتنا پینا کہ تشنگی نرہے پوشاک ایسی پہننا کہ بدن برہنہ نرہے گھر ایسا بنانا کہ جس مین گزارہ ہو سکے انسان کی حاجت روائی اور ضروری آسایش کے لئے کافی ہے لذیذ کھانے کھانا اور معطر اور سرد شربتون کا پینا قیمتی لباس کا پہننا اور اونچے و بلند محلون کا بنانا سراپا اسراف ہے +

گذارہ کرلو اس دنیا مین بیشک	گذر دن جائین جس سے زندگی کے
تکلف جتنے تم کرتے ہو چھوڑ دو	نہین یہہ کام اچھے آدمی کے

حکمت صرف کرنا تین قسم پر منقسم ہے **اول** خیرات اسمین تین طرح کی رعایت چاہئے اوّل یہ کہ دل کی رضامندی سے دیوے دیگر افسوس نکرے دوسری ایسے کو دے جو بسبب شرم کے کسی سے سوال نکر سکتا ہو تیسرے پوشیدہ دے ریا سے بچے دیگر احسان نرکھے دوم خرچ ضروری اسمین بھی تین قسم ہین اوّل اپنے زن فرزند وغیرہ متعلقین کو دینا اور اپنے کھانے پینے پہننے و ذاتی خرچ مین صرف کرنا دوسرے فائدہ کی امید پر کسی امیر دولتمند کی خدمت مین نذر پکڑانا تیسرے دفع ضرر کیلئے صرف کرنا یعنی جب اپنی جان پر آفت آ ے یا حرمت مین خلل پڑیگا اندیشہ ہو جاے تو خرچ کرنا پس دو قسم اول و دوم مین اپنی توفیق و حثیت پر لحاظ رکھنا ضرور ہے مگر تیسری قسم مین حثیت سے زیادہ بھی خرچ کر دینا

مضائقہ نہین ہے کہ اسکے خرچ نکرنے مین آبرو کا خوف ہے تیسری قسم تواضع وانعام و مہمانداری و دوست نوازی وغیرہ اس قسم کے اخراجات بھی اچھے ہین مگر حقیت کا لحاظ اسمین بھی ضروری امر ہے +

مناسب خرچ جو کرتا ہے کرے	اڑا بیجا نہ ہرگز دولت و مال
نکر اسراف یا امساک اس مین	مگر رکھ اعتدال اسمین بہر حال

حکایت

فاطمہ بنت عبد الملک بن مروان منکوحہ عمر بن عبد العزیز کی ملکیت مین ایک لونڈی تھی جسکے ساتھ آپ کو عشق پیدا ہوگیا تھا آپنے اسکو اپنی بی بی سے مانگا کہ اسکو ہبہ کردین فاطمہ نے بسبب غیوری اور حسد کے ندی اور جب آپ تخت نشین ہوے تو فاطمہ اوسکو لباس تکلف سے آراستہ پیراستہ کرکے آپکے پاس لائین اور کہا کہ اسکو مین نے بخوشی آپ کو ہبہ کیا آپنے اوس سے جب خلوت کرنا چاہا تو پہلے اس سے فرمایا کہ کپڑے اوتار ڈال جب اس نے سارے کپڑے اوتارے خلیفہ نے کہا اگے بیٹا کہ تو پہلے کسکی ملکیت مین تھی اور فاطمہ کے پاس کیونکر آئی اوس نے عرض کیا کہ حجاج بن یوسف نے عامل کوفہ کا تمام مال و متاع ضبط کرلیا تھا مین بھی اوسی عامل کی ملکیت مین تھی مجھکو حجاج نے عبد الملک بن مروان کے پاس بھیجدیا اور مین کم عمر تھی عبد الملک نے مجھے اپنی بیٹی فاطمہ کو ہبہ کیا آپنے پوچھا اب وہ عامل کہان ہے اس نے کہا وہ مرگیا پھر آپنے پوچھا کہ آیا اب اور کوئی اسکی اولاد مین سے ہے اوس نے کہا ہان فی الحال ایک وسکا

فرزند وہ بھی مفلس و برے حال مین ہے آپنے اوس لونڈی سے مواصلت
کی اور فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن لے اور اوسی وقت عبد الحمید عامل کوفہ کے
نام حکم صادر فرمایا کہ نامبردہ کو بذریعہ برید جلد دار الخلافت مین بھیجو جب وہ حضور
اعلی مین باریاب ہو چکا تو آپنے اُس سے پوچھا کہ حجاج نے تمہارے باپکا کیا کیا
مال ضبط کیا تھا جو جو اُس نے بتلایا وہ سب بیت المال سے اوسکو واپس کردیا اور وہ لونڈی
بھی اوسکے سپرد کی اور فرمایا کہ تم کم سن ہو احتیاط کرو اسکے ساتھہ صحبت سے شاید تمہارے
باپ کے تصرف مین نہ آئی ہو اُس نے عرض کیا یا امیر المومنین مین نے یہہ لونڈی بخوشی
آپ کو ہبہ کی مگر آپ نے نامنظور کیا پھر اُس نے عرض کیا کہ اگر امیر المومنین میری
نذر قبول نہین فرماتے ہین تو اسکو مجھ سے مول لے لین آپنے فرمایا اگر مین خرید
لونگا تو اس آیت کریمہ کے مضمون مین داخل نہونگا۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ
رَبِّہٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى

نکتہ اپنے نفس کو محکوم رکھنے والا کسی کا محکوم نہین ہوتا ہے بلکہ تمام زمانہ اسکا محکوم ہوتا ہے اور وہ سب پر حاکم

اگر حاکم شوی بر کشور دل	بملک جسم و جان باشی شہنشاہ
کنی بر نفس نافرمان اگر حکم	باقلیم جہان باشی شہنشاہ

پند تنگی و تنگدستی کی حالت مین کسی مفلس محتاج کا حال نہ پوچھو ورنہ اُسکی خبرگیری کرو

نہ پوچھو حال زار تنگدستان	زبان تقریر مین انکی نہ کھلواؤ
وگر پوچھو تو اس حالت مین پوچھو	کہ کچھ اپنی گرہ سے فیض پہونچاؤ

حکایت

بنی امیہ نے مصالح ملکی کے لحاظ سے سب اہل بیت نبوت جایز کر رکھا تھا یہانتک

کہ خطبون مین الفاظ سب و شتم خلیفہ چہارم و آل فاطمہ کے نسبت درج ہو گئے تھے
اور خطیب ممبرون پر اون الفاظ کو بقدرت ادا کرتا تھا جب عمر بن عبد العزیز سریر آرای
خلافت ہوے تو آپ نے اُس بدعت شنیعہ و طریقہ مذمومہ کو اس خوبی سے خارج کیا
کہ لوگون کی ہمتین پست ہو گئین اور وہ رسم مذموم ہمیشہ کیلئے نیست و نابود ہو گئی تدبیر
یہہ تھی کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک یہودی طبیب کو جو بظاہر دربار رس اور مصاحب
خلیفہ تھا مخفی طور پر کچھ تعلیم کر رکھا تھا ایک دن وہ یہودی دربار عام دار الخلافت
مین جہان تمام خاندان بنو امیہ اور آل مروانی حاضر تھے خلیفہ سے درخواست کی کہ
آپ اپنی صاحبزادی کے ساتھہ میرا نکاح فرما دیجیے کل امرا سلطنت اور خاندان بنی امیہ
یہہ جملہ سنتے ہی دست بقبضہ ہو کر افروختہ ہو گئے عمر بن عبد العزیز نے ہنرمی اُس سے
فرمایا کہ یہہ امر کیونکر ہو گا کہ مین مسلمان ہون اور تو یہودی ہماری شریعت اس امر کو
جایز نہین رکھتی ہے یہودی نے عرض کیا کہ آپ کے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو اپنی صاحبزادی کا نکاح امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ کے ساتھ فرمایا ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا وہ بہت بڑی عظما
ملت محمدی سے تھے یہودی نے عرض کیا پھر ایسے شخص کے نسبت خطبون مین
ایسے الفاظ نا ملایم کیون پڑھے جاتے ہین عمر بن عبد العزیز نے رؤسائے شام
و اہل خاندان بنو امیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ اس یہودی کا جواب دو اُن
لوگون سے کوئی جواب بجز سکوت بن نہ پڑا اُسی وقت عمر بن عبد العزیز نے
حکم قطعی نافذ فرمایا کہ خطبون سے وہ الفاظ ناسزا بالکل نکال ڈالے جائین اور بجاے

ودن الفاظ کے اس آیت شریف کی تلاوت کرین ان اللہ یامر بالعدل والا
حسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی
چنانچہ ابتک تلاوت اس آیت شریفہ کی خطبون مین جاری ہے ۔

نصیحت بدکلامی سے زبان کو نجس نکرو غیبت سنکر کانون کو پلید نہ بناؤ غیر کی محبت دلمین رکھکر کافر نہ کہلاؤ +

خوار ہوگا مرد بدگفتار اگر		نیک بندون سے برا بیش آئیگا	
نیک کو نیکی ملیگی عاقبت		اور برا آخر برائی پائیگا	

تذکرہ مُہر مین عمر بن عبد العزیز کے عمر یؤمن باللہ مخلصاً کندہ تھا - اور حاجب آپ کے تین شخص تھے ایک آپ کا غلام جسکا نام حی تھا اور دوم قیس سوم مزاحم اور دو شخص منشی تھے ایک لیث بن ابی رقیہ دوسرے رجا بن حیات مکندمی اور کوتوال آپ کے عہد مین یزید بن قیس سکسکی تھا اور عبد اللہ بن سعد الارملی قاضی تھے عمر بن عبد العزیز رحہ نے دیر سمعان جو حمص کی زمین سے وہان پر ۱۰۱ھ ہجری مین وفات پائی کل اُنتالیس برس ایک مہینے کی عمر مین دو برس پانچ مہینے مسند آرائے خلافت رہے سیاہک الذہب مین آپکو خلیفہ صالح خامس خلفاء راشدین لکھا ہے اور حضرت سفیان ثوری رحہ نے لکھا ہے کہ خلفاء راشدہ مین پانچ ہین یعنی امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اخراج کیا ہے اس روایت کو ابوداؤد نے اپنے سنن مین کنیت آپکی ابوحفص تھی حلوان ایک قریہ ہے مصر مین وہان آپ تولد ہوے جب عبد العزیز بن مروان

آپ کے باپ مصر کے حاکم تھے باختلاف روایت سنہ ۶۱ یا سنہ ۶۲ مین اور مان آپکی
اُم عاصم حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھین اور نانا اون کے
عاصم بن سیدنا عمر بن خطاب رضہ تھے اور نانی آپ کی وہ لڑکی تھی جسکو دُودھ دُھنے
کیوقت انکی مان نے کہا تھا کہ اس مین پانی ملا دے تو اُس نے جواب یا تھا کہ امیر المومنین
سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ مین پانی ملانیکو عموماً ممانعت فرمائی ہے
مان نے کہا کیا اسوقت امیر المومنین یہان کھڑے دیکھتے ہین لڑکی نے جوابدیا کہ
قسم ہے خدائے پاک کی یہہ مجھسے ہرگز نہوگا کہ ظاہر مین اونکی تابعداری کرون اور
مخفی اونکی نافرمانی چنانچہ اتفاقاً جناب فاروق اعظم رضہ بھی کہین عنقریب انکے
رونق افروز تھے اُن دونون کی تقریر آپکے گوش حق نیوش مین پڑی اور اُس
لڑکی کی فطانت سے متعجب اور خوش ہوکر اپنے فرزند عاصم رضہ کے ساتھ منگنی قرار
دیکر نکاح فرما دیا تو اون کے پیٹ سے اُم عاصم یعنی عمر بن عبد العزیز کی مان پیدا ہوئین
نکتہ چار وصفون سے انسان نیک بختون مین شمار ہوتا ہے **اولاً** منصف مزاجی
اور انصاف پرستی **ثانیاً** واقفیت اور باخبری **ثالثاً** کم گوئی اور کم خوری اور
کم خوابی **رابعاً** حلم اور تحمل +

در گذر کرتے نہین انصاف سے	بندگان منصف و سینہ صفا
باخبر رہتے ہین سب کے حال سے	مہربان سب پر ہین مردان خدا

ابوجعفر عبد اللہ منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ عباس رضی اللہ عنہ

آل عباس کا دوسرا خلیفہ ہے اس نے سنہ ۱۳۶ ہجری مین خاتم خلافت پائی یہ شخص

بڑا دور اندیش اور شجاع تھا عزم و استقلال آبائی ترکہ تھا علوم شرعیہ خاندانی میراث تھی لہو ولعب سے متنفر رہتا عدل و کرم دو نو صفتین خالق نے عطا فرمائی تھین اسی نے پیشتر کتاب کلیلہ دمنہ کا ترجمہ سریانی زبان سے عربی مین کرایا اور قانونی کتابین بھی روم و فارس سے منگواکر ترجمہ کروائین اسکو مورخین نے منصور دوانقی بھی لکھا ہے ؛

فائدہ دوانیق پچھلے زمانہ کا بہت ہی چھوٹا سکہ تانبے کا اور عرب کے ملکون مین مثل ہندوستانی کوڑیون کے چلتا تھا عوام مین خصوص ہندیون مین بلفظ دوانی مشہور تھا چونکہ منصور عمال سے کوڑی کوڑی کا حساب لیا کرتا تھا اسی سبب سے دوانقی لقب پڑگیا۔ اور خلیفہ منصور کے یادگار کا ایک بہت بڑا نشان شہر بغداد ہے جسکا وہ بانی ہے پہلے اس مقام پر نوشیروان کا ایک باغ تھا جسکو باغ داد کہتے تھے کثرت استعمال سے بغداد ہوگیا اور دوسری وجہہ تسمیہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ بغ ایک بت کا نام تھا جسکو وہان کے مشرکین پرستش کرتے تھے اور داد فارسی مین عطا کو کہتے ہین تو بغداد کے معنی ہوے عطاء بغ۔ الحاصل وہ مقام پر فضا دجلہ کے کنارے تھا اسلئے منصور کو پسند آیا اسی مقام پر ۱۴۵ھ ہجری مین شہر کی بنا شروع ہوئی پہلے اینٹ بنا کی منصور نے اپنے دست خاص سے رکھی حصار کی بنا نہایت مستحکم اور عریض ڈالی گئی بنیاد کا عرض پچاس گز اور سر دیوار کا عرض بیس گز تھا ۱۴۹ھ ہجری مین حصار کی بنا تمام ہوئی ایک کروڑ دینار اسکی بنا مین صرف ہوا ؛

منصور کے نسبت مورخین نے بہت سی حکایتین لکھی ہین اور وہ ایک منتظم شخص تھا

چنانچہ اسکا قول ہے +

قول بادشاہون کو اپنے رُفقا اور مصاحبین کے جمیع امور خلاف ورزی کا تحمل ہوسکتا ہے مگر تین چیزین ہرگز قابل برداشت نہین **اول** شرکت ملک **ثانیًا** افشاء راز **ثالثًا** خیانت حرم مین - اور جس شخص کے مزاج مین مروت زیادہ ہوگی اوسکو صعوبت اور دشواریان بھی بہت پیش آئینگی +

فائدہ ایک روز منصور نے اپنے رفقا اور مصاحبین سے کہا بادشاہ کو چار شخصونکی نہایت ضرورت پڑتی ہے جن کے بغیر انتظام مملکت کسیطرح نہین ہوسکتا جسطرح سے تخت بدون چار پایون کے قائم نہین رہ سکتا **اول** قاضی یعنی حاکم عدالت کہ انفصال مخاصمات وفصل خصومات بغیر مداہنت وارتشاء کے عدل وانصاف سے کرے **دوم** کوتوال کہ ضعیف کو قوی کے ظلم سے بچائے اچھونکا دوست رہے اور بدون کا دشمن **سوم** محصل خراج جو رعایا سے بغیر ظلم وسختی خراج وصول کرے **چہارم** وقایع نگار جو ان تینون کے اعمال کی سچی خبر دین +

فائدہ بصرے کے قاضی نے سید حمیری کی سعایت مین ایک عرضی خلیفہ منصور کی خدمت مین لکھی اوس عرضی کو منصور نے بدین شرح واپس کردی جعلناک قاضیا لا ساعیا ہمنے تمکو قاضی مقرر کیا ہے کچھ چغلخوری کیواسطے نہین مقرر کیا ہے +

نکتہ لوگون کی شکایت وغماضی کرنا سخت عیب ہے اور برائی کرنے مین جلدی نکرنا چاہیئے بلکہ اپنے نفس کو جسقدر رُک سکے اسکے کرنے سے روکنا چاہیے اور ایسی کوشش کرنا چاہیے کہ کسی نہ کسی طرح سے وہ عمل تم سے سرزد نہونے پائے

گرنداری بزربان تقریر نیک	بندکن لبہای خویش ازگفتگو
تانباشد در دولت تدبیر نیک	در سخن گویا مشو چون ابلہان

حکایت

ایک دن خلیفہ منصور اپنے مصاحبین کے ساتھہ قریب دجلہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا ایک تیر اوسکے سامنے گرا دیکھا تو اوس تیر کے ایک طرف لکھا تھا کہ ایک شخص مظلوم ہمدان کا رہنے والا مجلس مین قید ہے منصور نے فوراً لوگون کو محبس مین بھیجا کہ شخص ہمدانی کو جلد حاضر کرین لوگ گئے دیکھا کہ محبس کے ایک حجرہ مین ایک شخص روبقبلہ بیٹھا ہوا اس آیت کی تکرار کر رہا ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ؏ ترجمہ اور قریب ہے کہ جانین گے وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ پلٹین گے اونہون نے اوس شخص سے پوچھا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو قیدی نے کہا ہمدان میرا وطن ہے پس اسکو خلیفہ منصور کے سامنے لائے منصور نے سرگذشت پوچھی ہمدانی نے عرض کیا کہ مین ایک بزرگ خاندان واشراف ہمدان سے ہون آپکے عامل نے جو ہمدان مین مقرر ہوا ہے اُس نے میری ریاست اور کل جائداد جسکا ہزار درہم محاصل تھا غصب کرلی ہے اور اس خوف سے کہ مین دارالخلافت مین فریاد کرونگا مجھکو محبس مین بھیجدیا اور مجھپر ناحق جرم بغاوت اور خروج کا مقدمہ قائم کیا منصور نے پوچھا تم کتنے عرصہ سے قید ہو اوس نے عرض کیا چار سال سے اس پر خلیفہ نے خارجی طور پر دریافت کرلیا تو ظلم وستم وہان کے حاکم کا پایا گیا فوراً

اسکی بیڑیان کٹوا دین اور فرمایا کہ اے شیخ تمھاری ریاست مع زرچار سالہ خراج تمکو واپس دینے کا حکم دیدیا ہے اسکے سوا ہمنے تمکو ہمدان کا عامل بھی مقرر کیا تم جاکر اُس عامل معزول سے جس نے تمپر ظلم کیا ہے جسطرح چاہو بدلا لیلو اُس مرد مظلوم نے عرض کیا یا امیر المومنین ریاست میری جو مسترد ہوی وہ تو مین نے قبول کی لیکن ہمدان کی حکومت قبول کرنیکی لیاقت نہین رکھتا اور عامل نے جو مجھپر ظلم کیا ہے وہ مین نے معاف کیا تب منصور نے اوسکو خلعت عنایت فرمایا اور اُس حاکم ظالم کو مورد عتاب وخطاب کیا ❖

حکایت

ایک شخص نے منصور پر خروج کیا تھا جب وہ گرفتار ہو کر آیا تو غصہ کی حالت مین منصور نے گالی دے بیٹھا اوس نے کہا کہ کل تک ہم اور تم تلوار سے اپنی قسمت آزمائی کر رہے تھے تم کو خدا نے مجھپر نصرت دی اور آج مین اس بیکسی اور مظلومی کے حالت مین جب آپ کے سامنے کھڑا ہون تو آپ نے تیغ زبان کے جوہر دکھائے اگر مین بھی اپنی شمشیر زبان کو غلاف سے نکالون تو آپ نادم اور پشیمان ہون گے خلیفہ منصور یہہ بات سنکر بہت پشیمان ہوا اور اُس کا قصور معاف فرمایا مگر ایک برس تک اُس سے ترک ملاقات کی ❖

نکتہ بد آدمی اگر اپنے اختیار کے وقت بدی کر چکا ہو تو نیک کو چاہیے کہ جسوقت وہ اختیار پائے مکافات سے درگذر فرمائے ورنہ فریقین مین کچھ بھی فرق نرہیگا اور نیک و بد مساوی ہو جائین گے

مرد باطن گر اپنے وقت پر	کر چکا ہو نیک بندون سے بدی

نیکون کو لازم ہے وقت خطا	کچھ نہ لین بدلہ بغیر از نیکوئی

فائدہ بعض ندمانے خلیفہ منصور سے براہ خیر خواہی عرض کیا کہ یا امیرالمؤمنین ایک دولتمند امیر مرگیا اور اوسکی اولاد نابالغ ہے اگر اوسکی جائداد ضبط اور داخل سرکار کرلی جائیگی تو سلطانی خزانہ کا بہت نفع ہوسکتا ہے منصور نے فرمایا کہ جو شخص خلافت روئے زمین سے جو اللہ پاک کی عطا ہے سیراب نہو تو وہ بھلا یتیمون کے مال سے کب سیر چشم ہوگا۔

پند اپنے خدا سے دائمی تونگری ہمیشہ کی زندگی مانگو اور وہ دولت طلب کرو جسپر زوال نہ آئے۔

دائمی دولت کا کر حق سے سوال	بے بہا نعمت خدا سے مانگ لے
جسکے آخر مین نہو ذلت نصیب	اسقدر عزت خدا سے مانگ لے

حکایت

ایک روز خلیفہ منصور کوٹھے پر برآمد تھا ایک بوڑھے فراش کو اپنے کام مین مشغول دیکھا تو منصور نے اسکو بلا کر پوچھا کیا سبب ہے کہ ارباب حکومت اور دولتمندون کی بڑی عمر نہین ہوتی ہے اُس نے عرض کیا یا امیرالمومنین حکمران اور اہل فرمان رزق مقسوم اپنا ایک ہی بار حاصل کرلیتے ہین اسلئے اُنکی عمر دراز نہین ہوتی اور مفلس لوگون کو تھوڑا تھوڑا بتدریج ملتا ہے اسلئے اُنکا رزق مقسوم پورا ہونے کو اونکی عمر بھی بڑھ جاتی ہے خلیفہ منصور یہہ بات سنکر ہنسا اور تین سو درہم اُسکو انعام دیا ایک ہفتہ کے بعد اُس بوڑھے فراش کی جگہہ

ایک لڑکے کو کام کرتے دیکھا خلیفہ نے اوس لڑکے سے پُوچھا وہ بوڑھا کہان ہے اوس نے عرض کیا یا امیر المومنین اوس نے قضا کی اور مین اوسکا بیٹا ہون منصور نے کہا تیرے باپ نے سچ کہا تھا جب وہ اپنا رزق پا چکا تو مرگیا ❊

نکتہ دو باتین عقل کے برخلاف ہین **ایک** مقسوم سے زیادہ رزق پاتا +
دوم اجل کے آنے سے پہلے مرجانا +

زرق بے مقسوم ملنیکا نہین	مرگ آنیکی نہین قبل از اجل
وقت پر انجام پاجاتے ہین کام	باتین ہوجاتی ہین پوری برمحل

تذکرہ منصور کی طبیعت تفاول اور تطہیر وسعد ونحس کے طرف مایل تھی اور چیند روز قبل از انتقال یہہ دو شعر منصور کی نظر سے گذرے

ابا جعفر جاءت وفاتك وانقضت	سنوك وامر الله لا بد واقع
ابا جعفر هل كاهن لك ومنجم	لك اليوم من ضرب المنية مانع

خلاصہ مطلب ان شعرون کا یہہ ہے کہ یا ابا جعفر تمھاری وفات آپہونچی اور تمھارے عمر کے سال تمام ہوے اور حکم خدا ے پاک کا خواہ مخواہ واقع ہوگا پس آیا کوئی کاہن یا منجم تمھارے پاس ہے جو آج تمکو موت کے پنجہ سے چھڑا سکے منصور اسکو دیکھکر مغموم اور متاثر ہوا اور انھین دنون بارادہ حج بیت اللہ شریف بغداد سے کوچ کرکے قصر عبدویہ مین اُترا ۔ اور صبح کے وقت ایک ستارا ٹوٹا جسکی روشنی مثل آفتاب کے تھی الغرض منصور اپنے فرزند کو بلا کر امور مالی اور ملکی مین وصیت اور نصیحت کرکے کوفہ سے ایک منزل روانہ ہوا ہی تھا کہ بیمار ہوگیا اور بیر میمون خارج از حدود مکہ معظمہ چھٹی ذیحجہ ۱۵۸ھ ہجری مین

بحالت احرام پیٹ کے درد سے انتقال کیا سر برہنہ منھہ کھلا ہوا حجون کے باب شعب مین مدفون ہوا چونسٹھہ برس کی عمر اور بائیس سال سات دن کم سلطنت کی منصور کے مہر کا کندہ (اتق اللہ فانک ترد فتعلم) تھا حاجب اونکا عیسیٰ بن یحیٰ اور سلیمان بن مخلد اہوازی وزیر تھا۔

ابو عبد اللہ محمد المہدی بن ابو جعفر المنصور محمد بن علی بن عبد اللہ عباس رض

یہہ تیسرا خلیفہ آل عباس رض کا ہے اس شخص نے رد مظالم مین بہت کوشش کی اور ظالمون کے ظلم و ستم سے لوگون کو بچایا اسکے ابر کرم نے احتیاج کے دامن کو بھر دیا اور اسکی قدردانی اور جوہر شناسی سے ہر گروہ و ہر طبقہ کی اہل کمال بغداد مین جمع ہو گئے اور شہر بغداد علم و ہنر کا معدن بن گیا رعایا اسکے عہد خلافت کو عیش اور امن کا گھوارا سمجھتی تھی ملاحدہ اور زنادقہ کا دشمن تھا یہہ اوّل خلیفہ گذرا ہی جس نے ملاحدہ اور زنادقہ کے رد مذہب مین کتابین علمار اسلام سے لکھوائین +

روضۃ الصفا ناطق ہے کہ مہدی تخت خلافت پر اجلاس کرتی ہی پہلے حکم قیدیون کے رہائی کیلئے باستثنار خونیون کے نافذ کیا +

مُروج الذہب مین مذکور ہے کہ چھہ لاکھہ درہم اور ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار جو خزانہ دار الخلافت مین جمع تھا عموماً مستحق و غیر مستحق کو تقسیم کر دیا خزانہ دار نے کُل کنجیان خلیفہ مہدی کے سامنے رکھدین اور عرض کیا کہ تمام صندوق خالی پڑے ہین یہہ کنجیان اب کس مصرف کی رہین تھوڑے ہی روز گذری تھے

کہ اسقدر کثرت کے ساتھہ ملکون سے تحصیل کا روپیہ دار الخلافت مین آیا کہ خزانہ دار
کو اوسکے رکھنے اور اوٹھانے کے سبب سے کئی دن تک فرصت نملی کہ خلیفہ
مہدی کے دربار مین باریاب ہوسکے جب وہ فارغ ہوچکا تو حاضر ہوا ۔
خلیفہ نے پوچھا کئی دن سے تم کیون نہین آئے اوس نے غیر حاضری کا
سبب عرض کیا مہدی نے کہا احمق کنجیون کے ہارسے روبرو رکھنے سے
ایسا تھی کہ خزانہ خالی ہے عطا کہان سے ہوگی دیکھا دینے والے نے کس
حکمت سے کیونکر اور کتنا دیا +

نکتہ چار چیزون سے چار چیزین حاصل ہوتی ہین **اوّلاً** خاموشی سے
بے خوفی و ایمنی **ثانیاً** سخاوت سے عزت و سرداری **ثالثاً** عبادت
سے قبول و قرب **رابعاً** شجاعت سے مال و دولت +

چپ سے ہو جاتی ہے حاصل ایمنی	اور سخا سے عزت و فخر و کمال
یا وگے تم بندگی سے قرب حق	اور شجاعت سے مضاعف ملک و مال

فائدہ خلیفہ مہدی نے اطمنان امور مملکت کے بعد ارادہ حج کا کیا اور ایک
بہت بڑا لشکر ہمرکاب لیگیا کئی ہزار آدمیون کو آمد و رفت کے مصارف مرحمت
فرمایا پانسو مہار شتر صرف برف و یخ کے لئے ہمراہ تھے ۔ اگلے خلفا جب حج
کرنیکو جاتے تھے بیت اللہ شریف پر ایک غلاف نیا بنوا کر چڑھواتے تھے
وہ سب جمع ہوتے ہوتے دیوار اور چھت پر بڑا بوجھ ہوگیا تھا مہدی نے وہ کل
غلاف اوتروا کر فقرا اور مسکینون کو تقسیم کرا دیا اور دیوار و سقف کو مشک و عنبر و زعفران
سے معطر کرا کے دو غلاف زربفت کے ڈال دئے ۔ پھر مدینہ منورہ کی آبادی

کو گیا اور ہر ایک سائل کو اپنے جود و کرم سے مالا مال کر کے دار الخلافت بغداد
واپس آیا دو لاکھ دینار اور تین لاکھ درہم اس سفر مین خرچ ہوا +

نکتہ سائل کو خوش کرنا چاہیے اور احسان ماننا چاہیے کہ اُس نے تمکو سخاوت
کرنے مین مدد دی اگر سائل نہوتا تو تم سخی نکہلاتے

ہے یہہ سائل کی مروت سربسر لے گیا وہ راہ حق پر تیرا مال		تیرے سر پر اے سخی حق کو ولی جس سے تو دنیا مین کہلایا سخی	

فائدہ رعایت و سیاست بغیر دو امر کے ناقص ہے **اول** سخاوت ہے
دوم شجاعت بلکہ دین اور دنیا دونون کی اصلاح بغیر ان کے نہین ہوسکتی
اسلئے قانون قدرت جسکو ان صفتون سے متصف پاتا ہے اپنا خلیفہ روی
زمین پر گردانتا ہے - قال اللہ تعالی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ
انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ ؕ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ
فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا
وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ وقال اللہ تعالی لَا یَسْتَوِیْ
مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ
اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا - ان آیتون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ایک
قوم موافق حکم خدا کے کام نہین کرتی تو خداوند عالم اوسپر دوسری قوم کو
مسلط کرتا ہے - جب تک اعتدال کے ساتھہ سخاوت اور سیاست اپنے اپنے
محل مین صرف ہوتی ہے بادشاہ اور رعیت دونون اپنے حالت پر قائم رہتی مین
ملک آباد اور رعیت شاد رہتی ہے رحم و کرم خاصہ بادشاہ عادل کا ہے جس مین

یہہ صفت بدرجۂ کمال ہوتی ہے اوسکی سلطنت بھی قومی اور مستحکم ہوتی ہے جو بادشاہ ظالم یا بخیل ہوتا ہے لشکر نالان رہتا ہے اور ملک تباہ اور ویران ہو جاتا ہے ملک کی تباہی رعیت کا افلاس سلطنت کی بنیاد متنزلزل کرنیوالا ہے

حکایت

مہدی کے وقت مقنع نام ایک مشعبد نے ماورالنہر مین خدائی کا دعوی کیا بہت سے جاہلون کو اپنا معتقد بنا لیا وہ بڑا شعبدہ باز تھا چنانچہ اوس نے ایک طلسم چاہ نخشب مین بنایا تھا کہ کنوے سے ایک مدور اور روشن چیز نکلتی تھی جس سے دو فرسخ مربع تک روشن ہو جاتا تھا جو شعرا کی زبان پر بہ ماہ نخشب مشہور ہے خلیفہ مہدی نے ایک جرار لشکر اوسکی سرکوبی کو بھیجا تو وہ بھاگ کر قلعہ کش مین محصور ہوا مدت تک محاصرہ مین رہا محاصرہ کیوقت بھی وہ سرشام اندھیری راتون مین ایک مصنوعی چاند چاہ نخشب سے نکالکر آسمان کے نیچے نمودار کر دیتا تھا جسکی روشنی دو دو فرسنگ تک جاتی ایسے ایسے اور بھی شعبدے دکھلا کر اپنی خدائی کا ثبوت دیتا مگر لشکر اسلام اوسکے دم مین نہ آیا اور محاصرہ مین اوسکو سخت تنگ کیا جب اوس نے اپنی رہائی کا کوئی رستہ نہ دیکھا تو پہلے اپنے ہمراہیون کو شراب مین زہر دیکر مار دیا اور اون کی لاشین تیزاب کے حوضون مین ڈالکر گلا دین اخیر کو خود بھی ایک خُم مین بیٹھہ کر تیزاب مین گل گیا اس عمل سے اُسکی غرض یہہ تھی کہ مرگ کے بعد بھی اسکے معتقد اعتقاد رکھین کہ ہمارا خدا معہ ہمراہیون کے قلعہ کے اندر سے غائب ہو گیا ہے مگر یہہ فریب اوسکا کھل گیا کیونکہ اوسکی

ایک لونڈی نے جو قلعہ کے اندر تھی مقنع کو شراب مین زہر ملاتے ہوئے دیکھ لیا
تھا وہ شراب وس نے نہ پیکر چھپ کے ایک گوشہ قلعہ مین جا بیٹھی تھی جب
وہ مرگیا تو اوس نے قلعہ کا دروازہ کھولدیا اور لشکر اسلام کو اندر بلالیا سب حال
کہہ سنایا مسلمانون نے وہ تیزاب کے خم دیکھے تو کوئی لاشہ موجود نہ پایا صرف اون
لوگون کے بال پانی پر تیرتے ہوے نظر پڑے اور فتنہ اوسکا فرو ہوگیا مگر مدت
تک چند سفید پوشون کا بیج معدوم نہوا اونکا اعتقاد یہہ تھا کہ ابن مقنع آسمان
پر عروج کر گیا ہے ایک وقت معہود مین پھر ظاہر ہوگا -

نکتہ دعویدار ہونا ایسے دعوے کا جسکا ثبوت بہم نہ پہونچ سکے مدعی کی دروغ
گوئی کی نشانی ہے ؛

گر نباشد پیش تو مدعی ثبوت	دعوے تو دعوے بے آگہی ست
گفتن ناراست پیش اہل عدل	عین نادانی و جہل مدعی ست

حکایت

ایکدن خلیفہ مہدی تفریح طبع کیلئے جانب انبار رونق بخش تھا ناگاہ اُس کے
پاس ربیع بن یونس ایک کپڑے کا ٹکڑا لیے ہوے آیا جس پر کوئلے سے کچھ
لکھا ہوا تھا اور اُس پر مُہر خلافت بھی تھی جو مٹی سے کوئلے مین ملا کر کیگئی تھی
ربیع نے عرض کیا یا امیرالمومنین یہہ عجیب واقعہ ہے ایک اعرابی نے مجھسے کہا
کہ مجھے بتاؤ ربیع بن یونس کہان ہین جو یہہ کپڑے کا ٹکڑا مین اون کے پاس
لیجاؤن خلیفہ مہدی اوسکو ہاتھہ مین لیکر ہنسا اور کہا کہ یہہ حقیقت مین میرا ہی لکھا ہے

اور مہر بھی میری کی ہوی ہے مین تم سے اسکا ماجرا بیان کرتا ہون کل مین
کچھ رات باقی رہے شکارگاہ چلا گیا تھا جب صبح ہوئی تو شدت سے پانی برسنے لگا
اور سب خدم و حشم مجھ سے اتفاقا چھوٹ گیا اور مجھکو بھوکھ پیاس کی شدت ہوئی
چونکہ تمام کپڑے آب باران سے تر ہو گئے تھے اس لئے سردی نے بھی سخت ستایا اوسوقت
مجھے ایک دعا یاد آگئی جو مین نے اپنے باپ دادا سے سُنی تھی کہ وہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے جو شخص شام و پگاہ یہہ دعا پڑھا کریگا جب کسی مصیبت
مین مبتلا ہو تو حرق و غرق و دب کر مرنے سے یا اور کسی بری طرح کی موت سے اسکو
اللہ تعالی محفوظ رکھتا ہے اور جس مصیبت مین مبتلا ہو نجات پاتا ہے وہ دعا یہہ ہے

بسم اللہ و باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ جب مین نے یہہ دعا شروع
کی تو مجھکو دور سے ایک روشنی نظر پڑی مین اوسطرف جھپٹا اور دیکھا تو ایک اعرابی
اپنے خیمہ مین آگ جلا رہا ہے مین نے اوس سے کہا کیا ہماری ضیافت کر سکتے ہو
اوس نے کہا ہان کر سکتا ہون مین گھوڑے سے اوترا اعرابی نے اپنی جورو سے
کہا جو جو رکھے ہین اوسکو پیسکر جلد روٹی پکا اور مین نے پانی مانگا تو اوس نے
مجھے دودھ دیا جسمین پانی ملا ہوا تھا مین نے پیا تو ایسا مزا ملا کہ مجھکو عمر بھر کسی
شربت مین وہ ذائقہ نملا تھا۔ اوس نے ایک مہین کپڑے کی چادر دی جسکو مین
اوڑھکے سویا تو ایسا آرام ملا کہ پھر کبھی سونے مین ایسا آرام نہ پایا اور جب
میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اعرابی بکری ذبح کر رہا ہے اور اوسکی جورو چیخ رہی ہے
کہ بڑی افسوس کی بات ہے تو نے ہمکو ہلاک کیا اسی ایک بکری پر تو ہماری زندگی
تھی جسکو تو نے ذبح کر ڈالا بھلا اب اپنی معاش کی کیا فکر کروگے مین نے کہا کچھ تم
ا

تردد نکرو پھر مین نے بکری کا کلیجہ اپنی چھری سے نکالا اور آگ پر رکھدیا جب وہ بھن گیا تو مین نے کھایا اور اعرابی سے کہا تمھارے پاس کاغذ وغیرہ ہے جو مین اوس پر کچھ لکھون اوس نے مجھے یہہ کپڑے کا ٹکرا دیا تو مین نے کوئلے سے اوسپر یہہ لکھا اور اپنی مہر بھی اوسی کوئلہ سے کردی پھر کہا کہ ربیع کا نام پوچھکر یہہ تحریر اوسکو پہونچاؤ اوسمین لکھا تھا کہ پانچ لاکھ درہم اس اعرابی کو دیدینا خلیفہ مہدی نے کہا مجھکو منظور پچاس ہزار درہم دلوانا تھا مگر غیب سے پانچ لاکھ ہاتھ سے لکھے گئے اب مین اوس سے کم نہین کرسکتا یہہ رقم اوس کو دیدو اوسی وقت اعرابی کو دیدے گئے اور وہ اعرابی امیر کبیر ہو گیا اوس نے ایک بہت بڑا عمدہ مکان بنایا اور وہ مکان اس نام سے مشہور ہو گیا کہ مکان میزبان امیرالمومنین مہدی حجاج اور مسافرین وہان آرام لیا کرتے تھے ؛

تذکرہ سامرہ مین شیخ اکبر محی الدین ابن العربی سے صاحب تاریخ الخلفا نقل کرتے ہین کہ مہدی باللہ ۱۵۸ھ ہجری مین سریرآراے خلافت ہوا اور ۱۶۹ ہجری مین قضا کی ستائیس برس کی عمر پائی دس برس ڈیڑھ مہینہ اوس نے نیک نامی سے سلطنت کی اوسکے مہر مین حسبی اللہ کندہ تھا اور حاجب اوسکے ربیع بن یونس اور عبداللہ بن علامہ و عاقبہ بن زید قاضی تھے اور ابوالجہم و فضل بن ربیع و سلامۃ الابرش منشی تھے - مہدی کے انتقال کے متعلق مختلف روایتین ہین بعض مورخ نے لکھاہے کہ اوسنے ایک شکار کے تعقب مین گھوڑا ڈالا جو ایک کنڈیر مین چلا گیا تھا اور اوسی کنڈیر مین مہدی بھی گھوڑا لیگیا راستہ اچھا نتھا وہان پر کوئی ایسا صدمہ پہونچا کہ فوراً روح پرواز کر گئی اور بعض مورخ نے لکھاہے کہ ایک

لونڈی نے زہر دیکر اوسکا کام تمام کیا ؛

نکتہ اولاً شکار بیکارون کا کام ہے ثانیاً شکار جانے سے پہلے جنگل کی مصیبتون اور تکلیفون کو سوچ لینا چاہیے نہ کہ صحرا مین جانے کے بعد غور کرنا چاہیے ؛

ہے یہہ بہتر ابتداے کام مین پہلے صحرا کے مصائب جانچ لو	سوچ لو ہو جسطرح انجام کار شوق سے پھر جاؤ تم بہر شکار

ابی جعفر ہارون الرشید بن محمد المہدی بن ابی جعفر منصور دوانیقی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی

یہہ پانچوان خلیفہ بنی عباس کا ہے بڑا فصیح و بلیغ اور عالم و عابد تھا ایام خلافت مین بھی سو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا اور اپنے ملوکات خاص سے روزانہ ہزار درہم خیرات کرتا ہمیشہ علما اور مشائخ کے ساتھہ صحبت رکھتا اور ریاکارون کا دشمن تھا اور اپنے گناہون پر اکثر رویا کرتا اور شاعرون کو انعام کثرت سے دیتا تھا۔

آل عباس مین یہہ خلیفہ نامور گزرا ہے۔ حق تو یہہ ہے کہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ تمام اہل ہنر اسکے کمال پروری سے دار الخلافت بغداد مین کھنچ آئے اور ہر طبقہ کے اہل کمال اسکے دامن دولت مین پرورش پانے لگے ؛

مورخ تاریخ الخلفا نے لکھا ہے کہ ہارون رشید کی خلافت مین وہ محاسن جمع تھے جو دوسرے خلیفہ کو میسر نہ تھے وزرا اسکے آل برمک سے یحیےٰ اور جعفر تھے کل خلافت کا کام اور سلطنت کا انتظام انہین کے رائے صائب پر چلتا تھا قاضی القضاۃ ابو یوسف تھے اور مروان بن ابی حفصہ سا شاعر ندیم تھا اور مصاحب

عباس بن محمد تھے اور حاجب فیضل بن ربیع اور مغنی ابراہیم موصلی تھا اور زوجہ اونکی زبیدہ خاتون تھین یہہ سب اپنے فنون مین یگانہ روزگار تھے جن کی ذات سے خود فن نے شہرت اور ناموری حاصل کی +

سنہ ۱۸۶ہجری مین ہارون الرشید نے ارادہ بیت اللہ شریف کا کیا امین اور مامون اپنے فرزندون کو بھی ہمراہ لیگیا اس سفر مین دس لاکھ درہم پچاس ہزار دینار صرف ہوا مکہ معظمہ مین پہونچکر اپنے کل ممالک مقبوضہ کے دو حصہ کیا بغداد اور واسط اور بصرہ اور کوفہ اور شامات اور سواد عراق و موصل اور جزیرہ و حجاز و مصر تا باقصاے مغرب امین کے متعلق کیا اور اوسکا دار الخلافت شہر بغداد ٹھہرایا اور کرمانشاہ و نہاوند اور قم و کاشان و اصفہان و فارس و کرمان اور ری و توس و طبرستان اور خراسان و زابل و کابل اور ملک ہندوستان و ماوراء النہر اور ترکستان مامون کو سپرد کرکے اوسکا تخت گاہ شہر مرو مقرر کیا اور وصیت کیا کہ جو دونون مین سے پہلے انتقال کرے اوسکے ممالک مقبوضہ دوسرے کے قبضہ مین آوین اور باہمی جنگ و جدل اور خونریزی سے پرہیز کرین بلکہ دستاویز اسی مضمون کی لکھی گئی اور آل عباس اور بنی ہاشم و عمائدین مکہ معظمہ کی مُہرین ہونیکے بعد سقف کعبۃ اللہ مین آویزان کیگئی تاکہ اسکے خلاف کسی زمانہ مین کوئی جرأت نکرسکے +

ہارون الرشید کے ایک اور فرزند تھے جسکا نام قاسم تھا جسکی تعلیم اور اتالیق عبد الملک بن صالح ہاشمی کے سپرد تھے جو ایک نامور شخص تھے اونھون نے جب تقسیم ممالک کی خبر سنی تو ہارون الرشید کو لکھا کہ قاسم بھی تمھارے فرزند ہین

اونکو محروم نرکھیگا غرض ہارون الرشید نے اکثر جزیرہ کے ممالک سے جو سرحد روم سے متصل تھے اون کے نام زد کرکے قاسم کا لقب مؤتمن قرار دیا اور حرمین شریفین مین عام لوگون کو انعامات وصلات سے خوش وخرم کیا ✦

حکایت

فضل بن ربیع روایت کرتے ہین کہ مین ہارون رشید کے ساتھ حج کو گیا تھا جب کوفہ مین سواری پہونچی تو راستے مین حضرت بہلول رح کھڑے ہوے مجذوبانہ بڑبک رہے تھے مین نے بہلول سے کہا چپ رہو امیر المومنین کی سواری آرہی ہے وہ چپ کے ہو رہے جب ہودہ سواری امیر المومنین کا اون کے سامنے ہوکر نکلا تو حضرت بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین ایمن بن بابل نے مجھسے کہا کہ قدامہ بن عبد اللہ عامر نے اون سے روایت کی ہے کہ مین نے جناب سرور عالم سلطان دوجہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو منی مین اونٹ پر سوار دیکھا جسپر پرانا پالان نہ وہ منقش تھا ونہ مذہبت رنگین فضل بن ربیع نے عرض کیا یا امیر المومنین یہہ بہلول ہین ہارون الرشید نے کہا ہان پھر بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین مین کوئی شعر پڑھون ہارون رشید نے کہا فرمائے آپ نے صرف یہ قطعہ پڑھا ✦

ھب انک قد ملکت الارض طرا	ودان لک العباد فکان ماذا
الیس غدا مصیرک جوف قبر	ولیس التراب ھذا ثم ھذا

خلاصہ مطلب اسکا یہہ ہے۔ ہم نے مانا تم روئے زمین کے مالک ہوگئے

اور سارے خدا کے بندے تمہارے تابعدار ہو گئے پھر کل کے روز قبر کے پیٹ مین کیا نہین جانا ہوگا اور مٹی کا ڈھیر منہ پر نہ آئیگا اسکو خوب یاد رکھو پھر یاد رکھو ہارون الرشید نے کہا بہت ہی اچھا شعر سُنایا کچھ اور بھی فرمائے بہلول نے کہا یا امیرالمومنین جسکو پروردگار عالم مال و جمال دونو عطا فرمائے پھر وہ اپنے جمال کے ساتھ پارسائی کرے اور مال سے لوگون کے ساتھ مواسات واحسان کرے تو اوسکا نام دیوان ابرار مین لکھا جائیگا۔ ہارون الرشید نے جانا کہ اس کلام مین حسن طلب ہے فرمایا مین نے حکم دیا ہے کہ تمہارا سب قرض ادا کردیا جائے بہلول نے کہا ایسا حکم نہ دیجئے۔ قرض سے قرض ادا نہین ہوسکتا ہے بلکہ اہل استحقاق کے حقوق ادا کیجئےگا اور پہلے آپ اپنے نفس کا قرض ادا کیجئے۔ ہارون الرشید نے کہا مین نے حکم دیا ہے کہ آپ کے واسطے دواما کچھ مقرر کردیا جائے بہلول رح نے کہا یا امیرالمومنین ایسا حکم بھی نفرمائیگا اور آپ کو میرے ساتھ برائی کرنے سے کیا حاصل ہوگا میرے لئے مقرر کرنا اوسی مقرر کرنے والے پر ہے جس نے آپ کیواسطے مقرر فرمایا ہے آپ کے مقرر کرنیکی مجھے کچھ احتیاج نہین ہے +

پند خدا کا احسان مانو اسکو اپنا خالق اور رازق جانو اسکی مخلوق پر احسان کرو جسطرح اس نے تم پر احسان کیا ہے +

خدا نے تجھپہ جو احسان کئے ہین سخاوت سے نروک اپنا کبھی ہاتھ	تو اس احسان کا شکرانہ ادا کر خدا کی خلق پر احسان کیا کر

نکتہ دنیا مین ہر ایک چیز فنا ہونے والی ہے مگر اعمال کہ فنا نہین ہوتے ہین اور انسان انکی جزا و سزا ایکدن پانے والا ہے +

رہینگے یہ تیرے اعمال باقی	جہان فانی ہے اور اہل جہان لیک
رہیگی ہر مہ و ہر سال باقی	بدی بدکار کی نیکون کی نیکی

حکایت

ایک روز ہارون الرشید اطراف رقہ کے شکار کھیلتا تھا ایک زاہد نے سختی سی خلاف
داب خلافت کے کلام کیا اور کہا کہ اے ہارون تو خدا سے نہین ڈرتا اسپر ہارون الرشید
نے ابراہیم بن عثمان سے فرمایا کہ اسکو دار الخلافت مین ساتھ لے آؤ اور جب مین
شہر مین پہونچون تو میرے سامنے لانا جب ہارون الرشید قصر خلافت مین داخل ہوا
تو کھانا مانگا اور زاہد کو بھی اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور بعد فراغت طعام زاہد سے کہا
مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے اسکا جواب انصافاً دیجیگا زاہد نے کہا فرمائے ہارون الرشید نے
پوچھا تمھارے نزدیک مین شہریر تر اور خبیث تر زیادہ ہون یا فرعون زاہد نے کہا
فرعون اسواسطے کہ اوس نے دعویٰ الوہیت کا کیا اور انا ربکم الاعلیٰ کہا پھر
ہارون الرشید نے پوچھا کہ آیا موسی و ہارون علیہم السلام آپ سے بہتر تھے یا آپ
اون سے بہتر ہین زاہد نے جوابدیا مجھکو اُن برگزیدہ لوگون سے کیا نسبت ہے وہ
پیغمبر خدا ہین اور مین ایک ادنی عباد اللہ سے ہون پھر ہارون الرشید نے کہا جبکہ فقط جب تو
خداوند عالم نے حضرت موسی و ہارون علیہم السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تھا
تو ارشاد فرمایا فقولا لہ قولا لینا یعنی اوسکے ساتھ ملائمت اور نرمی سے گفتگو
کرنا حالانکہ وہ کافر اور گمراہ تھا اور مین تو بقدر طاقت بشری ماموارت پر عمل کرتا ہون

اور منہیات سے بچتا رہتا ہون پس فرمائی کہ آپ نے جو سختی میرے ساتھ برتے اور خلافت کا بھی کچھ ادب نکیا اسکا کیا باعث ہے زاہد نے کہا بیشک مین نے خطا کی اور اب مین اس حرکت بیجا سے استغفار اور توبہ کرتا ہون اور امیدوار ہون کہ اللہ پاک میری توبہ قبول فرمائے آپ بھی میرا قصور معاف فرمائین ہارون رشید نے کہا پروردگار عالم تمھاری امرزش فرمائے اور آٹھہ ہزار درہم اون کے واسطے منگائے زاہد نے کہا مین یک مرد سیاح ہون مجھے اس مال کی احتیاج نہین ہے اتنے مین ہرثمہ بن عین نے کہا اے مرد جاہل خلیفہ کے عطیہ سے انکار کرتا ہے ہارون رشید نے ہرثمہ سے فرمایا کہ تم چپ رہو اور اس معاملہ مین دخل ندو انکا معاملہ میرے ساتھہ ہے نہ تمھارے ساتھ بعد اسکے ہارون الرشید نے زاہد سے کہا کہ مین نے تمکو محتاج جانکر نہین دیا بلکہ خلفار کا یہہ دستور ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ انکو صحبت ہوتی ہے صلہ اور انعامات سے اوس کو محروم نہین چھوڑتے پس جسقدر آپکا جی چاہے اسمین سے لیلو زاہد نے ہارون رشید کو دعا خیر دی اور دو ہزار درہم اوس مین سے اوٹھالئے مگر وہ سب روپیہ دار الخلافت کے دربانون پر تقسیم کر کے خالی ہاتھ چل دئے +

پند ما بین گفتگو کے چپ رہنا اور کسی کے بلانے سے کہنا بہتر ہے اس سے کہ بلا اجازت بولو اور بے موقع تقریر کرو اور اہل مجلس تمکو چپ رہنے کیلئے اشارہ کرین

	نہ بے موقع زبان پر لاؤ تقریر		گرو مت بات اور ہرگز نہ بولو	
	کہان باقی رہیگی عزو توقیر		اگر بولوگے بیشک بے بلائے	

تذکرہ ہارون الرشید نے مقام رقعہ مین ایک خواب دیکھا کہ مین تخت پر بیٹھا ہون نیچے سے ایک ہاتھہ نمودار ہوا جسکی تھیلی مین شرخ مٹی ہے اور ایک آواز بھی آئی کہ مٹی

ذرا سے بچن میں سیکھ ... [illegible]

وس جگہہ کی ہے جہان تمہارا مدفن ہوگا مین نے پوچھا میرا مدفن کہان ہوگا اور یہہ مٹی کس ملک کی ہے جواب ملا کہ طوس تمھارا مدفن ہے اور یہہ وہین کی مٹی ہے پھر وہ ہاتھہ غائب ہوگیا اور آواز بھی منقطع ہوگئی چند روز بعد ہارون الرشید دارالخلافت بغداد مین آیا +

یحییٰ بن اشعث کسی خاص ضرورت کیلئے اپنی جورو کو سمرقند چھوڑکر دارالخلافت بغداد آیا تھا اوسکی غیبت مین رافع بن لیث بن نصر جو ایک مکار اور عیش دوست تھا موقع پاکر یحیٰی بن اشعث کی جورو جو ایک خوبصورت وحسین اور مالدار عورت تھی اوس سے آشنائی پیدا کرلی اور اوسکو ایسا بہکایا کہ وہ اوسکے فریب مین آگئی اور خواہشمند ہوگئی کہ کسی طرح سے یحیٰی کے قید نکاح سے چھوٹ جاے اُسکو رافع نے سمجھا دیا کہ اورکوئی صورت اس عمدہ تجویز وتدبیر سے ممکن نہین کہ مذہب اسلام سے مرتد ہوجا تو نکاح باطل ہوجائیگا اور بعد اسکے توبہ کرکے پھر مسلمان ہوجانا اس مکار کی عیاری کارگر ہوگئی اور عورت نے مذہب ترسائی اختیار کرلیا اور چند روز بعد پھر دائرہ اسلام مین داخل ہوگئی اور بعد ختم ایام عدت رافع سے نکاح کرلیا +

یحییٰ بن اشعث نے اس امر کا استغاثہ دارالخلافت مین ہارون الرشید کے حضور مین کیا خلیفہ نے علی بن عیسیٰ حاکم خراسان کے نام فرمان بھیجا کہ رافع بدبخت ناعاقبت اندیش کو گرفتار کرکے اوسکا منہہ کالا کرو اور گدھے پر چڑھاکے شہر مین پھراؤ اور کوڑے مارو علی بن عیسیٰ نے وہ حکم سلیمان بن جنید لدی کو امیر سمرقند تھا تعمیلاً بھیجدیا امیر نے رافع کو فوراً قید کرکے اوس عورت کو اوس سے جدا کردیا مگر باقی احکام کی تعمیل بلحاظ اوسکے نامور ہی کے نکی اور حفاظت بھی معمولی تھی وہ

قابو پاکر بھاگ نکلا اور بلخ مین آرہا چند روز مین علی بن عیسیٰ جو وہین تھا اوس کے پاس پیغام بدرخواست معافی قصور پیش کیا علی بن عیسیٰ نے ناعاقبت اندیشی سے اسکا قصور معاف کردیا اور اوسکو حکم معاودت کا دیا تو پھر وہ سمرقند پہونچا چونکہ اُس عورت کو علانیہ اپنے پاس نہین رکھہ سکتا تھا چند مفسد اور عیارون کو جمع کرکے لڑبھڑ کر سمرقند پر قبضہ کرلیا اور پھر اوس عورت کے ساتھہ علانیہ نکاح کرلیا؛

علی بن عیسیٰ کو یہہ خبر پہونچی تو ایک جمعیت فوج کی اپنے فرزند کی سپہ سرداری مین روانہ کی رافع اوس جمعیت سے برسر مقابلہ ہوا اور ایک بڑا جنگ طرفین مین واقع ہوا علی بن عیسیٰ کے بیٹے کو شکست ہوئی اخر خود علی بن عیسیٰ آیا رافع سمرقندیون کے مدد سے اوس سے بھی لڑا اور شکست دی جب وہ سمرقند سے ہزیمت پاکر بلخ واپس آرہا تھا وہان کے لوگ بھی اسکی ظلم کیوجہ سے بگڑ گئے اور اوس کے نائب کو مار ڈالا اور گھربار لوٹ لیا تین کرور درہم جو ایک باغ مین چھپا رکھے تھے وہ سب لوٹ لیگئے وہ ہنوز شہر مرو مین تھا کہ وقایع نگار نے کل کیفیت جو سمرقند اور بلخ مین گذری اور علی بن عیسیٰ سے عام رعایا کی نفرت کیوجہہ دارالخلافت مین لکھہ بھیجی اور یہہ بھی لکھا کہ علی بن عیسیٰ فوج اور روپیہ بھی جمع کررہا ہے نرمی کے ساتھہ اوسکو دارالخلافت مین طلب کرلینا چاہیے عجب نہین کہ وہ بھی بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرے

ہارون الرشید کے پاس دارالخلافت مین اسکے پہلے اور سیکڑون عرضیان مظلمون کی بھی آپہونچین تھین جن لوگون پر علی بن عیسیٰ نے بڑے بڑے ظلم کیا تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ہرثمہ بن اعین کو ایک جرار لشکر کے ساتھہ خراسان کیطرف روانہ کرکے حکم دیا کہ راہ سے تم علی بن عیسیٰ کو اطلاع کرو کہ مجھکو امیرالمومنین نے تمہارے اعانت اور مدد کیواسطے

بھیجا ہے اور جب قابو مین آجاے اوسکو قید کرلو اور اُسکی کُل مملوکات ضبط کرکے پابزنجیر اور تشہیر کرو کہ جسکو جو دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوے کرے اسی طرح سے اوسکے مظالم رفع دفع کرکے مظلومون کی دادرسی کردی جائے +

ہرثمہ نے امیرالمومنین کے حکم موافق اثناء راہ سے علی بن عیسی کو اطلاع دی اور وہ جب استقبال کیلئے آیا تو ہرثمہ نے اوسکو قید کرلیا اور حکنامہ معزولی کا سنادیا اور جامع مسجد شہر مرو مین علی بن عیسیٰ کو پابجولان بلُواکر اشتہار عام دیا گیا کہ جس کسی کو علی بن عیسی پر دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوی کرے غرض اسی طرح سے جو کوئی دعویدار ہوتا تھا وہ اپنے حق کو پہنچتا تھا جب اس سے فراغت پایا تو کُل مملوکات علی بن عیسی کے ہرثمہ نے ضبط کرلیا کُل خراسانی ہرثمہ کے حکم کے مطیع ہوگئے لیکن ممالک ماوراالنہر کے لوگ رافع بن لیث کے مطیع ہوگئے تھے اور اُن ممالک پر اوسکا قبض و دخل ہوگیا تھا اسلئے اون لوگون پر ہرثمہ کے احکام کا اثر پورا پورا نہ پڑا ہرثمہ نے اس امر کی اطلاع ہارون الرشید کو دارالخلافت مین بھیجی +

خلیفہ ہارون الرشید نے یہہ خبر سنتے ہی بذات خود دفع فتنہ و فساد ورد مظالم کیلئے خراسان کا ارادہ کیا امین کو دارالخلافت بغداد اور قاسم کو موصل مین قائم مقام مقرر کرکے روانہ ہوا۔ اون دنون ہارون الرشید صحیح المزاج نہ تھا جب کرمانشاہ پہنچا وہان سے مامون کو روانہ کیا اور فضل بن سہیل کو اوسکا وزیر کرکے حکم دیا کہ تم شہر مرو مین قیام پذیر ہو اور ہرثمہ بن اعین کو حکم دو کہ وہ رافع کے مفسدہ کو دفع کرے جب ہارون الرشید گرگانو داخل ہوا تو علی بن عیسی معہ نقد و جنس اسی کروڑ درہم اور پندرہ سو مہار شتر کے ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا خلیفے

وہ کل مال داخل خزانہ شاہی کرلیا اور علی بن عیسی کو پا بزنجیر بغداد بھیجدیا اور محمد امین کو حفاظت کیلئے تاکید کی +

اور ہرثمہ بن اعین دریاے جیحون سے رافع بن لیث کے دفع فتنہ کیلئے اوتر کر سرحد بخارا تک پہنچا تو رافع نے بشیر بن لیث اپنے بھائی کو ہمراہ فوج دیگر برسر مقابلہ بھیجا ہرثمہ نے اوسکی فوج کو شکست دی اور بشیر بن لیث کو گرفتار کرکے مامون کے پاس پابجولان روانہ کیا مامون نے اوسکو خلیفہ کے پاس روانہ کردیا۔

چونکہ ہارون الرشید کا مزاج گرگانون مین زیادہ بگڑگیا اور مرض کا نکس کارہ وز ہوگیا تھا اسلئے اطبا کی راے و تجویز کے موافق تبدل آب وہوا کی غرض سے طوس روانہ ہوچکا تھا وہان بشیر بن لیث حاضر کیا گیا ہارون الرشید نے اوس سے کہا او دشمن خدا تو اور تیرے بھائی نے ظلم اختیار کیا اور بغاوت پر کمر باندھی اخر مجھکو حالت ضعف مین حرکت کرنا پڑی تجھکو اس عذاب سے مارونگا جو صفحہ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہیگا ایک قصاب مامور کیا گیا اور اسکے اعضا کے ٹکڑے کئے گئے جب چودہ ٹکڑے ہوے تو اوسکی روح قفص عنصری سے پرواز کرگئی +

ہارون الرشید کا مزاج پھر بگڑ گیا اور ایک طبیب جو بادشاہ ہندوستان کے پاس سے آیا تھا جسکے علاج سے پہلے کچھ ہارون الرشید کا مزاج اصلاح پذیر ہوگیا تھا اوسکی راے اور جبرئیل بختشوع طبیب ہمرائی کی راے مین اختلاف ہوا جبرئیل طبیب کی راے بظاہر غلطی پر ثابت ہوئی ہارون الرشید نے اسکے مارڈالنے کا ارادہ کیا تو اوس نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین اگر کل تک صحت نہو تو مجھکو جو سزا چاہین دیجیے باتفاق تقدیر دوسرے ہی روز شب شنبہ سوم جمادی الثانی ۱۹۳ھ ہجری امیرالمومنین کا

قضا نے فیصلہ کر دیا +

پینتالیس ۴۵ برس کی عمر پائی تین ۳ برس خلافت کی - العظمۃ والقدرۃ اللہ عز وجل نقش خاتم تھا اور فضل بن ربیع کوتوال اور اسمعیل بن صبیح منشی اور مسرور و رشاد و حسن خادم اور قیس بن میمون اور محمد بن خالد برمکی حاجب تھا +

نکتہ عورت کی دوستی شیطان کا نردبان ہے جس راستہ سے وہ انسان کے جسم مین آتا ہے اسیطرح حرص وہوا ہر ایک گناہ کا مادہ ہے جب حرص غالب ہو جاتی ہے تو تمام گناہ اُس سے سرزد ہوتے ہین +

آتا ہے دل مین تیرے جس راہ سے	حُب زن ہے نردبان شیطان کا
کر نہ مائل عورتون پر اپنا جی	مت بنا دل کو مکان شیطان کا

حکمت دشمن جب اپنے فریب و عداوت سے عاجز آجاتا ہے دوست بن جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ عاجزی کے پیرایہ مین دشمنی کرے +

نہین پاتا جو مطلب دشمنی سے	بظاہر دوست بنجاتا ہے دشمن
بدلتا ہے نئی طرز اور نیا ڈھنگ	نئی صورت سے پیش آتا ہے دشمن

پند چھوٹے دشمن اور تھوڑی آگ کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ دشمن چھوٹا بڑا فساد برپا کر سکتا ہے اور تھوڑی آگ گھر بار جلا سکتی ہے +

چھوٹے سے دشمن کو مت جان تو حقیر	بلکہ رکھو اُس سے ڈر شام و سحر
آگ جب تھوڑی سی ہو گی مشتعل	ایک دم مین اُس سے جل سکتا ہے گھر

ابو جعفر المنتصر باللہ بن متوکل بن معتصم بن ہارون الرشید

یہہ گیارواں خلیفہ خاندان آل عباس کا ہے ۲۴۷ ہجری مین بعد قتل اپنے باپ کے سریر آرا ے خلافت ہوا مرد عاقل اور انصاف پیشہ تھا سادات علویہ اوسکے احسانات کے ممنون تھے یہہ برگزیدہ گروہ بلا روک ٹوک آستان خلافت کا بار یاب تھا۔ اس خلیفہ کا قول ہے **قول** عفو کی لذت سے زیادہ شیرین کوئی چیز عالم مین نہیں اور سب سے برا کام قدرت کے بعد انتقام ہے*

نکتہ انتقام لینے سے عفو کرنا بہتر ہے اور غصہ سے رحم عزیز تر * ٭

گنہگار کا عفو کردو گناہ	کرو رحم ہرگز نہ لو انتقام
بہ خلق خدا مہربانی کرو	کہ حق مہربان تم پہ ہو صبح و شام

حکایت

ابُو علی یحیی اُلمنجم کے ہمسایہ مین ایک شخص کی جائداد عمدہ تھی جو محل بیع مین تھی اور منجم کو اوسکے خریدنے کی رغبت مگر اوسکی کل قیمت ادا کرنیکی قدرت نرکھتا تھا اسی وجہہ سے رنج والم مین رہتا تھا ہرشخص اوسکے چہرہ حال سے قلبی کیفیت پہچان لیتا ایک روز اوسی حالت تردد مین ابو جعفر المنتصر باللہ کی خدمت مین باریاب ہوا خلیفہ نی سبب تغیر پوچھا تو منجم نے سارا واقعہ عرض کردیا خلیفہ نے پوچھا کہ اوسکی کل قیمت کیا قرارداد ہوئی ہے اور تم کسقدر دے سکتے ہو منجم نے عرض کیا کہ حضور تیس ہزار درہم اوسکی قیمت ہے اور میرے پاس دس ہزار درہم موجود مین جو دیسکتا ہون خلیفہ یہہ سنکر چپ ہو رہا اور بعد تھوڑی دیر کے دربار سے اوٹھ گیا ولیکن خلیفہ نے برخواست کے آگے مخفی طور پر کچھہ خادم کو لکھکر دیدیا تھا اور منجم اوسی طرح مغموم آستان

خلافت سے دلمین یہہ کہتا ہوا رخصت ہوا کہ افسوس کیا خلیفہ چاہتا تھا تو میری حاجت روائی ہوتی مگر میری تقدیر نے یاوری نکی اور منجم جب گھر پہنچا تو اوسکے وکیل نے کہا کہ خلیفہ کا ایک خادم بیس ہزار درہم تمھارے نام دیکر مجھسے رسید لے گیا ہے منجم یہہ روح افزا خبر سنکر خوش ہوگیا اور فرط خوشی سے چہرہ دہکنے لگا ✤

نکتہ سخی وہ ہے جو چھپکر سخاوت کرے جسکو کچھہ دیوے پھر اُسپر احسان نرکھے دیکر خوش ہو ✤

سخی یون مین بیشک سخی ہے وہی	جو لوگون سے چھپکر سخاوت کرے
کرے صرف جب مال خورسند ہو	جسے دیوے اُسپر نہ احسان دھرے

حکایت

ابو عثمان سعید بن محمد بن الصغیر کو خلیفہ ابو جعفر المنتصر باللہ نے بعض مہات ملکی کے لحاظ سے مصر بھیجا تھا وہان اُسکو ایک پری پیکر لونڈی کے ساتھہ محبت ہو گئی اور وہ محل بیع مین تھی لیکن اوسکا مالک گران فروش تھا ابو عثمان اوسکا متحمل نہوسکا اور کسی تدبیر سے کام نہ نکلا اور آتش شوق اندر ہی اندر اپنا کام کر رہا تھا اسی عرصہ مین اوس کام سے بھی فراغت حاصل کرلیا جس مُہم پر خلیفہ نے اوسکو بھیجا تھا ناچار دار الخلافت بغداد واپس آیا اور اوس مہم کے سرانجام مین جو تدبیر اسکو کرنی پڑی تھین مفصل گوش گذار کیا خلیفہ نے پسند فرمایا اور پوچھا کہ تمھاری کیا حاجت ہے ابو عثمان نے وہی اپنا قصہ عشق عرض کیا خلیفہ نے یہہ سنکر منہہ پھیرلیا اور کچھہ جواب ندیا اور اوس قصہ کو حکایتاً خلیفہ نے اپنے مصاحبین سے کہہ دیا جب ابو عثمان آستان

دار الخلافت مین باریاب ہوا مصاحبین اوسکو چھیڑتے اور تنگ کرتے اور اوسکا عشق
دونا بڑھتا جاتا تھا ایک دن ابوعثمان غلیان شوق مین حاضر دربار ہوا تو پردے سے
ایک عورت کے گانیکی آواز آئی جسکو ابوعثمان نے پہچان لیا کہ یہہ آواز اوسی معشوقہ
دلارام کی ہے آواز سنکر بے اختیار ہوگیا اگر خلافت کا ادب مانع نہوتا تو حالت
بیخودی مین بیتابانہ اوس عورت سے لپٹ جاتا مجبوری اوس حالت اضطراری
کو روکنا پڑا خلیفہ نے یہہ حالت دیکھکر پوچھا اے سعید تمھارا مزاج کیسا ہے عرض کیا
حضور کی بدولت آثار اچھے نظر آتے ہین پھر خلیفہ نے کہا اس گانے والی سے آیا تم
بھی کچھہ فرمایش کرسکتے ہو جو وہ گائے ابوعثمان نے اوسی راگ کی فرمایش کی جو پسند
خاطر تھے جب اوس نے گانا شروع کیا اسکی حالت متغیر ہونے لگی خلیفہ نے پوچھا
یہہ آواز تم پہچانتے ہو ابوعثمان نے عرض کیا یا امیرالمومنین جب تک وہ آواز مین نے
سنی تھی امید وصال منقطع نہوئی تھی اب چونکہ حرم خلافت مین داخل ہوچکی ہے اسلئے اپنی امیدون
کو شہید پاتا ہون خلیفہ نے کہا اے سعید اسکو مین نے صرف تمھاری ہی لئے خرید کرکے
منگایا ہے اور جسوقت سے وہ آئی ہے ایک بار کے سوا اوسکی صورت مین نے
نہین دیکھی بعد اس گفتگو کے خلیفہ نے پھر وہ لونڈی کو زیور ولباس سے آراستہ
کرکے ابوعثمان کے گھر بھجوا دیا ۔

پند عورت کی صحبت کیطرف مائل ہونا مردون کا کام نہین کیونکہ عورتون
کی محبت خیالات کو تباہ کرتی ہے اگر قانون ضرورت مجبور کرے تو اُس عورت سے
ہم صحبت ہونا چاہئے جسمین گیارہ صفتین پائی جاوین اول حسین ہو دوم باوفا سوم
غمخوار چہارم شریفہ پنجم عفیفہ ششم فرمانبردار ہفتم خیرخواہ ہشتم بردبار نہم خندہ پیشانی

دہم کارگذار یا زدہم جوان اور اگر اسکے برخلاف ہو تو مجرد ہی رہنا بہتر ہے۔

خانہ دو ذات ہست آن خانہ	چون بود خانہ دار نیکو کار
مرد راہست باعث فرحت	زن خوش خوش لقا و خوش دیدار
ور بود بد از و پناہ خدا	وقنا ربنا عذاب النار

تذکرہ یہہ خلیفہ صرف چھ مہینے دو دن باختلاف روایت مسند نشین خلافت رہا آخر ۲۴۸ھ ہجری مین انتقال کرگیا اسکی وفات کے نسبت مختلف روایتین ہین سبائک الذہب مین مرض الموت سے قضا کرنا لکھا ہے اور مسامرہ مین ذات الجنب سے اور یافعی نے مراۃ الجنان مین لکھا ہے کہ منتصر کو سرسام ہوگیا تھا چونکہ امرائے ترک کو خلیفہ کیطرف سے خوف پیدا ہوگیا تھا اونھون نے طیبہ بن طیفور کو ساتھہ ہزار درہم دئے اور حجام نے زہر آلود نشتر سے فصد لی اوسی زہر سے وفات ہوئی چھبیس برس کی عمر پائی۔

یوتی الحذر من ما نہ یا آنا من ال محمد اللہ والی محمد نقش خاتم تھا۔
وصیف اور مرزبان وغیرہ حاجب اور جعفر ہاشمی قاضی القضاۃ تھے۔

ابی اسحاق محمد المہدی باللہ بن واثق باللہ خلیفہ نہم بن معتصم باللہ خلیفہ ہشتم بن ہارون رشید

یہہ چودھوان خلیفہ آل عباس کا ہے جسکی کنیت ابو عبداللہ تھی اور مسامرہ مین ابو جعفر لکھا ہے ۲۵۵ھ ہجری مین سریر آرائے خلافت ہوا۔ یہہ خلیفہ نہایت حلیم اور بردبار اور نیک مزاج تھا زہد و اتقا کا بدرجہ کمال پابند اور صائم الدہر تھا عدالت وانصاف گویا اسکی سرشت تھی ہر جمعہ کو جامع مسجد مین نماز پڑھا کرتا تھا۔

فائدہ یہہ خلیفہ شریعت بیضا کا پابند تھا تصویرین دارالخلافت سے نکلوا کر پھنکوا دین اور طلائی و نقرئی ظروف مسکوک کروا ڈالے شاہی باورچیخانہ مین جو روزانہ دس ہزار درہم کا صرفہ ہوتا تھا موقوف کرکے صرف سو درہم روزانہ مقرر کیا اور جتنے درندو گزندجانور کٹہیرون مین بند تھے اُن سب کو مروا ڈالا اور جن جانورون سے ضرر کا خوف نہ تھا صرف خلافت کے آرایش اور سلطنت کے زیبایش سمجھے جاتے تھے اُن سب کو چھوڑوا دیا اور مطربون اور رامشگرون کا بازار اسکے عہد خلافت مین سرد ہوگیا غرضکہ شریعت حقہ نے جن چیزون کو حرام کیا ہے وہ سب موقوف کردیا شراب خواری کی سخت ممانعت فرمائی ؛

حکمت شراب مفسد قوائی دماغیہ ہے اور مولد تشنج و رعشہ باعتبار منفعت کے مضرت زیادہ ہے اسلیئے اُم الخبایث سے احتراز بہتر ہے +

چاہتے ہو دوستو گر اپنی خیر	دیکھنا ہرگز نہین پینا شراب
اہل دین جتنے ہین اونکے واسطے	دشمن ایمان ہے خانہ خراب
آب شر ہے فی الحقیقت اسکا نام	اس سے کیا حاصل ہے بجز رنج و عذاب

فائدہ اس خلیفہ نے ایک محل گنبد دار بنوایا تھا جسکے چارون طرف چار دروازہ تھے اُسکا نام قبتہ المظالم رکھا تھا اور اس محل مین خلیفہ بذات خود رد مظالم اور فصل خصومات کیلیئے اجلاس کیا کرتا تھا +

نکتہ منصف بادشاہ عدالت دوست وہ ہے جو جاہل اور کاہل نہو کسی سے تعصب نرکھے مستغیث اسکے روبرو جاسے اپنا حال بے روک ٹوک کہہ سنائے اور نیک رعیت وہ ہے جو اپنے بادشاہ کی خیر خواہ ہو خراج بلا جبر و کراہت ادا کرے ضرورت کیوقت

جان وہاں سے حاضر ہو بادشاہ کو اپنا مالک جانے جسطرح کہ وفادار عورت شوہر کو اپنا خاوند تصور کرتی ہے +

شاہ بیشک بندہ پرور چاہیے اور رعیت چاہیے خدمت گذار	سایہ گستر رحم دل بندہ نواز صاحب صدق و صفا عجز و نیاز

نکتہ آفتاب عدل پہلے سینہ مین طلوع ہوتا ہے پھر اوسکا نور گھر والون اور خاص لوگون پر پڑتا ہے پھر اوسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے +

فائدہ بعد وفات خلیفہ محمد مہدی باللہ کے حجرہ سے ایک صندوق نکلا لوگون کو گمان ہوا کہ اسمین گران بہا جواہرات ہون گے جب کھولا گیا تو ایک موٹا جھوٹا کمل کا کپڑا اور ایک طوق آہنی برآمد ہوا دریافت سے معلوم ہوا کہ خلیفہ رات کو کچھ تھوڑی دیر سوتا تھا پھر اوٹھکر وہ طوق گلے مین ڈالکر اور کمل کا لباس پہنکر صبح تک عبادت حق مین مشغول رہا کرتا اور بارگاہ احدیت مین بہ تضرع تمام آہ و نالہ کرتا تھا +

پند خدا کے روبرو اچھے کام کام آئین گے خوش روئی و خوش گوئی و خوش لباسی پر لحاظ نہو گا +

کام آئین گے ترے اعمال نیک کچھ نہ دیگی کام تیرے جسم کی	روز حشر و نشر ای نیکو شعار خوبی و خوش خلعتی روز شمار

تذکرہ چونکہ اس زمانے مین ترکون کا غلو اور اونکا فتنہ و آشوب حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا جو خلیفہ اونکا مخالف ہوا اوسکا قیام متعذر تھا اور امراء دولت کو بھی جرأت مخالفت کی نہو سکتی تھی عام و خاص اس خلیفہ کی دینداری اور محرمات مین روک ٹوک کرنے سے تنگ آ گئی تھی آزاد طبیعت لوگ قیود ات شرعیہ کے طلسم مین پھنسا

کب گوارا کر سکتے تھے تاہم خلیفہ مہدی باللہ اپنے تھوڑے زمانہ ایام خلافت مین جہان تک ممکن ہوسکا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتا رہا آخر یہہ ہوا کہ ترک خلیفہ کے دشمن جان ہوگئے سیف وسنان کے استعمال کی نوبت آئی جو سردار خلیفہ کے معین اور انصار تھے قتل ہوگئے اور خیر بیگ ایک ترکی نے خلیفہ مہدی باللہ کو بھی رجب ۲۵۶ھ ہجری مین آب شمشیر سے غسل میت دیا تیرہ دن کم ایک برس خلیفہ رہا + -

المہتدی باللہ یتق نقش خاتم تھا اور صالح بن داود حاجب تھا -

ابوالقاسم عبداللہ المقتدی بامراللہ بن محمد عباسی

یہہ ستائیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۴۶۷ھ ہجری مین تخت خلافت پر بیٹھا اسکے عہد خلافت مین بہت سے نیک امور اور آثار خیر ممالک مین ظاہر ہوے صنعت وحرفت ترقی کے آسمان کا ستارہ بنکر چمکی +

فائدہ اس خلیفہ نے عموماً بزم سماع وسرود موقوف کردیا اور فاحشہ عورتون کو ایک لخت دارالخلافت سے نکلوادیا اور حکم عام دیدیا کہ مرد ہون یا عورت کوئی بے حیائی سے برہنہ نہانے نہ پائین - اور کبوترخانے سب برباد کردئے گئے اور ملاحون کے نام حکم جاری کیا کہ ایک کشتی مین مرد اور عورت مشترک نہ سوار ہوا کرین +

نکتہ سعادتمند وہ انسان ہے جسکی آنکھون مین شرم وحیا ہو طبیعت مین حلم اور کلام مین شیرینی ہو ؎

سعادتمند وہ انسان ہے بیشک	کہ جسکی آنکھہ مین شرم وحیا ہو

طبیعت مین ہو جسکے حاصل	بزرگون کی طرح صدق و صفا ہو

نکتہ حیا اسکو کہتے ہین کہ گناہ یا بے گناہی کی حالت مین انسان اپنے بزرگ یا حاکم سے خوف رکھے +

باحیا باشد ہمیشہ عذر خواہ	گرچہ باشد بے گناہ یا باگناہ

حکایت

اس خلیفہ کی نسبت ملکشاہ سلجوقی سلطان خراسان کی لڑکی سے قرارداد ہوئی اور سنہ ۴۸۰ ہجری مین ملکشاہ نے ہمراہی نظام الملک وزیر اور امرا سلجوقی و سامان خدم و حشم عروس کو خراسان سے دار الخلافت روانہ کیا مورخین نے لکھا ہے کہ ایک سو تیس مہار شتر تھے جن پر دیبائے رومی کی جھولین پڑی تھین اون اونٹون پر چاندی سونے اور سامان قیمتی لدے ہوے تھے اور عماریان دولہن اور سہیلیان اتنی تھین جنکو چوہتر مہار شتر کھینچتے تھے اور اون کے گلون مین سونے کے گھنٹے اور قلابے و نفیس مرصع نگار اور کارچوبی جھولین پڑی ہوی تھین اور چھ اونٹون پر بارہ صندوق چاندی کے تھے اور ہر صندوق جواہر گران بہا سے لبریز تھا اور تین سو تیس گھوڑے عربی ترکی گران بہا مرصع زیورات سے جن پر تمام قیمتی جواہر مثل الماس و نیلم وغیرہ نصب تھے اور زین ہائے مرصع زرین سے آراستہ تھے نقد و جنس اسی پر قیاس کر لینا چاہیے جب امرا سلجوقی معہ خدم و حشم بغداد کے قریب آپہونچے دار الخلافت کے سارے چھوٹے بڑے سوار و پیادہ معہ سامان جلوسی استقبال کیواسطے نکلے اور خلیفہ نے اپنے وزیر کو شاہی شان و شکوہ

عروس کی مان کے پاس بھیجا اور یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانت الی اھلھا یعنی بہ تحقیق اللہ تعالی حکم فرماتا ہے تمہیں امانتون کو پہنچادو اسکے مالک کے پاس - عروس کی مان نے کہلا بھیجا بالسمع والطاعۃ یعنی بسروچشم امانت ادا کی جائیگی - الغرض راتکو دولہن ایک جواہر خیز محافہ پر سوار ہوئی اور اوسکے ہمراہ تین سو جواہر پوش کنیزان ماہ پارہ نشین اور دو ہزار سوار جلو مین خواجہ سرا گرداگرد ہجوم کئے ہوے داخل شہر ہوے اوس رات نے کثرت چراغون سے روز روشن بلکہ مہر نیمروز سے مقابلہ کا دعوی کیا تھا اور اوسکا دعوی حق بجانب تھا - دوسرے دن خلیفہ کے طرف سے طعام ولیمہ کی تیاری ہوی جس مین چالیس ہزار من شکر صرف ہوئی اسی پر اور سامان دعوت قیاس کرلینا چاہئیے بعد اسکے عام دربار ہوا جس مین کل ارکان دولت وامراے سلجوقی کو ہر ایک کے موافق رتبہ خلعتین اور انعامات سے سرفراز ہوے +

چند روز بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ عروس وخلیفہ مین شکر رنجی ہوگئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ عروس اپنے باپ کی خدمت مین روانہ ہوگئی اور اصفہان پہونچکر آغوش قبر مین پاؤن پہیلا کر سورہی +

پند عورت کی دوستی جاہل کی محبت پر بھروسا نکرنا چاہئیے کیونکہ صندل کا درخت اگرچہ سرد مزاج ہے مگر تیز ہوا چلنے اور شاخون کے باہم ٹکرانے سے فوراً جل اُٹھتا ہے اور تمام جنگل جلا دیتا ہے اور اُسکی شعلون کی لپیٹ سے درخت جلکر خاکستر ہوجاتے ہین

صحبت بے اصل سب علم جاہلان	الفت جاہل ندارد اعتبار
رہزن قہر خداے اکبر است	ہوش دار اے مرد دانا ہوش دار

نکتہ غیور اور دولتمند عورت سے ساتھہ نکاح کرنا ذلت کا سامنا ہے کیونکہ وہ متابعت کا بار نہین اُٹھا سکیگی اطاعت مین نہین آئیگی بلکہ وہ چاہیگی کہ شوہر سے جدا ہو کر ہمرتبہ کے ساتھہ بسر کرے *

ماردیگی تجھکو اپنے زہر سے	گر ہوئی زلف دوتا سے دوستی
سانپ بہتر ہے کہ تیرا دوست ہو	پر نہو وے بے وفا سے دوستی

تذکرہ خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے وفات کے متعلق مورخین کے مختلف روایتین ہین ۔ سبایک الذہب مین انتالیس برس کی عمر مین مرگ مفاجات سے ۴۸۷ھ ہجری مین قضا کرنا لکھا ہے ۔ اور مراۃ الجنان مین بھی یہی سنہ اور مرگ مفاجات سے انتقال کرنا درج ہے اور بعض مورخ نے ایک لونڈی کے زہر دینے سے مرجانا لکھا ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ ایک رات خلیفہ نے کھانا کھایا اوسوقت بجز قہرمانہ اور شمس النہار کے اور کوئی نتہا ہاتھہ منہہ دھو کے بیٹھا اور شمس النہار سے پوچھا یہہ سب لوگ کون ہین جو بے اجازت چلے آتے ہین شمس النہار نے ادھر اُدھر دیکھا کوئی نہ تھا اور خلیفہ صرف اسقدر کہکر چپ ہو رہا ہاتھہ پاؤں مرد اور بے قابو ہوگئے اور روح نے مفارقت کی انیس برس پانچ مہینے تخت نشین خلافت رہا اور چھبیس برس آٹھہ مہینے سات دنکی عمر پائی وہ جوان صالح تھا *

ابو العباس احمد المستظہر باللہ بن مقتدی بامر اللہ *

یہہ خلیفہ بعد انتقال خلیفہ مقتدی بامر اللہ پدر خود سولہ برس کی عمر مین تخت خلافت پر متمکن ہوا اور سنہ ۵۱۲ ہجری مین انتقال کیا پچیس برس سلطنت کی بیالیس سال کی عمر

پائی بڑا خوش نویس و شاعر اور صاحب فضیلت و کریم الاخلاق تھا اسکے عہد خلافت مین رعایا رفاہ اور فلاح مین رہی چغل خور اور شریر و بدگویونکا بازار سرد ہو گیا۔ یہہ خلیفہ نیک کامون مین بہت جلدی کرتا تھا۔ اسکا قول ہے۔

قول آجکا کام کل پر نڈالو اور کوشش کرو کہ جو اچھا کام تم سے آج ہی سرزد ہو جائے بہتر ہے پس ایسی جلدی و پھیروی نیک کام کے کرنے مین چاہیئے اور بدکام مین جسقدر توقف ہو مناسب ہے ✣

آجکے بس آج ہی کر لو جو ہو دین کا روبا	کام گر چھوڑدگے کل پر آجکا پچتاؤ گے

نکتہ بد نفس آدمی لوگون کی بدیون کا افشا اور نیکیون کا اخفا کرتا ہے جیسے کہ مکھی ہمیشہ زخمی عضو پر بیٹھتی ہے اچھے عضو سے اسکو سروکار نہین ہوتا ✣

نہ بیند دیدۂ بدبین بجز عیب ہمیشہ چون مگس جائیکہ مردار	سخن چین جز سخن ہرگز نہ چیند لئیم الطبع بیند می نشیند

نکتہ عقلمند کی پہچان کم گوئی اور خاموشی ہے اور نادان کی شناخت یاوہ گوئی اور چرب زبانی و زبان درازی ہے۔

حکایت

خلیفہ مستظہر باللہ کے عہد مین بحکم ربانی و گردش آسمانی ساتون ستارے سرطان مین جمع ہوگئے تھے جسطرح حضرت نوح علیہ السلام کے وقت ہوے تھے اور طوفان نمودار ہوا تھا مستظہر باللہ یہہ سنکر ابن عیسی منجم سے اسکی کیفیت پوچھی منجم نے عرض کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے مین سبعہ سیارہ کا اجتماع

اور قران برج حوت مین ہوا تھا اس سال اُسی برج مین چھہ سیارے جمع ہوئے ہین
مگر زحل اوس سے خارج ہے اگر زحل بھی اسمین ہوتا تو طوفان عالمگیر واقع ہوتا ہی
مگر میری رائے یہہ ہے کہ کسی جگہہ اس عالم مین جہان ہر طرف کے لوگ بکثرت جمع
ہون سگے شاید ایک سیل عظیم آوے اور مجمع کثیر کے ہلاکت کا باعث ہو اور لوگ کم بچین
اتفاقات سے اس سال کے حُجاج جو قریب دو لاکھہ آدمی حج سے فراغت حاصل کر کے
ایک خشک ندی پر اُترے تھے جسمین برسون سے پانی نہین آیا تھا دفعتًا ایک سیل عظیم
نے چارونطرف سے گھیر لیا لوگون کو بھاگنے کا موقع نملا اس مجمع سے بہت تھوڑے
لوگ جو اونچے درختون اور بلند مقامون پر چڑھگئے تھے بچے اور سب ہلاک ہوگئے خلیفہ
مستظہر باللہ نے ابن عیسی منجم کا وہ حکم سنکر اس خیال سے کہ مبادا دجلے کا سیل
بغداد کو تباہ کرے جن مقامون سے شہر مین سیل آنیکا احتمال تھا اوس جگہہ بہت
مستحکم بند بندھوادیا اور جب یہہ حادثہ حجاج پر واقع ہوا خلیفہ نے ابن عیسی منجم کو
بنظر اسکے استخراج صحیح حکم کے خلعت فاخرہ اور انعام کثیرہ سے سرفراز کیا۔

جو ہین بندگان ستارہ شناس	بفضل و ہنر مردم دور بین
ہمیشہ بفرش زمین بیٹھکر	وہ کہدیتے ہین حال عرش برین

یوسف بن یاسفین سلطان مغرب ابو یعقوب بربری

یہہ شخص ۰۰ھ ہجری مین اپنے زمانہ کا اکبر الملوک گزرا ہے بڑا شجاع و مدبر تھا
عدالت اور سخاوت سے موصوف تھا اور تیس برس اس نے ممالک مغربیہ مین سلطنت
کی اور اپنی آخر عمر مین وکلا عراق مین بھیجے اور خلیفہ مستظہر باللہ عباسی سے عہد اپنی حکومت کا

طلب کیا خلیفہ نے خلعت فاخرہ اور نشان جو امور عطاے سلطنت پر دلالت کرتے
مین روانہ کرکے اوسکی سلطنت تحت دار الخلافت عباسیہ کے داخل کر لیا اس
بادشاہ کے خصائل مین مورخین لکھتے ہین کہ اہل علم اور دیندار لوگون کی اسکو بہت
صحبت رہتی تھی بڑے بڑے کبائر بھی اسکے عفو کے سامنے حسنات سے بدل
جاتے تھے +

حکایت

ایک روز یوسف بن یاسفین بہ تبدیل لباس پھر رہا تھا ایک مقام پر گذر ہوا وہان
تین شخص بیٹھے ہوے اپنے خیالی آرزوئین باہم بیان کر رہے تھے **ایک**
شخص نے کہا کاش ہزار دینار مجکو ملتے کہ تجارت کی تمنا قبر مین نہ لیجاتا **دوسرے**
شخص نے کہا مجھکو مدت سے امارت کی آرزو ہے **تیسرے** نے کہا مجھکو سلطان
عہد کی ملکہ ملجاتی تو کیا مزہ سے دن راتین بسر ہوتین - یہہ سنکر یوسف بن یاسفین
چلا گیا اور اُن تینون شخصون کو اپنے روبرو طلب کیا **اوّل** کو ہزار دینار اوسکے
آرزو کے موافق عطا کرکے کہا جا تجارت کر **دوسرے** کو اُسکی خواہش کے موافق
کسی شہر کی حکومت دی تیسرے سے کہا اے مرد جاہل تونے ایسی خواہش کی
جو تجھے نصیب ہی نہین ہوسکتی یہہ کہکر اوسکو اپنی ملکہ کے پاس بھیجدیا ملکہ نے اوسکو
ایک خیمہ مین نظر بند رکھا اور تین دن تک اوسکو خیمہ مین نظر بند رکھکر ایک ہی
قسم کا کھانا کھلایا پھر اوسکو ملکہ نے بلوا کر پوچھا تونے کھانا کھایا کیسا تھا
اوس نے عرض کیا ایک ہی قسم کا ذایقہ تھا ملکہ نے کہا او جاہل بیوقوف سب عورتون سے

ایک ہی لذت حاصل ہوتی ہے تو تنے کیون ایسی آرزو اور بے ہودہ خیال کیا جو تجھکو نصیب ہی نہو سکے پھر اوسکو کچھہ نقد و جنس دیگر رخصت کردیا +

نکتہ انسان کو چاہیے کہ جاہل بے عقل کو ایسی نرمی و خوبی کے ساتھہ سمجھائے جس سے وہ مطلب سمجھہ جائے اور تسلی پاوے جیسے طبیب معالجہ سے پہلے اپنی خوش گوئی سے بیمار کو شفا کا امیدوار کردیتا ہے +

یاد دار از وقت کلام و وعظ و پند نرم کن اول زمین ہنگام کشت		موم شو با جاہلان بے عقل تا بر آید گل ازان ناکارہ گل	

نکتہ نادان کو زبردستی سے سمجھانا اُسپر تشدد پہونچانا منع ہے جب تک کہ اسکا نفس سرکش بداخلاقی و جہل کے پنجہ سے رہائی نپاوے سیدھی راہ پر نہ آئے۔

کفر کب جاتا ہے اس کافر تشی سی ہو ہو		نفس یہ کافر نہ مرے جب تلک مرد اہو	

ابو المظفر یوسف المستنجد باللہ عباسی

یہہ بتیسواں [۳۲] خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۵۵ھ ہجری مین تخت خلافت پر بیٹھا اور ۵۶۶ھ مین بیمار ہوکر مرگیا گیارہ سال اس نے بالاستقلال سلطنت کی مرد حلیم و سلیم تھا رفاہ خلق و فلاح رعایا کا خواہشمند اور سرکش و فتنہ انگیزون کا دشمن تھا۔ اسکا قول ہے۔

قول سعایت اور نمامی سے بڑھکر عالم مین کوئی بدتر گناہ نہین کہ اسکا اثر خلایق کیطرف متعدی ہوتا ہے +

نکتہ چغلوری اور جھوٹھ سے ہزار طرح کی بدی پیدا ہوتی ہے اسی طرح شراب سے

صدہا طرح کی شرارت +

سارے فساد جھوٹھ سے ہوتے ہین آشکار	شہر ہوتی ہین زمانہ کی پیدا شرابسے
بچا رہیگا جھوٹھ سے جو پائیگا نجات	بچ جائیگا وہی جو بچیگا شرابسے

فائدہ اس خلیفہ نے غمازون اور چغلخورون کا عمدہ انتظام کیا جس سے خلق اللہ کو امن حاصل ہوا - ایک شخص کو اسی جرم مین گرفتار کرکے قید کردیا اوسکے کسی دوست نے خلیفہ سے درخواست کی کہ عوض اسکے دس ہزار روپیہ جرمانہ داخل کرتا ہون اگر رہائی فرمائی جاے خلیفہ نے فرمایا پہلے تم ایک ایسا شخص جو اوس سے زیادہ بدنفس ہو کہین سے پیدا کرو کہ اوسکو قید کرکے اوسکے شر سے خلق اللہ کو نجات دلاؤن اور اسکے صلہ مین دس ہزار روپیہ تم کو عطا کرون +

نکتہ بدون کے ساتھہ نیکی کرنا بدکام مین انکو یاری دینا نیکون کے ساتھہ بدی کرنا ہے

کار بد مین گر مدد کرتے ہو تم	خوب بد سمجھو کہ بد کرتے ہو تم

حکایت

ایک روز رات کیوقت مستنجد باللہ نے ایک خواص کو بلواکر فرمایا کہ اسوقت ایک سنار کے کام کرنیکی آواز آرہی ہے جو چھت کے نیچے کام کر رہا ہے خلیفہ نے فراستسے دریافت کرلیا تھا کہ اسوقت وہ قلب روپیہ بنا رہا ہے جس جگہہ یہہ آواز آتی ہو وہان کچھہ لوگ تعین کردئے جائین جب دروازہ کھلے سنار کو معہ سامان صناعت حاضر کرین چونکہ خلیفہ کا نفرس ٹھیک تھا اُس آدمی کو معہ اُن روپیون کے جو اُس نے بنایا تھا خلیفہ کے روبرو لائے خلیفہ نے جب اوسکا امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ روپے

جو اوس نے بنائے تھے قلب نہ تھے بلکہ بعینہ ویسے ہی روپیہ تھے جیسے دارالضرب

مین بنتے تھے سنار نے عرض کیا کہ حضور مین مفلسی کے سبب سے یہہ جرات کی مگر

نفع اوسی قدر ہوتا ہے جبقدر دارالضرب مین مزدوری کرنے سے حاصل ہوتا ہے

خلیفہ کو اُس پر رحم آیا اور حکم صادر کیا کہ جو کام وہ مخفی اپنے مکانمین کرتا تھا وہی

کام دارالضرب سرکاری مین علانیہ کیا کرے اور کچھہ اُس سے محصول وغیرہ نلیا جاے

حکمت انسان وہ ہے کہ دولت مندی مین تواضع قدرت کیوقت عفو جوانی

مین عبادت غصہ مین متحمل ہو

سر جھکاتا ہے تواضع مین مدام	ہے جو دولتمند مرد سرفراز
وقت قوت اسکو ہے ناقوتی	حلم غصہ مین جوانی مین نماز

ابو محمد الحسن المستضی بامر اللہ بن مستنجد بامر اللہ

مرۃ الجنان اور سبایک الذہب مین اس خلیفہ کا نام مستیضی بامر اللہ لکھا ہے اور

مسامرہ مین المستضی باللہ اور روضۃ الصفا مین المستضی نور اللہ ہے۔

یہہ تینتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۳۶ ہجری مین پیدا ہوا اور بعد انتقال

اپنے باپ کے تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ۵۷۵ ہجری مین انتقال کیا نو برس آٹھہ مہینے

خلافت کی مرد دیندار تھا۔

فائدہ اس خلیفہ نے تخت پر بیٹھتے ہی تحصیل مکوس یعنی محاصل خلافت شرع

ایک لخت موقوف کردیا اسکے عہد مین بدعات رفض ایکدم موقوف ہوگئے اور سخاوت

مین موصوف تھا کثرت سے روپیہ بنی ہاشم کو دیا اور مدرسون پر صرف کیا۔ اس خلیفہ

نظر مین روپیہ کی کچھہ وقعت نتھی اور ابن جوزی کو حکم دیا کہ مجلس وعظ قائم کرین جب مجلس وعظ قائم ہوئی تو خلیفہ خود مجلس وعظ مین جاکر بیٹھا کرتا تھا اور صحبت مین نیکون کے رہا کرتا مرد دین دار عادل و شجیع تھا +

حکمت دل کی سلامتی نیک صحبت پر منحصر ہے جسم کی راحت تجرید مین روح کی تسلی عبادت مین +

نرکھہ صحبت بغیر از صحبت نیک	کہ ہے نیکون کی صحبت نیک انجام	
عبادت کرکہ ہو حاصل تسلی	اکیلا ہو اگر چاہے ہے آرام	

حکایت

اس خلیفہ کے عہد مین قطب الدین قیماز امیر الامرا بڑا ظالم وستمگر تھا جسکو چاہتا پکڑکے قتل کرڈالتا تھا اُس نے خلیفہ کو مسلوب الاختیار کردیا تھا ایک وزیر امیر الامرا نے ظہیر الدین خازن کی گرفتاری کا حکم دیا وہ جان بچاکر دار الخلافت مین خلیفہ کے پاس چلاگیا قیماز نے اوسکا گھر لوٹ لیا اور اسمین آگ لگادی اور غصہ مین آکر دار الخلافت کے محاصرہ کا حکم دیا خلیفہ یہہ حال سنکر لب بام برآمد ہوا دیکھا تو امیر الامرا کی فوج کا ہجوم قلعہ کے چارون طرف ہے اور شہر کے تماشائی اوباش بھی کھڑے ہین خلیفہ نے ان لوگون سے فرمایا کہ تم سب اسی دم جاکر امیر الامرا کو قید کرلاؤ اور اسکے مال مین سے جو پاؤ لوٹ لو یہہ حکم پاتے ہی عام وخاص دوڑ پڑے جاتے ہی امیر الامرا کا گھر مسمار کرڈالا اور سب اوسکی ظلم کی کمائی دست برد کرلیے ہجوم عام کے روبرو اوسکی کوئی تدبیر پیش رفت نہہوئی آخر جان بچاکر بھاگ نکلا اور چاہا کہ

موصل اپنے وطن کو پہنچ جاے چونکہ پاپیادہ اور تنہا تھا ناواقفیت سے
جنگل بے آب مین جا پڑا انجام کار اوسی دشت بے آب مین اوسکی
لاش بے گور و کفن طعمہ زاغ و زغن ہوئی ۔

حکمت ظالم کو دشمن کے ہاتھ سے ہلاک کرانا عین مصلحت ہے
یعنی اگر دشمن نے ظالم کو مارا تو ظالم مرا اسکے اندیشہ سے رہائی
ملی اور اگر دشمن مارا گیا تو بھی آیندہ اسکے شر سے خلاصی پائی ۔

موذی کو مار عدو کے ہاتھ سے	آئین جب یہہ دونون موذی برد
مخلصی پاؤ گے بیشک ایک سے	موذی مر جایگا آخر یا عدو

نکتہ چار چیزون کو بقا کم ہوتی ہے اوّلاً ظالم کے ظلم کو
ثانیاً مومن کے غضب اور غصہ کو **ثالثاً** عورت کی پیار اور محبت کو
رابعاً ناجنس اور نادان کے التفات و صحبت کو ۔

دار دنیا مین کبھی رہتا نہین	ظالمون کا ظلم بیشک برقرار
غیر کی صحبت نہین ہے دیرپا	اور نہ عورت کی محبت اور پیار
ایک دم پھر مین ہوا ہو جاتا ہے	دل پہ مومن کے اگر آئے غبار

فائدہ یافعی نے مرآۃ الجنان مین ۵۶۶ھ کی تاریخ مین لکہا ہے کہ اسی سال مصر مین سلطان صلاح الدین نے عبید بن

کا خطبہ موقوف کرکے مستضی بامراللہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جو دو سو نو برس سے موقوف تھا خلیفہ مستضی بامراللہ نے دو بڑے بھاری خلعتین صلاح الدین سلطان مصر اور نور الدین سلطان شام کو جو خلیفہ کے طرف سے نائب تھے بھیجین مگر سلطان نور الدین کیواسطے منجملہ اور اشیاء کے دو تلوارین آبدار بھی تھین جس سے اشارہ تھا کہ ممالک شام اور مصر تمھارے تحت حکومت ہے۔ سلطان نور الدین اور سلطان صلاح الدین کے درمیان امارت مصر پر نوبت یہان تک پہونچی کہ طرفین سے بہادرون کی تلوارین میانون سے باہر نکل آئین۔ صلاح الدین کے باپ نجم الدین ایوب نے بیٹے کو روکا اور مصالحت پر مجبور کیا بالاخر طرفین مین صلح ہو گئی۔

نکتہ صلح کے ذریعہ سے انسان ایسے مقام پر پہونچ سکتا ہے کہ ظلم اور سختی سے نہین پہونچتا۔

	صلح ہے جس پر ہر دنیا کا مدار	صلح سے ہے اصلاح کار دو جہان	
	جن سے ہے بدنام ظالم نابکار	ظلم اور سختی بہت بدکام ہین	

نکتہ ہر کام کی ابتدا مین اسکے انجام کو سوچنا چاہیے ہر امر کی ابتدا مین انتہا کا خیال رکھنا چاہیے +

	کچھہ نہین معلوم حال انجام کا	ہر کسی کو ابتدائے کار مین	
	ابتدا مین ہو خیال انجام کا	پر سنور جاتا ہے کام اس کا اگر	

حکمت اپنے ہم جنس بھائیون سے دوستی رکھنا خدا کے دوستون کا حق دوست خدا پرست انکا نام ہے +

	خلق ورزد با ہمہ خلق جہان	صلح کل دارد بہر یک صلح کل	

با بدان نیکی کند هنگام کار		دوستی ظاہر کند با دشمنان	

پند لوگون سے دوستی یا دشمنی خدا کے واسطے رکھنا چاہئیے نہ کہ ذاتی تعلق اور باہمی معاملات مین +

دوستان حق کی ہر روئی دریا ہر ایک کے تھے		دشمنی بہر خدا بہر خدا ہے دوستی

ابو العباس احمد ناصر الدین اللہ بن المستضی باللہ عباسی

چونتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے تیس سال کی عمر مین ۵۷۵ ہجری مین تخت نشین ہوا یہہ شخص بڑا دیندار متشرع اور باخیر تھا - شراب کا کھچوانا اور پینیا اور بیچنا اور ناچ رنگ گانا بجانا یکقلم بند کردیا - شریعت محمدی کی ترویج اور احکام الہیہ کی پابندی اور علوم شریعت کی ترقی مین صرف ہمت کی ظالمون کا دشمن اور عادلون کا دوست تھا -

دار الخلافت بغداد مین کئی جگہہ دار الضیا فتین بنوائین اور ایک عمارت رباط خلاطیہ جانب غربی بغداد مین تیار کرائی جسکے اتمام پر دعوت عام کی اوس جشن مین پندرہ ہزار بکرے اور تیس ہزار مرغ ذبح کئے گئے اور نظامیہ مدرسہ مین ایک بہت بڑا کتب خانہ رکھوایا گیا - ہند و مصر وغیرہ کے سلاطین اور حکام پر اُسکا رعب چھا گیا تھا - چھیالیس برس نہایت نیک نامی و خوش انتظامی کے ساتھہ سلطنت کی اونہتر سال کی عمر پائی آخر ۶۲۲ ہجری مین انتقال کیا +

فائدہ یہہ خلیفہ اپنے رعایا اور امیرون وارکان دولت کے جزئیات کی خبر رکھتا تھا اسی کام کیلئے مخفی نگارون کو مامور فرمایا اور جاسوس معتبر اور اخبار رسان ہر ہر مقام اور ہر جگہہ پر تمامی قلمرو و ممالک مین مخفی مقرر کئے تھے کہ وہ رعایا اور حاکمونکے

حالات نیک و بد سے سچ سچ خبر دیا کرتے تھے اور خود بھی راتون کو دار الخلافت بغداد کے ہر محلہ اور کوچون مین گشت لگاتا تھا +

دہی پاتا ہی لذت سلطنت کی	جو عادل ہو وہی اہل دل شہنشاہ
ہون جسکے قہر سے مقہور دشمن	رہین مغلوب سب دولت کے بدخواہ
عزیزون کو ملے ہر وقت عزت	رہین خوشدل ہوا خواہان درگاہ
خبر گیری ہو مظلومون کی ہر دم	جو ہو محتاج پائے دولت و جاہ

حکایت

سنہ ۶۱۴ھ ہجری مین سلطان محمد قطب الدین بن سلطان تکش خوارزمی نے دار الخلافت بغداد پر فوج کشی کی اوسکا ارادہ ہوا کہ عباسیون کو خلافت سے بیدخل کرکے حکومت کا تاج سید علاء الملک ترمذی علوی اپنے مرشد کے سپرد کرے یہہ خبر خلیفہ ناصر الدین کو معلوم ہوی خلیفہ نے اس عزیمت بد کے بار آنیکے لئے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کو برسم رسالت روانہ کیا شیخ نے پہونچکر طریقہ سنت الاسلام کے موافق سلطان کو سلام کیا اوس نے براہ تکبر جواب سلام دیا او نہ بیٹھنے کے لئے اجازت دی شیخ نے کھڑے ہی کھڑے ایک خطبہ عربی زبان مین پڑھا جسمین فضائل آل عباس اور بالتخصیص صفات حمیدہ خلیفہ ناصر الدین اللہ کے اور ایک حدیث ممانعت ایذا رسانی آل عباس کی نقل کی سلطان نے نہ عنی اور تین لاکھہ پیادہ اور تین لاکھہ سوار ہمراہ لیکر دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا جب اسکی فوج عقبہ ملوان تک پہونچی بتائید اقبال ناصر الدین اللہ فصل خریف کے ابتداء موسم مین اسقدر بے موسم

برف کی بارش ہوئی کہ لشکر کے ہزارون آدمی بیکار ہو گئے راستے بند ہوئے سلطان نے راستہ بدلنا چاہا مگر وہان بھی خبر پہونچی کہ چنگیز خان تاتاری ایک بھاری لشکر کے ساتھہ سلطانی علاقہ مین داخل ہو گیا ہے اسلئے یہہ براہ نیشاپور بخارا پہونچا اور جوجی خان چنگیز خان کے بیٹے کے ساتھہ لڑکر شکست کھائی جنگ سے اول اسکے ہمراہ چار لاکھہ فوج تھی مگر اس نے اپنے کم بختی سے وہ فوج بخارا وعراق وخوارزم کی حفاظت کو بھیجدی پہر شکست کھاکر یہہ نخشب کو چلا گیا اور اپنی والدہ ترکان خاتون وعیال واطفال کو معہ خزانہ وجواہر مازندران مین بھیجکر قلعہ قارون مین رہنے کا حکم دیا نخشب کے قریب چنگیزی فوج گئی تو یہہ عراق بھاگ گیا وہان سے گیلان پہونچا اور خبر پائی کہ قلعہ مارون مغلون نے لیا ہے اور اہل وعیال وطفلان خوردسال معہ نقد وجنس مغلون کے قبضہ مین آگئے یہہ سنکر سلطان کو غشی آگئی اور بیہوشی مین مرگیا خیمہ واسباب شاہی اوس کے فوج نے لوٹ لیا سلطان کو کفن تک نملا +۔

پند بے نفس اور صلح کل انسان سے مناظرہ منع ہے اور جواب دینا بے پوچھے جہل ونادانی ہے ۔

سرنگون ہو جو کہ اپنے سامنے		دوستو اس سے اکڑنا منع ہے	
ناروا ہے دوستون سے دشمنی		صلح کے خواہان سی لڑنا منع ہے	

حکمت تین کام کرنیکے وقت انسان کو تامل وتوقف درکار ہے **اولاً** جب کسی کے ساتھہ بدی یا گناہ کرنے پر مستعد ہو **ثانیاً** جب معترض کے سوال کا جواب دینے لگے **ثالثاً** اسوقت جب کسی غیر نامحرم آدمی کے روبرو اپنے دل کے راز

کھینے کا ارادہ ہو جاے +

نفس بد آرد ترا گر بر بدی	در توقف کن دمے چند انتظار
فکر کن ہنگام آغاز عمل	تا نگردی منفعل انجام کار
راز خود بر غیر خود افشا مکن	تا نگردی منفعل انجام کار

ابو نصر محمد طاہر باللہ بن ناصر الدین اللہ

پینتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا سنہ ۶۲۲ ہجری مین تخت نشین ہوا اس نے محاصل خلاف شرع معاف کر دیا اور جو لوگ بنظر مطالبہ دیوان خلافت مین قید تھے اونکو آزاد کیا اور دس ہزار اشرفیان دار القضا مین بھیجکر قاضی کو حکم دیا کہ جو لوگ بعلت مطالبہ قرض ماخوذ ہین اون کے مدعیون کو دیکر ماخوذین کو چھوڑ دین۔ اس نے کل نو مہینے پندرہ دن سلطنت کی آخر سنہ ۶۲۳ ہجری مین دنیا و اہل دنیا کو چھوڑا مرد دانشمند اور رعایا پرور تھا اس کا قول ہے +

قول بندگان خدا کی عیب جوئی کرنا بدترین عیب ہے +

حکمت کمینہ آدمی کی چار علامتین ہین اولاً اپنے عیب سے چشم پوشی کر کے غیر کے عیبون کو دیکھتا ہے **ثانیاً** بخل سے بھرا ہوا ہوتا ہے **ثالثاً** بدخلقی کرتا ہے رابعاً خدا کی عبادت مین کاہل و سست رہتا ہے +

فی الحقیقت ہے کمینہ آدمی	بے ادب بدسیرت و بے آبرو
کاہل و بدخو[illegible] و بدخلق و بخیل	دوستون کا عیب جوئی و عیب گو

پند انسان کو چاہیے کہ اخلاق الٰہی سے مہذب ہو اگر کسی کے عیب پر نگاہ پڑ جائے تو

اوسکا پردہ پوش سبنے نہ پردہ درتاکہ مقبول خالق وعزیز خلایق ہو -

خدا کرتا ہے سب کی پردہ پوشی	اُسی کا نام ہے ستار وغفار
اگر تو بھی کسی کا عیب دیکھے	چھپا مت لا زبان پر اسکو زنہار

نصیحت اپنے اور غیر کے عیب ظاہر کرنیوالے سے ڈرو کیونکہ جب وہ تیرے پردہ دری کرتا ہے تو اپنی وغیر کی لت سے وہ کب ڈرتا ہے

اپنی ذلت کا ہو جسکو خیال	ایسے بے عزت سے بیشک خوف کر	بند چالاک اور بے باک سے	خوف کر اے بندہ پرور خوف کر

پند جو شخص تیرے روبرو کسی کا عیب زبان پر لائیگا یا چغلی کہائیگا تیرا عیب بھی اور کسی کے پاس پہونچائیگا +

بدزبان جو آکے تیرے روبرو	عیب لوگون کے زبان پر لائیگا
رکھ یقین بیشک کہ وہ تیری بھی عیب	کان مین ہر ایک کے پہونچائیگا

ابو جعفر منصور المستنصر باللہ عباسی

یہہ چھبیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۶۲۳ھ مین بعد انتقال اپنے باپ کے خلافت کے تخت پر متمکن ہوا سولہ برس دو مہینے سات دن مسند آرا ے حکومت رہا آخر ۶۴۰ھ ہجری مین اس خلیفہ نے دنیا اور اہل دنیا کو رخصت کیا - عدالت پیشہ ورعایا پرور تھا - اہل علم و دیانت دار ون کی صحبت غنیمت جانتا - اسلام کی تقویت اور تائید کیطرف زیادہ مائل تھا - جمعہ کے دن خلیفہ کے نام جب خطبہ پڑھا گیا روپیہ اور اشرفیون کے تھیلیان حاجتمندون پر ایثار کی گئین - شعرا نے قصاید پڑھے اور خلعت و جائزہ سے سرفراز ہوے - عیدین کے دن علما اور مشایخ اور مسجد کے اماموں کو انعامات و صدقات سے مالا مال کردیا دار الخلافت بغداد کے محلون مین

دار الضیافت مقرر کیا وہان ہر قسم کے کھانے مہیا رہتے تھے جو حاجتمندون اور واردین و صادرین کے لئے وقف تھے - اسکے وقت علم نے کمال ترقی پائی نظامیہ مدرسہ کے علاوہ ایک اور مدرسہ سلطانی تعمیر کرایا جسمین ایک بڑا کتب خانہ رکھا - حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی معلمین اور علماے معقول و منقول درس کیلئے مواجب کثیرہ پر مقرر کئے گئے اور ایک دار القرات بنایا گیا اچھے اچھے قاری تعلیم قرارت کیلئے مامور کئے گئے طلبا و علما کے لئے کھانا شاہی مطبخ سے جاتا تھا اور ایک دار الشفا جاری کیا گیا جہان بیمارون کو دوا اور غذا ملتی تھی - اس خلیفہ کے عہد خلافت مین عراق عرب رشک بہشت آسمانی تھا +

حکایت

ایک بار عید کے دن یہہ خلیفہ صبح کے وقت لب بام برآمد تھا دیکھا کہ لوگون کے گھرون کی دیوارون پر دھوئے ہوئے کپڑے سوکھ رہے ہین وزیر سے اسکا سبب پوچھا وزیر نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے لوگون نے عیدگاہ جانیکے لئے کپڑے دھوکر سوکھنے کے لئے ڈالے ہین جب سوکھ جائینگے پہنکر عیدگاہ جائینگے یہہ سنکر خلیفہ نے جانا کہ میری رعایا ایسی مفلس و نادار ہو گئی ہے کہ دھولی سے کپڑے دھلانیکی بھی وسعت نہین رکھتی انکی خبرگیری ضرور ہے پس یہہ تجویز کی کہ بیشمار سونیکی گولیان بنوائین اور حکم دیا کہ جب ہم رات کے وقت لب بام آیا کرین غلام یہہ گولیان غلیلون مین رکھکر پھینکا کرین کہ وہ گولیان لوگون کے گھرون مین جا پڑین اور وہ اون سے آسودہ حال ہون +

حکمت جیسے کہ سائل سخی کی سخاوت کا محتاج ہو اس سے زیادہ سخی کی سخاوت سائل کے حاضر ہونیکی محتاج ہے پس اگر سائل صابر و شاکر ہے تو سخی کی سخاوت خود اسکی تلاش مین مصروف ہوگی اور جس جگہہ و مقام مین وہ ہوگا ڈہونڈھکر حصہ پہونچائیگی کیونکہ کریم کا صبر و توقف اسکا نقص ہے اور مفلس و محتاج و نادار کا صبر و استقلال اُسکا کمال

رزق ہمت ڈھونڈہو کہ وہ رزاق کریم	جس جگہ ہوگے وہان پہونچائیگا
تم سی زیادہ تیہہ خود عاشق ہی رزق	تم کو خود وہ ڈھونڈہنے کو آئیگا

ابو احمد عبد اللہ المستعصم باللہ عباسی

یہہ آخری خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہی ۶۰۹ھ ہجری مین پیدا ہوا اور ۶۴۰ھ ہجری مین تخت خلافت پر متمکن ہوا سولہ سال اس نے سلطنت کی ۶۵۶ھ ہجری مین ہلاکو خان نے اسکو شہید کیا - یہہ خلیفہ بڑا دولتمند اور صاحب سطوت و حکومت تہا اسکے وقت خلافت نے یہہ زینت پائی تھی کہ کبھی ظہور مین نہ آئی تھی سلاطین شرق و غرب و شاہان عجم و عرب اسکے باج گذار اور فرمان بردار ہوگئے تھے - مورخین نے لکھا ہے کہ جب سواری اس خلیفہ کی عیدگاہ یا جامع مسجد اور بعض مقامات متبرک کو جاتی تھی تو لوگ سر راہ نشست گاہین کرایہ لیکر بامید زیارت بیٹھتے تھے ایک مرتبہ حساب کیا گیا تھا تیس ہزار دینار جو اس زمانہ کی اشرفی تھی مالک مکانون کو کرایہ ملا تھا ایک لاکھ چوبیس ہزار سوار خلیفہ کے رکاب مین رہا کرتے تھے -

۶۴۲ھ ہجری مین موئید الدین علقمی منصب وزارت سے سرفراز ہوا چونکہ یہہ متعصب شیعہ تھا

اسلیئے خلیفہ کے فرزند محمد ابو بکر کو اسکے ساتھہ مذہباً عداوت ہو گئی اور باہمی نزاع نے یہان تک طول کھینچا کہ وزیر نمک حرامی پر آمادہ ہو گیا اور اپنے تعصب مذہبی سے اتنی بڑی سلطنت کو ہلاکو کے ہاتھہ سے تباہ کرا دیا اس نے چاہا تھا کہ بجاے آل عباس کوئی علوی نسب خلیفہ مقرر ہو کہ مذہب باطل یعنی رفض کو عروج ہو مگر اوس تاتاری وحشی نے نہ آل علی کو خاتم خلافت دی اور نہ اوس کافر نعمت علقمی کو اوسکے اعانت کا صلہ دیا بلکہ اس کفران نعمت و منافقانہ چال کی پاداش مین آب شمشیر سے اوسکی پیاس بجھائی اسی کا ایک دوست نصیر الدین طوسی شیعی مذہب تھا کہتے مین کہ یہہ طوسی خلش تھا اور سید مجد الدین محمد بن حسن طاؤسی شیعی اور بدر الدین یوسف شیعی نے جو بڑے امیر تھے اونہون نے وزیر سے ملکر دار الخلافت بغداد کو برباد کرایا +

چنانچہ شیخ سعدی رح نے زوال ملک خلیفہ مستعصم باللہ مین جو مرثیہ نظم فرمایا ہے ہدیتاً ذیل مین حوالہ قلم ہے +

فی مرثیہ المستعصم

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین

ای محمد گر قیامت می بر آری سر ز خاک
سر بر آور وین قیامت در میان خلق بین

نازنینان حرم را خون خلق نازنین
ز آستان بگذشت و ما را خون دل از آستین

زینهار از دور گیتی و انقلاب روزگار
در خیال کس نگشتی کانچنان گردد چنین

دیده بردار ای که دیدی شوکت بیت الحرام
قیصران روم سر بر خاک و خاقان بر جبین

خون فرزندان عم مصطفی شد ریخته هم بران خاکی که سلطانان نهادندی جبین

وه که گر بر خون آن پاکان فرود آید مگس تا قیامت تلخ گردد بر دهانش انگبین

بعد ازین آسایش از دنیا نباید چشم داشت مرد را انگشتری ماند چو برخیزد نگین +

دجله خون آبست زین پس گر نهد سر در نشیب خاک نخلستان بطحا را کند با خون عجین :.

روی دریا درهم آمد زین حدیث هولناک می توان دانست بر رویش ز موج افتاده چین

گریه بیهوده است وبیحاصل بود شستن بآب آدمی را حیرت از دل هست از داغ چنین

نوحه لایق نیست بر خاک شهیدان زانکه هست کمترین دولت مر ایشان را بهشت برترین

لیکن از روی مسلمانی وراه مرحمت مهربان را دل بسوزد در فراق نازنین

باش تا فردا که بینی روز داد ورستخیز کز لحد با روی خون آلوده برخیزد دفین

در زمین خاک قدمشان توتیا چشم بود روز محشر خون شان گلگونهٔ رخسار عین

قالب مجروح گر در خاک و خون غلطد چه باک روح پاک اندر جوار لطف رب العالمین

تکیه بر دنیا نشاید کرد و دل بروی نهاد کاسمان گاهی بمهرست ای برادر گه بکین

چرخ گردون با زمین گوئی دو سنگ آسیاست درمیان هر دو روز و شب دل مردم ببین

زور بازوی شجاعت برنیاید با اجل چون قضا آید نماند قوت رای رزین

تیغ هندی برنیاید روز هیجا از نیام شیر مردی را که باشد مرگ پنهان در کمین

تجربت بی فایدست آنجا که برگردید بخت حمله آوردن چه سود آنرا که برگردید زین

گرگ سان ازپی مردار دنیا جنگ جوی ای برادر گر خردمندی چو سیمرغان نشین

ملک دنیا را چه قسمت حاجت اندیش از خدای کو نگهدارد بسا هر ملک بیان ولقین

یا رب این رکن مسلمانی بها آباد دار در پناه شاه عادل پیشوای ملک و دین

خسرو صاحبقران غوث زمان بوبکر سعد	آنکہ اخلاقش پسندیدست و اوصافش گزین
مصلحت بود اختیار رای روشن بین او	زیردستان را سخن گفتن نشاید جز چنین
لاجرم در بحر و برش و اعیان دولت اند	کئے ہزاران آفرین بر حالش از جان آفرین
روزگارت باسعادت باد و سعدی مدح گوی	رائیت منصور و بخت باد و اقبالت قرین

فائدہ ہر فتنہ جس سے ملک مین تباہی اور قوم مین افلاس آجاتا ہے وہ فتنہ مذہب کا ہوتا ہے جب کوئی قوم تعصب اختیار کر لیتی ہے آفت اور بلا اوس قوم کی عاشق ہو جاتی ہے انواع واقسام کے فتنہ اوٹھہ کھڑے ہوتے ہین جس نے کتب تواریخ کی سیر کی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ جس سلطنت مین مختلف مذاہب در مختلف خیالون کے لوگ عامل اور حاکم ہوئے ہین وہ سلطنت ایک نہ ایک دن مٹ کر رہی +

نکتہ تین چیزین تین شخصون کو مضرت رسان ہین **اولاً** امراء دولت اور ارکان سلطنت کا فساد **ثانیاً** علما کی طمع **ثالثاً** فقرا کی ریاکاری +

ملک مین گر ہو کہین پیدا فساد	پہونچیگا اس سے ضرر حکام کو
فاضل طامع فقیر با ریا	کرتے ہین بدنام اپنے نام کو

نکتہ پچیس آدمیون سے نفرت کرنا ضرور ہے **اول** ناشاکر **دوم** بد عہد **سوم** مفتری **چہارم** دروغ گو **پنجم** منافق **ششم** خائن **ہفتم** غابن **ہشتم** غاصب **نہم** فاسق و فاجر **دہم** شرابی **یازدہم** قمار باز **دوازدہم** چور **سیزدہم** فتنہ انگیز **چہاردہم** نمک حرام **پانزدہم** فریبی **شانزدہم** بیوفا **ہفدہم** دغاباز **ہژدہم** شہوت پرست **نوزدہم** بے علم و جاہل

بستم عالم بے عمل بست ویکم سبے حیا و بے شرم بست و دوم زود رنج بست و سوم پر غصہ کینہ توز بست و چہارم بخیل بست و پنجم حاسد۔

نکوئی باید ت گر در زمانہ	تو در بزم نکو کاران قدم نہ
سرا پا کن گریز از صحبت بد	نہ بر دوشش خود بار الم نہ

حکمت دشمن تین طرح کے ہوتے ہین اولاً خالص دشمن ثانیاً منافق ثالثاً حاسد۔ خالص دشمن جانکا دشمن بظاہر و باطن ہوتا ہے منافق بظاہر دوست و بباطن دشمن حاسد صرف جاہ و مال و عزت کا دشمن ہوتا ہے ۔

دشمنون سے چھوڑ دے بیشک دوستی	دیکھ مت چہرہ کسی بد خواہ کا
دوست جتنے ہین تیرے اہل نفاق	دام مین انکے ہونا مبتلا
آنے مت دینا کبھی حاسد کو پاس	ورنہ غم کھائیگا اور پچھتائیگا

سلطان محمود غزنوی

یہہ سلطان اولوالعزم بادشاہون مین گذرا ہے اسکے وقت غزنی کی سلطنت نے کمال رونق پائی مملکت وسعت مین آئی جس مہم پر یہہ لشکر لیکر گیا فتح و نصرت استقبال کو آئی قانون الٰہی کا پابند اور آئین محمدی کا مطیع فقراء کی خدمت مین بخلوص و عقیدت حاضر ہوتا تھا شیخ الشیوخ ابوالحسن خرقانی نے اپنا خرقہ مرحمت فرمایا تھا جنگ سومنات مین جب اسکی امید نے یاس کا چہرہ دکھایا تھا اسی خرقہ کے توسل سے اعداء دین پر فتح نمایان حاصل کی شریعت بیضا کی

حمایت اور توحید کی اشاعت اسکا اصلی مقصود تہا ابو العباس قادر باللہ بن اسحاق خلیفہ عباسیہ نے اسکو خلعت سلطانی بہیجا اور سیف الدین یمین الدولہ خطاب بخشا اس سلطان غازی کے مفصل حالات مبسوط کتابون مین مندرج ہین۔

فائدہ سلطان محمود اوّل سیستان کے ملک پر قابض ہوا اور وہان کے بادشاہ کو مغلوب کیا دوم راجہ بہیر کو جسکا قلعہ بہیکانیر کے شمال اور ملتان کے جنوب مین تہا مغلوب کیا سوم لڑائی اسکی راجہ جیپال والی لاہور کے ساتہہ بمقام پشاور ہوئی راجہ شکست کہاکر مقید ہوا چہارم پشاور کے فتح کے بعد اس نے ہند کو فتح کرنے کے ارادہ پر قدم بڑہایا اور قلعہ ٹہنڈ اٹک جاکر اوسکو فتح کیا مال و دولت بہت سا لیا اور راجہ جیپال کو بہت سا نذرانہ لیکر قید سے مخلصی دی اور تاج بخشی کی مگر راجہ لاہور مین جاکر غیرت کے مارے آگ مین خود بخود جلکر مرگیا انگپال اپنے بیٹے کو جانشین کرگیا پنجم بڑی بہاری لڑائی سلطان محمود کی ایلک خان والی ماورالنہر کے ساتہہ ہوئی اسکا مجملاً حال یہہ ہے کہ پہلے ان دونو بادشاہون مین کمال اتحاد تہا اور ایلک خان کی لڑکی محمود کے نکاح مین تہی مگر جن دلون مین کہ محمود ہندوستان گیا ایلک خان نے بیوفائی کرکے خراسان پر قبضہ کرلیا یہہ خبر پاکر سلطان محمود ملغار خراسان پہنچا اور ایلک خان کی فوج اور عاملون کو نکالدیا پہر ایلک خان بذات خود لشکر لیکر آیا اور جنگ مین شکست پاکر بہاگا آخر پکڑا گیا اور بہت سا خراج دینے کے بعد رہا ہوا۔ ششم حملہ سلطان محمود کا ملتان پر ہوا اور ابو الفتح ملحد کو سیدہا کیا گذشتہ سالونکا خراج اوس سے لیا ہفتم اس سفر مین مقابلہ سلطان محمود کا راجہ انگپال پسر راجہ جیپال سے ہوا شکست کہاکر لاہور سے کشمیر کو بہاگ گیا ہشتم ۳۹۹ ہجری مین سلطان محمود نے پہر ہندوستان

کوکوچ کیا انگپال راجہ لاہور بمخالفت پیش آیا اور راجہ اجین وکالنجر وقنوج و اجمیر وغیرہ
سے اوس نے مدد طلب کیا اور سب نے بلاتامل اپنی اپنی فوجین بھیجدین اور قوم گکھڑ
کوہستانی ہندو بھی انگپال کے مدد کو آپہونچے اور تمام جمعیت چار لاکھہ سے زیادہ
تھی اور کئی ہزار ہاتھی اور منجنیق اون کے ہمراہ تھے سلطان محمود کے ہمراہ صرف
بارہ ہزار سوار جرار تھے سلطان محمود نے پہلے چار ہزار سوار کو ہندوون پر حملہ کرنیکا
حکم دیا جب وہ حملہ آور ہوے تو قوم گکھڑ کوہستانی چستی کے ساتھہ اون کے مقابل
ہوے کہ سلطانی سوار نصف سے زیادہ کام آئے سلطان محمود نے اور سوار انکی مدد کو
بھیجے اونپر استدر ہندو جمع ہوکر آئے کہ وہ ان کے ہجوم مین نظر نہین آتے تھے یہہ
حال دیکھکر سلطان نے کل فوج کو آگے بڑہنیکا حکم دیا جب لڑائی خوب گرم ہوئی دفعتا
ایک تیر بحکم تقدیر انگپال کے ہاتھی کے پیشانی پر ایسا لگا کہ ہاتھی کے مغز تک پہنچا
ہاتی تیر کہا کر چیختا ہوا الٹا بھاگا لشکر ہنود نے جب راجہ کو بھاگتے ہوے دیکھا سب کے
سب بھاگ نکلے سلطان محمود نے تعاقب کیا تمام خزانہ اور بہت سا مال نصیب غازیان
ہوا اس فتح کے بعد سلطان محمود قلعہ بہیم وکوٹ یعنے کانگڑہ گیا وہان بھی نصرت
وظفر نے اسکا ساتھہ دیا پھر جوالا دیوی کے مندر کا رخ کیا پوجاریون نے فی الفور
مندر کے دروازے کہول دئے سلطان محمود اوسمین داخل ہوکر مندر کے بڑے
خزانہ پر متصرف ہوا ساتھہ لاکھہ دینار طلائی نقد سات سومن سونے و چاندی کی
اینٹین دو سومن سونا خالص دو ہزار من چاندی بیس من جواہر اور مونگا ہیرا۔ لال موتی
نیلم زمرد۔ سبزہ۔ فیروزہ وغیرہ۔ جو بہیم سین کیوقت کا اوسمین تھا یہہ مال لیکر محمود نے
غزنی کا راستہ لیا۔ نہم سنہ ۴۰۱ ہجری مین محمود پھر ملتان تک آیا اور ابو الفتح حاکم ملتان کو

قید کرسکے لیگیا دہم سنہ ۴۰۱ھ مین سلطان محمود نے کوہ غور پر چڑہائی کی اور فتح پاکر
محمد سوری اور حسن اوسکے بیٹے کو قید کرلایا یازدہم سلطان محمود غرجستان پر چڑہائی
کی اور قوم سار پر فتح پاکر ابو نصر حاکم کو پکڑ لایا دوازدہم سنہ ۴۰۲ھ مین محمود پہر ہند کو
آیا اور شہر تہانیسر مین صد ہا بت خانے گرادئے ہزار ہا اسیر ہوئے بہت سا مال ملا
سیزدہم سنہ ۴۰۷ھ مہم فتح خوارزم ہے پہلے وہان کا حاکم ابو علی بن ماموں سلطان محمود
کا بہنوئی تہا جب وہ مرگیا اوسکا بہائی مامون بن مامون بن ماموں حاکم ہوا اوس نے بالعکس سلطان کے
خوارزم مین خطبہ روک کر سلطان کے نام کا جاری کیا امیر اسکے درباری مراوسکی برخلاف ہوگئے اور اسکو
قتل کرڈالا یہہ خبر پاکر سلطان محمود نے خوارزم کا رخ لیا اور بنا تسکین سپہ سالار کو شکست
دیکر محبوس و مقتول کیا چہاردہم سنہ ۴۰۹ھ حملہ سلطان محمود کا قنوج پر ہوا اس سفر مین سلطان نے
سنہ ۴۰۹ھ کے آغاز مین ایک لاکھ بیس ہزار سوار ساتھ لیکر پہلے پشاور پہونچا پھر پہاڑی
راستے سے کشمیر آیا راجہ نے اطاعت منظور کرلی اور سلطان کے ہمراہ رہبر کردئے سلطان
بڑی بڑی مشکل گذار پہاڑون سے گذر کر ایک بلند ٹیلہ پر جا پہنچا وہان مستحکم قلعہ بنا ہوا
تہا وہان کے راجہ نے سلطان کی ہدایت سے اسلام قبول کرلیا اور بت پرستی سے
توبہ کی پہر وہان سے گذر کر سلطان قلعہ سندکر یا سنتوکہہ پر پہنچا راجہ وہان کا کلیچند
نام تہا وہ بمقابلہ پیش آیا اور سخت لڑائی ہوئی پچاس ہزار ہندو مارے گئے اور راجہ نے
بھی خودکشی کرلی اوس مقام پر ایک بڑا بتخانہ تھا دو بت اوسمین سونیکے تھے ایک بت کے
آنکھون مین دو یاقوت گران بہا قیمتی پچاس پچاس ہزار دینار سرخ کے تھے دوسرے
بت کے ایک آنکھہ مین یاقوت ازرق چار سو مثقال وزن کا تھا اور سونا دونون بتون کا
آٹھہ ہزار آٹھہ سو مثقال چار سو بت اوسمین چاندی کے تھے سلطان نے وہ تمام دولت

لشکر اسلام پر تقسیم کردی اور بہت خانہ گرا دیا وہان سے نکل کر سوم شعبان ۴۰۹ ہجری
کو سلطان قنوج مین یکایک جا پہنچا جاتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا اور دریاے گنگ کے
کنارے سات قلعے سنگین بنے ہوے تھے وہ ساتون سات روز مین فتح ہوے
پھر شہر مفتوح ہوا راجہ نے اطاعت منظور کر لی اور جان و مال سے امان پائی۔
اوسکا شہر معہ خزانہ پھر اوسکے حوالہ ہوا وہان سے سلطان قلعہ چنڈیال کیطرف گیا
اور اوسکو فتح کیا پھر متھرا کا رُخ لیا وہان پہنچکر بت خانے مسمار کئے اور دولت و مال
سے مالا مال ہوکر دار السلطنت غزنی پہونچا اور ایک عالیشان مسجد بنوائی پندرہوان
حملہ سلطان کا پھر ہند پر ۴۱۳ھ مین راجہ انندا کالنجر کے حاکم کی سرکوبی کے لئے ہوا
کیونکہ اس راجہ نے باتفاق اور راجاؤن کے راجہ قنوج پر بعلت اطاعت سلطانی یورش
کی تھی اوس نے سلطان کو اطلاع دی تھی مگر جب سلطان ہند مین آیا تو سنا کہ راجہ
قنوج قتل ہو چکا ہے اسلئے سلطان نے غضبناک ہوکر راجہ کالنجر کے شہر کو گھیر لیا اوسکے
ملک کو تاراج کر دیا اور بسبب کسی امر ضروری کے ناتمام چھوڑ کر دار السلطنت غزنین کو
چلا گیا۔ سولھوان حملہ سلطان کا راجہ جیپال ثانی پسر اننگپال فرزند جیپال والی
لاہور پر ہوا اس جرم مین کہ اوس نے قنوج کے مہم مین راجہ کالنجر کی مدد کی تھی سلطان نے
لاہور پہنچکر شہر کو مفتوح کیا رعایا کو لوٹ لیا حویلیان مسمار کین راجہ جیپال کالنجر
بھاگ گیا اوس روز سے کل علاقہ پنجاب کا تھانیسر تک غزنین کی قلمرو مین شمار ہوا سلطانی
ناظم لاہور مین مقرر ہوا سترہوان حملہ سلطان کا سومنات پر ہوا یہہ ایک بہت بڑا
عالیشان مندر ہندوؤن کا حد جزیرہ نما گجرات مین ایک ٹیلہ پر تھا ہر چاندرات ہنود
وہان ایک لاکھہ سے زیادہ جمع ہوتے تھے بر سوین دن پچاس لاکھہ آدمی تک

اجتماع ہوجاتا تھا خزانہ نقد سونا چاندی جوہرات وہان اسقدر تھا کہ کسی بادشاہ
کے خزانہ مین نہوگا دوہزار برہمن پوجاری اور دوہزار گانون اوسکے مصارف
کے لئے راجاؤن کیطرف سے وقف تھے بڑے بت کے سرپر دوسومن وزنی
سونے کی زنجیر جڑا و لٹکتی تھی جسکے ساتھ ایک سومن سونیکا گھنٹہ تھا تین سو
حجام اور تین سو گوئے اور پانسو باکرہ عورتین ناچنے گانے والیان تھین مندر کا
مکان بڑا سنگین لاکھون روپیہ کی تیاری کا بنا ہوا تھا کروڑون روپیہ کا جواہرات
بت خانہ کی دیوارون مین نصب تھا سلطان محمود براہ ملتان سومنات گیارہ
مین بڑے بڑے شہر فتح کئے صدہا بت خانہ گراتا ہوا وہان پہونچا بڑی گھمسان
کی لڑائی ہوئی اودہر ہنود سومنات کی پرتما سے لپٹ لپٹکر زار زار روتے اور دعا
مانگتے تھے ادہر لشکر اسلام مین اللہ اکبر کی تکبیر بلند تھی۔ آخرش سلطان محمود
مع فوج کے فتح کا نقارہ بجاتا ہوا قلعہ مین داخل ہوا اور دروازہ پر نشان محمودی
لہرانے لگا تمام بت توڑ دئے گئے جب بڑے بت کی نوبت آئی پوجاریون نے
کہا کہ سلطان اسکے ہم وزن جواہرات سلے لے مگر اسکو بدستور رہنے دین سلطان نے
ایک نہ مانی اور اپنے ہاتھ سے گرز مارکر توڑ ڈالا جب وہ پھوٹا تو اوسکے پیٹ سے
اسقدر جواہرات نکلا جو اوسکے ہم وزن سے کئی وزن زیادہ تھا بڑا بت سفید
پتھر کا بنا ہوا تھا پانچ گز لمبا تھا دو گز زمین مین اور تین گز باہر نمودار تھا۔ دو
ٹکڑے اوسکے ایک مکہ معظمہ اور دوسرا مدینہ منورہ پاانداز کرنیکے لئے بھیجا اور
دو دار السلطنت غزنین کو بھجوا دیا کہ ایک جامع مسجد اور دوسرا دیوان عام کے
دروازے پر ڈالدین بیس لاکھ درہم طلائی مسکوک بیشمار سونا غیر مسکوک اور چھہ طلائی ستون

بت خانہ کے جن مین الماس ویاقوت وزمرد کے نگینے جڑے ہوے کئی سو مہار شتر چاندی کا لدا ہوا فتح نصیب غازیان ہوا۔

حق پرستی گر تجھے مطلوب ہے	ہو مسلمان بت پرستی چھوڑ دی
رشتۂ الفت خدا اپنے سی جوڑ	توڑ دے بیشک بتون کو توڑ دی

پند خالق سے ڈرنے کا نتیجہ رحمت ہے مخلوق سے خوف کرنیکا انجام زحمت ہے۔

بتون کی نہ جور و جفاسی ڈرو	نہ کفار زر و رآزماسے ڈرو
بتون سے ہی ڈر تمکو کس بات کا	خدا کے ہو بندے خداسی ڈرو

نکتہ انسانون مین بدترین وہ انسان ہے جو خدا کے بغیر بتون کو پوجے اور اونسے محبت رکھے۔

یہہ ممکن ہی کہ ہو حاصل عزیزو	محبت بت پرستی مین خدا کی

حکمت حق کی ذات صفات مین دوئی کو دخل نہین ہے کیونکہ وہ ایک ہی اور ایک کی وحدت مین دوئی نہین سماتی ہے پس بتون کی پرستش سی باز آو۔

ایک بن جاو دوئی کو چھوڑ دو	رشتہ یک رنگی سی اپنا جوڑ دو
وہ خدا جب ایک ثابت ہو چکا	اور جتنے رکھتے ہو بت توڑ دو

حکایت

سلطان محمود کے عہد مین ایک شخص نے ہزار دینار کی تھیلی سربمہر امانتاً قاضی کے سپرد کرکے سفر کو چلا گیا جب واپس آیا تو تھیلی واپس لی اور اسکو کھولکر دیکھا تو بجاے دینار سرخ تانبے کے دینار پائے قاضی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ

تیری سربمہر تھیلی تیری حوالہ کردی ہے مجھے کیا معلوم کہ اسکے اندر کیا تھا ناچار قاضی سی
نا امید ہوکر مدعی سلطان محمود کے پاس گیا اور سارا قصہ عرض کیا بادشاہ نے
سمجھا کہ بے ایمان قاضی نے تھیلی چیر کر اسکے دینار سرخ نکال لئیے ہین اور پھر تانبے
کے دینار بھر کر تھیلی کسی استاد رفوگر سے سلائی ہے جسکا رفو بادی النظر مین معلوم
نہین ہوسکتا یہہ امر سوچکر مدعی کو حکم دیا کہ تین روز کے بعد حاضر ہونا اور خود یہہ
تجویز کی کہ اسی رات کو اپنے خوابگاہ کا فرش ایک طرف سے پھاڑ ڈالا اور خود
علی الصباح سوار ہوکر شکارگاہ چلا گیا بادشاہ کے جانیکے بعد فراش نے جب فرش شاہی
پھٹا ہوا دیکھا تو بہت گھبرایا اور جانا کہ اب سیاست سلطانی سے نجات ملنا محال ہی
آخر رفوگر کی تلاش مین نکلا اتفاقاً اوسی استاد رفوگر سے جس نے وہ دینارونکی
تھیلی قاضی کے کہنے سے رفو کی تھی شاہی مسند کو بھی رفو کرایا اور بادشاہ کے آنے
سے پیشتر وہ مسند بچھادی رانکو جب بادشاہ شکارگاہ سے واپس آیا مسند کو درست
پایا فی الفور فراش کو بلایا اور حال دریافت کیا فراش نے سب کیفیت بے کم
و کاست بیان کردی پھر رفوگر کی طلبی ہوئی اور وہ اصل تھیلی دکھاکر حال پوچھا
اس نے عرض کی کہ ہان اسی سال مین سے یہہ تھیلی بحکم قاضی رفو کی تھی اوسوقت
اسمین تانبے کے دینار بھرے ہوے تھے یہہ حال تحقیق کرکے بادشاہ نے
قاضی کو بلوایا اور سخت مواخذہ کے بعد ہزار دینار سرخ قاضی سے مدعی کو دلوادیا
اور قاضی سے پچاس ہزار جرمانہ لیکر قضاعت سے معزول کردیا ۔

قاضی و ملا و مفتی و فقیہہ	ہین یہہ چارون چار ارکان جہان
اِنسے گر ہوجاے سرزد کار بد	الامان ہی الامان ہی الامان

حکایت

سنا کے حاکم سنے ایک سوداگر کا مال ناحق لے لیا وہ سلطان محمود کی خدمت
مین آیا اور دادخواہ ہوا سلطان سنے اپنا مہری پروانہ سوداگر کے استرداد مال
کیلئے حاکم کے نام روانہ کیا مگر حاکم سنے اوسکا مال مسترد نکیا سوداگر بحالت یاس
واپس آیا اور اپنا حال بیان کیا اوسوقت سلطان محمود کسی خیال مین مستغرق
تھا سوداگر کا حال سنتے ہی چین بر جبین ہوگیا اور کہا کہ اگر وہ تیرا مال نہین دیتا تو
مین کیا کرون سوداگر سنے عرض کیا کہ اگر بادشاہ کچھ نہین کرسکتا تو مجھسے کیا ہوسکتا ہی
فرمایا کہ سر پر خاک ڈال اس سنے عرض کیا کہ جب بادشاہ کا حکم نوکر نمانے تو دادخواہ
سر پر خاک ڈالنے کے سوا اور کیا کرسکتا ہی سلطان محمود اس تقریر سے سخت متاثر ہوا
اور فرمایا کہ مجھسے غلطی ہوئی معاف کرو مجھکو چاہیئے کہ اپنے سر پر خاک ڈالون
یہہ کہکر اوسی وقت مدعی علیہ کی ماخوذی کا حکم دیا جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو وہی پروانہ
جسکی تعمیل اُسنے نہین کی تھی اسکے گلے مین ڈالا اور گدھے پر سوار کرکے شہر مین تشہیر
کرایا اور بعد اس رسوائی کے قتل کیا اور سوداگر کی حق رسی فرمائی ۔

جو بندہ ہو مالک کا خدمت گذار	اطاعت مین حاضر سدا چاہیئے
نمانے جو محکوم حاکم کا حکم	اُسے فی الحقیقت سزا چاہیئے

پند انسان کو چاہیئے کہ جب تک کلی لیاقت پیدا نکرے بادشاہ کی خدمت کا
طلبگار نہو جب خدمت پائے اسکے انجام مین بدل وجان مصروف ہو جا ہی مالک کے
راز کا محافظ ہو اسکی مہربانی پر مغرور نہو جسقدر بادشاہ اُسکی عزت بڑھائے

یہہ نعجز ونیاز پیش آئے اسکے غصہ سے ڈرے رنجیدگی کا خوف کرے

مہربانی جسقدر مالک کی ہو	چاہیو نوکر کری عجز و نیاز	نکری اُسکی عنایت پر غرور	گرچہ بجای امیر سرفراز

حکایت

ایک روز ایک غریب سلطان محمود کے پاس داد خواہ آیا کہ ایک ترکی ملازم بادشاہی میری حسین بی بی پر عاشق ہوگیا ہے دوسرے تیسرے رات کو میری گھر آتا ہی اور میری منکوحہ سے ہم صحبت ہوتا ہے اور مجھکو بولنے نہین دیتا بلکہ کہتا ہے کہ اگر تو راز فاش کریگا تو جان سے مار ڈالونگا مین اپنی جانکی خوف سے ابتک خاموش رہا آج ہجوم غم نے اپ کی خدمت مین حاضر کیا بادشاہ یہہ سنکر غضبناک ہوگیا اور فرمایا کہ جسوقت وہ آئے اوسی وقت کوتوال کے آدمی کو جو تیرے گھر کے پاس خفیہ مامور ہوگا خبر کردینا اور سلطان محمود نے اسی وقت کوتوال کو بلا کر مستغیث کے گھر کا نشان بتلادیا اور حکم دیا کہ جسوقت کسی مستغیث کے طرف سے اطلاع پہونچی کہ ملزم اسکے گھر موجود ہے تو اُسی وقت بعد ماخوذی مجرم مجھکو اطلاع دینا چوتھی رات کو پھر وہ ترک حسب العادت آیا اور اپنے کام مین مشغول ہوا مستغیث نے خفیہ پولس کو خبر دی اوس نے کوتوال کو اطلاع دی کوتوال اوسیوقت مستغیث کے گھر پہنچا اور ترک کو گرفتار کرکے موقع ہی پر زیر حراست رکھا اور بادشاہی جاکر سارا واقعہ عرض کیا بادشاہ کوتوال کے ساتھہ مستغیث کے گھر پہونچا اور بعد دریافت فرمایا کہ چراغ گل کردو جب روشنی جاتی رہی بادشاہ نے مجرم کو آب تیغ سی سیراب کیا جب چراغ روشن کیا گیا مستغیث سے کھانا طلب کیا اُس نے جَو کی سوکھی روٹی

وسرکہ پیش کیا بادشاہ نے بخواہش تمام کھایا پھر مقتول کا چہرہ دیکھکر دوگانہ شکریہ ادا کیا مستغیث نے دست بستہ چراغ خاموش کرانے اور کھانا کھانے ودوگانہ پڑہنے کا سبب دریافت کیا فرمایا آج چوتھا روز ہے کہ تونے اپنا حال مجھسے کہا تھا اوسوقت مین نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مین تیرا انصاف نکرلونگا کھانا نہ کھاؤنگا آج مین سخت بھوکھا تھا اس سئے بعد قتل مجرم کے پہلے کھانا کھایا اور چراغ گل کرنے مین حکمت یہہ تھی کہ شاید کوئی میرا عزیز ہو اور مین اسے دیکھکر انصاف نکرسکون کھانے سے فارغ ہونیکے بعد جب مین نے اوسکا چہرہ دیکھا تو غیر شخص کو پایا اسلئے دوگانہ شکر بارگاہ احدیت مین ادا کیا +

نہین ظالم کو غیر از ظلم حاصل	اٹھاتا ہے ستم آخر ستمگار
جفا جو کو جفا ملتا ہے ثمرہ	سدا آزار پاتا ہے دل آزار

نکتہ شہوت کا بندہ نفس کا تابعدار خدا کے حضور مین ذلیل و خوار ہی بلکہ اوس سے تمام خدائی بیزار ہے +

جو ہووے حرص کا پابند بندہ	وہ بندہ ہے کہان بندہ خدا کا
جہان مین اسکی ہر صورت سی بیزار	ہر اک خرد و کلان بندہ خدا کا

حکایت

ایک روز ایک عورت کوہ بلوچ سے جو ممالک رے کے علاقہ مین ہے سلطان محمود کے پاس دادخواہ آئی کہ میرا اور میرے خاندان کا تمام مال اور اسباب لوٹ لیگئے اور راہ آمد و رفت کی بھی بند کردی ہے سلطان محمود نے پوچھا کہ کوہ بلوچ کہان

واقعہ ہے اُس مستغیثہ نے عرض کی کہ بادشاہ کو چاہئے کہ اسقدر ملک اپنے قبضۂ میں رکھے جسکی خبرگیری کرسکے اور اگر ایسا ہو کہ بادشاہ اپنے قلمرو کے ملکون کے نام سے بھی واقف نہو تو اوسکی رعایا کا کیا حال ہوگا سلطان نے یہہ جملہ سنکر فرمایا کہ تو سچ کہتی ہے اسی وقت ایک قافلہ تیار کیا اور بیشمار سیب اونٹون پر لدوا کر اُنکی ہمراہ کیا اور چند شیشے زہر ہلاہل کے دے اور فرمایا کہ تم کوہ بلوچ کیطرف جاؤ اور جب موقع پر پہونچو سیبون کو زہر آلود کردو اور بار اوتار کر اونٹون کو جنگل مین چھوڑ دو اور تم سب کمین گاہ مین چھپ رہو جب قطع الطریق آئین اور تمھارا مال لوٹنے لگین تو اُن کے مزاہم نہونا یہہ حکم سنکر وہ قافلہ عورت کے ساتھہ ہولیا اور دورنزد اول موقع پر پہونچنے سے کل سیبون کو زہر آلود کردیا اور موقع پر پہونچکر بار اُتار دئے اور خود چھپ رہے رات کیوقت رہزن آئے قافلہ کا مال لیا اور سیب پُرذایقہ کھانے شروع کئے تھوڑی ہی دیر کے بعد زہر کی تاثیر ہوئی اور سب کے سب ہلاک ہوگئے بادشاہ نے رہزنون کے مال و متاع کی ضبطی کر کے سارا مال بڑھیا کو دیدیا جس سے بڑھیا مالا مال اور دولت سے نہال ہوگئی +

مرد با انصاف ہی انصاف دوست	شاہ عادل ہی خبرگیر جہان
کانپتے ہین چور سکے رعب سے	راہ پر آتی ہے قوم رہزنان

عبرت سنہ ۴۲۱ ہجری مین (۶۳) سال کی عمر (۳۲) برس کی سلطنت کے بعد سلطان محمود کا پیمانہ عمر لبریز ہوا بیماری بڑھتی گئی جب سلطان محمود کو اپنی زندگی کی امید نرہی فرمایا کہ تمام جواہر خانے اور دولت کے خزانے دربار مین بآئین شایستہ ترتیب دو چونکہ ان خزانون کے لئے ایک مکان مین گنجایش نتھی بیرون شہر ایک وسیع میدان

مین خیمے کھڑے ہو گئے اور اون خیام مین کشمیری پشمینے سقرلات اطلس فرنگی
دیباے روسی مخمل کاشانی قالین ایرانی بطرز شایستہ سجائے گئے اور کروڑون لاکھون
روپیہ کے توڑے اور اشرفیون کی تھیلیان اور بلور کی ڈبیون مین لعل بدخشان
جواہر آبدار و گوہر شاہوار و تاج مرصع اور سونے چاندی کی کرسیان اور جڑاو تخت
اسکے علاوہ ہزارون نوادرات روزگار و گران بہا عجائبات سے وہ میدان آسمان
ہشتم کا مقابلہ کر رہا تھا - وہ محمود جسکی ران کے نیچے عمر بھر اقبال کا گھوڑا بجلی
کی طرح چمکتا رہا ایک پالکی مین تصویر بے جان کی طرح لیٹا ہوا آیا اور تکیون کے
سہارے سے تخت زرنگار پر بیٹھا اور وہ اُمرا دولت و ارکان سلطنت کہ خون ریزون
کی مصیبتون مین جان و تن سے ہر معرکہ مین شریک رہے سر جھکائے ہوے
کھڑے تھے اور سب پر ایک یاس و حسرت کا عالم چھایا ہوا تھا - سلطان محمود نے
پہلے اہل دربار کو بنظر یاس دیکھا پھر جواہرات پر نظر ڈالی اسکے بعد فیلان ہندی و شتران
بغدادی و اسپان عراقی کے ملاحظہ کی نوبت آئی جو زرکار جھولون و مرصع نگار زیورون
سے خدائی قدرت کے نمونے تھے بعض مورخ لکھتے ہین کہ بار بار سلطان محمود حسرت
آلود نگاہ سے ان چیزون کو دیکھتا تھا اور آنکھہ بند کر لیتا تھا اسی حالت مین اوسکی
روح پاک نے اس پیکر عنصری سے مفارقت کی +

نکتہ طالب دنیا کو اول تحصیل مال کی تدبیر و فکر مین کاہش جان و تن ہوتی ہے
پھر اوسکی حفاظت و پاسبانی کی پہر آخری وقت اسکے چھوڑ جانیکا غم اپنے
ساتھہ لیجاتا ہے +

	طالب دنیا گرفتار بلا	ابتدا سے انتہا تک ہے مدام	

دل مین لیجاتا ہی پھر خار بلا	زندہ ہی جب تک ہی اسکی فکر میں

فائدہ عاقبت اندیش دنیا کا طالب نہین ہوتا کیونکہ یہہ بڑی ہی مکارا ور دغا شعار ہے طالبین کے نظر مین اسکی زینت ایسی ہے جیسے عروس کہ سب کی نگاہین اُسی پر پڑتی ہین قلوب انفس کے شیفتہ ہین اور جانین اسکی فریفتہ اس مین جو چیز ہے اوس کو ایک نہ ایک دن فنا ہوتا ہے موت اسکے تعاقب مین ہے اور حکم قضا اوسکے دنبال مین۔ تشہ پندار سے بیدار ہوا ور بیہوشی سے ہوشیار پیشتر اس سے کہ لوگ کہین کہ فلان شخص بیمار ہے اور مرض سخت مین گرفتار کچھہ دوا بتاؤ یا حکیم کو بلاؤ اور پھر طبیب تمہارے لئے آئین اور امید شفا نہ پائین پہر یہہ مشہور ہو کہ فلان شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یون تقسیم کیا اور جسکے پاس سے لینا تہا اُس سے لیا پھر کہین کہ لو صاحب انکی زبان بند ہوگئی نہ ہمایون سے بولتے ہین نہ ہمسایون کو پہچانتے ہین وہ نہ لب کہولتے ہین اور اوسوقت تمہاری پیشانی عرق سے تر ہو اور سینہ آہ سے مضطر اور گمان موت کا صدف کی کرسی پر جلوہ گر معلوم ہو اور سب خویش وبیگانہ مبتلائے گریہ وزاری ہون کوئی کہے ارے یہ تیرا فلان برادر اور یہ تیرا لخت جگر ہے ولیکن تم کچھہ جواب نہ دے سکو زبان پر مہر خاموشی ہو پھر تم پر قضا نازل ہوا ور قالب سے روح نکلکر عالم بالا کو روانہ ہو۔ اسوقت تمام برادری جمع ہو کفن سیا جاے اور غسل دیکر تم کو پہنایا جاے عیادت والے گھر بیٹھہ رہین اور حاسد خوب شاد کہین تمہارے گھر والون کو تمہارا مال مدنظر ہو اور تم پر جوابدہی اعمال لازم ہو +

چنانچہ اس مضمون کو جو شیخ مصلح الدین سعدی رح نے نظم فرمایا ہی ہدیتاً حوالہ قلم ہے

فی التنبیه

روزیکه زیر خاک تن ما نهان شود — وآنها که کرده ایم یکایک عیان شود

یارب بفضل خویش ببخشای بنده را — آندم که عازم سفر آنجهان شود

بیچاره آدمی که اگر خود هزار سال — مهلت بیابد از اجل و کامران شود

ق

هم عاقبت چو نوبت رفتن بدو رسد — با صد هزار حسرت ازان جا روان شود

فریاد ازان زمان که تن نازنین ما — بر بستر هوا فتد و ناتوان شود

اصحاب را چو واقعهٔ ما خبر کنند — هر دم کسی برسم عیادت روان شود

وآنکس که مشفق ست و دلش مهربان هست — در جستن دوا ببر این و آن شود

وانگه که چشم بر رخ ما افگند طبیب — در حال ما چو فکر کند بدگمان شود

گوید فلان شراب طلب کن که سود نیست — ما را بدان امید بسی در زیان شود

شاید که یک دو روز دگر ماند و عمر ما — وآن یک دو روز بر سر شود و زیان شود

یاران و دوستان همه در فکر عافیت — کاحوال بر چگونه و حال از چه سان شود

تا آنزمان که چهره بگردد ز حال خویش — وآن رنگ ارغوانی ما زعفران شود

وان رنج در وجود بنوعی اثر کند — کز لاغری بسان یکی ریسمان شود

در ورطهٔ هلاک فتد کشتی وجود — نیز از عمل بماند و بی بادبان شود

آمد شد ملائکه در وقت قبض روح — چون بنگریم دیدهٔ ما خون فشان شود

باید که در چشیدن آن جام زهرناک — شیرینی شهادت ما در زبان شود

یارب بده ببخش که ما را در آن زمان — قول زبان موافق صدق جنان شود

ایمان ما ز غارت شیطان نگاهدار — تا از عذاب و چشم تو دجالمان شود

فی الجمله روح و جسم ز هم منفرق شوند — مرغ از قفس برآید و در آشیان شود

جان ار بود پلید شود در زمین فرو — ور پاک باشد او ز بر آسمان شود

آوازه در سرائے بیفتد که خواجه مرد — وز هم و زیر خانه پر آه و فغان شود

از یک طرف غلام بگرید بهائے بهائے — وز یکطرف کنیز بزاری کنان شود

دریتیم گوهر یکدانه راز اشک — جزع دو دیده پر ز عقیق یمان شود

تابوت و پنبه و کفن آرند و مرده شود — اوراد و ذکر آن زگران تا کران شود

آرند نعش تا بلب گور و هر که هست — بعد از نماز باز سر خان و مان شود

هر کس رود بمصلحت خویش و جسم ما — محبوس و مستمند در آن خاکدان شود

پس منکر و نکیر بپرسند حال ما — وین جمله حکمها ز پئے امتحان شود

گر کرده ایم خیر و نماز و خلاف نفس — آن خاکدان تیره بما گلستان شود

ور جرم و معصیت بود و فسق کار ما — آتش در و فتد بلحد هم دخان شود

یکهفته یا دو هفته کم و بیش صبح و شام — با گریه دوست همدم و همداستان شود

حلوا سه صحن شب جمعه چند بار — بهر ریا بخانهٔ هر گو رخان شود

وان همسر عزیز که از وعده دست داشت — خواهد که باز بسته عقد فلان شود

میراث گیر کم خرد آید بجستجوئے — پس گفتگوئے بر سر باغ و دکان شود

نامی ز ما بماند و اجزائے ما تمام — در زیر خاک با غم و حسرت نهان شود

وانگه که چند سال برین حال بگذرد — آن نام نیز گم شود و بے نشان شود

و آن صورت لطیف شود جمله زیر خاک — و آن جسم زورمند کفے استخوان شود

از خاک گورخانهٔ ما خشتها پزند — وآن خاک وخشت دستکش گل‌گیران شود

دوران روزگار بما بگذرد بسی — گاهی شود بهار و دگرگه خزان شود

تا روز رستخیز که اصناف خلق را — تنها ز بهر عرض قرین روان شود

حکم خدای عز و جل کاینات را — در فصل هر فصله بکلی روان شود

از گفتن و شنیدن و از کردهای بد — در موقف محاسبه یک یک عیان شود

میزان عدل نصب کنند از برای خلق — یکسر سبک برآید و یکسر گران شود

هرکس نگه کند به بد و نیک خویشتن — آنجا یکی غمگین و یکی شادمان شود

بندند باز بر سر دوزخ پل صراط — هرکس از و گذشت مقیم جنان شود

وآنکس که از صراط بلرزید پای او — در خواری و عذاب ابد جاودان شود

اشرار را حرارت دوزخ کند قبول — واحرار را عنایت حق سائبان شود

بس روی همچو ماه ز خجلت شود سیاه — بس قد همچو تیر ز هیبت کمان شود

بس شخص بینوا که ورا از علو قدر — عشرت سرای جنت اعلی مکان شود

بس پیر مستمند که در گلشن مراد — بوی بهشت بشنود و نوجوان شود

مسکین اسیر نفس و هوا کاندران مقام — با صد هزار غصه قرین هوان شود

برگی که از برای مطیعان کشد خدای — عاصی چگونه بر سر آن برگ خوان شود

خرم دلی که در حرم آباد امن و عیش — حق را بخوان لطف و کرم میهمان شود

این کار دولتست نداند کسی یقین — سعدی یقین بجنت خلدت چسان شود

سلطان محمد عثمان خان ارطغرل غازی

یہہ پہلا شخص ہے جس نے سلطنت عثمانیہ کی بنا ڈالی ۶۹۹ھ ہجری مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور پہلے قرہ حصار کو فتح کرکے اپنا دارالسلطنت بنایا - بڑا اولوالعزم اور صاحب ہمت بادشاہ تھا اسکی عدالت اور رعایا پروری مشہور ہے - مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے ایک حبہ اپنے پاس جمع نرکھا جس قدر مال غنیمت آتا تھا تقسیم کردیتا تھا چنانچہ انتقال کے بعد بجز زرہ اور کمربند تلوار کے اور کوئی چیز نقد وجنس کی قسم سے اس بادشاہ نامور کے پاس سے نہین نکلی -

سلطان محمد عثمان خان نے بزور قوت بازو سلطنت عثمانیہ کی بنا قائم کی قرہ حصار کو مفتوح کرکے حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اوسکے اکثر ملکون کو فتح کرلیا اسلام کی عام دعوت دی بعض عیسائی فرمانروا نے اسلام قبول کیا بعضون نے جزیہ دینا گوارا کیا بعض جنگ مین گرفتار ہوے -

قلعہ برصہ جب قبض و تصرف مین آیا تو علاوہ مال واسباب کے تیس ہزار اشرفیان نقد غنیمت مین آئین - ستائیس سال کمال استقلال اور دینداری کے ساتھہ سلطنت کی اونہتر برس کی عمر پائی آخر دہم رمضان ۷۲۶ھ ہجری مین دنیا و اہل دنیا کو چھوڑا اس بانی سلطنت و حامی دین نے اپنے فرزند کو چند نصیحتین کین تھین جو ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین -

نصائح دنیا کی دولت مستعار سے غافل نہونا ملک مین جور و تعدی جایز نرکھنا - عدل و انصاف سے شیوۂ سلاطین عادل ہے - اشاعت اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بہ تدبیر ہو یا بشمشیر - علما کی عزت فقرا کا ادب کرنا جس سے ملنا بکشادہ پیشانی ملنا - عطا و کرم اپنا آئین رکھنا - جس بادشاہ مین کہ

عدل وکرم نہین وہ بادشا نہین - جو مرنے سے ڈرتے ہین وہ خالق سے غافل ہین
ہم کو اللہ پاک نے شرف اسلام عنایت فرمایا اور فتح ونصرت دی جہان تک ممکن ہو مارنے سے
پرہیز اور ترویج اسلام مین کوشش کرنی چاہیے کسی وقت مالک حقیقی کو نہ بھولنا
اور اوسکی راہ مین جان ومال سے حاضر رہنا -

پند دُنیا کا مال تم اپنا نجانو بلکہ یہہ تصور کرو کہ یہہ کسیقدر زمانہ کے واسطے
عاریتًا ہمارے سپرد ہے ہم سے پہلے بھی یہہ مال کسی اور مالک کا مال کہلاتا اب ہمارے
پاس ہے ہمارے بعد کسی اور کا ہوگا +

اہل دنیا پر مائل اپنا جی کرتے نہین	یار ہرجائی ہے اس سے دوستی کرتے نہین
روبرو آئے تو جاتے ہین وہ بہاگ اس مال سے	سامنے ہو تو نظر اس پر کبھی کرتے نہین

نکتہ خدا کا خوف انسان کے دلکا چراغ ہے اگر یہہ نہو تو انسان گویا ظلمت
مین اسیر ہے +

کرو خوف اور رہو خائف ہمیشہ	عذاب قبر اور روز جزا سے
چراغ سینہ ہو جائیگا روشن	ڈروگے تم اگر اپنے خدا سے

حکمت ظلم باعث زوال مملکت ہے اور عورت کی محبت سبب ذلت بدون کی
صحبت بدنام کرتی ہے اور نیکون کی صحبت ناموری +

با زنان اُلفت مکن اے مرد حق	با بدان اے نیکخو صحبت مدار
از سر جور وستم پرہیز کن	تا بماند ملکم ذ دولت پائیدار

حکمت شجاعت یہہ ہے کہ قوت غضب روح انسانی کی مطیع ہو کر اسکو خوف
و خطر کے مقام پر ایسا قائم رکھے کہ کسی طرح اضطراب ظاہر نہو اور عفت یہہ ہے

کہ قوت شہوت نفس ناطقہ کی مطیع ہو کر اسکی رائے کے مطابق عمل کرے اپنی خودروی کو اسمین دخل نہو اور اچھے چلن اور نیک عادتین ظاہر ہون عدالت یہ ہے کہ سب قوتین متفق ہو کر نفس ناطقہ کی فرمان برداری کرین اور ہر ایک اپنی حد اعتدال سے تجاوز نکرے اور عادل ہر ایک قوت کی علیحدہ علیحدہ کش مکش سے محفوظ رہکر عدل و انصاف پر قائم رہے۔

قوتین جتنی ہین تیری جسم مین	انسے اے مرد دانا کام لے
انکو ہرگز بڑھنے اور گھٹنے ندے	بلکہ اک اک سے برابر کام لے

سلطان علاءالدین خلجی بادشاہ ہندوستان

یہہ بادشاہ داماد اور برادرزادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا ہے بعد قتل جلال الدین کے ۶۹۵ھ ہجری مین تخت نشین ہوا شجاعت مین نامور اور ہمت و اولوالعزمی مین ضرب المثل تھا چار لاکھہ چھہتر ہزار سوار اوسکے ہمرکاب ہتے تھے۔ جب یہہ تخت نشین ہوا تو خزانون کے منہہ کھولدئے اور داد و دہش کے ساتھہ عیش و عشرت کی محفلین گرم کین +

فائدہ بادشاہ کے عیش و عشرت کی وجہہ سے بہت برا اثر امور سلطنت مین پڑنے لگا اور ہر چہار طرف فتنہ و فساد نے رود کھلایا ایک روز بادشاہ نے عیان دولت کو جمع کر کے بے انتظامی کا حال پوچھا وزیر آداب بجالایا اور عرض کی کہ بادشاہ کی عیش و عشرت و شراب خواری اور امراء دولت کی آپس مین شادی اور فوج کی زیادتی تنخواہ اور غلہ کا یکسان نرخ نہونے سے یہہ سارا فساد برپا ہو رہا ہے بادشاہ

یہہ سنکر متنبہ ہوا اور اُسی روز سے شرابخواری چھوڑ دی اور حکم دیا کہ کوئی امیر شراب
نہ پیئے چنانچہ صولت افغانی مین مذکور ہے کہ سب نے شراب کے بہرے ہوئے خُم
پہینک دئے جس سے ایک نالہ جاری ہوگیا اور حکم دیا گیا کہ بدون اطلاع بادشاہ کے
اُمرا آپس مین شادی نکرنے پائین اور نرخ غلہ کا بادشاہ نے اپنی مرض پر رکہا مورخین لکھتے ہین
اس بادشاہ کے عہد مین امن وارزانی ایسی ہوئی کہ ہندوستان مین کسی بادشاہ کو نصیب نہوئی
تھی صاحب اقبال ایسا تہا کہ گجرات پر لشکرکشی کی اور فتح پاکر سومنات کا بُت دہلی مین لایا اور
زمین مین داب دیا اور تاتاری لشکر کو شکست دیا راجہ رتہوڑ کو گرفتار کرکے قتل کیا اور راجہ
رتن سین والی چتور مقتول ہوا ملک تلنگانہ اور دکہن سمندر کے کنارے تک سمت بندر راشیور
تک فتح کیا کرناٹک کو مفتوح کرکے بڑے بڑے بت خانہ گرلائے بیشمار سونیکی مورتین
غارت مین لین پنجاب کے ملک کا اُسنے ایسا انتظام کیا کہ اُسکی زندگی تک پہر لشکر
تاتاری ومغلون نے اُس طرف کا رخ نکیا۔ پادشاہی شان وشکوکت کو بہت بڑہایا ہاتی پر عماری
پہلے اُس نے رکھی اور سکندر ثانی اپنا خطاب مقرر کیا اور علما فضلا خدا پرست شاعر
حکیم غرض ہرفن کے ایسے صاحب کمال موجود تھے کہ جنکا نظیر آجتک نظر نہین آتا چنانچہ
اکثر علما کی کتابین اور حضرت سُلطان المشایخ نظام الدین محبوب آلہی رح کے نصائح اور
حضرت امیر خسرو کی کتابین ابتک موجود ہین ✦۔

نکتہ تین چیزین انسان کے ہلاک ہونیکا باعث ہین اولاً گنہ کرنا توبہ کے حوصلہ پر
ثانیاً تائب ہونا زندگی کے بھروسے پر ثالثاً بخشش کی امید پر اپنے بڑے جرم کو ناچیز جاننا

گرچہ فضل ایزدی ہے فضل عام	ہر کوئی ہے فضل کا امیدوار
پر تو اُس کے فضل کی امید پر	ہو کے وحشی مت گنہ کر بار بار

بلکہ سرزد تجھ سے جب ہو خطا	توبہ کر فوراً بخوف کردگار
توبہ کو کل پر نہ رکھنا منحصر	زیست کا دم بھر نکرنا اعتبار

حکمت بادشاہ وہ ہے کہ نفسانی شہوتون سے پرہیز رکھے راستی شعار ہو علما فضلا سے مشورت لے قیدیون کی دلجوئی سوداگرون اور عامہ رعایا کی خبرگیری اور پاسبانی رکھے رعایا و امرائے دولت کو گستاخ ہونیکا موقع ندے جنگ کا سامان خزانہ مین فراہم رکھے دشمن کے ارادہ سے باخبر رہے اپنے درباری امیر و وزیر سے ارکان دولت خیرخواہان ریاست اور اولاد سے بہ محبت پیش آئے فوج کی پرورش عدل و انصاف کیطرف توجہ مسافرون و غریبون کی خدمت مین حاضر رہے عیش و لذت ناجایز مین منہمک نہو اور اپنے عیش و آرام کو امور مملکت پر مقدم نرکھے

شاہ آن باشد کہ باشد راستبازی	راستی را در جہان دارد شعار
اہل علم و اہل فضل و عقل را	دایم اندر قرب خود بخشد قرار
پاسبانی خلق باشد روز و شب	حافظ اہل جہان لیل و نہار
باخبر ماند ز عزم دشمنان	پنجہ اش پُر زور و بازو استوار

نکتہ چھ چیزین مملکت کو نقصان پونچاتے ہین **اول** نرخ غلہ برابر نہونا اور گرانی قحط کا پڑنا **دوم** کمی خزانہ **سوم** بادشاہ کی شرابخواری و غفلت و بے خبری **چہارم** دشمنون کی کثرت **پنجم** اہل ایمان کی قلت **ششم** رعایا کی ناراضی اور عالمون کا ظلم

کس طرح قایم رہے وہ سلطنت	جبکہ سلطان بے خبر ہو کام سے
جس کے دشمن ہون بہت اور کم ہون دوست	بیٹھ سکتا ہے وہ کب آرام سے

تذکرہ سنہ وفات تیس سال سلطان علاءالدین خلجی نے کمال استقلال کے ساتھ سلطنت کی کل صوبجات ہندوستان مین اسکے عہد مین عمدہ انتظام رہا آخر

۸۹۴ ہجری مین کافور نامی ایک امیر نے زہر دیا جس نے اُسکا فیصلہ کر دیا ہے۔

سلطان سکندر لودہی

یہہ بادشاہ بعد انتقال سلطان بہلول کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا شہر آگرہ اسی کا بنا کیا ہوا یادگار ہے یہہ بادشاہ ہر روز دربار کیا کرتا تھا اور بذات خود داد رسی مستغیثین کی کرتا تھا قوی وضعیف کو یکسان رکھتا ہر کام مین انصاف کرتا تھا خلایق پر مہربان تھا ہمیشہ سخن حق کی رعایت کرتا حق گو وحق پسند تھا ہرگز بغیر ہوائے نفس عمل نکرتا علما فضلا اسکے مشیر تھے سخاوت مین مشہور گزرا ہے اسکے عہد مین تمام ہندوستان مین مسجدین آباد تھین۔ عورتون کو زیارت قبور سے منع فرمایا اور سالار مسعود غازی کا نشان جو ہر سال بہرایچ لیجاتے تھے اسکی ممانعت کی احکام شریعت کو رونق اور علم کو ترقی دی احکام شرع کی پوری پوری پابندی کی۔ بت پرستی کا بازار رد کیا اٹھائیس سال بہ کمال استقلال سلطنت کی آخر ۹۲۳ہجری مین انتقال کر گیا

حکایت

سلطان سکندر لودہی کے عہد مین دو بھائی گوالیار کے رہنے والے بحالت پریشان بہرائچ لشکر چلے گئے تھے کہین اُنکو لوٹ مین یاقوت رمانی اور کچھ سامان ملا اُنمین سے ایک نے کہا کہ بھائی بس یہین سے واپس چلو مدعا حاصل ہوگیا دوسرے نے کہا بھائی صاحب جب خدا تعالی نے پہلی ہی مرتبہ اتنا مال دیا ہے تو بار ثانی کیا عجب ہے کہ اس سے بھی زیادہ دولت نصیب ہو اسپر ایک بھائی نے کہا کہ مین تو جاتا ہون آپ کو اختیار ہے جب چھوٹے بھائی نے گھر کی راہ لی تو بڑے بھائی نے اپنے حصہ کا مال اُسکو دیکر کہا کہ یہہ تم میری زوجہ کو دیدینا جب چھوٹا بھائی گھر آیا بھائی کا مال اُس کے بی بی کو حسب وصیت دیدیا مگر یاقوت نہین دیا تھوڑے دن بعد جب بڑا بھائی اپنے گھر آیا جورو سے مال مرسلہ مانگا عورت نے سب سامان اُس کے

سامنے لا کر رکھدیا شوہر نے یاقوت نہ پایا پوچھا یاقوت کہان ہے عورت نے کہا مین یاقوت
نہ یاقوت مجھکو تمہارے بھائی نے دیا نہ مین نے کبھی دیکھا جو کچھ اُس نے دیا تھا وہ تمھارے
سامنے ہے بھائی سے دریافت کیا تو اُس نے بیان کیا کہ انھی اسباب کے ساتھ یاقوت بھی
دیکھا ہون کیا عجب کہ اُس نے چھپا رکھا ہو ذرا تنبیہ و تہدید کروگے تو بتلا دیگی اُس نے
جب اپنے جورو کو خوب مارا تو اُس بیچاری نے مار کے خوف سے ایک شب کی مہلت
چاہی اور علی الصباح وزیر کی خدمت مین حاضر ہوئی اور سارا قصہ مفصل بیان کیا وزیر نے
اُس کے خاوند اور دیور کو بالمشافہ بلوایا اور پوچھا تو دیور نے کہا مین نے یاقوت اس عورت
کو دیا ہے اور دو برہمن کو رشوت دے دلا کر ادائی شہادت مین پیش کیا وزیر نے اُس کے
خاوند سے کہا جا اپنی عورت سے یاقوت طلب کر جب عورت نے یہہ حال دیکھا۔
سلطان کی خدمت مین داد خواہ ہوئی سلطان نے سب کو مع گواہون کے روبرو طلب
کیا اور ہر ایک کو دوسرے کی نظر سے جدا رکھا اور ہر ایک کو موم دیا کہ اسکی صورت
بنائین ان دو بھائیون نے تو اسکی شکل بنائی مگر مصنوعی گواہون نے برعکس ایک دوسرے کے
بنا ے جب عورت کو تاکید کیگئی تو اُس نے عرض کیا کہ جو چیز نہین دیکھی ہے اسکی صورت
کیونکر بناؤن۔ بادشاہ نے وزیر کو مخاطب کیا اور گواہون کو سخت تہدید کر کے کہا کہ
سچ سچ کہو ورنہ جان سے مارے جاؤگے ہیبت سلطانی نے اصل حال جھوٹی گواہی دینے کا
عرض کرا دیا بادشاہ نے اُس کے بھائی کو روبرو طلب کر کے پوچھا تو وہ معترف بہ قصور
ہوا اور پارچہ لعل بھائی کی خدمت مین پیش کیا عورت بادشاہ عادل کے انصاف سے
اپنی شوہر کی نظر مین اول سے زیادہ عزیز ہوئی اور اس کا دیور معرض سیاست مین
آیا اور اپنے عمل بد کی سزا پائی۔

بود حاکم بملک عدل بشک ❊ گر زو بے خوف نیکوکار باشند
بعدل و داد و انصافش ہمیشہ ❊ تہ تیغ ستم بدکار باشند

نکتہ جو انسان عقل کو امیر مشورت کو وزیر تدبیر کو مصاحب مآل اندیشی کو آئین حکم کو سپہ سالار خدا ترسی کو یار تحمل کو خزانہ بردباری کو لشکر بنائیگا وہ جسم کی سلطنت مین اختیار حاصل کرسکتا ہے۔

عقل کو فرمان روائے جسم و جان ❊ دانش و تدبیر دانا و وزیر
گھر مین تو گنج تحمل جمع کر ❊ تا بملک جسم بن جائے امیر

فائدہ جب انسان کی آنکھون مین حرص و طمع جلوہ گر ہوتی ہے تو سوائے حرص کے اسکو کچھہ دکھائی نہین دیتا بلکہ اسکے دلکی آنکھہ بھی نیکی و نیکوکارون کے دیکھنے سے بند ہوجاتی ہین۔

صاف ہوجاتا ہے بس آدمی ❊ ڈالتی ہے حرص جب انسان پہ زور
دامپہ چھا جاتا ہے اندھیرا اسقدر ❊ چشم بینا جس سے ہوجاتی ہے کور

حکمت حرص و ہوا ایک ایسا درخت ہے جسکی جڑ انسان کے دل مین جگھہ پکڑی ہوئی ہے پس آدمی کو چاہیئے کہ عبادت و ریاضت کے زور سے اسکو ہلائے کہ وہ جڑ سست ہوجائے آیندہ بڑھنے نہ پائے۔

تیرے دل مین گڑھا ہی مضبوط بیخ ❊ یہ دنیا کی حرص و طمع کا نہال
نہ بڑھنے دے اسکو اگر مرد ہے ❊ نکل گر سکے اسکو جڑ سے نکال

نکتہ ایماندار انسان چار چیزون سے چار چیزون کو پاک رکھتا ہی اولاً دل کو حسد سے ثانیاً جھوٹ اور غیبت سے زبان کو ثالثاً شکم کو لقمہ حرام سے رابعاً اعمال کو ریا سے پس جس مین یہہ باتین نہین وہ انسان نہین۔

اولاد کو حسد سے پاک رکھ	بعد ازان وہو کذب و غیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے	پیٹ مت بھر ہے مال بندگان
کر عمل دنیا مین بے روئی و ریا	تا تجھے حاصل ہو فخر و عز و شان

شہاب الدین شاہجہان

جب نور الدین جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ نے جہان کی دار و گیر سے نجات پائی شاہجہان تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ کی نیک نیتی اور عدالت نے شورہ زار ہند کو غیرت نگارخانہ چین بنا دیا تھا جس عظمت اور جلالت کے ساتھ اس نے سلطنت کی خاندان تیموریہ مین کسی کو کم نصیب ہوئی۔

عہد اکبری کے خلاف شرع قوانین اور عیش دوست جہانگیر کے خلاف عقل آئین اس حامی شریعت نے سب موقوف کردے ملک کا انتظام نہایت خوبی اور بے تعصبی کے ساتھ کیا اس بادشاہ نے بروز جلوس چار کرڑ و راسی لاکھ روپیہ نقد اور چار لاکھ بیگہ زمین اور چار سو موضع شکریہ مین وقف کر دیا۔

اسی بادشاہ نے دار السلطنت دہلی مین جامع مسجد اور ایک نیا قلعہ بنوایا تھا ۱۰۴۸ھ ہجری مین اسکی بنیاد رکھی گئی اور ۱۰۵۸ھ ہجری کو کرڑ و روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا سنگ سرخ پر سنگ مرمر کی پچی کاری اس دلفریب صنعت سے صناعین نے کی تھی کہ عقل حیرت زدہ رہجاتی ہے دلکشا نہرین خوشنما بستانین سے اس بادشاہ کا نام ابتک زندہ ہے۔

غرض کہ جشن کا سامان شروع ہوا دیوان عام کے روبرو وہ شامیانہ کہ جسکا نام

دل بادل تھا اور دیوان خاص کے میدان مین سہامنڈل خیمہ استادہ ہوا یہ خیمہ
سات برس کے عرصہ مین تیار ہوئے تھے ہزارون گز کشمیری اور گجراتی مخمل
جسپر زرکار عمدہ نفیس کام بنا ہوا تھا اون خیمہ مین خرچ ہوئے تھے دونون خیمے
سونے اور چاندی کے ستون پر استادہ تھے ان خیمون کے سامنے خوش نما
شامیانے اطلسی و زربافی سنہری روپھری چوبون پر تانے گئے دیوان عالی عبطرح
طلائی چھت کی میناکاری سے گوناگون ویسے ہی ایرانی قالین اور بنارسی کمخوابون سے
بوقلمون تھا۔ صدر سے لیکر پاانداز تک در و دیوار تک مخمل زرباف بادلہ کمخواب پردہ ہائے
فرنگی۔ دیبائے رومی اطلس چینی سے نگارخانہ چین کر دیا تھا صدر مین تخت طاوسی
بچھایا تھا جسکی تیاری مین چار کرڑور درہم صرف ہوئے تھے۔ بارہ مرصع ستونون پر
جڑاؤ میناکاری کی چھت رکھی ہوی تھی چھت سے پایہ تک زر احمر اور جواہر آبدار
کی لمعانیت اور فروبش سے فلک ثوابت کا عالم نظر آرہا تھا۔ چبوترہ پر یہ عالم
تھا گویا سنگ ستارہ کا نگینہ ہے کہ انگوٹھی پر دہرا ہے۔ اسکی روکار کی محراب پر
ایک درخت طلائی رکھا تھا۔ جس نے سبزہ والماس سے سرسبز اور لعل یاقوت گلرنگ
کیا تھا ادہر اودہر اسکے دو موُر نگارنگ جواہرات سے مرصع منقارون مین موتیون
کی تسبیح لیئے اسطرح کھڑے تھے گویا اب ناچنے والے ہین چار چتر زرنگار ایسی تھے
جسین موتیونکی جھالرین اپنی قدرتی آب و تاب سے آنکھون کو خیرہ کر رہے
تھے۔ آگے ایک شامیانہ تھا جواہرات اور موتیون سے دریائے نور کی طرح
لھرارہا تھا جو ایک لاکھہ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا تھا۔ سونے روپے
کی چوبون پر استادہ تھا گرد اس کے کرسیان و چوکیان قرینہ بقرینہ سجے ہوئے

تھین تخت کے گرد پاس ادب کیلئے کئی کئی گز تک حاشیہ چھوڑکر چاندیکا کٹہرا ایسا خوشنما
لگا تھا کہ جس کی میناکارجالیان مرغ نظر کو شکار کرتی تھین۔ المختصر دربار آراستہ ہوا
مگر اقبال کا رعب داب دیکھکر قدرت خدایا داتی تھی چنانچہ کٹہرے کے باہر اول مین دو بیسار
شاہزادگان والاتبار کی نشست تھی اُن کے بعد راجگان اطراف واعیان دولت
وارا کین سلطنت اپنے اپنے عہدے پر کھڑے تھے مگر تمام فرمابردارونکی آنکھین زمین
پر اور گوش دل اپنے فرمان رواکے حکم پر لگے تھے ہر ایک درمین دو دو خاص بردار
مخمل کی غلافدار بندوقین کھندون پر بادلہ کی جھنڈیان ہاتھون مین لئے بت بنے کھڑے تھے
باہر کے دالان مین اور عہدہ دار منصبدار منتظر حکم حاضر تھے آگے کے درون مین تین تین
حبشی غولان صحرائی کیطرح زربفتی وردیان پہنے ہتیارون مین اوپچی بنے گرز ہائی فولادی
کندہون پر دہرے باولیکی برچھین ہاتھون مین سلئے استادہ تھی تیسرے درجہ مین اہلکار
اور ہر کارخانہ کے کاروار منشی ومتصدی موجود تھے اور درون مین سپاہی ننگی تلوارین
علم کئے قدآدم چاندی کے کٹہرے لیسے لگے خاموش استادہ تھی باہر تئیس تئیس گز کا فاصلہ
دیکر پھر چاندی کے کٹہرے قایم تھے اور اُس کے برابر بہادر سپاہی خاص
بادشاہی جن مین داہنے پر ترک باہین پر افغان سامنے راجپوت اپنی اپنی وردیان
پہنے سُنہری روپہری برچھین ہاتھون مین لئے جمے تھے یہان سے دروازہ تک سوارون
کے پرے فوجی آئین کے موافق باقاعدہ دوش بدوش کھڑے تھے۔ جو درباری
آتا پہرے پہرے پر اپنے نام ونشان سے آگاہ کرتا ہوا آگے جاتا تھا کہ ہوش و
حواس کے قدم تھرتھراتے تھے جب دربار مین پہنچتا نقیب آواز دیتا کہ اداب
بجالاؤ جہان پناہ بادشاہ سلامت عالم پناہ بادشاہ سلامت۔ نوول سینون

دل جاتا تھا غرض اول شاہزادون کی نذرین گزرنی شروع ہوئین ہر ایک کو خلعت اور ترقی منصب کے انعام سنائے گئے سعد اللہ خان وزیر اعظم کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا ہے ۔

عبرت دربار مین یہہ شان و شوکت آشکار تھی کہ دفعتہ **بادشاہ** آبدیدہ ہوا اور دونون ہاتھہ فاتحہ کیلئے اوٹھائی ساتھہ ہی سب اہل دربار نے ہاتھہ اوٹھائے مگر پاس ادب سے کوئی شخص جرأت سوال کی نہ کر سکا ۔ فاتحہ کے بعد خود بادشاہ نے فرمایا کہ اے بندگان با اخلاص جو خیال اور خطرہ اسوقت میرے دل مین گزر رہا ہے اُسکا اظہار مین تم پر بھی واجب سمجھتا ہون وہ یہہ ہے کہ **فرعون** نے ایک آبنوس اور ہاتھی دانت کے تخت پر بیٹھکر خدائی کا دعوی کیا تھا تم گواہ اور آگاہ رہو کہ جس نخوت اور تکبر سے اُس نے وہ دعوے کیا تھا مین اُس سے لاکھہ مرتبہ عجز و نیاز کے ساتھہ عبودیت آلہی کا اقرار کرتا ہون یہہ کہکر اوٹھا اور دو رکعت نفل پڑھکر شکریہ نعمت آلہی بجالایا اور دیر تک پیشانی زمین نیاز پر ملتا رہا وقت کی تاثیر سے دربار مین سناٹے کا عالم ہو گیا ۔ سب کے دل آب ہو گئے اور سینون کے ولولون نے دم گرم سے اوس ایوان مین ایک گونج پیدا کی **بادشاہ** سجدے سے اُٹھکر دوبارہ مسند پر بیٹھا شاعرون نے قصائد تہنیت پڑھے کسی باکمال نے گیت سُنائی ۔ کوئی اشرفیون مین تُلا کسی کا منہہ موتیون سے بھر گیا اتنے مین خدامان خاص ۔ جواہر کا خوان ہاتھون مین لئے ہوسے آئے جن کے جواہر نگار خوان پوشون مین موتیون کی جھالر لٹکتی تھی ۔ میر دربار نے اشارہ کیا اشارہ کے ساتھہ ہی سونے روپے کے پھول اور جواہرات کا مینہہ برسنے لگا غرض کہ نو دن تک انعام و اکرام کا بازار گرم رہا ہے ۔

نکتہ شریف جب دولت پاتا ہے عاجزی مین آتا ہے جیسا کہ درخت ثمردار جسوقت پھل لاتا ہے

جھک پڑتا ہی۔ اور رذیل جب دولت پاتا ہے متکبر ہوجاتا ہی غرور سے اپنے آپ مین پھولا نہین سماتا

چون بدولت رسد شریف و نجیب	بسوئی اصل خویش بر گردد
بہ نکو خوئی و رضا جوئی	سرخرو ہمچو روئے زر گردد
سفلہ حاصل کند چو دولت و مال	باعث ظلم و شور و شر گردد
راست گفت ست سرور سعدی	سگ چو تر شد پلید تر گردد

تذکرہ اکتیس برس کی سلطنت کے بعد شاہجہان کے اقبال کا آفتاب ڈھلنا شروع ہوا شاہجہان کی ایک بی بی ممتاز محل نہایت نیک نیت و نیک طبیعت تھی وہ حاملہ ہوئی جب ولادت کا وقت قریب آیا تو اندرون محل کاردان دائیان اور باہر حکمائے حاذق جمع تھے دفعتہً پیٹ مین سے بچے کی رونیکی آواز آئی سب سُنکر حیران و ہراسان ہوگئے بیگم نے بادشاہ کو بُلایا اور کہا کہ اب میرا وقت آخری آپہنچا ہے مین دو وصیتین کرتی ہون سُن لیجئے وہ یہہ ہین کہ بعد میرے آپ شادی نکرنا تاکہ سوتیلے بھائیون مین لگاڑ ہو اور جانین تلف ہوجائین دوسرے یہہ کہ میری قبر پر ایسی عمارت بنوانا کہ عالم مین یادگار رہے۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی تولد ہوئی اور بیگم کا انتقال ہوا بادشاہ کو بڑا غم ہوا اور دل و دماغ پر ایسا صدمہ پہنچا کہ چند روز مین بال سفید ہوگئے عمارت جو بیگم کے مزار پر بنوائی وہ حقیقت مین سرزمین ہند پر اپنا ثانی نہین رکھتی چنانچہ تاج گنج کا روضہ شہر آگرہ مین مشہور و معروف ہے ۔

آخر عمر مین بادشاہ خود بادشاہی کرتا تھا اور چارون بیٹے ملک گیری اور ملکداری کرتے تھے ۔ مراد اور شجاع تو نرے شاہزادے ہی تھے اور داراشکوہ جو سب مین بڑا تھا شہزادہ پن سے فقیری اور تصوف مین ڈوبا ہوا تھا اور نگ زیب برخلاف ان

سب کے ایسا متین شخص تھا کہ پابندی شرع کے لحاظ سے ملکی جوڑ توڑون کے سوا دوسرا
خیال نرکھتا تھا جابجا پرچہ نویس معین تھے اور مہربات کی پیش بندی برسون پہلے
سے کرتا تھا۔ ایکدفعہ بادشاہ ایسا بیمار ہوا کہ کُل کاروبار دارا کے ہاتھہ اسکئے
چونکہ یہہ ناز پروردہ اور سلطنت کے کاروبار مین ناتجربہ کار تھا باپ کو چراغ سحری
اور تخت کو زیر قدم پاکر بہائیون کے نام ایسے احکام جاری کئے کہ اُنہین پڑھکر
اور باپ کو بیمار سُنکر گھبرا اُٹھے۔ ساتھہ ہی اُنکے وکیلون کو نظر بند کرلیا اور دربار
کی خبرون کے بند کرنیکے لئے اُدہر کے سوداگرون اور بنجارون تک کو بھی روک
دیا یہہ حال دیکھکر تینون بہائی اپنے اپنے علاقون سے چلے۔ مراد اور شجاع نے
کھلم کھلا سلطنت کے نشانون پر پھریرے چڑھا دئے مگر اورنگ زیب نے
یہان بھی اپنی متانت خرچ کی در پردہ تو پورے سامان کرلئے اور ظاہر مین مراد
چھوٹا بھائی جو گجرات دکن مین اسکے قریب تھا اُسے نہایت دردمندی کے
ساتھہ خط لکھا جسکا خلاصہ مطلب یہہ تھا کہ مجھے سلطنت کی ہوس نہین چونکہ دارا شکوہ
کا عقیدہ خلاف شرع ہونیکے علاوہ تم جیسے چھوٹے بھائی پر کہ قابل سلطنت ہو ناحق
جبر کرتا ہے مین برادر عزیز کی حق تلفی ناجایز سمجھکر اعانت فرض سمجھتا ہون۔
چھوٹا بھائی نہ سمجھا کہ شفقت کے پردے مین دغا ہے صاف دل سے آیا اور
جان و جگر سے رفیق ہوکر دارالخلافت آگرہ کو روانہ ہوا یہان بادشاہ کو شفا ہوگئی
دیکھا تو عالم تہ و بالا ہے۔ اُسی وقت کاروبار سلطنت سنبہال بیٹون کے نام فرمان
جاری کیا مگر اِدہر تو انھین یقین نہ آیا اُدہر دارا شکوہ جو اس عرصہ مین ایک دفعہ
شجاع کو شکست بھی دیچکا تھا مقابلہ کو تیار ہوگیا باپ بڈھا تجربہ کار تھا وہ اِس

نازپروردہ کی حقیقت کو بھی جانتا تھا اور راورنگ زیب کو بھی خوب پہچانتا تھا اسلئے مقابلہ کو منع کیا اور کہا کہ دونون تمہارے چہیدے بھائی ہین ہم صفائی کر دینگے دارا شکوہ نے نمانا اور ان دونون بھائیون سے بھی جا اڑا چونکہ میدان جنگ کا مشتاق نہ تھا اسلئے شکست فاش کھائی اور پنجاب اپنے علاقہ مین بھاگ گیا تھا آخر گرفتار ہوکر آیا فتحیاب نشان اقبال اڑاتے آگرہ مین داخل ہوے۔ مگر مراد اس مہم مین ایسی جانبازی سے لڑا کہ شجاعت کا چہرا زخمون سے گلرنگ ہو گیا۔ عالمگیر نے باپ کو عرضی لکھی اور چونکہ آپ اتبک بظاہر سلطنت کا دعویدار نتھا اسلئے بھائیون کی بے اعتدالی کا افسوس بھی ظاہر کیا باپ نے ایک تلوار بھیجی اور نہایت محبت پدری سے لکھا کہ فتح مبارک ہو مگر مجھے آکر منہہ تو دکھاؤ اس نے عذر کیا اور بیٹے کو بھیجا آپ باہر رہا مگر یہین بیٹھے بیٹھے ایسا پیچ مارا کہ بوڑھا باپ نہ سمجھا سُنا تو دفعتہً یہی سُنا کہ تمام دروازون اور چوکی پہرون پر عالمگیری سپاہی مسلط ہین غرض باپ کو قید اور آگرہ کو مسخر کرلیا۔ اوسی قید مین شاہجہان آخر ۱۰۷۶ھ مین بیمار ہوکر مرگیا تیس برس سلطنت کی چہتر سال کی عمر پائی ؂

ہیچ دنیا کار دنیا ہیچ ہے	مت اوٹھاؤ بار دنیا ہیچ ہے
خار بن جائینگے آخر اسکے پھول	گلرخو گلزار دنیا ہیچ ہے

نکتہ تین شخص اپنے اپنے موقع پر پہچانے جاتے ہین حلیم غضب کے وقت شجاع مقابلہ کیوقت بھائی دوست حاجت کے وقت ؂

مرد میدان را بمیدان آزما	دوست را کن وقت حاجت امتحان
امتحان حلم کن وقت غضب	تا شوی واقف زاسرار نہان

نکتہ لاخیر فی کثرۃ الرؤسا یعنے بہت سے حکام مین خیر نہین ہوتی اور نہ اتفاق ہوتا

ایک وہ حاکم ہے جسکے حکم مین	سرنگون رہتے ہین حکام زمان
کارفرما اسمین گر ہوتے بہت	رہتے کب قائم زمین و آسمان

نواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ مغفرت مآب رئیس دکن

یہہ بانی خاندان آصفیہ ہین جنہون نے اپنے حسن تدبیر اور رائے صائب سے مما لک دکن مین سلطنت آصفیہ کی بنا ڈالی بہت بڑے تجربہ کار اور اولوالعزم فرمان روا تھے ہمت سخاوت بہادری رعایا پروری اونکی مشہور ہے ۔ تین لاکھہ روپیہ سالانہ علاوہ انعامات شاہی بطریق یومیہ اور ماہانہ اہل احتیاج کے نام اپنے دستخط خاص سے جاری فرمایا تھا اور اسکے سوا دوسرے تیسرے دن اہل استحقاق وارباب احتیاج کو تیس چالیس ہزار روپیہ خیرات دیجاتی تہے اور ہر سال زر خطیر مکہ معظمہ کو ارسال ہوا کرتا تھا ۔ اِس رئیس نامور نے اپنے عہد حکومت مین بذات خود کسی شخص کے قتل کے لئے حکم نہین دیا اگر کوئی قابل قصاص ہوتا تھا تو حاکم شرع کو حکم دیا جاتا کہ شرع شریف کے مسئلہ کے موافق عمل کیا جاے باوجود مشاغل امور ریاست کے علمی ذوق فضل بہت تھا ہمیشہ فقرا اور شعراء وعلماسے صحبت رہا کرتی تھی خود بہی صاحب دیوان تھے چند اشعار اونکے طبعزاد ہدیۂ ناظرین ہین ۔

ما شہید خنجر مژگان یارم کردہ اند	سرمہ در چشم قیامت از غبارم کردہ اند

ولہ

افسوس کہ در طبع بتان نیست گوارا	ای باغ وفا آب و ہوائی کہ تو داری

ولہ

در خیابان باغ نظارہ	آصفِ خستہ را نہال کنید		

ولہ

از خصایم نبود مطلب دیگر بخیال	این قدر ہست کہ آہو نگہان رم نکنند		

اس نہیں نامور نے اپنے وفات سے قبل نواب ناصر جنگ کو چند نصیحتین فرمائین تہین منجملہ اون کے ذیل مین چند نقل کئے جاتے ہین ؛۔

نصایح جو شخص قابل قتل ہو اوسکو قاضی کے سپرد کرنا۔ اور پادشاہت کے کام اپنے ذات سے وابستہ رکہنا۔ اور بعد ادائے فرایض اور واجبات ہمیشہ معظمات امور کیطرف متوجہ رہنا۔ ادنی آدمی کو عمدہ کام پر اور عمدہ شخص کو ادنی کام پر مقرر نکرنا۔ اپنے چہوٹے بہائیون کو فرزندون کے برابر پرورش کرنا۔ زنہار اراں دکہن مثل مردمان بیجاپور و مدراس او کشمیر لایق اعتبار نہین ان لوگون کا کبہی اور کسی زمانہ مین اعتبار نکرنا۔ اور حتی الامکان جنگ نہونیکی کوشش عمل مین لانا اور جنگ و جدال مین سبقت نکرنا۔ رو بقبلہ جنگ نکرنا جو سامان موجود ہے اوسکی بہت احتیاط کرنا۔ یقین جانو کہ بنا دولت بزرگان دین کی دعا پر مستحکم ہے مین تمامی امور سے پہلے عزت فقرا اور مسکینون کی زیادہ کرتا تہا اور اون سے ہمیشہ مدد لیا کرتا تہا۔ تمکو بہی لازم ہے کہ اس فرقہ کا ضرور خیال اور لحاظ رکہنا۔ ریاست دکہن جو چہہ صوبجات سے عبارت ہے پہلے ہر ایک صوبہ جات کین مین ایک ایک پادشاہ تہا اب کل ملک مالک الملک نے مجھے عطا فرمایا مین نے حتی المقدور نگہبانی خلق خدا مین کوشش کی اب تم کو بہی لازم ہے کہ ہر خاندان کی خبر رکہنا ہر ایک کو نوبت بہ نوبت خدمات پر مامور کرنا ہندو ہو یا مسلمان جلد جلد تغیر و تبدل کرتے رہنا بلکہ ہر دوسرے برس بدلی کرتے رہنا کہ دوسرے لوگ محروم نرہین اور انتظام

مین فرق نہوا اپنا حق جانکر لوگون کی حق تلفی نکرنا ہر شخص کے حقوق کا لحاظ رکھنا اہل حق کو اسکے حق جائز سے محروم نکرنا۔ ؎

پند مستحق کے حق ادا کرنے مین اُسکے سوال کا انتظار نکرنا چاہیے بلکہ بے سوال اسکو اُسکا حق پہونچانا چاہیے۔ ؎

مستحق کا حق ادا فوراً کرو	جس قدر ہو اسکو دیدو بے سوال

نکتہ دشمن کی طرف سے جب تک دشمنی پہلے ظاہر نہو سلے اپنی طرف سے اسکا آغاز منع ہے۔ ؎

جب تلک کے بس اپنا چل سکے ہو اگر دشمن سے اسکی ابتدا	دشمنی سے صاف نفرت چاہیے اُس سے پہر جنگ خصومت چاہیے

تذکرہ سنہ وفات ۱۱۶۱ ہجری مین احمد خان ابدالی والی کابل نے جہان آباد پر حملہ کیا اور اسکی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو آصف جاہ بھی اورنگ آباد سے چلے اور برہان پور تک گئے وہان معلوم ہوا کہ بادشاہ دہلی کو فتح نصیب ہوگئی اور احمد خان ابدالی نے شکست کہاکر کابل کا رستہ لیا اِسی اثنا مین آصف جاہ کا مزاج ناساز ہوگیا اور بوجہ بیماری اورنگ آباد جانیکا ارادہ ہوا لیکن بیماری زیادہ ہونے سے توقف کیا۔ ؎

آخر اوسی بیماری مین چوتھی جمادی الثانی ۱۱۶۱ ہجری مین عصر کے وقت انتقال کیا جنازہ اوٹھانے کے وقت خیمہ گاہون مین گریہ و بکا اور خلق مین ایک شور عظیم برپا تھا اُمراء عظام جنازہ دوش بدوش میدان مین لائے اور بعد نماز جنازہ روضہ مین جو قریب قلعہ دولت آباد واقع اورنگ آباد ہے لیگئے اور پائین مزار گوہر

مولانا برہان الدین غریب جو خلیفہ حضرت سلطان المشایخ نظام الدین محبوب آلہی رح
کے ہین دفن کیا (۷۹) برس کی عمر پائی (۲۹) سال ریاست کی۔ ؎۔

نواب میر تہنیت علیخان فضل الدولہ بہادر مغفرت مکان

یہہ ساتوین رئیس خاندان آصفیہ کے ہین ۱۲۷۳ ہجری چوبیس رمضان کو بعد وفات
نواب ناصر الدولہ غفر اللہ تخت حکومت پر متمکن ہوے اونکی عالی ہمتی اور بذل وعطا
آجتک ضرب المثل ہے۔ ؎۔

فنون سپاہگیری مین طاق اور نشان اندازی مین بھی شہرۂ آفاق تھے فقرا کے ساتھ
اونکو ایک خاص تعلق اور ارادت خالصہ تھی ہزارون غریب مسافر اونکے خوان کرم
سے مالامال ہوگئے سیکڑون گدائی کوچہ گرد تونگر اور مالدار ہوگئے شاہی جواہر خانہ
مصنوعی اور ریاکار فقیرون پر ایثار کیا گیا اور صدہا غریب جاگیرون سے سرفراز
ہوے حجاج کے سلئے حجاز وقف فرمایا۔ ہر عشرہ محرم مین تین لاکھہ روپیہ خیرات
کیا جاتا اور ہر دوازدہم شریف وگیارہوین مین بریانی کی دیگین شاہی باورچی خانہ
سے مسجدون اور درگاہون مین بھجواے جاتین چنانچہ اتبک وہی قاعدہ جاری ہے
اور رفاہ عام کے سلئے شہر مین ایک بہت بڑا دار الشفا تعمیر کرایا جہان مریضون کو
کھانا دیا جاتا ہے اور اونکی راحت اور آسایش کا پورا سامان کیا گیا ہے اور کل
اضلاع وتعلقات مین دواخانجات اور اشاعت علم کے سلئے عموماً مدارس قایم
فرمائے اور خاص شہر مین بھی مدرسہ دار العلوم ومدرسہ اعزہ ودیگر مدارس
کھولے گئے عالم طبیب حافظ قران نوکر رکھے گئے غرضکہ شہر حیدرآباد دار العلم بن گیا ان
اس رئیس نامور نے تخت نشینی کے بعد پانچ ہزار جوانان علی غول کے نئے اور تین سو

حافظ قران شریف اور پچہتر آدمی بخاری شریف اور مشکواۃ شریف و حصن حصین کے پڑہنے والے اور گیارہ جماعتین مولود خوانون کی بہی مامور فرما سے اور خود بدولت بہی بعد از نماز فجر مجلس ختم قران شریف مین شریک رہتے - ؕ -

اور منادی کروائی کہ کوئی آدمی شہر مین سیندہی شراب کی خرید و فروخت نکرے اور کل دوکانین سیندہی و شراب کی شہر بدر کردا دین - ؕ -

نکتہ سیندہی شراب وغیرہ مسکرات کے استعمال سے انسان کو بڑے بڑے نقصان لاحق ہوتے ہین اور اسکی عادت پذیر ہو جانے سے ذلت اور خواری حاصل ہوتی ہے ہمیشہ کے لئے مریض ہو جاتا ہے کثرت استعمال کیف سے دماغی قوت مین ضعف آجاتا ہے اور سہو و نسیان پیدا ہوتا ہے - ؕ -

حقیقت مین شراب انسان کو وحشی	بنا دیتی ہے سیندہی پوست افیون
بدن کا زور و قوت حسن و خوبی	گنوا دیتی ہے بنگ اور پوست افیون

نکتہ عقلمند وہ انسان ہے جو لوگون کے علم سے اپنا علم بڑھائے اور دن کی تعلیم سے تعلیم پائے غیر کو گنہگار اور مصیبت مین گرفتار دیکھکر خود گناہ سے بچے

نکردہ کام تو جس سے گنہگار	گرفتار غم و رنج و بلا ہے ؕ
بدون کو دیکھکر بیشک بدی چھوڑ	بہلا ہے تیرے حق مین یہ بہلا ہے

فائدہ نواب افضل الدولہ کے عہد مین بائیسوین محرم ۱۲۷۴ ہجری مین راجہ شیوپرشاد نے بت پرستی و کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہو کر مولوی شجاع الدین مصنف کشف الخلاصہ رسالہ فقہ اردو کے سلسلہ ارادت مندون مین شریک ہوا جسکا نام غلام رسول رکہا گیا - ؕ -

وہی دل ہے عزیزو کام کا دل	جو ہو دل دادہ اپنے دلربا پر
نہو مائل بتون کی بندگی کا	بھروسہ ہو فقط اسکو خدا پر

حکمت سارے اعضا پانچون حواس انسان کی زندگی تک اسکے یار ہین ہر ایک کام مین مددگار ہین پس آدمی کو چاہئے کہ مرنے سے پہلے عقل کے ساتھہ اپنے خالق کو پہچانے دلکے یقین سے حق کو حق جانے بتون کی پوجا پاٹ سے باز رہے آنکھون سے خدا کی صنعت کو دیکھے زبان سے اسکا ذکر کرے کانون سے اسکے کلام کو سُنے سرکو عبادت حق مین جھکائے بدی کے راستے سے قدم اُٹھائے سوال کا ہاتھہ بتون کے روبرو نہ پھیلائے اگر اپنے کام سے غافل ہوگا سخت پچتائیگا وقت گذر جائیگا تو پھر ہاتہہ نہ آئیگا عقل کی رسائی آنکھون کی بینائی زایل ہو جائیگی زبان بندش مین آئیگی کان سننے سے عاری اور قدم چلنے سے بھاری ہونگے جسم بیجان اور تن ناتوان ہوگا۔ *۔

آج آنکھین دیکھتی گویا زبان سنتے ہین کان	عقل ہر جا پانون چلتے مین کھلے دوہاتہہ ہین
مرگ آئیگی تو قبل از مرگ سب رہ جائینگے	ساتہہ چلنے کے نہین جو آج تیرے ساتہہ ہین

فائدہ نواب افضل الدولہ کی آغاز تخت نشینی کا وہ زمانہ تھا جسمین اکثر ممالک ہندوستان مین غدر برپا تھا چنانچہ شہر حیدرآباد مین علاؤ الدین اور طرہ باز خان چند اوباشان شہر کے ساتھہ حملہ کرنے کے لئے نکلے ہر چند اُن لوگون کو اول فہمایش کیگئی باز نہ آئے تو انکے ڈرانیکے لئے سن کے گولے چلائےگئے جب وہ اور آگے بڑھے تو آتشخانہ انگریزی سے توپون کی شلک ہوئی جس مین چھوٹی چھوٹی گولیان بھری ہوئے تھین آخر وہ سب لوگ بھاگ گئے طرہ باز خان زندہ گرفتار

ہوا جس نے اوسی زمانہ مین قید حیات سے نجات پائی اور علاؤ الدین بعد گرفتاری دریاے شور بہیجا گیا۔ بیت۔

جمع ہوتے ہین جس جگہہ نادان	تازہ برپا فساد ہوتا ہے
عقلمندون کو دوستو منظور	ہر گھڑی عدل و داد ہوتا ہے

نکتہ انسانون مین بدتر وہ انسان ہے جو اپنی طبیعت پر اختیار نرکہتا ہو بدی اور غضب و غصہ کے وقت اپنے ارادہ کو نروک سکے بے اختیار ہوکر لڑنے و مرنے پر مستعد ہو جائے۔ بیت۔

اُٹھاتے کس لئے صدمے ہم اپنے لٹکے ہاتہون سے	عزیزو اختیار اپنا اگر ہوتا طبیعت پر

تذکرہ سنہ وفات اوائل ماہ ذی قعدہ ۱۲۷۲ھ ہجری مین نواب افضل الدولہ کا مزاج ناساز ہوا بخار اور عارضہ فتق مین مبتلا ہوے حکیم شفائی خان اور حکیم نادر علی معالج تھے آخر مین حکیم محمد اشرف اور حکیم محمد فیض اللہ خان اور حکیم مولوی ابراہیم بھی شریک معالجہ ہوگئے تھے لیکن کچھہ فائدہ نہوا ملک الموت کی قہرمانی فرمان نے اِس بادشاہ نامور کو ہمیشہ کے لئے خاموش کردیا۔

تیرہوین ماہ ذی قعدہ ۱۲۷۲ھ ہجری بروز جمعہ رنگراے عالم آخرت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بیالیس ۴۲ برس کی عمر پائی بارہ سال ایک مہینہ عیش کی فرمان روائی کی مختار الملک وزیر اور راجہ نریندر پرشاد پیشکار رہتے نیک نامی اور بذل و عطاکے سات سلطنت ران رہے تاریخ وفات کسی نے یون لکھی ہے

ع افضل الدولہ شد بملک جنان۔ بیت۔ ۱۲۸۵

پسند اپنے زندگی کے دن ایسے زندہ دلی کے ساتھہ بسر کرنا چاہتے

مرنیکے بعد بھی نام زندہ رہے اور اگر ایسا نہین ہے تو اس زندگی مین بھی اپنے آپ کو زندہ سمجھنا چاہیئے - بژ -

زندہ دل ہین جتنے مردان خدا | رکہتے ہین زندہ دلی سے اپنا کام
خوش ہے ساری خلق انکے خلق سے | زندہ بعد از مرگ بھی ہے انکا نام

نکتہ توانگر وہ نہین کہلاتا ہے کہ بہت سا مال اور بیشمار دولت رکہتا ہو بلکہ اصل دولتمند وہ ہے جسکی سخاوت کے نقد سے محتاجون اور ناداروں کی جیب پُر ہون لوگون کی حاجت براری کو وہ اپنی حاجت روائی سے مقدم سمجھے - بژ -

کہو مت اسکو دولتمند بیشک | کہ مال و ملک و دولت عام رکہے
وہی ہے مرد جو بذل و سخا مین | ہمیشہ اپنا روشن نام رکہے

مین اس حصہ کو حسان الہند ملک الشعرا ابو القاسم مولانا فضل رب صاحب عرشی تاجپوری شاعر خاص علیحضرت اقدس قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کے ایک مُستمط پر ختم کرتا ہون جسمین مولانے بہاریہ تمہید کے بعد اعلیحضرت کے ستایش مین ایک دریا بہا دیا ہے اور قدیم شاعری کا فوٹو خیالی قلم سے کہینچکر ناظرین کے سامنے رکہدیا ہے -

مُسَمَّط

ریختہ خامہ اعجاز ہنگامہ نقاد دفینہ خاقانی و انوری صراف خزینہ معنی گستری حسان الہند ملک الشعرا ابو القاسم مولانا محمد فضل رب صاحب عرشی تاجپوری شاعر خاص اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی دام دولتہ و حشمتہ -

بازبرغ برکشید ابر کبودی نقاب | کالبد خاک را نزل رسید ز سحاب | لالۂ حمرا منود حقہ لعل خوشاب | طبلۂ عنبر گشاد باد بدامان عاب
ابر سیہ برکشید خنجر برق از قراب

موکب اردی نمود کوکبهٔ خسروان | سبزه ده گلهای نغز از طرف بوستان | سبزه و بستان نمود از اسپرم ارغوان | نارون و شنبلید یاسمن و اقحوان

بیرق زرین نمود خیری مشکین طناب

لاله ز ژاله گرفت خم شراب عتیق | ژاله بلاله فشاند خرده لعل و عقیق | خرگه سیاره شد تل ز درخش شقیق | سبزه به نشتر گشاد گرنه رگ باسلیق

از چه ورد بام و دشت گشت چو لعل مذاب

سبزه چو بیژن ستاد اسپرم آمد چو طوس | لاله چو رستم نشست گل چو یل اشکبوس | غنچه چو بهمن فروخت منتق تارجوس | سرو چو اسفندیار کوفت بهر گوشه کوس

نیزه شه بین گرفت افسر افراسیاب

ابر چو اسپهر فروش باز دکان بر گشاد | گوهر غلطان نهاد ابر بدامان باد | باد و باردی بهشت اینهمه سامان بداد | تاجر اردی بدشت حقه گوهر نهاد

تا که برد برمغان پیش امیر رقاب

آصف کری جلال جعفر یحیی نوال | موسی یوسف جمال شیث مسیحا خصال | خضر سکندر سبال احمد حیدر شمال | خالد احنف کمال صابر سحبان مقال

ماحی کفر و ضلال حامی خیر و صواب

ای تو افسر طلب فرق سلیمان دین | ای ز تو زنهار خواه رایت خاقان چین | خسته تیر تو گشت شهپر روح الامین | بسته خام تو هست سپهر برین

ترکش تیر تو گشت مغفر افراسیاب

عون تو همه در عمل بخت تو محکم دول | قهر تو نار اجل لطف تو نوش عسل | روی تو صبح ازل رای تو حسن عمل | مهر تو تشریف خل خشم تو مرگ امل

قصر تو کیوان محل جاه تو گردون جناب

رفته زوالت ز اوج شسته نگاهت ز صبح	کنده ز هنگ دهت قلع چو تو پست بیع	گشته ز عدالت طلوع مهر ازین تغلیع	خم شده بهر رکوع وهره سپهر خضوع
	تا بخضوع و خشوع بوسه دهد بهر رکاب		
گر پی نخچیر صید رو به بیابان نهی	قالب خیلان شست بر سر شیران نهی	چشمه شیر شود در و چو به قطران نهی	گاه کرم بر زمین حاصل عمان نهی
	خیمه نه چرخ را عزم تو بُرّد طناب		
یک رسن محشر است خام تو از گیر و دار	یک شجر اخضر است رمح تو از آب نار	زان رسن محشری حلق پلنگان فشار	زین شجر اخضری گردن شیران نگار
	تا که بشوید بخون عارض خود آفتاب		
جاه تو کرسی نهاد برنهمین آسمان	گشت سحرگاه تو هشت فلک پاسبان	فر تو اسفندیار هفت فلک هفتخوان	قدر تو کاوس کی عزم تو تخت روان
	ملک جهان آشیان حکم رفیعت عقاب		
گر ز رخ جاه کیان عمر تو منفک شود	صرف دردانه جهان نظم جهانبان فاش شود	گر تو روی ز میان فتنه کن حاکم شود	گر بکف آری کمان چرخ مشبک شود
	جام چو بر کف نهی ابر ببارد شراب		
ای تو نصرت فروش چتر زبیده دینا	خانه ز جاهت گرفت عارض میمون دینا	از تو دگر دور دون مرشد گردون دینا	شد ز تو سنجاب پوش مشیه هامون دینا
	از کرمت مشکبیز شد چمن و تیه و غاب		
شیر طوفان دکن شاه قراخان توئی	خسرو کاوس فر رستم دوران توئی	تخت سلیمان نگیر آصف کیهان توئی	بر سر شیران حمزه مرگ دلیران توئی
	بر سر گیتی بتاب زانکه توئی آفتاب		

خصم ترا روز کین تیغ برشته بهشت	رمح ز خون همچو گل بر سر شته بهشت	تخم امن و بهبهان عمل تو کشته بهشت	چنبر اسرار را انگر تو رشته بهشت
	تیغ تو از خون خصم کرد بهاسون خضاب		
روی شفق را شها هیبت تو زرد کرد	نام ترا آسمان دارد و هر درد کرد	آتش کین ابد سطوت تو سرد کرد	سم سمندت برزم خصم ترا گرد کرد
	گرد زعونت کلنگ شانه ز چنگ عقاب		
تو هیبت آسمان نصرت و ظفر بار گیر	حکم ترا چرخ پیر بسته چو حرز بگیر	خسرو بمیدان شتاب نیزه بهرام گیر	همچو تهمتن بدوز بازو گردان تیر
	حوصله آتش ببار بر شیران غاب		
حاتم جاه تراست نور سکندر نگین	قصر جلال تراست قدر سلیمان نگین	همچو سکندر بگیر بر دو قلا و چین	همچو سلیمان کشا حصن سپهر برین
	چند نشینی بکش تیغ جلال از قراب		
خسرو سکندر تو ای ابلق دوران بگیر	آینه دین ببار چشمه حیوان بگیر	شاه نشان قیصری افسر خاقان بگیر	خسرو ز شیر فلک کار چو شیران بگیر
	از سر پیکان شکن حلقه درع سحاب		
عیش ابد را چو جم جامه عیسی ز نور	خسرو چو صبح امل رخ ز صبوحی فروز	بال عقابی گشا کرگس غم را بدوز	آصف دوران تویی اهرمن دین را بسوز
	ملک سلیمان بگیر ز اهل طعان و خراب		
تو که بزرگی ز عرش قصر تو محکم اساس	بود ترا و ز ازل چشمه کوثر بکاس	تو که غلام تو بود ترک ذنب خان اناس	ملک که درین معبری که بهر خود ناشناس
	قدر شبانی بسنج بر سر گیتی متاب		

در پس عالم ملک شهی بهانه گزار — تا که شعار ظلوم بر تو شود آشکار
خیز چو یاران به پای گیو و رستم به کار — همچو گدایان شب گرد شبهای تار

تا تو ببینی که چیست حال جهان خراب

ای در فرزندگیش ما شبگنه خاکیان — از کرم داوری هیچ ندارد نشان
دولت دارا گرفت افسر نوشیروان — سینه جمشید خورد خنجر سیاره دوان

کوشک کسری شکست گنبد افراسیاب

دولت شاهی فروش دامن همت فشان — گام چو مردان بنه نام چو مردان گذار
هر چه بیاری بیار هر چه بیاری بیار — هر چه ببازی بباز هر چه بکاری بکار

زانکه ندارد بقا کار جهان خراب

ایکه به بخت بلند خسرو تاج و گهی — داد خدایت ترا در صف مردان رهی
شکر خدای جهان کن که تو شاهنشهی — تا بتو نازل شود آیه ظل اللهی

ملک و نصاب ترا شکر کند بی حساب

تو که بجاه و حشم خسرو دارادری — آمده ام سوی تو تا هنرم بنگری
بود چو من شاعری فرخی و عنصری — خسروم اکنون بده کسب سکندری

ملک سخن را منم داور مالک رقاب

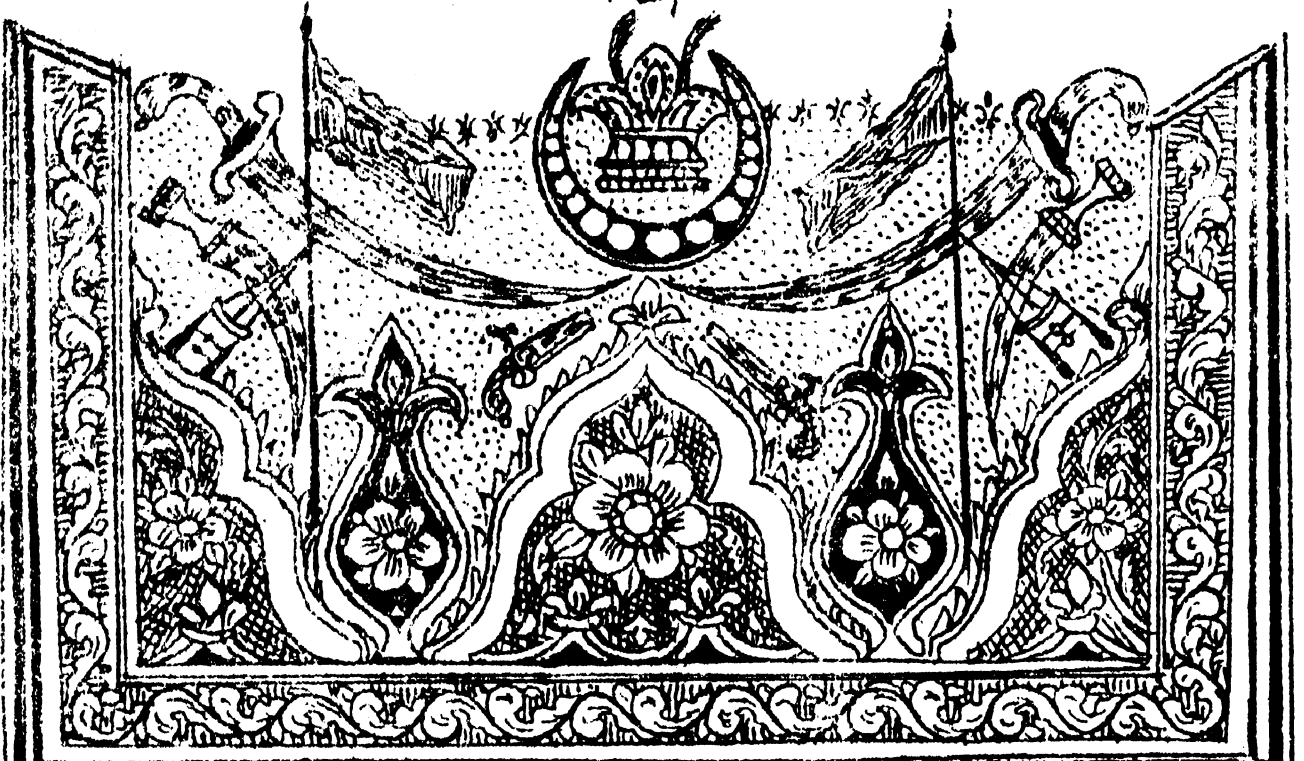
دی آشفته را در صف حاجت مبین — تشنه لب جو بیار آب خضر را نشین
بخت بدش در قفا چرخ عدو در کمین — دست کبود فلک فرق بسر بر زمین

لطف کن ای شهریار خسرو مالک نصاب

تا که بود در چمن مشعله نوبهار — تا که بود بر زمین قبه گوهر نگار
باد به تخت شهی زده دهشت چار — دست ترا زیر پا سطوت اسفندیار

اختتام حصه اول — پای ترا زیر دست صولت افراسیاب

مطبوعه مطبع عزیز دکن



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ دوم

حکمرانی رعیت کی نگہبانی حفاظت خود اختیاری خدا ترسی نیکی بدی کے ذکر میں

حکمرانی اور رعیت کی نگہبانی بہت ہی بڑا اور بزرگ کام کہلاتا ہی اگر بطریق عدل اور انصاف ہو تو اوسمین کچھہ کلام نہین کہ زمین پر پاک پروردگار عالم کی خلافت سے ہے اور اگر عدل وکرم وشفقت سے خالی ہو تو معاملہ برعکس ہو جاتا ہے کیونکہ والی ملک کے ظلم وستم سے زیادہ فساد کے دفع مین اثر نہین ہو سکتا ہی اور علم وعمل فرمانروائی کی اصل ہے علم کچھہ دین ہی کے لئے بکار آمد نہین بلکہ سالقہ فرمانروائی طریقہ ملک داری آئین سیاست وریاست رانی کا جزء اعظم ہی اور سلطنت

وحکومت کیلئے سب سے زیادہ لیاقت درکار ہے۔
اگرچہ اہل علم نے حکومت کا علم بہت ہی بڑا لکھا ہے تاہم حاکم کو جان لینا چاہیئے
کہ اس کو احکم الحاکمین نے اس جہان مین کس لیئے بہیجا ہے اور اسکی قرارگاہ
کہان ہوسکتی ہے یہہ دنیا اسکی منزل گاہ ہے کچھ قرارگاہ نہین ہوسکتی ہے
کیونکہ وہ یہان پر مسافرانہ وارد ہی رحم ماہ راسکی منزل کی ابتدا ہی اور قبر اسکی
منزل کی انتہا۔ اور وطن اسکے سوا ہوتا ہے۔ جو برس اور مہینا اور دن اسکی عمر
سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کی مانند ہوتا ہی جسکے باعث وہ اپنی قرارگاہ سی نزدیک تر ہوجاتا ہے
پس جو شخص پل پر گذرے اور پل ہی کی عمارت مین اوقات گذارے اور اپنی منزل گاہ
کو بھول جائے تو عقلمندی اور دانائی سے دور ہوتا ہے بلکہ دانشمند وہی شخص کہلاتا ہے
جو منزل دنیا مین زاد راہ آخرت کے سوا اور کچھہ طلب نہ کرے اور دنیا مین اسیقدر
قناعت کرے جسکی ضرورت رکہتا ہے اگر حاجت سے زیادہ ہوگا تو وہ زہر قاتل
ہوتا ہی اور موت کے وقت وہ چاہیگا کہ میری تمامی خزانو نمین خاک ہی بہری ہوتی سونا چاندی
کچھ بھی نہوتا تو وہ جسقدر زیادہ جمع کریگا اسمین سے بقدر کفایت اوسے نصیب ہوگا
باقی سب حسرت واندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اوس پر جان کنی
دشوار ہوگی اور یہہ حسرت اس صورت مین ہوگی کہ مال حلال ہو اگر مال حرام
ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہین زیادہ ہوگا اور بلا رنج اٹہائے دنیوی
خواہشون سے صبر کرنا ممکن ہی نہین مگر آدمی کا ایمان اگر اس بات پر ٹہیک ہو کہ
دنیا کی چند روزہ لذت جو سراپا کدورت ہے اسکی وجہ سے لذت آخرت جو سلطنت
لازوال ہی اور کسی کدورت کو اسمین دخل نہین وہ فوت ہوجائیگی تو چند روزہ صبر کرنا

بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثال یون بھی جاسکتی ہے کہ اگر ایک عاشق صادق سے
کہا جاسے کہ اگر آجکی رات تو اپنی معشوق پاس جانا چاہیگا تو پھر اوسکو ہرگز نہین دیکھنے
پائیگا اور اگر آجکی رات صبر کریگا تو بے رقیب اور بغیر کسی مخل صحبت کے ہزار راتون
کے لیئے لوگ اس معشوق کو تیرے سپرد کر دینگے تو اوسکا عشق اگرچہ حد سے زیادہ
ہو مگر بلا تامل ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا کیا اوسے آسان نہو گا۔
اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزاروان حصہ بھی نہین ہو سکتا ہے بلکہ اس سے
کچھ بھی نسبت ہی نہین رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم و خیال ہی مین
نہین آسکتی ولو فرضاً اگر ساتوان آسمان اور زمین کو رائی کے دانون سے بھر دیوین
اور ہر ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اسمین سے ایک دانہ چگے اور کھا جائے تو وہ سب
رائی کے دانہ ختم ہو جائینگے لیکن ابد مین سے کچھ بھی کمی نہو گی مثلاً کسی آدمی کی عمر
سو برس کی ہو اور شرقاً و غرباً تمام ملک روے زمین پر قابض اور متصرف ہو جائے
تب بھی آخرت کی ہمیشہ قایم رہنے والی سلطنت کے سامنے ہیچ اور بے قدر ہو سکتی
ہے پھر جس کسی کو دنیا مین سے تہوڑا ہی حصہ کسی ملک کا ملجائے اور وہ بھی صاف نہو
تو خواہ حاکم ہو یا محکوم سب کو اس امر کا لحاظ درکار ہو سکتا ہے کہ ہمیشہ اپنے جی جان سے
ایسی باتین کیا کرین اور دل و جان پر اس مضمون کو تازہ کر لیا کرین تاکہ چند روزہ
خواہشون سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی اور بندگان حضرت خداے مطلق کو
اچھی طرح رکھنا اور شہنشاہ جل و علا کی خلافت بجا لانا اوس پر آسان ہو جائے۔
پس جب انسان نے یہہ بات جان لی تو فرمانروائی مین اسطرح مشغول ہو جیسا کہ احکم الحاکمین
کا حکم ہے نہ کہ اس طور پر جسکی صلاح اہل دنیا دین چونکہ عدل و انصاف کے ساتھہ حکمرانی

کرنے سے زیادہ کوئی عبادت حق سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک افضل اور بزرگ نہین اسلئے
کہ **بادشاہ** عادل کیواسطے ساٹھہ صدیق مستعد کے عبادت کا عمل فرشتے آسمان
پرلیجاتے ہین جس سے خداوند عالم اِس **بادشاہ** کو اپنا مقرب اور بڑا دوست
سمجھتا ہے اور ظالم بادشاہ اللہ پاک کا معذب اور دشمن کھلاتا ہی جتنے رعایا
کے روزانہ نیک اعمال ہوتے ہین ہر روز عادل بادشاہ کے بھی اوتنے ہی نیک
عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور اوس پادشاہ کی نماز ستر ہزار نماز و نکے
برابر ہوتی ہے +

جب ایسی حالت ہے تو اس سے زیادہ اور کیا انسان کو حاصل ہوسکتا ہے۔
احکم الحاکمین جس کسی کو منصب حکومت وسلطنت راینکا عطا فرمائے تو مالک
سلطنت جسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہوتی ہی اگر شکر نعمت
وحق خدمت نہ بجالائے اور اپنے حقیقی مالک سے منحرف ہوکر ظلم اور خواہشات
نفسانی مین مشغول ہوجائے تو وہ دانا انسان نہین کھلاتا ہی چونکہ حکومت نہایت
خطرناک چیز ہے خلایق کی حکومت کا کفیل ہونا کچھہ آسان امر نہین جو والی سلطنت
اپنا حق ادا کرینکی اور خداترسی کی توفیق پاسکتا ہے وہی ایسی سعادت حاصل
کرسکتا ہی اِس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت ہی نہین ۔

خداترسی

یہہ وہ صفت ہے جسکے ذریعہ سے انسان اپنی ذات کو یہہ صفت موصوف بنا سکتا ہی
اور اِس بزرگ خصلت کی وہ عمدہ تاثیر ہی جسکی برکت سی تمام دنیا کی بُرائیون سے انسان
اپنا دامن چھڑا سکتا ہی حقیقت مین جو انسان خدائے پاک پروردگار عالم کی بزرگی اور

قدرت کو کسی وقت اپنے دل سے فراموش نہین کر سکتا وہی شخص خدا ترسی کے معنی
بھی خوب سمجھتا ہی کہ کون کون اچھی باتین اس ذریعے سے حاصل ہو سکتی ہین اور کون
کون برائیان اسکی برکت سے حرف غلط کی طرح صفحہ دنیا سے حک ہو سکتی ہین
یہہ بات غور کرنے سے دریافت ہو سکتی ہے کہ ایک ایسا شخص جسکی مزاج مین
لاوبالی اور بے سروپا خیالات بھرے ہوے ہین وہ کسی موقع پر اور خصوص ایک غور
طلب مقدمہ کے وقت اپنی حالت ایسے درجہ پر قایم نہین کر سکتا کہ وہ کچھہ دیر بھی
رائے پر قایم رہ سکے یا اپنی مفید رائے کے نتیجے سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرے
جس سے اسکی قدرت مدرکہ ترقی کے منزل کو طے کر سکے ؛
پس ایسے پست حوصلہ شخصون کو خدا ترسی کے طرف کبھی خیال ہی نہین ہوتا اور
نہ وہ سوچتے ہین کہ ہمارا مآل کیا ہونے والا ہے وہی لوگ جو کسی کام کا آغاز و
انجام نہین خیال کرتے بادۂ کبر و نخوت سے یہان تک مست ہو جاتے ہین
کہ اونکی نظرون مین کسی شخص کی قوت اور عظمت نہین جچتی بلکہ وہ اسی اپنے فیاسی زعم
پر بڑے بڑون کی کچھہ حقیقت نہین سمجھتے ؛
پس ایسا شخص جو اپنے ذاتی غرور کے سبب ایک بزرگ آدمی کو تحقیر کی نگاہ
سے دیکھتا ہے تو فرمائی وہ اپنے سے چھوٹے اور کم رتبہ آدمیون کی کیا قدر
کریگا اور اونکو اپنے مقابلہ مین ایک چیونٹی سے بھی کم سمجھے گا ؛
یہہ بات کچھہ ایسی نہین کہ خاص و عام نہ جانتے ہون اور نہ اس مقام پر اس امر
کی ضرورت ہے کہ تمثیلاً کوئی روایت بیان کیجائے جس سے ثابت ہو کہ اوس
شخص نے جو ہر طرح سے زبردست تھا ایک کسی کمزور کو تنگ کیا کیونکہ

اِس مزاج کے تو ہزارہا آدمی نکلین گے جو اپنے سے چہوٹے لوگون کی کچہہ حقیقت ہی نہین سمجہتے اور اون کو بات بات پر تنگ کرنا گویا اپنی قوت کی نمایش اور امتحان کا موقع سمجہتے ہین پس وہی لوگ ہین جو ذرا خوف پاک پروردگار عالم نہین کرتے اور خدا ترسی کے معنے سے واقفیت رکھتے ہین اور نہ اِس راز پر غور کرتے ہین کہ ہمارے سرکشی کا نتیجہ کیا ہونیوالا ہے اور جن کم زورون اور عزیزون اور بیکسون کو ہم اپنا زور دیکہاتے ہین تو کیا اون کے رنجیدہ اور ٹوٹے ہوئے دل کسی ایسے حاکم سے اون کے ظلم اور جور و سختی کی فریاد نکرینگے جو کل زبردست اور زیردستون کا مالک ہے اور جس کو تمامی زمانے کا اختیار حاصل ہے اور کیا اون بیچارون کی دُعائین اور التجائین قبول نہون گے جکے ذریعہ سے وہ آیندہ بحفاظت تمام رہ سکین اور اون کے ستانے والے لوگ اپنی کیفر کردار کو نہ پہونچین گے ؎

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگامِ دعا کردن		اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

گو وہ لوگ جو خدا ترسی سے غفلت کرتے ہین اپنے خیالات و تدبیرات پر پورا بہروسا کر لیتے ہین اور سمجہتے ہین کہ یہ ایک یقینی امر ہے کہ جس سے کبہی کم زور پر حملہ کیا جائیگا وہ ضرور ہی مغلوب ہو جائیگا مگر یہ تجربہ سے اکثر ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنے جوش غضبی مین یہان تک بدحواس ہو جاتے ہین کہ اونکا اکثر نا اونہین کے گرا دینے کا باعث ہو جاتا ہے اور اِس امر کا موقع ہی نہین آنے پاتا کہ فریق ثانی جو نہایت کم زور تہا اوس زبردست سے کوئی صدمہ اوٹھائے۔

اور اگر بالفرض ایک زبردست شخص ایک کم زور کو نہایت تنگ ہی کرے تو ممکن ہے کہ انتظام دنیاوی کے موافق حاکم وقت اوسکی فریاد کو پہونچکر ضرور اوس ظالم کو سزائے سخت دے اور اگر کسی وجہہ سے وہ زبردست شخص اپنے افعال بد کی سزا نہ پاسکے اور حاکم وقت کی نظرون سے بچکر گناہ کرے تو اس امر پر کب بہروسا ہوسکتا ہی کہ وہ شخص اپنے جرم سے حاکم علی الاطلاق کی دارالعدالت مین سزایاب نہو سکے پس عقلمند انسان وہی ہوسکتا ہی کہ خدا ترسی کی عادت ڈالے اور کسی اپنے کم زور مجبور ہمجنس پر جبر روا نرکھے اور ہمیشہ نیک نامی سے اس چند روزہ زندگانی پر دنیا مین گذر کرے بدی اور بد افعالی سے بچے ؛

نیکی اور بدی

نیکی کا لفظ عام طور پر ایک ایسا لفظ ہے جسمین ہر قسم کی نیکیان شامل ہوسکتی ہین اور جسکی عام فہم مطلب و معنے ہر طبقہ کا انسان جان سکتا ہی ؛ اسیطرح نیکی کا متضاد لفظ بدی بھی ایسا ہی مشہور ہے کہ اوسکی تشریح کی ضرورت ہی نہین معلوم ہوتی ؛

نیکی و بدی کے نتایج ہر انسان کے ذہن نشین تو باسانی اور بلا غور و فکر ہوسکتی ہین لیکن تاہم بعض اوقات بہتیرے لوگ ان دونون خصایل مشہور کے نتایج سے سہواً یا عمداً ایسے غافل ہو جاتے ہین کہ وہ اکثر بدی کے طرف جھک پڑتے ہین اور نیکی کے ہر دل عزیز اور فایدہ بخش راہ کو چھوڑ دیتے ہین ؛

یہہ بات اس مقام پر غور طلب ہے کہ آیا کیا ہر شخص کے ساتھہ نیکی ہی کا برتاؤ واجب ہو سکتا ہے یا اتنظاماً بدی کا بھی عمل کسی کے حق مین داخل انصاف ہو سکتا ہے ؛

نیکی سے مراد یہہ ہے کہ کسی شخص کے ساتھہ بہلائی کرنا اور اوسے اپنی قول یا قوت یا دست رس کے ذریعے فائدہ پہونچانا ۔ اور بدی سے مراد ہے کہ کسی شخص کی برائی چاہنا اور اوسکے ساتھہ ایسا سلوک کرنا جسکے ذریعہ سے اوس کا نقصان ہو ؛

اور کسی شریر و فتنہ انگیز بدنفس شخص یا مجرم کے پاداش افعال کا بندوبست کیا جائے تو وہ فعل داخل بدی بانیوجہہ خیال نہین کیا جا سکتا ہی کہ ملزم کا تدارک بھی اوسی کے آیندہ بہبودی کے لئے مفید اور نیز مخلوق الہی کو ایک شریر بدنفس شخص کے آیندہ حملون سے محفوظ رکہنے کی ایک عمدہ تدبیر ہے ۔ پس عقلا کی نزدیک اس قسم کا انتظام داخل بدی نہین کیا جا سکتا ہے بلکہ بخیال حفاظت انقصان و ضرر عامۂ خلایق کسی شریر و مفسد کی سزا دہی کی تدبیر بھی داخل امور نیکی ہی ظالم کو ظلم مین مدد دینا یا اون کے فعل کو اچھا کہنا بھی ظلم ہو سکتا ہی اور اونپر بجور و جفا پیش آنا عین صواب ؛

مدد دینا بدون کو کار بد مین	برا ہے فی الحقیقت یہہ برا ہے
بہلائی ہے برا کرنا برون سے	ستمگر پر ستم کرنا بہلا ہے

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو ضرر پہونچا کر اپنا یا کسی اپنے دوست یا چند آدمیون کا فائدہ حاصل کرنا داخل امور احسن سمجھے تو یہہ امر بھی بالکل داخل بدی کیا جا سکتا ہے

بدی کو دنیا مین جسقدر وسعت حاصل ہے دوسری چیز کو ممکن نہین انسان ہر شخص کے ساتھہ بدی کے پیرایہ مین ہر قسم کی بدسلوکیان اور ناجایز برتاو کر سکتا ہو۔

بدی ہر ایک سے کرتا ہے بدکار		بہری ہے اسکی حقیقت مین برائی

بدی کرنیکے واسطے نیکی کی طرح کوئی وقت معین نہین ہو سکتا۔ ہر وقت محل وموقع پر انسان کے دل پر سخت صدمہ پہونچانے اور کلیجہ کو تڑپانیکے واسطے آمادہ پائی گئی۔ آدمی کی نیکی خواہ کیسی ہی مستند ثابت ہو چکی ہو ذرا سی غفلت مین بدی کے پہندے مین پہنس کر اپنا رنگ جمانیکے لئے کوئی کار نمایان نہین کر سکتی۔ بدی کیواسطے کوئی خاص صفت کا آدمی درکار نہین اور نہ یہہ کسی کی دست گرفتہ ہے بلکہ ہر شخص جسکا شیشۂ دل خوف پروردگار عالم اور اندیشہ روز جزا وسوسۂ ننگ وناموس خدشۂ انسانیت اور خطرۂ جان ومال کے مضبوط اور وزنی پتہر کی ٹہیس سے چور چور ہوتا ہو اسے بدی اپنا ترقی خواہ بنا لیتی ہے۔ ہر زمانہ اور ہر قرن مین بدیکی عملداری مین رہنے والون کی مردم شماری کا نمبر نیکی کی دنیا مین رہنے والون کی تعداد سے المضاعف پایا گیا ہے اور اونکی قوتین ایسے زور پکڑے رہین کہ آئین خسروانی ان کے زور گھٹانے والے کوششون کو وسعت دینے مین بھی ناکامیابی کے ساتھہ اپنے ضعف پر متاسف پائی گئی۔

تاریخی دنیا مین بھی بمقابلہ نیکی۔ بدی کا دورہ ہمیشہ رہا اور یہی وجہ ہے کہ ہر ولایت وہر ملک مین کسی خاص خاندان یا کسی بادشاہ کے گھرانے مین ہمارے حکومت اپنی برکتون کو ایک مدت تک قایم نہ رکھہ سکا جن عہد دنین زوال مملکت وانتزاع سلطنت کی دہائی پہرے سے ہے وہ بدی کے کارنامون کی تاریخ لکھی جاتی

جانیکا زمانہ ہین ؎

قطب الدین مبارک شاہ خاندان خلجی کا خراب کن پادشاہ معز الدین کیقباد
خاندان التمش کا آخری جہان پناہ اور نگ زیب سلطنت مغلیہ کے عہد شباب
کا آخری جھلکارہ اگر بدی کو اپنی عملداری سے خارج کرتا تو ممکن تہا کہ ان خاندانون
کی تباہی کیواسطے قہر الٰہی کبہہ بھی ہاتہہ پالون مارتا سیاسات شرعیہ و تدبیرات
مبنویہ اصلاح امور دینیہ و دنیویہ صرف بدی کے انسداد کیواسطے جلوہ ظہور دکھا
رہے ہین - اور اگر نیکیون کا عام طور پر رواج ہوتا تو تو اُن کے مولفین و
مصنفین کو کوئی پہلو ادن کے عالم شہود مین لانیکے واسطے نہ مل سکتا ؎
نیکی جو توشۂ آخرت کے نام سے مشہور ہے بدی کیطرح ہرجائی نہین اور نہ
اسکو ناقص العقل اور بدباطن اشخاص سے برائے نام انس ہے یہ صرف
انہین کے نامۂ اعمال درست کرنے کے واسطے اپنی اوقات عزیز صرف کیا کرتی
ہے جو سزائے روز جزا کے خوف سے تھرتھر کانپتے ہین اور رضائے الٰہی
کو کُل باتون پر مقدم جانکر بدی کیطرف ہولے سے بھی نظر نہین اٹھاتے ؎
نیکی کرنے والون کو بدی کرنے والون کے طرح دفعتہً اظہار لیاقت کا موقع
نہین ملتا بلکہ انہین نہایت جد و جہد اور سعی و کوشش سے نیکی کے اوصاف
دکھانیکی ساعت سعید نصیب ہوتی ہے جس شخص مین نیکی کا خاصہ وجود
ہے اوسکی رگ رگ کو ہمہ صفت موصوف ہونے کا دعوے ہوتا ہی اور اوسکی
نس نس مین نیکی سے بھرے ہوئے خون کا جوش موجین مارتا نظر آتا ہے۔
اوصاف دینی اور دنیاوی مین اگر ایک صفت کے ساتھہ بدی کا لگاؤ ہوا تو

سارے افعال حسنہ اور خیر صواب اپنی جا کی خیر منانے لگتے ہین - نیکیون کے عادی

اپنے اوصاف کو صرف اپنی خیر خواہون و دوستون و اعزہ کے ساتھہ سلوک ہونیکی

جرأت نہین دیتے بلکہ اپنے دشمنون اور رقیبونکو بھی ہر دل عزیز صفت سے فیضیاب

کرنے کے ساعی رہتے ہین ؛

جو انسان تو نہین ہین انسان نکونام		برون سے بھی وہ کرتے ہین بھلائی

اگر صرف شاہی تاریخ پر کفایت کیجائے اور خیالات حالات اہل زمانہ کی حقیقت

مین پہنچنے سے باز رکھے جائین تب بھی مطالب ندا کو بہت کچھہ طوالت کیے ہاتھہ نیکیون

کے اثبات مین مدد مل سکتی ہے ؛

جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام لاکہون کروڑون بندگان

خدا کے مشکل کشا اور دل نعمت تھے بعہد شمر و یزید پلید اپنی امامت و اشاعت

اسلام کا ڈنکا بجاتے تھے اور اوسی زمانہ مین یہہ دو نون حاکم ظالم زبردست

خلقت خدا کے بالادست حکمران تھے مگر نیکی کے خصایل نے اون کی توقیر

بڑہانے اور بدی نے اون ظالمون کی وقعت گھٹانے مین جو کام کیا وہ صفحہ

روزگار پر عوام کی عبرت کیواسطے بہت کچھہ کارنمایان کر سکتا ہے ؛

جسطرح راون اور کنس کی جفا مین - نمرود مردود کے ظلم اور فرعون

کا ستم چنگیز خان و ہلاکو کی خونریزیان نادر کی دل آزاری بدی کی یادگار ہوکر

اونکی خاک کو انگشت نما بنا رہی ہے ؛

اسی طرح امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ حضرت - ابابکر الصدیق رضہ کا صدق اور

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رض کی عدالت گستری اور امیر المومنین حضرت

عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شرم وبخشش اور امیرالمومنین سیدنا اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضے اللہ تعالی عنہ کا علم وعدل کا سراپا کہنیکہ ہمارے سلئے راہ نجات کا خضر بہسم پہونچاتی ہین۔

بدی اور نیکی کے لفظ بعض موقع پر اپنے اصلی معنے سے بہی انحراف کرجاتے ہین اور بے موقع استعمال ہوکر اپنے مطلب کو خلاف موقع ثابت کرتے ہین ؎

بدی جسکا پہلے ذکر ہوچکا ہے عام طور سے ذلیل سمجہی جاتی ہے اور واقعی اس سے بڑہکر دنیا مین کوئی بُری چیز ہی نہین مگر عقلمندان سلف ودانایان (دانشوران) تمام نے بعض موقع کی بدی کو بھی بمنزلہ نیکی تصور کرلیا ہے مثلاً کوئی ظالم بندگان خداوندعالم کا جانی دشمن وخونخوار عدو ہے اور اوسکی ذات سے صدہا قسم کے نقصان متصور ہین تو یہہ ضرور نہین کہ اوس پر رحم کیا جائے اوسکا تدارک نہو ؎

اگر اوسکے ساتہہ خوفناک اور ضرر رسان بدی کی چال چلی جائے تو وہ بمنزلہ نیکی تصور کی جائیگی بلکہ اوس سے بہتر ہے یہی حال اوس نیکی کا بہی ہوسکتا ہے جو بعض وقت بدی سے بھی دو چار ہاتہہ بڑہ جاسکتی ہے اور نیک آدمی کو بدون کی جماعت مین شامل کر دیتی ہے مثلا کوئی شخص کسی دوسرے کا دشمن جانی ہے تو اوس پر رحم کہا کر بخیال نیکی اوسکی مدد کرنا صدہا قسم کے ضرر پیدا کرتا ہے۔ ایسی نیکی گویا اوسکی

سواے اسی قسم کی اور نیکیون کو عقلا نے بالکل ناجایز قرار دیا ہے اور اس شعر مین اپنے کُل خیالات کا خلاصہ منضبط کیا ہے ۔

نکوئی با بدان کردن چنان ست	سعدیؔ	کہ بد کردن بجاے نیک مردان

بدی کے ہاتھ سے جو فعل سرزد ہوتا ہے اوسکی شہرت کو کوئی چار دیواری روک نہین سکتی لحظہ بھر مین اوسکی خبر اس سرعت سے زمانہ بھر مین پہونچ جاتی ہے کہ دوسرے ذریعے سے ممکن نہین ۔ نیکی کا آوازہ بدی کے خلاف بہت آہستہ روئی سے سیر دنیا کرتا ہے اور اسکے راستون مین سیکڑون قسم کے رہزن اسکے قطع منازل مین حارج ہوتے ہین ۔ وہ نیک لوگ جو صرف درستی عاقبت کی غرض سے خوے نیکی کے جوہر دکھاتے ہین وہ پیٹ کے ہلکے نہین ہوتے اگر کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہین تو (نیکی کن بدریا انداز) پر عمل کر کے کسی کو کانوکان خبر نہین ہونے دیتے مگر انکے خلاف بدی کرنے والون کے پیٹ مین پانی نہین پچتا اور اپنی بدیون ہی کا فخریہ بیان کر کے فرعون بیسامان بنتے ہین حالانکہ فرعون اور قارون کے پاس بے شبہہ ان سے زیادہ دولت حکومت تھی پھر جو کچھ انجام اونکا ہوا ظاہر ہے کہ ایک دریاے نیل مین غرقاب ہو کر جہنم مین جا پڑا اور دوسرا زمین مین دھنس کر تحت الثرےٰ پہونچا ؎

علم داوند با وریس بہ قارون زرو سیم	شد یکے فوق سماک و دگرے تحت سمک	

جہان تک اہل تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ ضروریات زندگی رفع کرنے کے واسطے انسان کو جسقدر نیکی کی مدد درکار ہے اُس قدر اور کسی چیز کی حاجت نہین اور اگر اس صفت کے حاصل کرنے سے محروم ہی ہے تو زندگی کا لطف صرف

خاک ہی نہین بلکہ زندگی کے دن پورے کرنا ایک آفت جان ہے۔
مبارک ہین وہی لوگ جو نیکی کو اپنی زندگی کا جزو اعظم خیال کرتے ہین اور بدی کے سایہ کو اپنے زمانۂ حیات پر تا دم زیست پڑنے ہی نہین دیتے اور خودی کے دام مین گرفتار نہین رہتے۔

خودی

دنیا کی بُرائیون اور زمانہ کی خرابیون کے پیدا کرنے مین جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ہے وہ خودی ہے خودی اگرچہ ظاہرا چھوٹا سا لفظ ہے مگر اوسکی اثر کی درازی ہی کُل افعال قبیحہ کی وسیع دنیا کو گھیر لینے کے لئے پورے طور سے کفایت کرنے کا ملکہ رکھتی ہے دنیا کے جسقدر خراب افعال ہین اونمین اس خودی کا ایک بڑا بھاری جزو شامل دیکھا گیا اگر خودی کو انسانی طبعیتون پر موثر ہونے مقناطیسی قوت حاصل نہوتی تو ممکن نہ تھا کہ انسان کے ہاتھون سے وہ فعل سرزد ہوتے جو لغات مین اپنے معنے کو دل پسند الفاظ کے حروف مین لکھے جانے سے باز رکھے رہے ہین اور جن کا نام مہذب زبانون پر بھی نفرت کے ساتھ آتا ہے جو لوگ آجتک کسی خراب فعل کے سبب سے اپنے نام کو بدنامی کے ساتھ لیجا ئے درپئے ہوئے ہین اون کی خو لو پر خودی ہی کا زیادہ اثر پڑا کیا ہے انسان تو انسان ہی ہے فرشتہ تک اس خودی کی وجہ سے راندہ درگاہ الٰہی ہو چکے ہین اور دنیا تو دنیا عدم مین بھی انکو عزت کی جگہہ ملنے نہین پائی۔

خودی کو بدی کا جزو اعظم ثابت کرنے اور کل افعال قبیحہ کا مرجع و مادا سمجھنے
کیواسطے آدمی کو عالی دماغی کی مطلق ضرورت نہین آدمی چاہے جس عقل
کا ہو اور جسقدر قوّت ادراک اوسکے دماغ مین بہرے گئی ہو بخوبی سمجھہ سکتا ہی
کہ اگر خودی کا لگاؤ نہوتا تو اشرف مخلوق احکام خداوند عالم آئین مذہب قوانین عادلانہ
اور نصایح ہادیان دین کو بہلاکر ثواب کی راہون سے عذاب کے راستون پر نجاتے
اور اپنی عقل و فہم کی آنکہون پر پٹی باندہ کر جہالت کے پہاڑون کی چوٹی پر ندوڑتے
ہر شخص خوب جانتا ہی کہ چوری گناہ اور اوسکے واسطے احکام خدا و رسول اور قوانین
حکمرانی مین بڑی سے بڑی سزائین ہین ولیکن چوری کرنے والے ایک نہین
مانتے اور اپنے ہی کئے جاتے ہین اسکا سبب اور کچھہ نہین صرف خودی ہے۔
اگرچہ اس موقع پر یہہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ چوری کرنے مین خودی کے اشتراک کی
کونسی بات ہے۔ مگر یہہ اعتراض صحیح نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اس سے کوئی
انکار نہین کرسکتا کہ چور چوری کو بُرا نہ سمجہتے ہون اور قوانین سرکاری کے
داب و رُعب کے قائل نہون مال چُراتے وقت صاحب خانہ کی قوت سے
افشائے راز ہونے پر سزا بہگتنے کا خوف دلمین ہو ولیکن اونمین خودی کا وہ
زبردست مادہ ہے کہ اونکی نظرونمین یہہ سب اندیشہ اور وسوسہ عارضی و فرضی
معلوم ہوتی ہین اور سمجہتے ہین کہ اونکی چالاکی کل مصائب سے بچاکر انہین
کامیاب و بامراد کردیگی یہہ خودی ہی کی جرئت تھی کہ وہ کسی کے گھر مین گہسنے اور
احکام پاک پروردگار عالم سے نہ ڈرنے قانون شاہی کا خوف نہ کرنے پر مستعد
ہوے اور چوری سے نفع اور نقصان اوٹہاکر نتہ ہ چور کہلائے۔

یہی مثال ہر قسم کے افعال پر اپنا اثر پہلانے پر حاوی ہو سکتی ہے اور سمع خراشی ناظرین کرنے کا ہر پہلو دکہا رہی ہے جس نگاہ کو تواریخ اور واقعات گذشتہ کی سیر کرنیکا موقع ملا ہے اوس نے خودیکی بااثر نتایج کو بخوبی سمجہا ہے۔ اگر خودی نہوتی تو ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ نکرنے اور پاک پروردگار عالم کا حکم نمانتے سے آج لاحول کا مستحق اور لعن وطعن کا سزاوار ہی نہوتا بلکہ فرشتون مین افضل گنا جاتا۔ اگر راون مین خودیکا جوش نہوتا ممکن نتہا کہ اسکے ہاتھ سے وہ افعال سرزد ہوتے جنکے سبب سے اوسکا سارا خاندان تباہ اور وہ ملعون خلق اللہ ہوا اسی طرح کنس جسکی ظلم و بدعتون کے قصے مشہور ہین۔ اسی خودی کیوجہ سے ایک آن مین جان سے مارا گیا۔ اور ایسا ہی فرعون جسکے عروج کے افسانہ طشت از بام ہین اسی خودی کے بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد نبوت مین دریائے نیل کی نذر ہوا یہی خودی جسکی وجہ سے مغز نمرود خوراک پشہ ناچیز ہوکر حکومت کہو بیٹہا اور یہی خودی تہی جسکی سبب سے یزید ایسا بادشاہ تخت حکومت کہو کر زندگی سے ہاتہ دہو بیٹہا اسیطرح کے ہزارون واقعات ہین جو خودی کے نتایج مین درج پائینگے اور جو انسان کی عبرت کیواسطے وہ کام کر رہے ہین جو انہین کا حصہ سمجہے گئے ہین۔ اگر انسان کی طبیعت خودی کا اثر قبول کرنے سے متنفر رہے تو ممکن نہین کہ اُسکی خوارق بدی کیطرف ہونے سے ہی اُٹہا سکین یا دنیا مین بُرائیون کے نام کا کوئی حرف بھی نظر آسکے۔

تمام افعال قبیحہ کے ذکر مین اونکے الفاظ تضاد کو عمدہ ہی پایا گیا ہے۔

مثلاً بدی کی ضد نیکی سب ”بے عقلی“ کی ضد عقل ”بے انصافی“ کی ضد انصاف علی ہذا۔ لیکن
خودی کی بات دنیا سے نرالی ہے اسکا لفظ تضاد اِس مصرع کی مصداق ہوسکتا ہے

نادان جو ہو منقلب تو نادان ہی رہے

خودی سکے لفظ تضاد پر جو غور کرلیا جائے تو ”بے عقلی“ ”بے امنی“ بے ایمانی وغیرہ
کی طرح لفظ بے کو خودی کے ساتھہ شامل کردیا جائے تو خودی کی بدقسمتی سے لفظ
بیخودی نکلا جسکے معانی ہی افعال قبیحہ کے معنے مین شامل ہوئے گئے ہیں اس موقع
پر ہر شخص خیال کرسکتا ہے کہ جس چیز کے دونون پہلو خراب ہوا اور روشن
بدنام دہبون سے بدنما ہون اوسکے نتایج کیسے خراب ہونگے اگر کوئی پوچھے
تو کہا جاسکتا ہے کہ اگر طبیعتون سے صرف خودی کا اثر جاتا رہے تو اہل دنیا
عذابون سے پاک وصاف ہوکر فرشتون سے افضل ہوجائین اور دنیا
کارخانہ افعال قبیحہ نہ رہے۔
اور نیک ہین وہی لوگ جو اپنی قوت اختیار کو خوش لیاقتی کے ساتھہ حفاظت کرتے ہیں

طاقت خوداختیاری کی حفاظت خوش لیاقتی پر موقوف ہے

قوت ہے اختیار کی گر اختیار مین | نام خزان کا خوف نہو ہر بہار مین

جس شخص کو دولت خود اختیاری کا جایزہ عطا کیا جاتا ہے اوسکو بڑی ہوشیاری
مستقل مزاجی و راستبازی سے اوسکی حفاظت کرنا پڑتی ہے۔ اگر وہ اُس
دولت عظمیٰ کو بیجا نمایش مین صرف کردیگا۔ یا بخیل بنکر اوس دولت کو گنج قارون
تصور کریگا۔ یا فضول خرچی کو ہوا خواہی مین اوسکی تباہی و معدومی کا باعث ہوگا

تو سمجھہ لینا چاہیے کہ وہی دولت خود اختیاری دوسرے کے قبضہ اقتدار مین اگر اوسی
بے اختیار بنا دیگی اور اوسکی بدنظمی و بدلیاقتی کا نشان رُوی زمین پر گاڑیگی
جسطرح طاقت خود اختیاری کا حاصل کرنا ایک مشکل کام ہے اوسیطرح اس طاقت
خود اختیاری کے عمل مین لانیکی لیاقت حاصل کرنیمین بھی بڑی محنت و تکلیف
برداشت کرنا پڑتی ہے ؛

حکومت کا ملنا ہی مشکل اگر ہے	مگر کام بھی اوسکا دشوار تر ہے

اب یہہ امر ظاہر ہوسکتا ہی کہ جب ایک اوسط درجے کا کام بغیر محنت کثیر و وقت عظیم
اچھی طرح انجام نہین ہوسکتا تو پھر ایک مشکل کام کی سپردگی۔ (جسکی عاقبت داری
بحیثیت ایک خود اختیار شخص کے متعلق ہو) کہانتک لیاقت ذاتی و
قوت انتظامیہ کی محتاج نہین۔

کام بے محنت کے ہوتا ہی نہین	ہے کنوان اندھا جو سوتا ہی نہین

جن دانایان روزگار نے زمانے کے نشیب و فراز پر غور کلی فرمایا ہے اور جنکا
بیش بہا وقت انجام کاروبار اہم مین صرف ہوا ہے وہ اس امر کو خوب
سمجھہ سکتے ہونگے کہ قوت انتظامیہ کو کن کن وسایل سے وسعت و پختگی
حاصل ہوسکتی ہے۔

لعب لئے کچھہ دقت اوٹھائی اُسنی کچھہ پایا مزہ	وقت کے بیکار جانے سے نہ ہاتھہ آیا مزہ

لسنان کو لازم ہے کہ اپنے اختیار کو حد مقررہ سے گھٹنے بڑھنے نہ دے کیونکہ
یہ سب سے پہلا اصول طاقت خود اختیاری کے برقرار رکھنے کا عقلا
کے نزدیک دریافت ہوچکا ہے ؛

جو شخص اپنی حدِ اختیار سے قدم باہر نہین بڑہا سکتا ہے وہی ہمیشہ دشمنون اور رہزنون کی خوفناک اور دل شکن کرتوتون کے نتیجون سے محفوظ رہ سکتا ہے

شاخ جو حد سی بڑہے اوسپر تبر کرتا ہی وار	اپنی حد پر ہے جو قایم اوسکا قایم ہی وقار

مگر جو شخص طاقت خود اختیاری کو بیجا طور پر استعمال یا عمل لانا اپنے حوصلہ مندی کی دلیل سمجہتا ہے اوسکے دشمنونکی تعداد روز بروز بڑہتی جاتی ہے اور وہی لوگ اوس شخص با اختیار کو بے اختیار بنانے کیلئے تہہ دل سے آمادہ ہو جاتے ہین اور آخر کو ایک روز اپنی ارادے مین کامیاب ہی ہو جاتے ہین۔

ایک بیچارہ کیا کرے تدبیر	ہو جو تعداد دشمنان کثیر

دیکہو جس طرح طاقت خود اختیاری کی دولت انسان کو امیر اور نامور بنا دیتی ہے اسی طرح وہی دولت اگر بیجا طور سے صرف کیجائے تو اوسی شخص کو محتاج انام و ذلیل عوام ثابت کر دیتی ہے۔ اکثرون کا قول ہے کہ افسری کا کام نہایت ہی آسان ہی کیونکہ بہت سے مددگار ہر وقت دست بستہ سامنے کہڑے رہتے ہین اور اونکی اطاعت و بندگی افسری کے برقرار رکہنے کی ایک اچہی اور مستحکم سبیل ہی۔ مگر عقلا کے نزدیک افسری کا کام نہایت دشوار ثابت ہو چکا ہی اور کہا گیا ہے کہ یہہ وہ کام ہے جو نرے لایق ہی لوگونسے اچہی طرح انجام پذیر ہو سکتا

مگر قانون شریعت کا ہی دلسی ہر ورق پڑہنا	نہین بازیچہ طفلان حکومت کا سبق پڑہنا

اگرچہ افسر کی مدد کے لئے اوسکے ماتحتین کی جماعت اوسکی حکومت کی ایک پہولی پہلی شاخ معلوم ہوتی ہے مگر خیال کر لیا جا سکتا ہے کہ درخت وہی مضبوط کہلاتا ہے

جسکی جڑ مضبوط ہوتی ہے یعنے افسر لایق منصف مزاج متحمل۔ عادی محنت ہوسکتا ہے وہی اپنے ماتحتین کو بھی لایق اور محنتی بنا سکتا ہے۔

شانِ آفاق ہے حاکم کا وقار		تابع حکم ہین فرمان بردار	

افسر کو ہر روز مختلف قسم کے خیالات سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور ہمیشہ ہر ایک کی طبیعت کے موافق تقسیم خدمات کی فکر دامنگیر حال ہوتی ہے اور نیز اوسکو سب سے بڑی فکر یہہ رہا کرتی ہے کہ مین جسکی طرف سے جس کام کے انجام دہی کے لئے ذمہ دار بنایا گیا ہون اوس کو کسی نہ کسی طرح ضرور رضامند و خوشنود رکہون تاکہ وہ طاقت خود اختیاری کسی بدانتظامی و نالیاقتی کیوجہ سے میرے قبضہ سے نکلنے نہ پائے اختیار کے قانون کا پڑہ لینا ہی اصول افسری کے لئے زیادہ مفید نہین ہوسکتا ہے بلکہ اوسکو ہر وقت ہر آن یاد رکہنا اور اودن پر عمل آور ہونا زیادہ تر واجبات سے ہوتا ہے۔ اکثر دیکہا سنا گیا ہے کہ مختلف قسم کی مشکلات سے بعض افسرون کو سابقہ پڑ گیا ہے۔ اور ایسی پیچیدگیان پیش آئی ہین جنکا سمجہنا ایک معمولی لیاقت کے آدمی کے امکان سے باہر تھا۔ مگر اونہین سے جن لوگون مین تحمل اور غور و فکر کا مادہ زیادہ موجود تھا وہ اپنی طاقت انتظامیہ کی مدد سے مشکلات پیش شدہ کے حل کرنین کوئی سبقت لے گئے بلکہ جس انتظام سے ہمیشہ کیلئے آیندہ پیچیدگیون سے بھی محفوظ ہو گئے

تحمل غور کا دیتا ہے موقع		صفائی کا دکہا دیتا ہے موقع	

غرضکہ ایک افسر کا دماغ مختلف قسم کی فکر و نکا ذخیرہ بنا رہتا ہے اور اوسکو ہر وقت مختلف طبایع کے خیالات پر غور کرنا پڑتا ہے اور خاصکر اس بات کی ایک

ایک فکر کرنا پڑتی کہ جو ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے اوس مین کسی قسم خرابی تو عاید نہین ہو سکتی ہے۔ یا اوس اختیار کی وجہہ سے جسکے ذریعہ سے مجھے مختلف طبقون کے لوگون سے کام لینا ہے عام ناراضمندی کا باعث تو نہین ہے

افسر دن کے دل سے پوچھو کیا تمہارا کام ہے	فکر کیا ہی پیش کیا کیا کا صبح و شام ہے

اختیار وہ صفت ہی جو انسان کو مختلف خیالات کی جماعت کا حاکم بنادیتی ہی اور اوس اختیار ہی کا نقشہ دکہادیتی ہی چنانچہ بادشاہ وقت کی یہی کیفیت ہو سکتی کہ وہ بڑی ذمہ داری کا کام حاکم دین و دنیا کے حکم سے کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے اور ہر طبقے و ملت کے لوگ اوسکے قانون کے تابع بنادئے جاتی ہین؛

اب غور کرنا چاہئے کہ افسری۔ سرداری۔ جہانداری ان سب کامون مین کسقدر طاقت خود اختیاری سے کام لینے کی ضرورت پڑا کرتی ہی۔ یہہ کام کیسا نازک اور مشکل امر ہے ایسے کامون کے انجام دہی کے لئے ایک اعلی درجہ کی تحمل و مستقل طبیعت درکار ہوتی ہی چونکہ طاقت انتظامیہ کی عملی کارروائی دیکہانیکے لئے سب سے پہلی ضرورت تحمل و مستقل مزاجی کی موجودگی ہے۔ اگر یہی صفتین انسان مین نہونگی تو ایک ایسے مشکل اور دقیق کام کی سپردگی طاقت خوداختیاری کو خاک مین ملانے والی اور خدمات مفوضہ کو بدنامی کی امیزش سے بدنام کرنے والی ضرور مشہور ہو جائیگی۔؛

عام طور پر بے اختیار لوگ فریاد کیا کرتے ہین کہ بے اختیاری و فرمان برداری کا کام نہایت تکلیف دہ ہی۔ اسمین سوائے مصیبت اور بے لیکی کسی قسم کی ازادی و آسودہ حالی نہین ہر وقت حاکم کی مزاج شناسی کی فکر رہا کرتی ہی۔ ہر دم خوف

عتاب کیلیے کو باقی باش رکہا ہو۔ مگر ان مین سے جو لوگ مال اندیش اور دولتِ خود اختیاری کے متلاشی ہوتے ہین وہی لوگ فرمان برداری کا کام (جو بسبب اختیار کے مین داخل کیا گیا ہو) اس خوبی وخوش اسلوبی سے انجام دیتے ہین کہ آخر شاہی حسن خدمات کے صلہ مین افسر بنا دیے جاتے ہین۔ اس مثال اور عملدرآمد سے بخوبی ثابت ہوسکتا ہو کہ ایک بے اختیار شخص اپنی بے اختیاری کی بخوبی داد دلاسکتا ہے اور نظر انصاف سے ہمیشہ اوسکے حقوق کی حفاظت اپنے اوپر فرض سمجھتا ہے۔ تجربہ ایک ایسی چیز ہے جو مختلف پیرایون مین انسان کی مدد کیلیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ مگر تجربہ سے انسان اسوقت تک مستفید نہین ہوسکتا جب تک خود اوسکو مختلف اقسام کے کامون اور انتظامون ومنتظمون سے سابقہ نہ پڑا ہو۔ کسی کام کا صرف اصول ہی دریافت کرلینا اور نرا اوسکو ایک ایجادی خیالی تجربہ سمجھہ لینا دانشمندی کا ایک پختہ اصول قرار نہین دیا جاسکتا کیونکہ نقطۂ انسان کا ذاتی خیال اکثر اوسی کو مغالطے مین ڈال دیتا ہے اور انتشار کیوقت طبیعت کو امتیاز نیک وبد سے معذور کردیتا ہے جسکا نتیجہ اصول تجربہ کاری کے بالکل خلاف کہا جاسکتا ہے؛؛

انسان کو لازم ہوتا ہے کہ اپنے کام کو اس طریقہ سے انجام دے جو اوسکے لئے موزون ومناسب ہو۔ کام کی وقعت کے موافق اوسکے انجام کا انتظام واجبات وفرائضات انسانی سے ہے۔ بہرکیف اپنے اختیار کو اوس حد تک اوسکی وسعت اسکے اختیار کی محافظت کا اقرار کرتی ہو یا جہان تک اوسکی خوش انتظامی اوسکی قوت کی مددگار رہے۔ جو شخص دولت خود اختیار کی قدر کرتا ہی

وہی اسکے صرف کرنے کے طریقے خود ہی پہچان لے سکتا ہے۔ صفت اعتدال الفاظ کی
وزیاری کا وہ درمیانی جزو ہے جو ہمیشہ نقصان و تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔
جس نے اپنے اختیارات کو اعتدال کے ساتھ وسعت دی ہے اور جس نے طاقت
خوداختیاری کو ضعف خود سری کی ہوا سے دور رکھا ہے وہ ہمیشہ اپنے ارادون
میں کامیاب رہا ہے اور ہمیشہ اوسکے دشمن اوسکے مقابلہ سے عاجز رہے ہیں۔

فی الحقیقت طاقت خود اختیاری ہے وہ چیز	جسکو مرد نیک خود دل سے سمجھتا ہے عزیز
ہونت خود اختیاری پر جو اترایا بشر	ہے حقیقت مین وہ مرد بے شعور و بے تمیز

دولتمندی و ملکداری

جہانداری اور دولتمندی فی نفسہ کوئی بری چیز نہیں ہو سکتی ہے اگر موافق حق ہو
چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام انبیائوں مین اور خلفاء راشدہ مین حضرت
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولیاؤن مین خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
عشرت مین ائمہ مین شرفاء بڑے ملکہ معظمہ یا مالک آور آسودہ تھے۔ جتنی برائی ادسمین
خیال کی جاسکتی ہے وہ اونہین مفاسد کے ہو سکتی ہے جو قہر اور ظلم تمتع لذات
اتباع شہوات سے پیدا ہوتے ہین یا طمع۔ کینہ۔ حسد۔ بغض۔ محبت۔ جاہ و
مال سے ظاہر ہوتے ہین۔ درآنحالیکہ سلطنت و ریاست آن آفتون سے پاک
و صاف ہو تو پھر غنا اور ملک داری خدا پرستی اور دینداری ہو جاتی ہے جیسے سلطنت
بعض انبیاء کی پھر اون کے بعد خلفاء کی پھر اہل علم اور صلاح کی اور ساری خلق پر
اونکی اطاعت واجب ہوتی ہے بدلیل قول عز سبحانہ تعالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ

واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مراد اولی الامر سے امرا، سلاطین و
ملوک ہین بعض کے نزدیک علما بہی داخل ہین اون دونون قولون کے سوا
کوئی تیسرا قول اس ایت شریف کے معنے مین اہل علم نے نہین لکہا ہے۔ اور وہ
جو شارع علیہ السلام نے مذمت ملک و ملوک کی بیان فرمائی ہے یہان تک کہ جس نے
دنیا مین درمیان دو آدمیون کے حکمرانی کی ہوگی اوسکی بہی مشکین باندھ کر پاک
پروردگار عالم کے روبرو لاوینگے اس قسم کی حدثین جو وارد ہین مراد اون سے
وہی حکمران ہین جو دین پر قایم نہین اور عدل و انصاف نہین کرتے حمایت قوم
و تعصب مذہب و رعایت قرابت کیا کرتے ہین یگانہ سے ہربات ہر قصور پر درگذر ہے
اور بیگانہ سے ہر ذرہ پر رنجش و گرفت ہوتی ہے جیسا کہ ملوک و روسائے بنی اسرائیل
اسی طرح ہلاک ہو گئے کہ اقامت حدود کو اونہون نے ترک کر دیا تہا سزا کو اشراف
سے بالکل اوٹہا دیا غریبون پر جاری رکہا انصاف چہوڑ دیا جب کوئی ضعیف
آدمی زنا کرتا تہا اوس پر حد جاری ہوتی تہی اگر قوی زنا کرتا تو اوسکو چہوڑ دیتے
آخر ہلاک ہو گئے خلق مین فساد پڑ گیا۔ حالانکہ پاک پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا ہے
لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ ۔ یعنے تمہاری رشتہ داری تمہاری اولاد تم
کو کچہہ فائدہ نہین دیگی تمہاری کام نہ آویگی سو مراد اس سے باطل طرف داری
ہی ہو سکتی ہے جو بسبب رشتہ داری کے برتی جاتی ہے جسکا کچہہ نفع آخرت مین
نہین بلکہ دنیا مین ظلم آخرت مین ظلمت ہوتا ہے ایسے ہی لوگون کا دین دوسرون
کی دنیا کے پیچہے برباد ہو جاتا ہے حق قرابت صلہ رحم وہین تک ٹہیک ہو سکتا
ہے جہانتک شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے بلکہ انصاف یہہ ہے کہ اپنے جان پر

بھی بموجب شرع کے عدل کرے اور اولاد و رشتہ دار کس گنتی و شمار مین خیال کئے
جاسکتے ہین جب یہ امر انسے نہین ہوسکتا ہے تو اسی لیئے سخت وعید جزائے
شدید انکے حقمین وارد ہے انکا جرم دوسرون کی نسبت دگنا ہوتا ہے ورنہ
جسکی نیت اچھی اور جسکا عمل صالح ہوتا ہے وہ اگر سارے جہانکی بادشاہی کری
یا طالب ملک ہو تو کچھہ بھی برائی نہین خیال کیجا سکتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام
نے کہا تھا رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی ۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام
نے بھی کہا تھا قال اجعلنی علی خزاین الارض انی حفیظ علیم یہہ سلئے فرمایا کہ انکو اپنی
جان پر بھروسا تھا کہ یہ حالت ملکداری عہدہ خزانچی گری مین کوئی امر باطل نکرینگی ہر
معاملہ مین انصاف فرماینگے نہ کسی یگانہ کی رعایت ہوگی نہ کسی بیگانہ سی نفرت کانٹے
کا تلا ہوا انصاف ہوگا ۔ قوی ضعیف برابر رکھا جائیگا کوئی مستثنی نہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا
جو واقعات حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین حضرت سلیمان علیہ السلام
کی کم عمری کی حالت مین پیش ہوئے اونمین سے دو تین واقعات ہدیہ ناظرین ہین ۔

حکایت

ایک روز دو دہقانی محکمہ داؤدی مین حاضر ہوئے ایک اہلیا صاحب کشت یا باغ
دوسرا یوحنا مالک غنم سو اہلیا نے کہا اے خلیفہ یوحنا میرا پڑوسی رات کے وقت
بکریان چراتا تھا وہ بکریان میرے کھیت مین پڑ گیئن اور کھیت کھا گیئن حضرت داؤد
علیہ السلام نے یوحنا سے جواب پوچھا اوس نے عرض کیا درست ہے حضرت
داؤد نے ارشاد کیا کہ علے بکریون کی قیمت مشخص کرو چنانچہ وقت تشخیص بقدر

قیمت بکریون کے نقصان قرار پایا اوس پر حضرت نے حکم دیا کہ یوحنا بکریان ایلیا
کو سپرد کرے یوحنا نے محکمہ سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے
فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار مین ہوتا تو مین ایسا حکم دیتا جو دونون کے
حقمین بہتر ہوتا خواہ یہ فرمایا کہ حکم ایسے مقدمہ مین خلاف اس تجویز کے مناسب
تھا۔ حضرت داؤد نے یہ بات سُنکر **حضرت سلیمان** کو طلب کرکے ارشاد
کیا کہ جو کچھہ حکم فریقین کے حقمین بہتر ہو ظاہر کیا جائے **حضرت سلیمان** نے
کہا کہ بکریان **ایلیا** صاحب کشت کو دیجاوین کہ اوسکی اولاد اوسکے دودھ اور پشم سے بہرہ مند
ہوے اور کھیت **یوحنا** کے سپرد کیا جائے کہ وہ خدمت کرکے حالت اصلیہ پر کردیوے
تب ایلیا اپنا کھیت یوحنا سے لے لیوے اور یوحنا اپنے بکریان لے وے۔
چنانچہ یہہ حکم سُنکر داؤد علیہ السلام خوش اور فریقین رضامند ہوے اور
داؤد علیہ السلام نے اسیطرح پر حکم صادر فرمایا۔

حکایت

دو عورتین تھین اونکے ساتھ اونکے دو بیٹے تھے بھیڑیا آیا ایک عورت کے بیٹے
کو اوٹھا لیگیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بھیڑیا
لے گیا۔ دوسری نے کہا تیرا بیٹا لے گیا دونون حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس
فیصلے کو آئین حضرت **داؤد** نے بڑی عورت کو وہ لڑکا دلوایا وہ دونون حضرت
سلیمان ابن داؤد کے پاس آئین اور انسے یہ حال کہا حضرت سلیمان نے
کہا ایک چھری لاؤ تو مین لڑکے کو آدھا آدھا کر دون تب چھوٹی عورت نے عرض کیا

ایسا نہین یہ بیٹا بڑی عورت کا ہے اور اب مین دعویدار نہین ہون اسکو دیجئے یہی پرورش کریگی اور بڑی عورت چھری سے کاٹنے پر راضی تہی حضرت سلیمان نے اس چھوٹی عورتکی شفقت سے دریافت فرمالیا کہ یہ لڑکا اسی کا ہے سو اسی کو دلوادیا۔
نکتہ جب گواہ نہون تو حاکم اپنے قراین وقیاس پر عمل کرسکتا ہے۔

حکایت

ایک روز حضرت سلیمان علیہ السّلام کی غیبت مین ایک عورت ضعیفہ حضرت داؤد علیہ السّلام کے پاس ہوا پر دادخواہ آئی اس نے کہا کہ اے خلیفہ مین عیالدار ہون تہوڑا آٹا جو کا سر پر لئے جاتی تھی ہوا نے برباد کردیا میری اولاد فاقے سے مری جاتی ہے میرے حقین فیصلہ حق فرمائے حضرت داؤد علیہ السّلام نے فرمایا میرا حکم ہوا پر جاری نہین ہی مگر آٹا میرے گھر سے لیجا سو اُس ضعیفہ نے آٹا لیا اور دعا دیکر اپنے گھر چلی راہ مین حضرت سلیمان علیہ السّلام ملے اُنہون نے پوچھا تو کہان آئی تہی نالشی یا محتاج اُس نے کہا دادخواہ ہون اور اپنا ماجرا مفصل بیان کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس پھر جا اور حاضر ہوکر دادخواہ ہو اور کہہ کہ مین محتاج نہین ہون انصاف چاہتی ہون چنانچہ وہ ضعیفہ پھر محکمہ داؤدی مین آئی اور حضرت داؤد علیہ السلام سے کہنے لگی کہ عطاے تو بلقاے تو مین انصاف چاہتی ہون حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا مین ہوا پر حاکم نہین ہون اور دس گونہ آٹا عنایت کیا بوڑھیا نہایت خوش ہوکر چلی جب حضرت سلیمان علیہ السّلام سے ملاقی ہوئی تو انہون نے پھر واپس کیا تب تو حضرت داؤد علیہ السّلام نے کہا تجھکو کون شخص بار بار پھیرتا ہے۔ اوس نے کہا سلیمان علیہ السّلام اوسیوقت

حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو طلب کر کے پوچھا کہ مجھکو ہوا پر کیا دست رس
ہے جو اسکے حق مین حکم دون حضرت سلیمانؑ نے کہا یہ درست ہے لیکن آپکی
دعا کو اثر ہے سو آپ دعا کیجئے کیونکہ مین نہین چاہتا کہ یہ عورت تمہارے
عدل کی شکایت کرے آخر کار حضرت داؤدؑ نے دعا فرمائی اور حضرت سلیمانؑ
نے آمین کہا دفعتہً اللہ پاک پروردگار عالم نے ہوا کو بصورت انسان بھیجا۔
تب اوس عورت نے اپنا دعوے پیش کیا ہوا نے کہا یا رسول اللہ مین نے
بحکم خدا اوسکا آٹا لیا ہے حضرت داؤدؑ نے اسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا کہ
ایک کشتی دریا مین جاتی تھی اوسمین سوراخ ہو گیا اور مالک کشتی نے
دعا مانگی کہ یا آلہی اگر اِس بلا سے نجات پاؤن تو مین کل مال اپنا فقیرون کو
دے ڈالون۔ لہذا ارشاد ہوا تو مین نے اس بوڑھیا کا آٹا لیکر سوراخ کشتی
مین بھر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی اوسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام
نے مالک کشتی کو طلب کر کے نصف مال فقیرون کو دلوایا اور نصف باقی بوڑھیا
کو پھر اِس ضعیفہ سے استفسار فرمایا کہ تو نے ایسا کون کام کیا ہے جس سے
خدا تعالی نے تجھکو اسقدر عوض دنیا مین دیا اوس نے کہا مجھکو معلوم نہین مگر یاد آتا ہے
کہ ایک روز کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اوس نے کہا کہ مین دور سے آتا ہون
اور بہت بھوکہا ہون میرے پاس ایک روٹی تھی مین نے اسکو کھلائی مگر اوس نے
کہا مین سیر نہین ہوا تب مین نے کہا اے فقیر تو ٹھہر جا تو مین تیرے لیئے آٹا پیس کر
روٹی پکاؤن سو وہی آٹا لیئے آتی تھی ہوا نے برباد کر دیا اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے کہا کہ یہ مال اسی کے عوض ملا ہی اور بروز قیامت دس حصے اور ملے گا۔

حکایت

حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین ایک قاضی تہا ایک دن ایک عورت حسینہ بدعوے
مال نقد کسی پر دعویدار ہوئی قاضی اس عورت پر عاشق ہوگیا اور پیغام نکاح پیش کیا اسنے
انکار کی تب قاضی سے اقدام کرنا چاہا اسنے کہا مین حرام کار نہین ہون ناچار انصاف
قاضی سے ناامید ہوکر صاحب شرط پاس نالشی ہوئی وہ بھی مفتون ہوا وہان سے
دل شکستہ ہوکر صاحب شرق کے دربار مین ملتجی ہوئی وہ بھی فریفتہ ہوگیا ناچار خلیفہ وقت
کے حاجب سے رجوع لائی اُسنے بلا تامل پیغام زنا بہیجا تب وہ عفیفہ خاموش ہوکر دعوی
سے دست کش ہوئی جب ان حاکمون نے دیکھا کہ ایسی پری شیشہ مین آکر ہاتھ سے
نکلی جاتی ہے اور شیشۂ دل چور چور ہے اسکو کسی طور سے پہانسنا چاہیئے تب بزور
گواہان لیباسی حضرت داؤدؑ کے حضور مین بیان کیا کہ یہ عورت ایک کُتّے پاس رہتی
ہے حضرت داؤدؑ نے مطابق توریت رجم کا فرمان جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمانؑ
کو پہونچی آنجناب نے باہر نکل کر اجرائے حکم کو ملتوی کیا اور کئی لڑکے ہم عمر بلائے
اُنمین سے ایک کو عورت قرار دیکر چار گواہ کیا اُن چارون نے گواہی دی کہ یہ عورت
ایک کُتّے کے پاس رہتی ہے پہر ان چارون کو الگ الگ بہٹلایا اسطرح کہ ایک
دوسرے کی آواز نہ سُنے اور ایک سے پوچھا کُتّے کا رنگ کیسا تھا اُسنے کہا سیاہ
دوسرے سے دریافت کیا وہ بولا سُرخ اسی طرح تیسرے نے کہا زرد چوتھے نے کہا
ابلق تب کہا کہ تم بڑے جھوٹے ہو تمھاری گواہی پر ایک عفیفہ صالحہ کو حد نہ مارونگا
بعد ازان اور لڑکون سے کہا کہ ان گواہون کو قتل کرو یہ خبر تیا مہا حضرت داؤد علیہ السلام

کو پہونچی تب حضرت داؤدؑ نے اوس مقدمہ کے گواہون کو طلب کیا اور ہر ایک کو
علیحدہ علیحدہ بہٹلا کر سوال کیا اُن سب نے کُتے کا رنگ مختلف بیان کیا لہذا گواہون
نے سزا پائی اور عورت نے خلاصی۔

فائدہ معالم مین محمد بن کعب قرطبی سے روایت ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام
سو فرسخ مین پڑتا تھا پچیس مین انسان اور پچیس مین حیوان دواب اور پچیس مین جنات
اور پچیس مین وحش وطیور اور تین سو منکوحہ اور سات سو کنیز آنجناب کے تصرف مین
تہین اور سب کے لئے محل جُدا جُدا تھے اور سب محل شیشے کے بنے تھے اور سب محل
ایک تخت پر تھے اوس تخت کو ہوا لے پھرتی تھی اور تفسیر کشاف مین لکہا ہے کہ لشکر
حضرت سلیمان علیہ السلام دس ہزار فرسخ مین نزول فرماتا تھا اور دو فرسخ مین ریشم
کا فرش بچھایا جاتا تھا اسکے بیچ مین تخت رکہا جاتا تھا اور جملہ اکابر واشراف کرسیون
پر بیٹھتے تھے اور ہوا اوسی بساط کو لے اوڑتی تھی۔ اور معالم التنزیل مین
مقاتل ابن حیان سے روایت ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمانؑ کے واسطے
ایک فرش کارچوبی ریشم کا بنایا تھا دو فرسخ کا اوسکے درمیان منبر سونے کا رکہا
جاتا تھا اوسپر حضرت سلیمان علیہ السلام اجلاس فرماتے تھے اور تین ہزار کرسیان
طلائی ونقرئی بچھائی جاتی تہین طلائی پر اولاد پیغمبران علما وفضلاء دوران
اونکے گرد جن وشیاطین وعامہ انسان اور طایفہ طیور اپنے پرون سے اوس
مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ حرارت آفتاب نہ پہونچے اور ہوا اوس بساط نشاط
کو اوٹھاتی صبح سے تا شام ایکماہہ راہ اور شام سے تا صبح اسیقدر طے کرتی تھی
سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ چھ سو کرسیان بچھائی جاتی تہین اوسپر انسان

وجنات بیٹھتے تھے اور طیور پرون سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اٹھاتی تھی - اور
تفسیر جواہر مین ہے کہ داہنے طرف تخت کے دو لاکھ کرسیان اکابر انس اور بائین
جانب دو لاکھ کرسیان اشراف جن کی بچھائی جاتی تہین اور بیچ مین ویسا پینتیس ۳۵ منبر
رکھے جاتے تھے اوپر علما و فضلا و اتقیا و صلحاے انس وجن بیٹھکر وعظ کرتے تھے اور
طیور اپنے پرون سے سایہ کرتے تھے اوس تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی - اور سواری کا یہ
انتظام ہوتا تھا کہ باوصف شدت ہوا کسی کہیت کے درخت کو حرکت ہوتی تھی اور
گرد وغبار کا نشان ہوتا اور کسی بیچارہ ضعیف جانور کو بھی ضرر ونقصان نہ پہونچتا تھا
اس شوکت وحشمت کا اشارہ سورہ نمل مین ہے - وقال ایھا الناس علمنا
منطق الطیر واوتینا من کل شیئ ان ھذا لھو الفضل المبین - یعنی حضرت
سلیمانؑ نے کہا اے لوگو ہمکو سکھائی ہے بولی اوڑتے جانورون کی اور عطا کیا
ہمکو ہر چیز مین بیشک وشبہہ یہی ہے بڑائی صریح یعنے جو چیزین دنیا مین درکار
ہین جنکی انسان کو ضرورت ہے سب عنایت فرمائین -
اور ذخیرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ دیوون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے
واسطے پتھر کی دیگین تراشین تھین کہ ہر ایک مین دس اونٹ اوتر جاتے تھے اور
ہر روز ہزار دیگین پکتی تھین اور لشکر کے لوگ کہاتے تھے - اور قصص مین لکھا ہے
کہ اسی ہزار من نمک ہر روز باورچیخانہ مین صرف اور ہر روز لاکھ مرغ ذبح ہوتے
تھے لیکن حضرت سلیمانؑ اوسمین سے ایک لقمہ نہ کہاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ
رکھتے اور زنبیل بنتے اور شام کے وقت اوسکو بیچتے اور دو روٹیان جو کی لیکر
گورستان مین کسی اوڈھکر جاتے اور روزہ افطار فرماتے اس حال مین بھی جو

کوئی مسکین ملجاتا تو اُسکو بھی شریک فرما لیتے تھے۔

غرضکہ سب سے پہلے بادشاہ روئے زمین کے حضرت آدم ابو البشر ہوئے یہ خدا کے خلیفہ اور دین کے سلطان تھے جب رحلت کر گئے تو اونکی اولاد دو طرح پر ہوگئی ایک دین مین قایم مقام ہوئے وہ حاکم اسلام رہے دوسرے بادشاہ بنی جتنے نبی رسولؑ آئے وہ سب سلطان دین تھے اونکی اطاعت اون لوگون پر فرض تھی جن کی طرف وہ بھیجے اوٹھائے گئے تھے پھر خواہ اوس امت نے اونکا کہنا مانا سُنا یا نمانا نہ سُنا۔

جتنے بادشاہ دنیا کے ہوئے اون سے دین نہ تھا بلکہ ہر خرابی دین کی اونہین کے ہاتھون سے ہوئی ان دونون طرح کے ملکوک حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تا خاتم رسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ ہوتے رہے جب اللہ پاک نے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا تو انکو دین و دنیا دونون کا حاکم گردانا اور دونون حالتون کا مالک بنایا۔ ادہر شریعت اور اودہر سیاست چمکی ان دونون وظایف کے ساتھ جیسا قیام سردار عالم نے فرمایا سارے جہان مین کسی نے نہین کیا اور نہ کوئی کر سکیگا۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر	من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جو فضائل اور کمالات سردار عالم صلعم کو بادشاہ علی الاطلاق نے جمیع مخلوقات ارضی اور سماوی سے برسالت و خاتمیت منتخب فرمایا اور اپنی خاص عنایتون سے مخصوص کیا اور جملہ صفات کمال اُس ذات بابرکات مین فراہم کئے اور کمالات اپنی کا ایک نکتہ

بتا دیا تا کہ حاضر و غایب کو اطلاع ہو جاے کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص حضرت معبود ہی ہے اگرچہ اور پیغمبران اولوالعزمؑ کو فضایل و کرامات عطا کئے تہے مگر جدا جدا اب انکو ایک ذات مین جمع کرکے مجمع صفات کر دیا تو فضیلت اجتماع کی انفراد ہر جنس سے بخوبی ظاہر ہے کہان ہزار مکانون مین ہزار چراغ اور کہان ایک مکان مین ہزار چراغ۔ چنانچہ اسموقع پر ایک تضمین مندرجہ تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا ہدیہ ناظرین ہے۔

تضمین

تجھی اللہ نی بخشی ہین کمالات سبہی	صفوتِ آدم کی ملی معرفتِ شیث ملی	نوح کا شکر ملا خلت ابراہیمی	صوت داود و فصاحت بہی ملی صالح کی
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری	
صبر ایوب تہے ہارون کا تحمل پایا	شکل اسحاق بہا عصمت حضرت سکھے	حکمت لوط عبادت ہوئی یونس کی عطا	شکل یعقوب بشارت ملی ور اسکھے ہوا
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری	
تجھ مین اوصاف پسندیدہ ہین بیحد و قیاس	سب ہین یکجا متفرق تہے جو ور روپا انکے پاس	بخشش توشیع کا جہاد او روقار لباس	کیا فقط یہ ہی کہ ای بادشہ جن و ناس
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری	
کیا کہون تو نی جو پائی ہین عطائے جلیل	سخنِ وقتِ موسی نعتِ اسمعیل	قرب ایسا کہ پہونچ سکتی نہین اسرافیل	الغرض کہون نہین کیا کیا تری دیا جمیل
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری	
بیگمان رویت و جو حق ای شہ دین	اصطفا و قضا جو صفتین تجھکو ملین	خاص ہین یہ تیری کوئی شریک انمین نہین	پہر تجہی اورونکے وصفون مین شرکت ہی نہین
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری	
جامعیت کی ملی تجھکو جو بی پیچ و کمر	پہر سند ختم رسالت کی بفرمان قدر	مل گئی مہر نبوت سے مسجل ہوکر	بو قدسی کہ اب آ دونون جہانکے سرور
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری	
دلبری کا جو پرستان مین شہرہ پہونچا	سنکے پریون کو ہوئی آپکی الفت پیدا	عشق مین سامنے آیا جو خیال نقشا	دیکھکر کہنے لگین صل علی صل علی

	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جمع ہین تجھمین جو اوصاف کسی مین ہوئے	مشترک وصف تھے صد چند بڑہی اور ترے	نہین تشبیہ حقیقت مین کسی سے ہی تجھے	پر کہا کرتی ہین سمجھانے سمجھنے کیلئے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کہون کس منہ سے کہ مین نے تیری مدحت کی ہی	صرف اپنے لیے تحصیل سعادت کی ہے	قل و دل ایک سخن سے پہ قناعت کی ہے	فقط اس بیت کی تضمین کی جرأت کی ہے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	

اور آنحضرت کے بعد جو انکی راہ پر چلا ہے اوسکو خلیفہ رسول کہتے ہین چنانچہ بعد وفات سردار عالم و عالمیان کے جب حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو انجناب کو خلیفہ رسول خدا صلعم کہتے ہین ۔

فضیلت انجناب یہ ہے کہ فرمایا سردار عالم نے کہ آفتاب نے طلوع و غروب نہین کیا بعد انبیاء و مرسلین کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکر سے ۔

اور جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ مین ایک دن در دولت رسول مقبول پر باجماعہ مہاجرین و انصار حاضر تھا اور باہم تذکرہ بزرگی و فضیلت کر رہے تھے آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا کس شغل مین ہو مین نے عرض کیا کہ فضایل لوگون کے بیان کرتے ہین فرمایا کہ اگر یہ مذکور ہے تو خبردار ابوبکر پر کسی کو تفضیل ندیجے اسلیے کہ وہ تم سب سے افضل ہے دنیا و آخرت مین اور بڑی فضیلت جناب صدیق اکبرؓ کو یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جسطرح مقام دلجوئی و خاطرداری پیغمبر خدا مین فرمایا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی اسی طرح صدیق اکبر کے حق مین کیا ولسوف یرضی یعنے یقین کہ راضی ہوگا صدیق اکبر خدا سے اور بہی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتقی فرمایا ہے وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی اور دوسری جگہہ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم پس مقتضائے

مجموع آیتون سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر اکرم الناس ہون عند اللہ اور یہی معنی افضلیت کے ہین *

آپ بڑے مالدار تھے چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق مین نافع ترمال ابی بکر سے نہین ہوا آنحضرت صلی اللہ وسلم مال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بے محابا و بلا تامل وترود خرچ فرماتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر مین اور اپنے مال مین کچھہ امتیاز اور فرق نہ رکھتے تھے *

آپ کے ایام خلافت مین یمامہ مین مسلمہ کذاب پیمبری کا دعویدار ہوا تھا وہ سزا یاب ہوا اور قتل کیا گیا۔ اسود بن علیٰ نبوت کا جھوٹا دعویدار فیروز دیلمی کے ہاتھہ سے مارا گیا اور طلحہ بن خویلد جو جھوٹا پیمبر بنا تھا اپنی سزا کو پہونچا۔ اور سجاع نام ایک عورت جو نبوت کی دعویدار ہوئی تھی تائب ہوکر مسلمان ہوئی۔ اور عرب کی بہت سی قومین جو سردار عالم سلطان الانبیا کے وفات کے بعد مرتد ہوگئی تہین دوبارہ نبرور شمشیر مسلمان کی گئین۔

اور زمانہ خلافت انجناب مین حضرت عمر فاروقؓ قاضی اور حضرت عثمان بن عفانؓ اور زید بن ثابت کاتب اور عتاب بن اسد عامل مکہ معظمہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طایف اور مہاجرین ابی امیہ والی صنعا اور زیاد بن ولید مالک حضرموت اور بحرین مین جریر اور سواد عراق مین مثنی بن حارثہ اور ہشام بن ابو عبیدہ جراح و شرجیل اور زید بن ابی سفیان اگرچہ تینون صاحب خالد بن ولید کے تحت حکومت تھے کیونکہ وقت وفات حضرت صدیق اکبرؓ خالد محاصرۂ دمشق مین مصروف تھے۔

الغرض دو برس تین مہینے مسند آرائے خلافت رہے آخر بائیسوین جمادی الثانی ۱۳ھ ہجری مین

وفات پائی سرور عالم آنحضرت صلعم کے روضہ منورہ مین مدفون ہوئے ۔ سلہ
اور آپکے بعد امیر المومنین **عمر بن خطاب** رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت مہد مین
اسلام نے رونق پائی دین کی ترقی ظہور مین آئی فوج اسلام جدہر جاتی فتح نصرت استقبال
کو آتی چنانچہ چار ہزار چہتیس شہر باتوابع و لواحق فتح ہوئے ازانجملہ دمشق و حمص و بعلبک
سنہ ۱۴ ہجری مین بصلح فتح ہوئے اور بصری و ایلہ و الطاکیہ و کوفہ و اہواز و موصل
و طرس و تستر و مصر و آذربائیجان و نہاوند و دینور و ہمدان و جرجان و حلب
و اصفہان روم و شام وغیرہ دار السلطنت فتح ہوئے اور نو کروڑ کافر مشرف
باسلام ہوئے چار ہزار کنیسے منہدم ہوئے اور چالیس ہزار مسجدین بنا ہوئین ایک
ہزار نوسو منبر خطبہ کے لیئے رکہے گئے عبادت حق کا سامان ہوا بیت المال کے لئے
انتظام فرمایا اور سنہ ہجری قرار داد ہوا۔ بہت بڑے ہوشیار دلاور پر زور بہادر
و صاحب رعب سخی عادل تہے آپ کی عدالت کا چرچا دور دور مشہور و معروف ہی
عدالت کا دُرّہ ایجاد فرمایا مظلوم کا انصاف ظالم سے لیا آپ کے اخلاق حمیدہ
و اوصاف پسندیدہ کے بیان سے کتابین بہری ہوئی ہین ۔ اتقا یہانتک تہا کہ
یہ اپنے دست مزد سے کہانا کہاتے بیت المال کا روپیہ اپنے تصرف مین نہ لاتے
وہی فقیرانہ گودڑی پیوند کی ہوئی وہ بہی اپنے ہاتہہ کی سی ہوئی پہنتے اپنے ذاتی
کام کے انجام کے لیئے کسیکو تکلیف ندیتے شجاعت و جوانمردی کا یہہ حال تہا
کہ اگر شیر دلیر رو برو آتا روباہ بن جاتا۔

عادت شریف جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ تہی کہ آپ تمام دن دادہی
اور فریاد رسی مظلومون اور حاجت براری ہر حاجتمند ونکی فرماتے تہے اور سب

کام ہائی ملکی آپ اپنے ذات خاص سے انجام کو پہونچاتے اور جب رات ہوتی تو
بذات خود تمام شہر کی گلی کوچون مین گشت فرمایا کرتے تھے کہ کسی کا دروازہ غفلتاً
کھلا نرہگیا ہو اور کسی کا جانور کہین سے گم نہو جاے اور کوئی چوکیدار غافل
نہو اسکے سوا اور ہزارون کام پاک پروردگار عالم کی مخلوق کو آرام پہنچانیکے
لیے گشت فرماتے تھے چنانچہ ایک روز اہالیان مدینہ منورہ نے عرض کیا کہ یا
امیرالمومنین آپکے بعد پہر اسطرح کون حفاظت مخلوق الٰہی مین جانکاہی کرے گا
آپ اور سردارون و تابعدارون سے یہ کام کیون نہین لیتے کہ آپکو آرام اور
سردارون کو ہدایت و مخلوق کو راحت ہو آپ نے فرمایا کہ روز حساب مجھہ سے
باز پرس ہوگی یا اور کسی سے کیونکہ حاکم حقیقی کے آگے دُودہ پانی سے اور پانی
دُودہ سے جدا ہوگا اور میرے مقابلہ مین امام خلافت کا سب معاملہ پیش ہوگا یہان
تک کہ ایک گائی کسی بڑہیا کی فریاد کریگی کہ یہ بڑہیا زور سے دُودہ دہوتی اور
مجھکو ایذا دیتی تہی باوجودیکہ دُودہ آسانی سے بھی نکل سکتا تھا اس پر مجھہ سے
باز پرس ہوگی کہ تو اس قدر غافل کیون تھا۔

اثار جناب فاروق اعظم کو یہ خبر پہونچی کہ بعض عامل کا طرز عمل رعایا کے نسبت
اچھا نہین اسپر آپ نے انکو طلب فرمایا جب وہ حاضر ہو چکے تو آپ نے بعد
حمد و ثنا کے ارشاد فرمایا کہ اے رعیت ہمارا حق تمپر یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے خیر خواہی
کرو اور اچھی بات پر مددگار رہو اور اے عاملو رعیت کا تمپر حق ہے۔ پس
جان لو کہ جیسی نرمی امام کی اور اسکا حلم اللہ پاک پروردگار عالم کو پسند ہے
ویسا کوئی حلم محبوب اور عام نہین اسی طرح کوئی چیز اللہ پاک کے نزدیک امام کے

ظلم و جہل سے بڑی ہنین اور یہہ بھی جان رکہو کہ جو شخص اپنے سامنے والون کو عافیت سے رکہتا ہے اسکو غایب لوگون کی طرف سے بہی عافیت اور آسایش پہونچتی ہے +

اور جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابو موسی اشعری رضہ کے نام پر نامہ لکہا کہ بڑا نیک بخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعیت نیک کردار ہو اور بڑا بد بخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعایا نا ہنجار ہو خبردار ہرگز فراخ روی نہ کرنا کہ تمہارے عمال بھی ایسا ہی کرینگے اور اُس وقت تمہاری مثال اُس چوپائے کی ہوگی جو گہانس دیکہکر بہُت سی کہا جائے تاکہ فربہی زیادہ ہو اور وہی فربہی اوسکے ہلاکت کا سبب ہو جائے +

اور فرمایا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اُس دن جب یہہ اوسے دیکہیگا مگر یہ کہ داد دی ہوگی اور حق ادا کیا ہوگا اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نہ کیا ہو اور نیز قرابتدارون کی حمایت نکی ہو اور کسی ڈر یا اور کسی طرحکی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو اور اللہ پاک کی کتاب کو مدنظر رکہکر اوسکے موافق حکم کیا ہو +

چنانچہ فرمایا رسول پاک پروردگار عالم نے کہ قیامت کے دن حاکمون کی جب احکم الحاکمین کے سامنے پیشی ہوگی ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکریون کے چروا ہے اور میری زمین کے خزانہ دار تھے پس میرے حکم کے سوا تم نے کیون کسی کو زیادہ سزا دی وہ عرض کرینگے کہ اے خداوند عالم اس غصہ کے سبب کہ اونہون نے تیرے حکم کے خلاف عمل کیا۔ بارگاہ رب العزت سے

للکارا جائیگا کہ کیا تیرا غصہ میرے غصہ سے بھی زیادہ تھا پھر دوسرے حاکمون سے سوال ہوگا کہ تم نے میرے حکم سے کیون کم سزا دی وہ عرض کرینگے یا الہ العالمین ہم نے اُنپر رحم کیا ارشاد ہوگا کہ کیا تم مجھسے بھی زیادہ رحیم ہو بعدہ جس نے زیادتی کی تھی اور جس نے کمی کی تھی اُن دونون کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونون کو اُن سے بھرینگے اور جس جس نے حکم مین ظلم کیا ہوگا یا فیصلہ مین رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بابت کان لگا کر سُنی ہوگی وہ سب کے سب ستر برس تک دوزخ ہی مین رہینگے اور پھر اپنے ٹھکانے پر پہنچین گے۔

غرضکہ نیک نیتی و عمل صالح کے ہمراہ کوئی امر بُرا نہین ہوسکتا ہے ورنہ ہر اچھا کام حق مین ظالم فاسق کے بُرا ہوجاتا ہی جس صورت مین کہ وہ اپنی خواہش نفس کے موافق کیا کرتا ہی۔

چنانچہ جناب فاروق اعظم رض شام مین تشریف فرما ہوئی تو حضرت امیر معاویہ رض کو دیکھا کہ وہ لباس شاہانہ پہنے ہوئے ہین آپنے بُرا مانکر فرمایا کیا یہ چال کسرویہ ہی امیر معاویہ رض نے کہا کہ مین حد دشمن خدا و عدو رسول اللہ پر رہتا ہون مجھکو اسکی حاجت ہی کہ زینت حرب و ضرب و شوکت اسلام اُنپر ظاہر کرون اور دواب و رعب ڈالون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سکوت فرمایا تخطیہ نفرمایا اسلیئے کہ امیر معاویہ رض نے مقصد صالح کا بتا منجملہ مصالح حق و منافع دین کے دیا تھا چونکہ صحابہ رسول خدا صلعم ہمیشہ التباس باطل راہ و رسم شاہانہ سے ہزارون کوس بھاگتے تھے خلفاے اربعہ کا تو کچھہ ذکر ہی نہین ہی کہ یہ سب افاضل است ناہد ترین خلق تہے اپنی اگلی تنگی ترشی غریبانہ چال ڈھال پر قایم رہی احوال دنیا و اعمال ملوک سی کچھہ بھی واسطہ نرکھا یہان تک کہ جب عصبیت عرب کی دین پر مجتمع ہوگئی اللہ پاک نے اپنی وعدہ کو پورا فرمایا ملک فارس و بلاد روم وغیرہ ہاتھہ پر اسلام کی فتح ہوگئی تب بھی یہ حضرات اوسی خشونت و عیش پر باقی رہے۔

الغرض ہر نیک و بد کا تمیز نیت و عمل صالح پر موقوف ہے چنانچہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اللہ تمہاری صورت و مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہاری دل و اعمال کو دیکھتا ہے۔

اور تم سب راعی ہو اپنی رعیت سے پوچھے جاؤ گے امام لوگون پر راعی ہے اور عورت شوہر کے گھر مین اور باپ بیٹے کے مال مین راعی ہین ان سب سے انکی رعیت کے باب مین سوال ہوگا اہل اسلام نے اجماع کیا اس امر پر کہ وصی یتیم ناظر وقف وکیل مال پر واجب ہے کہ اصرف اصلح کرے۔

چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کوئی راعی نہین جسکو اللہ پاک نے رعیت سپرد کی ہو اور وہ خائن و غاش ہو جس دن کہ مرے مگر حرام فرماتا ہے پروردگار عالم اوس پر بو جنت۔ رواہ مسلم۔

المختصر واقعہ شہادت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسطرح واقع ہوا کہ آپ کے عہد خلافت عہد مین مغیرہ ابن شعبہ عامل کوفہ نے لکھا کہ ایک غلام نہایت ہوشیار کار حدادی و نقاشی وغیرہ سے واقف کار یہان ہے اگر ارشاد ہو تو مدینہ منورہ مین بھیجا جائے تاکہ مسلمانون کو منفعت حاصل ہو آنجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینہ مین آیا اور رہنے لگا ایک روز حضرت پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ چار درہم خراج کے جو مجھہ سے لئے جاتے ہین وہ مجھپر گران ہین کچھہ کم کر دینا چاہیے حضرت نے فرمایا کہ تو کئی پیشون سے واقف ہے اس لحاظ سے یہ خراج کچھہ گران نہین ہے وہ مردود مجوسی علیہ اللعنۃ ناراض ہو کر چلا گیا اور بعد چند سے اوس مردود نے ایک خنجر دو زبان خرید کیا اور اسکو زہر آلود کر کے گھات مین لگا تا کہ امیر المومنین کو شہید کردن اور امیر المومنین کی یہ عادت شریف تھی کہ صبح کاذب کے وقت مسجد مین تشریف لاتے تھے اور نمازیون کو

جنگ ئے تھے چنانچہ بروز چہارشنبہ لست وہفتم ماہ ذی الحجہ سال ہجری مین بوقت صبح مسجد
مین تشریف لائے اور لوگون کو نماز کیلئے بیدار فرمایا جب سب لوگ وضو وطہارت
وغیرہ سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ امامت پر قایم ہوئے اور قبل احرام بنا برتسویہ
صفوف تاکید فرمائی اوسی حالمین ابو لولو مجوسی غلام مغیرہ ابن شعبہ نے دو خنجر مارے
ایک کتف پر دوسرا خاصرہ پر کہ امیر المومنین گر پڑے اوسی وقت تیرہ شخص اور بھی
مجروح ہوئے کہ اونمین چھ مرد مرگئے آخر کار ایک مرد جرار عراقی نے اپنی چادر اس مجوسی
پر ڈالدی اور گرفتار کرلیا اس نے ایک خنجر اپنے پیٹ مین مار لیا اور خودکشی کرلی اور
حضرت امیر المومنین کو اوٹھا کر گھر لے گئے اسوقت آفتاب قریب نکلنے کے تھا اور نماز
فجر کسی نے نہ پڑھی تھی آخر کار عبد الرحمن ابن عوف نے نماز پڑھائی اور جب حضرت
عمرؓ گھر مین تشریف لیگئے تو کسی شخص نے دودھ پلایا کہ وہ دودھ زخمون کی راہ سے
نکل گیا اور آخر وقت اسی دن خلعت شہادت جانب حق سے پہنائی گئی اور غرہ محرم
سال لست وچہارم ہجری مین بروز شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس برابر
دوش مبارک حضرت صدیق اکبر مدینہ منورہ مین دفن ہوئے عمر شریف آنجناب
بروایت صحیحہ ترسٹھ برس کی ہوئی۔

سال نقلش خرد بحسرت خواند		واے صد واے عدل بیکس ماند	

اور بعض کہتے ہین عمر چھیاسٹھ اور بعض اسٹھ اور بعض ساٹھ بھی بیان کرتے ہین اور
وقت شہادت آنجناب کے حاکم مکہ معظمہ مین عبد اللہ خزاعی اور طایف مین نافع
بن عبد اللہ اور بصری مین ابو موسی اشعری اور کوفہ مین مغیرہ بن شعبہ اور مصر مین
عمرو بن عاص۔ اور حمص مین عمرو بن سعد اور دمشق مین معاویہ بن ابی سفیان

عمر فاروق ۱۳ ہجری ۲۳ ہجری ۱۰ برس ۶ ماہ

اور یمن مین علی بن اُمیہ اور بحرین مین عثمان بن ابی العاص وغیرہ اور دار وغہ بیت المال زید بن ارقم اور منشی آنجناب کے دو شخص تھے عبدالرحمن بن خلف خزاعی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما تھے اور پانسو انتالیس حدیثین حضرت عمر سے مروی ہین مناقب آپ کے بکثرت ہین اور احادیث مین بہت ہین از آنجملہ وحی آسمانی سولہ یا بیس یا اکیس جگہہ مطابق راے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہے چنانچہ ابن عساکر نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علی نے ان فی القران رایا من رای عمر یعنے ہر آئینہ قرآن مین راے عمر سے اور بخاری و مسلم مین حضرت حضرت عمر سے روایت ہے کہ فرمایا مین نے موافقت کی اپنے پروردگار سے تین باتون مین ایک یہ کہ مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مقام ابراہیم علیہ السلام کو مصلی گردانین تو بہتر ہو اسوقت کریمہ واتخذ وامن مقام ابراھیم مصلّی ا نازل ہوئی دوسرے مین کہا یا رسول اللہ فاجر و متقی سب ازواج مطہرات کے حضور مین چلے آتے ہین اگر انکو حکم حجاب فرمایا جاے تو بہتر ہے اسوقت کریمہ واذا سالتموہن متاعا فاسئلوہن من وراء حجاب نازل ہوئی چنانچہ احمد و بزاز و طبرانی نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات سے پردہ کو فرمایا زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عمر ہمپر وحی نازل ہوتی ہے تم ہمپر حکم کرتے ہو اسی عرصہ مین یہہ آیت نازل ہوئی۔

تیسرے ایک مرتبہ ازواج مطہرات جمع ہوئی تہین اور باہم رشک و غیرت کی گفتگو کرتی تہین اور آنحضرت کو ملال تہا سو مین نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ انکو طلاق دینگے تو اللہ آپکو انسے بہتر عطا کرے گا اسوقت کریمہ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیر

امکن آلایتہ نازل ہوئی اور طبرانی سنے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی
کہ ہرگاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقون کے واسطے استغفار
مین الحاج بہت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سواء علیہم یعنے برابر ہے انکے واسطے استغفار
اور عدم استغفار یارسول اللہ تب یہ آیت نازل ہوئی سواء علیہم استغفرت لہم ام لم
تستغفر لھم - اور ابن ابی حاتم نے عبدالرحمن ابن ابی لیلی سے روایت کی ہے اُنہون
نے ایک شخص یہودی عمر رضی اللہ سے ملا اوسنے کہا وہ جبرئیل جو تمہارے پیغمبر
پر وحی لاتا ہی ہمارا دشمن ہی حضرت عمر نے کہا من کان عدوا للہ وملائکتہ ورسلہ
وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین - بعد اُسکے یہی آیت نازل ہوئی موافق
قول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے اور ابن عساکر نے جابر اور عروہ رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ جب آیتہ ثلثۃ من الاولین وقلیل من الاخرین نازل ہوئی تو حضرت عمر ابن
خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لامع النور مین آکر روئے اور عرض کیا یا
نبی اللہ ہم ایمان لائے آپکا اور تصدیق کیا تمہارے فرمانیکو اور ہم لوگون سے جو کہ نجات
پاوینگے وہ قلیل ہین پس نازل ہوئی ثلثۃ من الاولین وثلثۃ من الاخرین آنحضرت صلعم
نے فرمایا ای ابن خطاب ہرآئینہ نازل ہوئی آیت اُس باب مین جس مین تجھکو تردد
تھا اور اللہ پاک نے ثلثۃ من الاولین وثلثۃ من الآخرین فرما دیا حضرت عمر نے کہا
رضینا من ربنا وتصدیق نبینا پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے آدم علیہ السلام سے مجھہ تک
ایک ثلثہ اور مجھہ سے قیامت تک اسی طرح اور آیات ہین جنکا ذکر مفسرون نے اپنی
تفسیر وںمین بہ تفصیل بیان فرمایا ہے - اور احمد و ترمذی و حاکم نے عقبہ ابن عامر سے
اور طبرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لوکان

بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب اور حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت
کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے عمر سراج اہل الجنۃ فی الجنۃ یعنی عمر چراغ اہل جنت
کا ہوگا بہشت مین بعض علما اس حدیث کے معنی مین فرماتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ
وہ چالیس شخص جنکی تمامی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے ہوئے وہ سب بہشتی ہین اور
عمر رضی اللہ عنہ اُنہین چراغ ہین اسواسطے کہ اسلام اونکا اسلام عمرؓ سے قوی ہوا کہ
اسی وقت سے اُنہون سنے اظہار اسلام کیا اور پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے جس طرح
راہ رو روشنی چراغ مین چلتا ہے۔ اور بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس حالت مین مین سوتا تہا دیکہا مین سنے لوگون کو
کہ میرے سامنے کیئے گئے اور اوپر کرتے ہین انہین سے بعض کا کرتہ تو چہاتی تک پہونچتا ہے
اور بعض کا اسکے نیچے اور عمر خطاب ؓ میرے سامنے کیا گیا اور اسپر کرتہ تہا کہ وہ اُسکو
زمین مین گہسیٹتا جاتا تہا اصحاب سنے عرض کیا اسکی تعبیر کیا ہے فرمایا دین۔
فائدہ۔ دین سے یہہ مناسبت ہے کہ جسطرح کرتہ بدن کو چھپاتا ہے اور سردی
گرمی سے بچاتا ہے ویساہی دین بہی روح و دل کو محفوظ و مصئون رکہتا ہے کہ
کفر و گناہ سے بچاتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین
حد سے زیادہ کامل تھا۔ اور بخاری مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا جس حالت ہین کہ مین سوتا تہا سو مین نے آپکو ایک کنوین پر دیکہا
اُسپر ایک ڈول پڑا ہے سو مین سنے اُس ڈول سے پانی کہینچا جتنا خدا نے چاہا پھر
اُسکو ابن ابی قحافہ یعنے صدیق اکبرؓ نے لیا اُنہوںنے ایک ڈول نکالا انکے کہینچنے
مین کچھ سستی وا آہستگی تہی خدا اُسکو معاف کرے گا پہر ڈول پُل ہو گیا عمر ابن خطابؓ نے

لیا سو مین نے تو اوقمیون سے ایسا عجیب غریب بڑا زور آور اور کسی کو نہین دیکہا جو
عمر کی طرح پانی کہینچتا ہو یہان تک اسنے کثرت سے پانی نکالا کہ لوگون نے اپنے
اونٹون کو آسودہ کرکے انکی نشست گاہ مین بٹہلایا۔ سو ڈول کہینچنے سے دین کی سرداری
مراد ہے کہ بعد حضرت نبی آخر الزمان سلطان دو جہان کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ کو ہوگی کہ وہ ایک ڈول آہستگی سے نکالینگے یعنے آپکی خلافت تہوڑے دن رہیگی
اسلام خوب نہین پہیلیگا چنانچہ کُل دو برس آنجناب خلیفہ رہے اس مدت مین مسلمہ
کذاب وغیرہ اہل ارتداد سے معرکہ رہا انکو بیدریغ تہ صمصام خون آشام کرکے عرصہ کا
اسلام مضبوط فرمایا اور کسی قدر ملک شام فتح کیا تہا کہ وفات پائی اور جب انکے بعد
عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت رسالت پناہی ہوئے دس برس تک
کام کیا اس مدت خلافت مہد مین شرقاً وغرباً اسلام تمام عالم مین پہیلا اور بیشمار
خزانے اہل اسلام مین تقسیم ہوئے اور روئے زمین عدل وانصاف سے بہر گئی
لوگ غنی اور مالدار ہوگئے۔

چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا متروکہ بعد انکی وفات کے پچاس ہزار دینار ہزار
گہوڑے اور ہزار لونڈیان تہین۔

اور آمدنی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی علاقہ عراق سے ایک ہزار دینار اور ناحیہ سراة
کی اس سے بھی زیادہ ہوتی تھی ٭

اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رباط مین ہزار گہوڑے اور اسی
قدر اونٹ تہے دس ہزار بکریان تہین جب انتقال ہوا چوراسی ہزار کی آمدنی
چہوڑ گئے۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اتنا سونا چاندی چہوڑ کر رحلت فرمائی
کہ کدالیون سے توڑا جاتا تھا مال ومتاع وزمین اسکے سوا تھی اسکی آمدنی
ایک لاکہہ دینار تھی +

اور حضرت یعلی منیہ رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار دینار اور بہت سی زمین
چہوڑے جسکی قیمت تین لاکہہ درہم تھی۔

اور حضرت زبیرؓ نے بصرہ مین پہر مصر وکوفہ اسکندریہ مین محل بنایا۔ اور حضرت طلحہؓ نے
کوفہ مین ایک محل بنا فرمایا جسپر گچکاری کی اور مدینہ منورہ مین ایک الگ محل عمدہ بنوایا
اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا محل عقیق مین تہا خوب ہی بلند اور بڑے صحن کا
بنا کیا ہوا تھا اُس پر کنگورے لگائے گئے تہے اور حضرت مقدادؓ نے مدینہ
طیبہ مین گہر بنا فرمایا اوس پر گچ کیگئی تھی۔

اگرچہ آمدنی اور جائداد و پیداوار اس قدر تھی مگر مضبوطی دین مین اوس قدر
تھی یہہ سب اموال حلال طیب تہے غنیمت وفئی سے ہاتہہ لگے تہے انکا تصرف
اس مال مین بطریق اسراف نہ تھا میانہ روی کرتے تہے راہ خدا مین خرچ
کیا کرتے کفار پر اپنی شوکت ظاہر فرماتے اپنا دبدبہ رعب بٹہاتے اسلام کی قوت
ورونق جتاتے اس لئے کچہہ قدح اُنپر نہین ہے۔

حکایت

ایک صوفی بہت بڑے مالدار دولتمند تہے کسی نے اون کو لکہا کہ مالداری

واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل
یعنی غنیمت کے مال مین ایک خمس اللہ کا ہے واسطے حضرت رسول اور قرابت والون اور یتیمون ومسکینون و مسافرون کی
الہ قولہ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا یہہ لوٹ کا مال حلال پاک ہے اسکو کہاؤ ۱۲ منہ

خلاف طریقہ درویشی ہے مال سانپ ہے اسکی صحبت اچھی نہین اونہون نے جواب
مین لکھا کہ صحبت مار کسی را زیان کند کہ افسون مار نداند۔ یعنی مال اگر سانپ کا حکم رکھتا
ہے تو ہم کو اوسکا منتر بہی آتا ہے۔

چیست دُنیا از خدا غافل بودن	رومؔ مولانا	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن	

غرضکہ اچھا مال وہی ہے جو اچھے کام مین صرف ہو اور عمدہ قوت وہی ہے جو عبادت
مین خرچ ہوتی ہے اور اچھی بات وہی ہو سکتی ہے جسکے سُن سنے سے کسی کا دل
خوش ہو اور اچھا کام وہی ہوتا ہے جس سے دین کا فائدہ متصور ہوتا ہے۔

اچھی دولت اچھی قوت ہی وہی بات اچھی ہر وہی جس بات سے		راہ حق پر صرف جو للّٰہ ہو سب کا اطمینان خاطر خواہ ہو	

الغرض بعد شہادت حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امیر المومنین حضرت عثمان
ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کیگئی۔ آپ بڑے مالدار ذی وقار کم گو
کم زبان باحیا شرمناک بے غضب سخی متقی کلام الٰہی کو آپ ہی نے جمع فرمایا آیات
قرآن شریف کو باہم انتظام دیا آنجناب کے ایام خلافت مہد مین بہی شہر سدان و اقلیم
و بلاد طبرستان و جرجان و مملکت ایران اسلام کے قبض و تصرف مین آئے
اور آنجناب کے تمام ملکون مین عمال اسقدر تھے۔

عبداللہ حضرمی مکہ معظمہ مین۔ قاسم بن ربیعہ طایف مین۔ معلّی بن امیہ یمن مین۔
عبداللہ عامر بصرہ مین ابوموسی اشعری کوفہ مین معاویہ بن ابوسفیان دمشق مین
عبداللہ بن خالد حمص مین۔ علقمہ بن الحکم فلسطین مین۔ اشعث بن قیس ملک
رے مین۔ احنف ممالک خراسان مین۔ اور زید بن ثابت قاضی مدینہ طیبہ۔ اور

ابوہریرہ قاضی مکہ معظمہ۔ اور ابو دردا قاضی شام رضوان اللہ تعالی عنہم۔ اور مروان کاتب۔ صاحب شرط عبد اللہ بن سعد بہی ہے رضی اللہ عنہ۔

اور قصہ شہادت آنجناب یون واقع ہوا کہ مروان ابن الحکم کے سپرد مہر آنجناب کی تہی اور وہ نہایت تسلط ہو گیا تہا اور مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اسکی شرارت و بدچلنی سے ناراض رہتے تہے اور اس اثنا مین چندکس مصری عبد اللہ ابن سعد حاکم مصر کے ظلم سے دار الخلافت مدینہ منورہ مین آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اسکو ایک نامہ متضمن نصائح و مواعظ لکہہ بہیجا جسکی تعمیل نکی اور سات سو آدمی اہل مصر کے مستغیث آئے اور بوسیلہ حضرت علی المرتضی و ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا احوال اپنا تفصیلی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تب حضرت عثمان رض نے حکم عزل عبد اللہ صادر فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر راضی ہو وہ حاکم مقرر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا اور حضرت عثمان رض نے فرمان امارت و حکومت اُنکے نام لکہدیا اور چند اصحاب مہاجرین و انصار سے بہی انکی ہمراہ فرما کے مصر کو روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار ان لوگون کو ملا اور اُسکے جلد چلنے سے ایسا مفہوم ہوتا تہا کہ طلب کیا ہوا جاتا ہے یا کسیکو بلانے جاتا ہے اس خیال سے محمد ابن ابی بکر کے ہمراہیون نے پوچہا تو کون ہے اور کہان جاتا ہے اس نے کہا کہ مین امیر المومنین کا غلام ہون اور حاکم مصر پاس جاتا ہون پہر پوچہا آیا کوئی فرمان ہے اس نے انکار کیا تب بگرفتاری اوسکی جامہ تلاشی لیگئی تو مہرہ مین ایک خط نکلا جسمین لکہا ہوا تہا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان آدمی مصر مین پہونچین تو کوئی حیلہ کر کے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو باطل جاننا اور

تو اپنے کام پر بحال رہنا اور عنوان نامہ پر لکہا تہا من عثمان ابی عبد اللہ ابی الشرح چنانچہ اس مضمون کے دیکہتے ہی محمد ابن ابی بکر مع اپنے رفیقون کے دار الخلافت مدینہ منورہ لوٹے اور سبکو جمع کرکے حال بیان کیا تب حضرت علی المرتضیٰ وغیرہ اکابر اصحاب رسول اللہ نے امیر المومنین حضرت عثمان رضہ سے استفسار فرمایا تو وہ کہے کہ غلام وشتر بلا شبہ میرا ہے لیکن یہہ خط مین نے ہرگز نہین لکہا اور نہ میری اطلاع سے لکہا گیا اور نہ غلام کو مصر کیطرف بہیجا سبکو تحقیق ہوا کہ یہ شرارت مروان کی ہے اور اسی کا یہہ خط لکہا ہوا ہے لہذا اہل مصر نے مروان کو طلب کیا تاکہ قتل کرین چونکہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص بحکم شرع مروان کے نسبت ثبوت کو نہ پہونچا تہا امیر المومنین نے تامل فرمایا مصریون نے باعانت و امداد بعض اہل قبایل بنی زہرہ اور بنی مخزوم و بنی غفار دولت خانہ خلافت مآب کو گہیر لیا یہان تک کہ پانی بہی شبانہ روز پانی بند کردیا اور اسقدر فرصت ندی کہ مسجد مین نماز ادا کرین چنانچہ ایک روز بلوائیون کے مقابل ہوکر آنجناب نے فرمایا کہ مین تمکو خدا و اسلام کی قسم دیتا ہون اور پوچہتا ہون کہ تم جانتے ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف فرما ہوئے تو سوائے بیر رُومہ کے آب شیرین کہین نہ تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیر رُومہ کو مول لیکر وقف کرے تو اسکو بہشت مین کنواں ملیگا سو مین نے اسکو لاکہہ درہم مین خرید کرکے وقف کردیا اور آج تم لوگ مجہے اسکے پانی سے روکتے ہو بلوائیون نے کہا یہہ درست ہے پہر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فلان خانہ خرید کرکے اسمین ملادے تو

اسکواس سے بہتر دار جنت مین ملے سو مین نے اُس گھر کو دس ہزار درہم مین
خرید کر کے مسجد مین داخل کیا اور تم مجھکو اس مسجد مین نماز پڑہنے کو روکتے ہو بولے
نعم راست و درست ہی پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلعم و ابوبکر و عمر
اور مین رضی اللہ عنہم کوہ ثبیر یعنے پہاڑ مکہ معظمہ پر تھے دفعتہً پہاڑ نے خوشی سے حرکت
کی اور بعض پتھر اسکے گرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک دہمک کر
فرمایا اسکن ثبیر فانما علیک نبی و صدیق و شہدان یعنے ٹہر جا کوہ ثبیر کہ تجھپر پیغمبر
اور صدیق و دو شہید ہین بلوائیون نے کہا درست ہے تب حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ نے فرمایا اللہ اکبر ان لوگون نے میری شہادت پر گواہی دی اور تین بار
اسی کلام کو باواز بلند فرما کر اپنے مقام پر تشریف لائے اخبار الدول مین ہے
کہ ابو امامہ باہلی کہتے تھے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ محاصرے مین ہوے تو مین
بھی گھر کے اندر تہا سو مین نے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریب
ہے کہ مین قتل ہون مگر مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ حلال
نہین ہوتا خون کسی مسلمان کا مگر تین سبب سے اول ارتداد دوم زنا
بعد الاحصان سوم قتل نفس ناحق و لیکن ان اسباب ثلاثہ سے کوئی سبب
مجھہ مین پایا نہین جاتا ہے پہر کیونکر مارینگے - الغرض جب آنجناب کو پیاس کی شدت
ہوئی تو آپ چہت پر بر آمد ہو کر پوچہا کہ کیا علی المرتضیٰ؏ ہین بلوائیون نے کہا نہین پہر
فرمایا سعد بن ابی وقاص؄ ہین کہا نہین ناچار آپ ساکت ہوے یہہ خبر جناب ولایت
مآب کو ہوگئی انجناب نے ایک مشکیزہ و بردایتی تین سبوچے آب شیرین لطیف سے
بہر کر بہیجے بلوائیون نے امیر المومنین تک پہونچنے نہین دیا اور جب حضرت

امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت
عثمان ہاں محصور ہین اور بلوائیون کا ارادہ شہید کرنیکا ہے تو آنجناب نے حضرت حسنین
جگر گوشگان رسول الثقلین صلواۃ اللہ علیہم کو سعہ قنبر مولی کے اور طلحہ یعنی محمد وزبیر بیٹے
عبد اللہ وغیرہ اصحاب نے اپنے اپنے بیٹون کو دروازے حضرت عثمان رضی اللہ
پر بہیجا اور تاکید شدید کردی کہ بلوائی اندرون دولت خانہ خلافت مآب نہ گہسنے
پائین - اور مغیرہ بن شعبہ نے حضرت امیر المومنین عثمان سے کہا یا امیر المومنین تم امام وقت اور خلیفہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تین امر سے ایک اختیار کر دیا تو اپنے گہر سے باہر نکل کر مقابلہ کرو
کہ ہم بہی شریک ہین خواہ دروازہ دوسری طرف کا توڑ کر مکہ معظمہ کو چلے جاؤ یا جانب
شام معاویہ کے پاس تشریف لیجاؤ - امیر المومنین نے سخن اول کا جواب یہ دیا
کہ مین نہین چاہتا ہون کہ اول خون ریز مسلمانان امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا مین ہون اور سخن دوم کا یہ جواب دیا کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنا ہے فرماتے ہوئے کہ عدول کریگا ایک شخص مکہ معظمہ مین نصف عذاب
عالم کا اُسپر ہوگا سو مین نہین چاہتا ہون کہ وہ شخص مین ہون اور تیسری بات
کا یہہ جواب ادا فرمایا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ دار ہجرت و مجاورت رسول خدا
ترک کر کے شام کیطرف جاؤن - المختصر حضرت حسین وغیرہ بہادرون نے
بلوائیون کو درآمد خانہ سے باز رکہا تو بلوائیون نے تیر اندازی شروع کی کہ
روے مبارک حضرت سبط اکبر یعنی امام حسن علیہ السلام خون آلودہ ہوگیا اور مروان
گہر کے اندر مجروح ہوا اور محمد ابن ابی طلحہ بہی زخمی ہوئے اور قنبر مولائے
شیر خدا نے بہی سر پر چوٹ اُٹہائی لیکن دخول خانہ جناب خلافت مآب سے

باز رکہا لیکن بلوائیون مین سے براہ چالاکی دوسرے جانب سے ایک پڑوسی
انصار کے گہر مین ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حویلی مین کود پڑے
آنجناب اوسوقت کلام اللہ پڑہتے تھے جب آیتہ کریمہ فسیکفیکم اللہ پر پہونچے
تو اوباشون نے شہید کیا اوسوقت سبب تنہائی آنجناب کا یہہ تہا کہ جو لوگ آپ
کے مماوک وغیرہ تھے وہ سب پشت پر تھے انکو خبر نہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کی بی بی نے ہر چند شور وغل کیا چونکہ حویلی بہت بڑی تھی اور دار الخلافت
مین ایک شور و ہنگامہ اور مقابلہ ہو رہا تہا کسی نے آواز انکی نہ سُنی آخر کار چہت
پر چڑہین اور شہادت آنجناب سے آگاہ کیا تو لوگ دروازے سے اندر آئے
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بہی اطلاع ہوئی وہ بہی معہ طلحہ اور زبیر و سعد بن ابی وقاص
وغیرہ اصحاب تشریف لائے اور ترجیع کرکے ایک طمانچہ حضرت اما حسنؓ کے منہہ
پر لگا حضرت امام حسینؓ کے چہاتی پر مارا اور محمد بن طلحہ و عبد اللہ ابن زبیر کو سخت
سُست فرما کر ارشاد کیا کہ یہ لوگ باوجود تم ہوتے ہوے پہر کیونکر گہر مین داخل
ہوے پہر اوسی حالت مین مکان پر تشریف لائے لوگون نے یورش کی اور
کہا کہ ہم تمسے بیعت کرتے ہین اپنا ہاتہہ بڑہاؤ فرمایا مین شرم کرتا ہون کہ بیعت
کرون قاتلان عثمان سے اور حیا آتی ہے اللہ سے کہ مین بیعت کرون اور
حضرت عثمان دفن نہین ہوئے ناچار سب چلے گئے اور پہر آئے تو فرمایا جسپر
اہل بدر اتفاق کرینگے وہ سریر آراے خلافت ہوگا چنانچہ اول برضا و رغبت
اہل بدر نے بیعت کی بعد ازان اور لوگون نے اور مروان شہر سے معہ اپنے
بیٹے کے راہ فرار لی اور آنجناب زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ پاس تشریف لائے

اور پوچھا کسنے عثمان کو شہید کیا اُسنے عرض کیا کہ مین نہین جانتی ہون مگر یہ مجھے اتنا معلوم ہے کہ محمد بن ابی بکر اور دو شخص جنکو مین نہین جانتی ہون گھر مین اسے پھر محمد کو طلب فرمایا اور اظہار زوجہ عثمان کا بیان کیا محمد نے کہا وہ سچ کہتے ہین واللہ مین دار حضرت عثمان مین گیا تھا مگر جب عثمان نے میرے باپ کا ذکر کیا تو مین نے توبہ کی واللہ مین نے نہین مارا جسکی تصدیق زوجہ عثمان نے بہی کی اور دو شخص سودان بن حمران اور قتیرہ تھے انہین نے شہید کیا اور غلامان حضرت عثمان نے انکو مارا اور بعض اہل سیر کہتے ہین کہ بادبن عباس و سودان ابن حمران اور بعضی عمرو بن الحمق و عمیر بن صابی اور بعض کہتے ہین کہ وہ دو نون مصری تھے جن کے قتل کا اشارہ مروان نے کیا تھا اور بعضی اسود یمنی کو بیان کرتے ہین اور کرمانی مین لکھا ہے کہ تاریخ ہیجدہم ذیحجہ بعد العصر بروز جمعہ سال سے پنج ہجری کو آنجناب نے جام شہادت نوش فرمایا اور بلوائیون نے اثاث البیت لوٹ لیا لاشۂ مبارک پڑا رہا آخر شب شنبہ کو جب اوباش لوگ سو رہے تو زبیر ابن العوام اور حکیم بن حزام اور مسور بن مخرمہ اور جبیر بن مطعم و ابو جہیم بن حذیفہ اصحاب بدری اور یسار بن مکرم اور عمرو بن عثمان نے خون آلود کپڑون مین بعد نماز جنازہ دفن کیا مدت خلافت بارہ برس کی مقدار تہی اور عمر آنجناب کی بیاسی برس کی اور نقش خاتم آپ کا لتنصرن او لتندن تہا اور بعض نے سنہ شہادت (۳۶) لکھا ہے۔

مسعودی نے لکھا ہے کہ جسوقت آنجناب شہید ہوئے ڈیڑہ لاکہہ دینار اور ایک کروڑ درہم آپ کے خزانہ دار پاس موجود تھا زمین وغیرہ جو وادی قری حنین وغیرہ کے طرف تہی اسکی آمدنی سالانہ ایک لاکہہ اشرفی ہوتی ہی اور راونٹ

گھوڑے سب گنتی ستھے +

حضرت عثمان خلیفہ برحق		از جہان شد بجنت اعظم	
سال تاریخ آن سراپا عدل		ای بگو رفت عادل از عالم ۳۶	

اور بعد شہادت آنجناب کے یعسوب المسلمین امام الاشجعین امیر المومنین جناب ولایت مآب حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم مسندآرا ے خلافت ہوئے مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان قلم قاصر اور ادراک اوسکے دریافت سے عاجز آنجناب باتفاق اہل کشف اور کرامت اور باجماع اہل فنا و بقا سرور اولیائین حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا ختم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مبارک تک حاصل ہونا منصب ولایت کبریٰ کا منحصر برفیض اقدس روح پاک علی المرتضی کے رہتا چلا آیا ہے اور تا ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی طرح رہیگا الغرض مناقب بقول ائمہ حدیث ولایت مآب کے بکثرت ہین از انجملہ متواترات یہہ ہے کہ سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی منی وانا منہ یعنے علی مجھہ سے ہے اور مین علی سے ہون شاید مراد یہ ہے کہ علی کا کمال مجھہ سے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم مین ظاہر ہوگا اور باقی رہیگا اور میری اولاد اسی سے چلے گی پہر فرمایا اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنی جو اوسنے محبت رکھتے ہو اُس سے محبت رکھنا اور جو اون سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھنا اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی میری اور علی کی موالات ایک ہی ہے مجھکو اُنسے موالات نہین ہی اسکو مجھہ ہی نہین ہے پس جسطرح بدون موالات مصطفوی ولایت الہیہ کا حاصل

ہونا محال ہے اسی طرح بدون ولا سے مرتضوی ہی وہ ولایت ہنین حاصل ہوسکتی از انجملہ
فرمایا کہ علی سے محبت رکہنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکہنا علامت نفاق ہے
اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو چیز مین نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضیٰ
کے واسطے مانگی اور مسجد مین بحالت جنابت کسی کو آنا درست ہنین مگر مجہہ کو اور علی
مرتضیٰ کو یعنی طہارت حقیقۃ روحانی اتنی غالب تہی کہ نجاست حکمیہ بدنیہ کے احکام
مغلوب ہوگئے تہے اور فرمایا سرور عالم صلعم نے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا یعنے
میرا تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضیٰ کے کسی کو حاصل نہوگا۔ اور علی میری امت
کا کنبج لانے والا ہے جنت مین اور امام المتقین وسید المومنین ہے اور علم میرا
جسکے سایہ مین قیامت کو آدم واولاد آدم ہوگی علی المرتضیٰ کے ہاتہہ مین ہوگا۔ از انجملہ
یہ کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تہے کہ الٰہی ایسا
نہو کہ کوئی مشکل آپڑے اور علی ابن ابی طالبؑ میرے پاس نہون چنانچہ حضرت علی
مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا لقب مشکل کشا حضرت عمر رضی اللہ کے کلام سے نکالا گیا ہے
جسکا ظہور آج تک چلا آتا ہے اور اسد اللہ یعنے راہ حق مین کسی سے ہنین ڈرتے اور
اُنسے سب ڈرتے ہین چنانچہ شجاعت وبہادری آپ کی غزوہ خیبر اور جنگ خندق
اور اُحد مین دیکہنی چاہیئے کہ جناب شیر خدا نے وہ شجاعت اور مردانگی خداداد دکہلائی
اور ایسی شمشیر رانی کی کہ جمعیت اعدا درہم برہم ہوگئی سب کافرون کے دانت کہٹے
ہوگئے اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ یہ زور وقوت
کا کمال درجہ ہے کہ علی مرتضیٰ نے دکہلایا چنانچہ جناب سلطان دوجہان آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ انا منی وانا منہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا انا منکما اور دوج الہٰد

مین مولانا اصیل الدین محدث شافعی لکھتے ہین کہ اسوقت لاریب ہاتف سے آواز آتی
تھی لافتی الاعلی لاسیف الاذو الفقار۔
اور باوجود اسکے کہ آپ کے ایام خلافت مین آنجناب کا حق خلافت ایک تیتیس ہزار
درہم سالیانہ سے کہین زاید ہی تھا ولیکن آنجناب وہی اپنی حالت فقیرو غریبانہ چال
ڈھال تنگی و ترشی پر باقی رہے احوال دنیا اعمال ملوک سے ایک ذرہ بھی تعلق اور
واسطہ نہ کہا چنانچہ ایک روز آنجناب نے اثنا خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جان لو
کہ تم کو مرنا ہے اور بعد مرگ پھر اوٹھنا ہے اور اپنے اعمال پر توقف پاکر انکی جزا کو پہنچنا۔
پس دنیا کی زندگی پر نہ بھولو اور ان باتون کو نہ بھولو۔ دُنیا ایک مصیبت کا گھر ہے
فنا ہونا اسکا معروف ہے اور دھوکا دینے مین موصوف اسکی ہر ایک چیز کا انجام
زوال پذیر ہے اور اسکا کسی کے پاس ہمیشہ رہنا محال نہ اسکے حالات تبدیل سے
مامون ہین نہ اسکے باشندے آفات سے مصئون جب آدمی کو اس مین راحت
و سرور پہنچتا ہے یکایک مصیبت آدباتی ہے اسکے احوال مختلف بار بار ہین اور
مراتب متغیر۔ نہ اسکے عیش کو قیام ہے نہ راحت کو دوام باشندے دُنیا کے
ہدف مین جنکو اپنے تیرون کا نشان بناتی ہے اور موت سب کی خاک اڑاتی ہے
مرگ ہر ایک کے سر پر قایم ہے اور اسکا چکھنا سب کو لازم ہے۔ اے اللہ کے
بندو آج دنیا مین تمہارا ایسا حال ہے جیسا تم سے اگلے لوگون کا تھا جو تم سے
عمر مین زیادہ اور قوت مین قوی اور آبادی مین اکثر اور مکانات مین بلند تھے مگر
دنیا کے طول انقلاب سے اب اُنکی آواز نہین نکلتی انکے جسم سڑ گئے اور شہر
اولٹ گئے اور مکانات گر گئے یا تو وہ مکانات عالیشان اور انکے عمدہ فرش

فروش تھا یا آب پتھر انٹین خاک گوشہ لحد ہے جگہہ اُن قبرون کی ایک دوسرے کے
قریب ہے اور انکے رہنے والے اجنبی اور غریب ہین موحش عمارت والون اور
مشاغل اہل محلہ مین جا پڑے ہین کہ نہ انکو آبادی سے موانست ہے نہ بھائی
بندون وہمسایون کیطرح آپسمین میل جول اور رغبت ۔ ہرچند مکان قریب مین مگر
میل کے صورت نہین اسلئے کہ انکو کہنگی نے پیس ڈالا اور پتھر و مٹی نے انکا کچومر
نکالا یا زندگی کے بعد اسیر پنجہ موت ہوئے اور اجسام نازنین راحت و آسودگی
کے پیچھے فگار ہوئے ۔ خاک مین اپنے یارون مین جا مٹے اور ایسے گئے کہ پھر
کبھی نہ پھیرے پھر انکا کیا ذکر ہے جس صورت مین کہ اللہ پاک خود فرماتا ہے
کلا انہا کلمة ہو قائلہا و من ورائہم برزخ الی یوم یبعثون ہاتا وہ بدلہ دے
برائی والون کو انکے کئے کا اور بدلہ دے بھلائی والون کو بھلائی ۔ اب تم بھی
قطعاً جان لو کہ جیسا ان کا حال ہوا وہی تمہارا ہوگا وہی خاک مین گلنا اوسی
خواب گاہ مین سونا اور اسی ٹھکانے رہنا ۔ علاوہ ازین تم پر کیسے سختی گی جب
یہ باتین تمہارے پیش نظر ہون گی کہ قبرون مین سے نکالے جاؤ گے جبکی
باتین تحقیق کی جاینگی شہنشاہ علی الاطلاق کے سامنے روبکاری ہوگی اور
گذشتہ گناہون کے خوف سے کلیجے پھٹے جاتے ہونگے اور دل تھراتے
اور پردے فاش ہون گے عیوب اور پوشیدہ باتون کو سامنے کیا جائے گا
ہر عمل اجری و ہر کردہ جزائے دارد کا مضمون درپیش ہوگا ۔ چنانچہ پاک پروردگار
عالم فرماتا ہے لیجزی الذین اساؤا بما عملوا و یجزی الذین احسنوا بالحسنی
اور دوسری جگہہ ارشاد رب العالمین ہے و وضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین

مما فيه ويقولون ما ويلنا ما لهذا الكتاب لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصا
ها ووجدوا ما عملوا حاضرا - اور کہلا جائیگا کا غذ پہر تو دیکہے گنا ہگار ڈرتے
ہین اسکے بیچ لکہے سے اور کہتے ہین اسے خرابی کیسا ہی یہ لکہانہ چہوڑی چہوٹی
بات نہ بڑی بات جو اسمین نہین گہیرے اور پائینگے جو کیا ہے سامنے اپنے -
المختصر مناقب و مناصب اور عجایب و غرایب و کثرت علم و ورع اور زہد و تقوی
اور وفور شجاعت و سخاوت آنجناب اشہر اور اظہر من الشمس ہے طاقت
بیان نہین ہے آپ اول خلیفہ ہاشمی ہین -
اور قصہ شہادت آنجناب کا یون واقع ہوا کہ عبد الرحمن مردود کہ درحقیقت
عبد الشیطان تہا ایک عورت مسماۃ قطام خلدیہ کوفیہ پر جو کہ حسن صورت و خبث
سیرت مین فتنۂ روزگار تہی عاشق ہوا اور باپ اوس قحبہ کا جنگ نہروان
وبرادر تیے بہائی بہی جناب ولایت مآب کے ہاتہ سے مارے گئے تہے اسکو
یہ داغ تہا جب یہ ملعون بدبخت اسپر شیفتہ و فریفتہ ہوا اور پیغام سلام وصال
کا ہونے لگا اوسنے کہا کہ تو ایک فرمایش میری بجالاتا ہے تو سر چشمۂ وصال سے
سیراب ہوگا وہ فرمایش یہ ہے کہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کو قتل کر یہ
لعین اس امر خطیر پر مستعد ہوگیا اور اس قطامہ نے اپنے ابن عم وردان نامی
خارجی کو بہی ابن ملجم کا رفیق کیا اور ابن ملجم نے ایک اور اپنے ہم مذہب شبیب
ابن عجرہ اشجعی کو ہمداستان کیا اور باہم مشورہ کرنے لگے شبیب نے کہا کسکا مقدور
ہے اور کون ایسا دل و جگر رکہتا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ہاتہ ڈالے
انکی ہیبت و جلال سے شجاعان عرب کانپتے ہین - ابن ملجم نے کہا وہ تو ہکسون کی

طلوع ہوا کرتے ہین اور اندہیرے مین تنہا مسجد مین آیا کرتے ہین اور آپکے حضور مین دروازہ
و دربان چوکی پہرہ نگہبان کچہہ بہی نہین رہتا ہے الغرض ابن ملجم نے ایک تلوار ہزار درہم
کو مول لی اور اسکو زہر آلود کروائی ایک شخص نے پوچہا یہ کسواسطے اُس نے فرط
غیظ مین کہہ ڈالا کہ اس سے مارنا منظور ہے کہ اس شخص کا جسکی داستان عرب و
عجم مین مشہور ہے لوگ سمجہہ گئے چنانچہ بعضون نے جناب ولایت مآب کے
حضور مین خبر پہنچائی آپ نے خود ہی مژدہ وصال کے شوق مین پوچہہ بہیجا کہ
تونے تلوار کیون زہر آلود کرائی ہے اُسنے کہلا بہیجا کہ اپنے اور آپکے دشمن کو
مارنے پہر آنجناب نے کچہہ تعرض نہ فرمایا یہ ماجرا رمضان شریف مین ہوا اور جناب
مرتضوی اس رمضان مین ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام کے دولتخانہ مین
روزہ افطار فرماتے اور ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے یہان اور
ایک روز عبد اللہ ابن جعفر طیار کے پاس اور تین چار لقمون سے زیادہ تناول
نہ کرتے اور ہر وقت یہ ظاہر ہوتا تہا کہ آنجناب آمادہ سفر ہین اور تاریخ ہفتت کی
آپکو انتظار ہے اور ابن ملجم کوفے مین جب آیا تو کبہی کبہی جناب امیر علیہ السلام کے
حضور مین باریاب ہوکر بیت المال سے کچہہ مانگ بہی لیجاتا تہا اور آنجناب بعض اوقات
فرماتے تہے کہ جسکو جناب سلطان الانبیا رسول خدا نے اس امت کا اشقی الناس
فرمایا ہے وہ یہی ابن ملجم ہے چنانچہ ایک دن آپ کے حضور سے کچہہ مانگ لے چلا
اُسوقت آپ نے فرمایا کہ واللہ میرا قاتل یہی ہے اسپر جانثارون نے عرض کیا کہ
اگر حکم ہو تو ہم مار ڈالین آپ نے فرمایا کہ قبل از وقوع جرم سزا دینی نہین پہونچتی اور
بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیز مانع ہے میری ڈارہی کے

خون سے رنگنے والیکو کہ وہ آتا ہنین اور رگاہے کمال تمنا سے فرماتے کہ وہ دن
کون ہوگا کہ بدبخت ترین اس اُمت کا اپنا کام تمام کرے یہ اشارہ اُسطرف ہے
جوکہ مسند امام محمد وغیرہ کتب معتدہ حدیث مین وارد ہی اور مسند امام احمد اور مستدرک
حاکم مین عمار ابن یاسر سے مروی ہی اور ایوب علی و طبرانی نے عثمان ابن حبیب روی
اور خود جناب امیر سے اور جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہی کہ جناب
رسالتمآب علیہ الصلواۃ والسّلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی امتون سے بڑا بدبخت مرد
سرخ رنگ قد آور ابن سالف تہا جسنے ناقہ صالح علیہ السّلام کو پے سپر کیا کوچے اُسنے
کاٹ ڈالے اور اس اُمت مین بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو محاسن علی مرتضیٰ کو
خون سے آلودہ کرے گا چونکہ حضرت ولایت مآب کو اپنی شہادت پر حسب ارشاد
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یقین واثق تھا لہذا شب نوزدہم رمضان شریف
آنجناب باربار اُٹھہ اُٹھہ آسمان کو دیکھتے اور فرماتے تھے کہ واللہ مین نے جھوٹ
ہنین کہا اور نہ مجھہ سے کہنے والے نے جھوٹ کہا ہے یہ وہی رات ہے جس کا
مجھہ سے وعدہ ہے حضرت امام حسن علیہ السّلام فرماتے ہین کہ اس رات کو جناب
ولایت مآب فرماتے تھے کہ آج کی رات مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ میرے منتظر ہین اور ترجمہ صواعق مین ہے کہ حضرت امیر علیہ السّلام نے
فرمایا حسن علیہ السّلام سے کہ آجکی رات مین آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھا اور جو
کچھہ اُمت سے مجھے پونچا تہا بیان کیا آنحضرت سنے فرمایا انکے حق مین دعا کر اللھم
ابدلنی بھم خیرا لی منھم وابدلھم لی شرا لھم یعنے بار خدایا بدل دے اُنسے بہتر مجھکو
اور بدل دے انپر ایسا شخص جو مجھہ سے بدتر ہو انکی نسبت اور جب صبح صادق

یا کا ذب نمودار ہوئی تو جناب سلطان الولایت گہر سے باہر تشریف لانے لگے
وہان بطین تہین وہ خلاف معمول چلانے لگین آنجناب نے فرمایا کہ میرے فراق
مین چلاتی ہین پس یعین ہی شاہ ولایت گوہر دریائے نبوت آفتاب برج رسالت حامل
عہدۂ شہادت الصلواۃ فرماتے ہوئے لوگون کو نماز کے واسطے جگاتے ہوئے
برآمد ہوئے شبیب ملعون گہات مین لگ رہا تہا آپ پر ہاتہہ چلایا مگر تلوار ستون
پر پڑی توٹ گئی اور وہ بہاگ کر گہر پہونچا ایک مرد بنی امیہ نے اسکو تہ تیغ کیا اُسی
ستون کے آڑمین ابن ملجم خارجی مردود لعنۃ اللہ علیہ کہڑا تہا اُسنے تلوار چلائی کہ سر
مبارک پر اس مقام پر لگی جس جگہہ عمرو ابن عبدود کے ہاتہہ کا زخم تہا جناب شیر خدا نے
بفور ارشاد کیا فزت برب الکعبۃ یعنی مین بخدا اپنی مراد کو پہونچا - اور بعض روایات مین
ہے کہ عین نماز مین اُسنے تلوار ماری بالجملہ آنجناب کو مجروح اُوٹہا لائے اور مسجد
کے لوگون نے کہ آواز تکبیر سے جاگ اُوٹہے تہے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا اور بعد تجہیز
و تکفین جناب امیر علیہ السلام اسکے ہاتہہ پیر کاٹ کے جلا دیا لعنۃ اللہ علیہ وعلی من
یتبعہ کذا فی اخبار الدول - اور آنجناب جب مجروح گہر مین جلوہ فرما ہوئے تو حضرت
حسنین علیہم السلام کو بلا کر فرمایا کہ تقوے الٰہی پر مضبوط رہنا اور دنیا کے طرف متوجہ
نہونا اور دنیا کے نقصان سے آزردہ خاطر نہونا اور بیکسون پر شفقت کرنا اور حق
بات مین کسی کا خوف نکرنا اور محمد ابن حنیفہ کی نسبت ہی فرمایا کہ تمہی یہ نصیحت یاد رکہنا اور ان
دونون بہائیون کی تعظیم و توقیر کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہین پہر آپ مصروف بہ تہلیل
و تسبیح ہوئے اگرچہ زخم کاری نہ تہا مگر زہر نے اثر کیا آخر اکیسوین رمضان سنہ ۴۰
شب یکشنبہ اس عالم ناپایدار سے نہضت فرمائے حظیرۃ القدس ہوئے +

اور علامہ سیوطی نے لکہا ہے کہ تین چار خارجیون نے مکہ معظمہ مین عہد و پیمان باہم
کیا تہا عبدالرحمن ابن ملجم نے کہا کہ مین حضرت سیدنا علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو اور
بکرخواہ برک ابن عبداللہ تیمی نے کہا مین معاویہ ابن ابی سفیان کو اور عمرو ابن
بکر تیمی نے عہد کیا کہ مین عمرو ابن عاص کو قتل کرونگا چنانچہ بکر نے تلوار معاویہ کو
ماری ورک مین لگی اور عروق نکاح کٹ گئی کہ پہر اولاد نہوئی اور عمرو ابن بکر تیمی نے
عمرو ابن عاص کے مارنیکو مسجد مین آیا لیکن عمرو بن عاص کے رات کو درد پیٹ
مین رہا کہ وہ نماز صبح کو نہ آیا ایک مرد تیمم نے نماز پڑہائی عمرو ابن بکر نے اسی کو
مار ڈالا اور ابن ملجم نے جناب ولایت مآب کو شہید کیا کذا فی اخبار الدول۔
غرضکہ حکومت اہل اسلام کی پورپ سے پچہم تک پہونچگئی۔ باوصف اسکے کہ
مسلمانون کی بے سامانی اور انکا فقر اور اسپر بڑا طرفہ یہہ تہا کہ صلاح جنگ بھی
کثرت سے نہی اور انکی عدم وقفیت قواعد حرب وضوابط جہانگیری سے اور انکی
قلت کہ صرف عرب ہی کے کافرون کے مقابلہ مین لاکہون کڑورون حصہ تہی
اسکے علاوہ مخالفون کی کثرت اور اونکی دولت اور اہل روم وایران کی جاہ
وحشمت وعلم وحکمت وقواعد حرب وضرب وجہانگیری کی مہارت کے سوا اوس
بغض وعداوت کو دہیان کرنا چاہیئے جو علانیہ مذہب کے تعرض سے برپا ہوتا
ہے کہ ایک رزیل بہی جان دینے اور گہربار لٹا دینے کو موجود ہوجاتا ہے چہ جا
ئیکہ اور اشجعہ اب دیکہنا چاہیئے کہ باوصف ان باتون کے اسطرحکی حکومت
اسلام کس دہوم دہام سے عرصہ ظہور مین آئی کہ تیس[۳۰] تیئس[۲۳] برس کے اندر عرض
مین دس بارہ درجہ سے کہین تینتالیس[۴۳] چوالیس[۴۴] درجہ تک جیسے باب المندب سے

بلاد یونان اور حدود ملک اندلس تک اور کہین پچاس درجہ تک جیسے ترکستان کی
حدود شمالی تک اور طول مین لنصف النہار لندن سے تیس درجہ غربی لیکر کہین
ستر درجہ تک جیسے حدود شرقیہ فارس تک اور کہین بیاسی درجہ تک جیسے حدود
شرقیہ ترکستان تک جو زہ اقتدار خلفاے راشدین مین اسطرح آگیا کہ اگلی حکومتونکا
نام ونشان بھی باقی نرہا اور بوجود لااکرہ فی الدین کے عموماً توحید کا مذہب پہیل
گیا پہر لحاظ کرو اسباب کو کہ ملک فارس اور اندلس بلکہ جزایر خالدات سے کہ ربع
مسکون کی حد غربی یہی ہے تا جزایر شرقیہ چین کہ یہ ربع مسکون کی حد شرقی ہے
طولاً اور سواحل جنوبیہ افریقہ اور جزایر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہین پنتالیس
اور کہین پچاس اور کہین چپن ساٹہ درجے تک بلکہ بعض جگہہ کچہہ اوپر تک جیسے
دیار بلغار تک عرض شمالی مین کتنے بڑے صوبون کے موافق وہ ملک جو خوب
آباد تہے باقی رہا ہوگا جہان ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانون کی حکومت
نہین ہوئی ہو اور ایسے نہین جسطرح نادرشاہ کی بلکہ کمتر کوئی مقام ہوگا جہان
مسلمانون نے سو برس سے کم حکومت کی ہوگی گو کہ کہین شعائر اسلامیہ جاری
کیے ہون اور کہین صرف جزیہ پر اکتفا کی ہو چنانکہ اکثر ولایت فرنگ مین اور یہ
باتین تو تواریخ نصاریٰ اور جغرافیہ سے بہی بخوبی ثابت ہوسکتی ہین اور اسی کا
اشارہ کلام مجید مین ہے۔

ہوالذی ارسل رسولہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولوکرہ
المشرکون۔ یعنی خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین بنانے کو
بہیجا تاکہ اوپر کردے سچے دین کو سب ادیان پر اگرچہ مشرکون کو ناگوار ہو اور

یہ تو بظاہر ہے کہ از روی برہان عقلی لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا ٹھیرا ہے اسطرح
نہ ثنویت کا عقیدہ ہے نہ تثلیث کا اور نہ شگن اور پاشنی کا بلکہ یہ تینون عقیدے
بدلایل عقلیہ باطل ٹھہرتے ہین خیال کر لیا جاے کہ سیکڑون ہزارون ہی برس سے
ثنویت زردشتونکے پاس اور شگن و پاشنہ ہندؤن اور چینیون مین اور تثلیث
عیسائیون مین ضروریات التزانیہ مین داخل ہے پر لا الہ الا اللہ کا مضمون بدو فرادانی
نوع انسانی سے اتبک کسی کے عہد مین دنیا مین مشرق سے مغرب تک اسس
کیفیت وکمیت سے نہین پہیلا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
مین پہیلا اور اگر کہین پہیلا ہو تو کوئی بتلا سکتا ہے۔
الحاصل پہلے اسلام مین خلافت ہی بدون ملک کے پہر ملک رہگیا بدون خلافت کے
اور بعد امیر معاویہؓ کے جب بنی امیہ نے اپنی اگلی چال دینداری چہوڑ دی اور خواہش
نفس و دنیا طلبی اختیار کر لی تو لوگ ناخوش ہوگئے۔ پہر عباسیہ کا غلبہ ہوگیا
ان کا زمانہ عدل وانصاف سے خالی نہ تہا اقامت احکام شارع علیہ السلام مین کوشش
کرتے رہے گو خود کیسے ہی تہے اللہ پاک پروردگار عالم نے انہین برکت بخشی کل
روے زمین کے بادشاہ ہوگئے مگر جب انکی طبیعت مین اثر سلطنت نے اپنا رنگ
ڈہنگ دکہلایا آپسمین بغض وعداوت ہوگیا اور دینداری گہٹ گئی خودی اور
نا انصافی نے اپنا پاؤن پہیلایا انکی حکومت بہی گئی اور خلافت مٹ گئی صرف نام
ہی نام رہگیا اور جب عصبیت عرب بہی جاتی رہی تو یہ نام بہی نہ رہا نری سلطنت رہگئی
مشرق مین شاہان عجم تبرکاً مطیع خلیفہ رہے سارا ملک مع القاب سلطنت
وغیرہ انہین کے دست نگر تہا۔

اور اسی طرح کا ماجرا مغرب مین گذرا وہان عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بنی امیہ اندلس چلے گئے ہوئے تھے انکی اور انکی اولاد کی سلطنت وہان بڑی شوکت زور وشور کی ہوئی بہت سے ممالک فرنگستانی فتح کئے اور قرطبہ دارالسلطنت اوایل مین مقرر ہوا وہ سلطنت اسلام اوس خاندان مین اور بعد زوال اوس خاندان کے اور خاندانون مین قریب اٹھہ سو برس کے بڑی قوت وشوکت سے رہی یورپ یعنے فرنگستان کے عیسائی سلاطین متعددہ کے ممالک جمع کر کے وہ سلطنت کی بنا رقایم ہوئی قریب کل سلطنت اسپانیول اور پرتگال۔ و فرانس و اطالیا و صقالیا وغیرہ کے کچھہ کچھہ ممالک شامل دارالسلطنت اسلام ہوگئے ✤

اس عرصہ دراز کی سلطنت مین اون بلاد مین نامی گرامی علمار محدث و فقہار و اہل سلوک پیدا ہوگئے عموماً علوم وفنون وصنعت وحرفت وغیرہ کی اشاعت ہوئی لیکن باہمی اہل اسلام کے نفاق اور شقاق سے مشیت ایزدی نے اوس سلطنت کو ایسا میٹا کہ فی الحال اون ملکون مین اسلامی سلطنت کا نام ونشان نرہا اس نفاق وشقاق وخود پرستی سے جو لوگون نے کفران نعمت کیا اور اس آسایش وآرام وعزت وشوکت اسلام جو باہمی اتفاق سے پیدا ہوتا ہے ونام در سلطنت اسلام سے حاصل ہوگیا تھا اسکا شکر نعمت بھول گئے ناعاقبت اندیشی سے آخرش اون ملکون مین سلطنت اسلامی مٹ گئی اور لوگون مین افلاس آگیا جمعیت مین تفرقہ پڑ گیا بسبب دین رونق اسلام جاتی رہی لوگون مین ضعف آگیا۔

عیسائیان فرنگ سے جنکی عملداری وہان ہوگئی تھی انہون نے موقع پاکر کل اختیار

کہانے پینے پہننے اوڑہنے وغیرہ کی تجارت اپنے قبضۂ اقتدار مین کر لی تہی بجز انہین لوگون کے کسی کو کہانیکی چیز میسر نہ آتی تہی باوجود روپیہ اشرفی کے کہانا نہین ملتا تہا جو لوگ نکل سکے وہان سے چلے گئے اور بہتیرے لوگ اپنے گہرون کے دروازہ بند کر کے بہوک پیاس کے صدمہ سے مر گئے ولیکن اُن لوگون کو کچہہ رحم نہ آیا +

ظلم کی مذمت

از [illegible] اخلاق

سپے ظالم ہے آثار قیامت آہ مظلومان — سحر محشر کی ہے یا شام شامت آہ مظلومان
ہے قہر آسمانی کی علامت آہ مظلومان — دکہا دیتی ہے تصویر ندامت آہ مظلومان
ستمگر کو چاہیے مظلوم کی فریاد سے ڈرنا — کہ آسان بگینا ہون پہ ہے کب جور و ستم کرنا
نہین مظلوم کی ہے آہ کم شمشیر بُران سے — کمان و تیر سے ناوک فگن سے نوک پیکان سے
نہین کچہہ اسکی تیزی کم ہے برق آتش افشان سے — شرر سے شعلۂ آتش فگن سے آہ سوزان سے
یہہ وہ کالی بلا ہے جسکی سر پر آئے آفت ہو — قیامت ہے قیامت ہو قیامت ہو قیامت ہو
دعا مظلوم کی مقبول باری جلد ہوتی ہے — دل مغموم کی مطلب برآری جلد ہوتی ہے
ہے جنہین ظلم کی خو انکی خوار ی جلد ہوتی ہے — موثر دل مین حق کی آہ و زاری جلد ہوتی ہے
گہلا دیتی ہے جان سرکشان کو آہ کی گرمی — مٹا دیتی ہے سختی سنگدل کی ضبط کی نرمی
اسی کے زور نے شیرون کا پتا کر دیا پانی — اسی کے نام سے اہل ستم کو ہے پشیمانی
کیا نازل اسی نے سرکشون پر قہر ربانی — ہوئے برباد اسی سے ظلم و جبر قہر کے بانی

وہ غافل ہین نہین جو آہ مظلومان سے ڈرتے ہین — ہین مردود وجہان جو بیکسون پر ظلم کرتے ہین

یہ وہ پرکالۂ آفت ہے جس سے کال ڈرتا ہے — گدا و بے نوا و شاہ خوش اقبال ڈرتا ہے

غریب و مفلس و اہل زر خوشحال ڈرتا ہے — اسی سے خاطر فوج عدو پامال ڈرتا ہے

رسائی آہ مظلومان کی جب عرش بریں تک ہو — تو مقبول خدا کیون کر نہو اسمین کسی شک ہو

سر ظالم پہ آہ بے نوا بنکر بلا پہونچے — ہدف پر تیر کے مانند خود آہ رسا پہونچے

ہوا جو محو فریاد اسکی خالق تک صدا پہونچے — تو پھر کیونکر نہ ظالم کی سزا بنکر قضا پہونچے

اثر سے اپنے ہرگز آہ مظلومان نہین خالی — سیہ بختی ظالم بن گئی ہے یہ بلا کالی

جو ظالم ہین نہ اپنے قوت بازو پہ اترائین — سمجھکر زار وردون کو نہ اپنا زور دکھلائین

کرین خوف خدا دین غریبونکو نہ ترسائین — نہ چھیڑین بیکسون کو کہ خود فوراً سزا پائین

حکومت پاکے حکمت سے نہ چلنا بیجیا ہے — ستاتے ہین وہی بیکس کو شامت جنکی آئی ہے

حکومت کی اگر کرسی ملے شکر خدا کیجے — عنایت کی نظر مجبور پر صبح و مسا کیجے

خیال انصاف کا ہو ترک عادات جفا کیجے — نکو نامی کا سامان ہو یہی دل سے دعا کیجے

ایاز قدر دانی نے قدر اپنی آپ ہی جانی — اسی سے ہو گیا محمود کی نظرون مین لاثانی

ہوئی جب ظلم کی بیاری مہلک ہلاکو کو — مثال تیغ افشان تھی جنبش چین ابرو کو

پسند آئی تھی خوے ظلم ایسے شاہ بدخو کو — امان تھی گھر مین انسانکو نہ راحت بن مین آہو کو

مگر جب آہ مظلومان ہوئی خود خشمناک آخر — ہو تفضیح و ذلت سے ہلاکو بھی ہلاک آخر

کہان ضحاک ظالم کا رہا ظلم و ستم باقی — کہان راون کی ہے تیغ دو دم کا آب و سم باقی

کہان ہے ظالمان دہر کا جاہ و حشم باقی — فقط اونکی روحون کو ہے بدنامی کا غم باقی

کیا تھا ظلم جس نے اسکو مارا آہ بیکس نے — تھا حاصل زور جسکو کر لیا زیر اسکو بیبس نے

اثر کرتی ہی آہ غم رسیدہ جا کے پتھر مین ۔ مثال تیر گہس جاتی ہے جسم کوہ پیکر مین

سماتی ہے ہوا سے سرکشی جس شخص کے سر مین ۔ خدا کا قہر اسکو پست کر دیتا ہی دم بہر مین

جو نادر شاہ بار ظلم اوٹہا کرے چلا ہے پر ۔ دعاے غم رسیدہ لیکی جا پہونچی بلا بہ پر

اکڑنا زور پر زیبا نہین اولاد آدم کو ۔ جو ظالم ہے پہونچ جاتا ہی سیدہا ہی جہنم کو

نہین حاکم کو واجب ہی ستانا صاحب غم کو ۔ پسند اصلا نہین یہ بات ہی خلاق عالم کو

ہوا مقہور باری جو غریبون سے چلا لڑنے ۔ کیا نمرود کو بیجان اک ادنی سی مچہر نے

غضب ہی دیدہ و دانستہ ہی لوگون سے شر کرنا ۔ غریبون پر ستم کی قہر کی ہر دم نظر کرنا

پئے عبرت بجا ہی حال ظالم کی خبر کرنا ۔ دل ظالم پہ ہے کام اس نصیحت کا اثر کرنا

گری اکڑی جب زمین آسمان سو جہے ۔ نہین شک پہر پہلی آہ مظلومان کی تب جو جہی

خبردار اے عزیزو پاکے مال و دولت و حشمت ۔ نہ سیکہو خوی ظلم و قہر و جور و شورش و بدعت

اگر حق سے ڈرو گے پہر نہو گی ذلت و خفت ۔ رہیگا خلق مین قایم نشان عظمت و عزت

نہ جب مظلوم ہوگا خوف اسکی آہ سے کیسا ۔ نہین جو چاہ کن ہی رنج اسکو چاہ سے کیسا

نہین واجب ہی اتنا نشتر جلاد سے ڈرنا ۔ ہی زیبا دل سے آہ بیکس ناشاد سے ڈرنا

غریبون کو دکہہ دینا زیبا نہ کو ستانا ہے ۔ جلانا انکے دل کا شہر کو گویا جلانا ہے

مرد جسپر خدا کی ہو نا انکا تو انکو سمجھو ۔ نہ دی ظالم کو جو گالی نہ اسکو بیزبان سمجھو

تمت تمام



حصہ سوم

قدیم زمانہ کے علماء کے نصایح بادشاہان زمانہ کی حکایتیں

بادشاہان زمانہ اور حکام وقت کے روبرو سچی بات وہی کہہ سکتا ہے جو بیم سر اور امید زر نرکھتا ہو۔

وہ واعظ نصیحت کرے شاہ کو	ہر اک بات سے جو کہ ہو بے خطر
نہ عزت کا غم ہو نہ ذلت کا پاس	نہو بیم سر اور نہ امید زر

حکایت

ایک عورت ضعیفہ کسی مقدمہ مین حجاج بن یوسف ظالم کے روبرو پکڑی آئی حجاج نے حسب العادت اپنے اوسکی نسبت قتل کا حکم دیا حاضرین نے بڑھیا کی تعریف کی

کہ یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتی ہے حجاج نے بڑھیا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر تو ابھی
وقت کوئی آیت قرآنی مجھکو سنائے تو قتل سے بچ جائے وہ بولی اذا جاء
غضب اللہ والفتح ورایت الناس یخرجون من دین اللہ افواجا۔ یہ تقریر
سنکر حجاج بولا کہ یہ تو نے کیا غضب کیا ہے کہ قرآن بدلدیا ہے اذا جاء نصر اللہ
والفتح کی جگہہ اذا جاء غضب اللہ والفتح سنایا ہے یدخلون فی دین اللہ کے مقام پر
یخرجون من دین اللہ بنایا ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ برخوردار وہ زمانہ سیدابرار
احمد مختار صلعم کا تہا کہ جب اذا جاء نصر اللہ والفتح کی آیت نازل ہوئی ہزاروں کفار دین
الٰہی مین داخل ہوئے اب جو عبدالملک کی حکومت اور تیری امارت سے ہے لگے
مسلمان مصیبت مین گرفتار اور مسلمانی سے بیزار ہین اب اور کون اس دین مین داخل
ہوگا پس اب یدخلون کا موقع اب کہان رہا بلکہ یخرجون کا وقت آپہونچا ہے یہ
بات سنکر حجاج شرمسار ہوا اور بڑھیا کے خون سے درگذرا۔

نصیحت۔ ظالم و متکبرون کے ساتھہ نرمی سے پیش آنا منع ہے بلکہ لازم ہے
کہ جب انکے پاس جائین بہ بے اعتنائی وغرور پیش آئین کیونکہ اگر تم ان کے
روبرو بعجز و نیاز پیش آؤگے تو وہ اور زیادہ ظالم متکبر ہوجائینگے۔

تم بہی بنجاؤ وہی ہو جسطرح کا آدمی دشمنون سے دوستی اور دشمنی دشمن کیساتھہ	سرد سے سردی کرو اور گرم سے گرمی کرو سخت سے سختی کرو اور نرم سے نرمی کرو

حکایت

ایک اعرابی سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا اس سے سلیمان نے کہا کچہہ فرمایے

اوس نے کہا کہ اے امیر المومنین مین آپ سے کچہہ کہتا ہون اوسکو برداشت کرنا اور
اگر بُرا مانوگے تو پچتاؤگے کہ ہم نے برداشت کیون نکی سلیمان نے کہا ہمارا حلم تو اتنا
وسیع ہے کہ جس شخص سے نصیحت کی توقع نہین ہوتی اور احتمال دغا کا ہوتاہے اوسکے
ساتہہ بہی حلم کرتے ہین تو جو شخص ہماری نصیحت کے لیئے کہیگا اور ہم سے کچہہ فریب
نکرے گا تو اسکے ساتہہ حلم کیون نہ برتین گے۔ اعرابی نے کہا اے امیر المومنین آپکے
گرد وپیش جو ایسے لوگ مصاحب ہین کہ اونہون نے اپنی جانون کیلیئے برائی اختیار کی
اور دین بیچ کر دُنیا مول لی اور تمہاری رضامندی خدا ے پاک کی خفگی کے عوض اختیار
کی اللہ پاک پرور دگا عالم کے باب مین تو تمہارا خوف کیا اور تمہارے باب مین اللہ
تعالے کا خوف نکیا آخرت کے ساتہہ لڑائی اور دُنیا کے ساتہہ صلح پسند کی تو جس چیز
پر پاک پروردگار عالم نے تمکو امین کیا ہے تم اوسپر اون لوگون کو امین نکرو کہ اونہون
نے امانت کے ضایع کرنے اور اُمت کے ذلیل وخوار کرنین کوئی دقیقہ نہین چہوڑا
اور تم سے اونکے اعمال کی باز پرس ہوگی اور اون سے تمہارے اعمال کا سوال
نہوگا تو تم اپنی آخرت بگاڑ کر اونکی دنیا درست نکرو کیونکہ لوگون مین زیادہ ترخسارہ
اوسکو ہی ہے جو دوسرے کی دُنیا کے بدلے مین اپنی آخرت کہو بیٹہے۔

اور دُنیا سے اصل مقصود کیا ہے اگر یہی بات ہے کہ کہانا اچہا کہانیکو ملجاے تو چارپاۓ
بشکل آدمی کہلاتا ہے کیونکہ کہانیکی حرص حیوانون کا کام ہوتا ہے اور اگر اچہی پوشاک
زرق برق پہنے تو عورت بصورت مرد کہلاےٴ کس لیئے کہ زیبایش اور آسایش
بناؤ سنگہار عورتون کا کام ہوتا ہے۔ اور اگر خدمت گذاری کے وجہہ اطاعت کیجاۓ
تو جاہل بشکل عاقل ہوتا ہے۔ اگر عقلمند انسان ہو تو جان سکتا ہے کہ محکوم اور خدمت

گذارا اپنا پیٹ بہرنے اور خواہش دنیوی کے لیئے خدمت کرتے ہین اگر ایک دن بہی اونکو کچہہ حاصل نہو تو اوسکے گرد نہ بہٹکین - تو اوسکی خدمت و اطاعت جو کرتے ہین یہ اپنی خواہش کا پابند ابنا رکہا ہے اور وہ جو بندگی کرتے ہین اپنی ہی خواہش کی دیکہو اگر کہین وہ افواہ سُن پاتے ہین کہ اب تہوڑے زمانہ مین حکومت کسی دوسرے کو ملا چاہتی ہے تو اس سے مُنہہ پہیر لیتے ہین اور اوس کا تقرب بہزار حیلہ و کوشش کرکے دہونڈتے ہین اور جہان کہین روپیہ پیسے ملنے کا گمان ہوجاتا ہے وہان بندگی اور خدمت کرنے لگتے ہین - پس دراصل اسکا نام خدمت کرنا نہین بلکہ اُس پر ہنسنا ہوتا ہے اور عاقل وہی شخص ہے جو اون کامون کی رُوح اور حقیقت کو خوب جان جائے اور دنیا طلبیون و خواہشمندون و خودغرض و بد عہد لوگون کی مصاحبت سے حذر کرتا رہے اور اونکے فریب وغیرہ سے بچے۔

سہ خصلت است بد در نہاد بشر	کزان نفس را میل باشد بشر
یکی نقض عہد است کاندر وجود	از و خصلتی نیست مذموم تر
دوم مکر کردن سوم حلیت یعنی	لز و دین و دانش بود در خطر
کرت ہست مردی و ہوش و خرد	ازین ہر سہ خصلت حذر کن حذر

حکمت ایماندار انسان چار چیزون سے چار چیزون کو پاک رکہتا ہے اوّل دلکو حسد سے دوم جہوٹ و غیبت سے زبان کو تیسرے شکم کو لقمہ حرام سے چوتہے اعمال کو ریا سے -

اولاً دل کو حسد سے پاک رکہہ	سدا ازان دہو کذب و غیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے	پیٹ مت بہر کہا کے مال بندگان
کر عمل دنیا مین بے روئے وریا	تا تجہے حاصل ہو فخر و عز و شان

حکمت ۔ جسطرح کہ بدلوگون کی صحبت سے بچنا ضروری ہے اسی طرح انکے افسانون اور قصون وکتابون کا سُننا اور دیکہنا منع ہے کہ انکے سُننے اور دیکہنے سے دیر کدورت آجاتی ہے طبیعت گہبراتی ہے ✦

بے خبر بدون کی اُلفت چہوڑ دی		بہاگ ان کی دوستی سے ہر زمان	
مُنھ نکرنا پاک اسکے ذکر سے		نام لیکر مت بگاڑ اپنی زبان	

حکایت

ایک روز ہشام بن عبدالملک شکار کرتا ہوا نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے گہوڑا ڈالا ہرن تو ہاتہہ نہ آیا وہان ایک لڑکا بکریان چرا رہا تہا ہشام نے لڑکے سے کہا کہ تیرے پاس ہرن ہی لے آ لڑکے نے کہا کیا تیری سوت آئی ہے جو میرے طرف حقارت نظر کی اور رہبہ سے معاشرت حقارت کی تیری گفتگو جباری اور فعل تیرا غداری ہے ہشام نے کہا او چہوکری تو مجہکو پہچانتا نہین ہے اوس نے کہا تو نے تو بے ادبی سے پہلے ہی اپنے تئین پہچنوا دیا کہ بغیر سلام علیک کے بات کرنا شروع کر دی ہشام نے کہا مین ہشام بن عبدالملک ہون لڑکے نے کہا خدا تیرے گہر کے قریب نہ لیجائے اور نہ کسی زندہ کو تیری قبر دکہلائے وہ یہ کہہ رہا تہا کہ خدم وحشم ہشام کا آ ہی پہونچا اور ہشام نہایت غصے مین آگ بگولا ہو کر لوگون سے کہا کہ اس لڑکے کو ساتہہ لے آؤ وہ جب دارالخلافت مین پہونچا سب وزیر و امیر و ارکان دولت نے ہر ایک آداب خلافت بجا لایا مگر وہ لڑکا چپ چپ سر جہکائے کہڑا رہا آخرش وزیر و ارکان دولت نے لڑکے سے کہا او کتے عرب کے کس چیز نے باز رکہا ہے تجہکو امیرالمومنین پر سلام کرنے سے اوس نے کہا او پالان

گدہے کے اتنی دور سے چلتے چلتے میرا دم چڑہگیا ہے جو اس ہانکانے نہین ہین
بعض ندمانے کہا او گدہے کے بچے بہت فضول تو بکا امیر المومنین کے سامنے اور
اونسے لفظ بلفظ تو نے تخاطب کیا اوس نے جواب دیا او بہو کے سنگستان کے
اور سُرمہ لگانے والے سب بے فرزند کیا تو نے نہین سُنا قول اللہ پاک کا اپنی کتاب منزل
مین اپنے بنی مرسل پر یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسہا پس جب پاک پروردگار عالم
کے سامنے آدمی جدال کرینگے اس بیچارے ہشام کی کیا حقیقت ہے کہ اون
سے کوئی لفظ بلفظ تخاطب نکرے اسبات کے سنتے ہی ہشام کو اور غصہ کی آگ
بہرک اوہٹی اور حکم دیا کہ ہمین ہمارے روبرو اسکا سراوڑا ڈالو جلاد طلب ہوا اور نطع
بچہا کر اوسپر وہ دراز کیا گیا اور جلاد نے تین مرتبہ پوچہا یا سید میرے مین تمہارا بندہ
ذلیل لب گور ہون کیا اسکا سر کاٹ ڈالون اور مین بری ہون اسکے خون سے
ہر مرتبہ ہشام نے کہا کاٹ ڈال اوسکا سر تن سے جدا کر مگر تیسرے مرتبہ جب حکم
دیا تو وہ لڑکا پڑا پڑا ہنسنے لگا تب ہشام نے کہا پہر اوسکو کہڑا کرو جب وہ کہڑا ہوا تو
کہا او چہوکرے مرنے پر تو ہنستا ہے اور جینے پر تو لڑتا ہے کیا تو مجہہ سے چہل
کرتاہے یا اپنے نفس سے مسخراپن کرتا ہے لڑکے نے کہا پہلے میری دو باتین سُن
لیجئے پہر جو جی چاہے سو فرمایئے گا حکم دیا کہہ اوس نے کہا یہہ میرا اول وقت
ہے آخرت کا اور آپکا آخر وقت ہے دنیا سے آدہر آیئے اگر اس مدت مین کوتاہی
ہوئی یا اجل مین کچہہ تاخیر ہوئی تو آپکی گفتگو کچہہ مجہے ضرر نکریگی نہ تہوڑی نہ بہت
لیکن مجہے چند اشعار یاد آگئے ہین اسکو آپ اپنے گوش دل سے سُن لیجئے

تیقنت ان الباز علق مرۃ	عصفور برساقۃ المقدور

فقال له العصفور ما في المغارة	والباز منهمك عليه بطيبه
ما يغني المملك شبعه	ولئن اكلت فانني لحقير
فتعجب الباز المذل لنفسه	عجبا و اقلت ذلك العصفور

ہشام یہ سُنکر ہنستے ہنستے لوٹ گیا اور کہا خدا کی قسم اگر ابتدا سے یہ اسطرح گفتگو کرتا تو سوا خلافت کے جو کچہہ مانگتا مین اسکو بخش دیتا پھر کہا او چھوکرے اپنا مُنھ کہول جب اوس نے منھ کہولا تو موتی و جواہر سے اوسکا مُنھ بہر دیا اور نقد و جنس و خلعت پہناکر رخصت کیا +

ہشام بن عبدالملک بدمزاج تہا اور حضرت زید بن زین العابدین بن حسین بن علی رضوان اللہ تعالی عنہم نے اسی کے عہد مین شہادت پائی۔

ایک مرتبہ اس نے اس تزک و شان کے ساتہہ حج کرنیکے لیئے مکہ معظمہ گیا کہ چھہ سو اونٹ صرف اسکی پوشاک و تجمل کے اسباب کا لدا ہوا ساتہہ تہا اسپر سلطنت کے اسباب کا خیال کر لینا چاہیئے کہ کسقدر رہا ہوگا انیس برس اس نے حکومت کی اکہتر برس کی عمر پائی سنہ ۱۲۵ ہجری مین مرگیا لیلی مجنون اسکے ہم عہد تہے۔

حکمت - چار چیزون کے استعمال سے بادشاہ کی ہیبت جاتی ہے بے رعبی ظہور مین آجاتی ہے۔ اوّل ہزل و تمسخر۔ دوسرے سفلون کی صحبت تیسرے عورتون کی محبت۔ چوتہے کار بے مشورت۔

بادشاہ سے کوئی بھی ڈرتا نہین	ہوا اگر ہزل و تمسخر درمیان
رعب کہو دیتی ہے شاہنشاہ کا	صحبت بد اور محبت بازنان

فائدہ - بادشاہ ہر وقت محکمہ شورہ کا محتاج رہتا ہے کہ ایک جماعت مردم کامل العقل

وافر الشعور اہل فراست وتجربہ کی اوسکے پاس ہو جسنے ہر مشکل امر مین معاملات رعایا مین مشورہ لیوے اس لئے کہ ایک کی تنہا عقل سے ایک جماعت کی عقل ہر طرح پر بہتر ہوتی ہے مشورہ لینے والا کبھی نادم نہین ہوتا جو مشورہ نہین لیتا یا لیتا ہے مگر اوسپر عمل نہین کرتا وہ ہمیشہ زک اوٹھاتا ہے مشیرون کا مومن ہونا چاہئیے صلاح نیک دین یہ اوسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ اہل مشورت ہی دیندار خدا ترس خیرخواہ اہل علم وفضل ہون چیلی چاپڑ جاہل اور خودغرض نہون اکثر سلاطین ورؤسا اسی طرح برباد ہوگئے کہ فقط اپنی رائے وہم وخیال پر کام لیا یا اون خوشامدیون کے مشورہ پر چلے جو لوگ اس کام کے لائق ہی نہ تھے۔

حکمت ۔جو انسان صرف اپنے وہم وخیال پر کام کرتا ہے وہ ایسا ہی جیسے کوئی سُننے والا گونگے سے خبر پوچھے۔

ازیقین کن کار اے اہل یقین	شو نہ اندر وہم پابند خیال
خواب دان ہمچنین خیال خویش را	گرتوئی بیدار دل اہل کمال

حکایت

عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی رح کو خلیفہ منصور نے بلوا بھیجا اور جب آپ آچکے تو نصیحت کا خواہان ہوا آپ نے فرمایا کہ امیرالمومنین مجھ سے حدیث بیان کی مکحول نے عطیہ بن بشیر سے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم اپنی رعیت کا بدخواہ مریگا اللہ پاک پروردگار عالم اسپر جنت حرام فرماویگا۔ اسے امیرالمومنین جس شخص نے حق کو برا جانا اوس نے خدائے پاک کو برا جانا اللہ تعالی حق مبین ہے

چونکہ پروردگار عالم نے تمہاری رعیت کے دلون کو تمہارے واسطے نرم کر دیا ہے کہ
تمکو انکی حکومت دی پس تمکو بھی لازم ہے کہ اللہ تعالی کے واسطے انکا حق بجا لاؤ اور
انصاف کے ساتھہ رہو اور انکی عیب پوشی کرو فریادیون کی فریاد سنو انکے لیے
اپنے دروازے بند نکرو اور پہرہ چوکی نہ بٹھاؤ اگر انکو آسایش ہو تو خوش ہو
اور اگر تکلیف ہو تو رفع کرو پہلے تمکو خاص اپنی فکر تھی اور اب اس تمام خلق اللہ کا
بار تمپر ہے عرب اور عجم اور کافر اور مسلم سب تمہاری قبضہ مین ہے اور ان مین سے
ہر ایک کا حصہ تمہارے عدل مین ہے اس صورت مین انکے جوق جوق کھڑے
ہو جائین اور کوئی تمہارے مصیبت ڈالنے یا کوئی حق دبا لینے کا شکوہ کریگا تو پھر
تمہارا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھسے حدیث بیان کی مکحول نے عروہ بن
رویم سے کہ سلطان الانبیا سرور عالم صلعم کے دست پاک مین شاخ تھی خرمیکی جس
سے آپ مسواک فرماتے تھے اور منافق لوگ اوس سے ڈرتے تھے آپ کے
پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یہ شاخ کیسی ہے جس سے آپ نے اپنی امت کی دل توڑے اور اونکو رعب
سے پر کر دیا اے امیر المومنین پس جو شخص انکی جلدون کو پھاڑے گا اور اونکے
خون ریزیان کرے گا اور اونکے شہر ویران کرے گا اور ملکون سے جلا وطن کریگا
اور اسکا خوف انکو غائب کرے گا تو اوسکا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھسے
سے حدیث بیان کی مکحول نے زیاد سے اور اونہون نے حارثہ سے اور حارثہ
نے جبیب بن سلمہ سے کہ سردار عالم سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات
پاک سے قصاص لینے کو ارشاد فرمایا یعنے آپ کے دست مبارک سے ایک اعرابی کو

نادانستگی مین صرف کہرو بخانگ گیا تھا آپ نے اعرابی کو بلایا اور فرمایا کہ مجہہ سے
قصاص لے اُس نے عرض کیا کہ مین نے آپ کو معاف کیا آپ پر فدا ہون
میرے والدین مین ایسا نہین جو آپ سے قصاص لیتا گو آپ مجہکو جان ہی سے
مار ڈالتے آپ نے اس کے حق مین دعاے خیر فرمائی۔ اے امیر المومنین اپنے
نفس کو اسی کے نفع کے لیئے ریاضت دو اور اسکے واسطے اپنے پروردگار سے
امن حاصل کرو اور اُس جنت کی رغبت کرو جسکا عرض آسمانون اور زمین کے
برابر ہے اور جسکی شان مین آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کسی کو
جنت مین سے ایک کمان کی مقدار کا ہونا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ اے
امیر المومنین اگر سلطنت تم سے پہلے لوگون کی پایدار رہتی تو تمکو نہ پہونچتی اسی
طرح تمہارے پاس بہی نرہیگی جیسے اورون کے پاس نرہی۔ اے امیر المومنین
تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا حضرت ابن عباس رض سے اس آیت شریف کی
تفسیر کیا منقول ہے ۔ مالہذ الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا۔
آپ نے فرمایا ہے کہ صغیرہ سے مراد مُسکرانا ہے اور کبیرہ سے مراد ہنسنا تو
جب مُسکرانا و ہنسنا صغیرہ کبیرہ ٹہیرے تو ہاتون کے اعمال اور زبانون کے
اقوال کا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مین نے سُنا ہے کہ جناب فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی بکری کا بچہ فرات کے کنارہ پر ضایع ہوکر
مرجاے تو مجکو ڈر ہے کہ کہین اُسکی پوچہہ مجہہ سے نہو تو اب فرمایئے کہ جو لوگ
آپ کے فرش ہی پر رہون اور تمہارے عدل سے محروم رہین تو انکا مواخذہ
تم سے کیسے نہوگا اے امیر المومنین تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا سے

اس آیت شریف کی تفسیر کیا آئی ہے یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے زبور مین ارشاد کیا کہ اے داؤد جب مدعی اور مدعاعلیہ تیرے سامنے بیٹھین اور تجکو اون مین سے ایک کی طرف میل ہو تو ہرگز اپنے دل مین یہ نہین سوچنا کہ حق اسی کو ملے اور دوسرے پر ہی فتح یاب ہو ورنہ مین تجکو اپنے نبوت کے دفتر سے میٹ دونگا پھر نہ تو میرا خلیفہ رہیگا نہ کچھ بزرگی پائیگا اے داؤد مین نے اپنے رسولون کو اپنے بندون مین ایسا کیا ہے جیسے اونٹونکے چرانے والے کہ وہ طریق حفاظت سے واقف ہوتے ہین اور سیاست نرمی سے کرتے ہین توٹے کو باندتیے ہین اور دُبلے کو چارہ پانی سامنے کرتے ہین۔ اے امیر المومنین تم ایسے امر مین مبتلا ہوئے ہو کہ اگر بالفرض آسمانون اور زمین پر پیش کیا جاتا تو اُسکے اٹھانے سے ڈر جاتے اور انکار کر دیتے۔ دیکھو مجھ سے حدیث بیان کی یزید بن جابر نے عبدالرحمن بن عمرہ انصاری سے کہ فرمایا جناب سرور عالم صلعم نے کہ جو حاکم کہ لوگون کے معاملات مین سے کسی چیز کا والی ہوگا وہ قیامت کے روز اسطرح لایا جائے گا کہ اُسکے ہاتھ گردن سے بندہے ہونگے اور اونکو بجز اُسکے عدل کے اور کوئی چیز نہ کہولیگی پھر جہنم کے پُل پر کھڑا کیا جائیگا اور وہ پل اُسکو ایک ایسا جھٹکا دیگا جس سے اُسکا جوڑ جوڑ اپنی جگہہ سے ہلجائیگا پھر حالت اصلی پر آجائیگا اور حساب لیا جائیگا تو اگر محسن ہوگا تو تب کہین اپنے احسان کے باعث سے بچ جائیگا اور اگر بدکار ہوگا تو پل اس جگہہ سے پھٹ جائیگا اور دوزخ مین ستر سال کی راہ نیچے جا پڑے گا۔ منصور سنکر

اپنا رومال منھ پر رکھہ لیا پھر اتار دیا اور ڈار ہین ماریں کہ مجکو بھی رولا دیا۔ پھر مین نے
کہا اے امیر المومنین آپ کے دادا حضرت عباس بن عبد المطلب نے سردار عالم
صلعم سے حکومت مکہ معظمہ یا طایف یا یمن کی مانگی تھی آپ نے انکو ارشاد فرمایا
کہ اے عم بزرگوار آپ اگر اپنے نفس کو مشقت سے دور رکھین تو اس حکومت سے
بہتر ہے جسکو آپ محیط نہو سکین یہ آپ نے حضرت عباسؓ کو اسلئے فرمایا کہ عم بزرگوار
کی خیر خواہی اور شفقت کا مقتضا تھا اور حضرت عباسؓ کو آپ نے یہ بہی خبر دی
کہ تمہارے لئے اللہ پاک پروردگار عالم سے مین کچہہ کام نہ آونگا یعنے جب آپ پر
وحی ہوئی وانذر عشیرتك الاقربین تو آپ نے حضرت عباسؓ وحضرت صفیہؓ
اور حضرت فاطمہ زہرہ رضہ کو فرمایا کہ اے عباسؓ واے صفیہؓ چچا پہوپی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور اے فاطمہؓ جگر گوشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ پاک سے مین تمہارے
کچہہ نہ کام آونگا مجکو میرا عمل مفید ہوگا اور تمکو تمہارا عمل۔ اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگونکی حکومت کا کام اسی سے بن آوے گا جو عقل کا
مضبوط اور تدبیر مین صایب ہو کوئی برائی اسکی ظاہر نہو اور نہ یہ خوف ہو کہ اپنی
قرابت کی حمایت کرے گا اور اللہ پاک پروردگار عالم کے باب مین کسی طعن
کرنے والے کی ملامت اسپر اثر نہ کرے۔ اور حاکم بہی چار قسم کے ہوتے
ہین ایک وہ ہے کہ خود بہی محنت کرے اور اپنے عاملون سے بہی محنت لے تو
اسکا حال ایسا ہے جیسا اللہ پاک کی راہ مین جہاد کرنیوالا اس شخص پر خداوند
عالم کی رحمت کا ہاتہہ پہیلا ہوا ہوتا ہے۔ دوسرا حاکم وہ ہے کہ اوسمین کسی قدر
ضعف ہے وہ خود تو مشقت کرتا ہے اور اسکے عامل مزے اوڑاتے ہین ایسکے

اسکے ضعف کے سبب سے تو وہ تباہی کے کنارہ پہ ہے الآیہ کہ اللہ پاک اسپر رحم فرمائے تیسرا حاکم جو عالمون سے شفقت لے اور خود آسایش کرے تو وہ حطمہ ہے جسکی شانمین رسول پاک پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ بدترین حاکمون کا حطمہ ہے تو وہ تنہا ہالک ہے۔ چوتھا وہ حاکم ہے کہ خود بہی مزہ کرے اور اسکی عامل بہی تو وہ سب کے سب ہلاک ہونے والے ہین۔ اسے امیر المومنین مین نے سنا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام جناب سردار عالم سلطان الانبیا صلعم کی خدمت فیضدرجت مین آئے اور عرض کی کہ مین اسوقت آپ پاس حاضر ہوا ہون کہ دہونکنیان آتش دوزخ پر رکھہ دی گئی ہین کہ قیامت کیلئے بہڑکائی جاوے آپ نے فرمایا کہ اے جبریل مجہسے دوزخ کا حال بیان کیجئے انہون نے عرض کیا کہ اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ دوزخ کی آگ بہڑکائی گئی وہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس تک بہڑکائی گئی کہ وہ زرد ہوگئی پہر ہزار برس تک بہڑکائی گئی کہ وہ سیاہ ہوگئی تو اب وہ سیاہ ہے کہ نہ اسکا پل نظر آتا ہے اور نہ شعلہ بجہتا ہے قسم ہے اس ذات پاک کی جسنے آپ کو حق کے ساتہہ بہیجا ہے کہ دوزخیون کے کپڑون مین سے اگر ایک کپڑا زمین والون کو صرف دکہلایا جائے تو سب مرجائین اور اگر ایک ڈول اُسکے پانیکا زمین کے سب پانیون مین ملادیا جائے تو جو کوئی پہر اُنین سے چکہے وہ فوراً مر ہی جائے اور اوسکی زنجیر ونمین سے جنکا پاک پروردگار عالم نے ذکر کیا ہے اگر ایک کڑی زمین کے سب پہاڑون پر رکہہ دی جائے تو سب چل جائین اور اگر کسی شخص کو دوزخ مین داخل کر کے پہر دنیا مین نکالا جائے تو باشندے زمین اسکی بدبو اور شکل کی بُرائی وہیبت سے مرجائین۔ جناب سرور عالم صلعم اس حال کو سُنکر روئے اور

[illegible handwritten marginal note]

آپ کے ساتھہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام بہی رو پڑے پھر جبرئیل علیہ السّلام نے عرض کی
اے سردر عالم ومحبوب رب العالم کیا آپ روتے ہین آپکے تو اگلے پچھلے گناہ معاف
ہوگئے ہین آپ نے فرمایا کہ میرا گریہ شکر کا ہے بہلا مین شکر گذار بندہ نہون اور یہ تو
بتاؤ کہ تم روح الامین اور اللہ پاک کی وحی کے امانت دار ہو بہلا تم کیون روئے
حضرت جبرئیل نے عرض کی کہ مین ڈرتا ہون کہ میرا حال کہین ہاروت وماروت
کا سا نہو جائے یہی وجہ ہے کہ جس سے اپنے پروردگار عالم کے نزدیک جو میرا
رتبہ ہے اسپر مین بہروسہ نہین کرتا ورنہ اسکے داؤسے ماموں ہو جاؤنگا۔
غرضکہ دونون روتے رہے یہان تک آسمان سے ندا ہوئی کہ اے جبرئیل
اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک نے تم دونون کو اس بات سے مامون
کر دیا کہ تم اسکی نافرمانی کرو اور وہ تمکو عذاب دے اور جناب سلطان الانبیا رسول
رب العالمین صلعم کی فضیلت تمام انبیا پر ایسی ہے جیسے جبرئیل علیہ السّلام کی تمامی فرشتون
پر۔ اے امیر المومنین مین نے یہ بہی سُنا ہے کہ جناب فاروق اعظم رض نے دعا مانگی
تہی کہ الہی اگر تو جانتا ہو کہ جب مدعی اور مدعا علیہ میرے سامنے بیٹھتے ہین تو اون
مین سے جو حق سے میل کرے خواہ قریب ہو یا بعید اگر مین اوسکی رعایت کرون
تو مجھکو ایک دم کی مہلت نہ دینا۔ اے امیر المومنین اللہ پاک کے حقوق کی بجا آوری
اسکی مخلوق مین نہایت ہی سخت کام ہے اور سب سے زیادہ بزرگی اللہ تعالی کے
نزدیک تقوی ہے اور جو شخص پاک پروردگار عالم کی اطاعت سے عزت کا خواہان
ہوتا ہے تو اللہ پاک بلند کرتا ہے اور عزت دیتا ہے اور جو کوئی اسکو خداوند عالم
کی نافرمانی سے طلب کرتا ہے تو احکم الحاکمین اسکو پست اور ذلیل کرتا ہے

یہ ہے میری نصیحت والسّلام

حکایت

ابن مہاجر کہتے ہین کہ ایک روز خلیفہ منصور مکہ معظمہ مین حج کیلئے آیا تہارات کے وقت
ہنگام سحر حرم شریف کا طواف کر رہا تہا کہ اسننے مین سُنا کہ ایک شخص ملتزم کے پاس
یون کہہ رہا ہے کہ الٰہی مین تیرے ہی سامنے شکایت کرتا ہون کہ زمین مین سرکشی
اور فساد ظاہر ہو گیا اور ظلم وطمع حقدارون مین اور انکے حقوق حائل ہو گئے منصور
یہ سُنکر جہٹا یہان تک کہ اسکا سب قول سُنا پہر وہان سے نکلکر مسجد کے ایک
طرف مین ہو بیٹھا اور اُس شخص کو روبرو بلوایا اور جب وہ آچکا تو اوس سے پوچھا
کہ تم جو یہ کہتے تہے کہ زمین مین سرکشی اور فساد برپا ہو گیا اور حقدار ونکے حق مین
ظلم اور طمع حائل ہین یہ کیا بات ہے مین نے جو یہ امر سُنا تو مین بیمار ہو گیا اور مجہکو
نہایت قلق ہوا - اُس شخص نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ میری جان مامون
کردین تب تو مین سب باتین مع اُنکی جڑون کے آپ سے کہدونگا اور نہین تو
مین اپنے ہی نفس پر اکتفا کرونگا کہ مجکو اسی کے دہندے سے فرصت ہی نہین
منصور نے کہا کہ تو جان سے مامون ہے - اُس نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ جس
شخص مین خواہش نفس اور اتنی طمع آگئی ہے کہ وہ اسکے اور حق کے درمیان مین
حائل و سرکشی و فساد کی درستی کے مانع ہے وہ آپ ہی ہین - منصور نے کہا کمبخت
مجہہ مین طمع کیسے آگئی زر و سیم میرے ہاتہہ مین ہے اور تلخ و شیرین میرے قبضہ مین

اسُ سنے کہا کہ اے امیرالمومنین جتنی طمع تم مین گھس گئی ہے بھلا اور کسی مین بھی
استقدر ہوئی ہو گی۔ دیکھو شہنشاہ پاک پروردگار عالم نے تمکو مسلمانون کے
معاملات اور اموال کا حاکم انکی حفاظت کے لیے کیا اور تم انکے معاملات سے غافل
ہو کر اونہین کے مال جمع کرنے مین پڑ گئے اور اپنے اور انکے درمیان چونہ اور اینٹ
کی دیوارین اور لوہے کے دروازے اور ہتیار بند دربان مقرر کیے اور اپنے
آپ کو انُ محلات مین محبوس کر لیا کہ کوئی تمہارے پاس بھی آنے نہ پائین اور اپنے
عاملون کو مالون کے اکھٹا کرنے اور بزور تحصیل وصول کرنیکو بھیجدیا اور آپ نے اعوان
سلطنت جلیس و مصاحب اور مددگار ظالم مقرر کیے کہ اگر تم بہولتے ہو تو وہ یاد نہین
دلاتے اور اگر اچھا کرتے ہو تمہاری مدد نہین کرتے اور تم نے انکو مال اور سواری
و ہتیار دیکر ظلم پر قوی کر دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ تمہارے پاس بجز اشخاص
معُین کے جنکا نام تمنے تبلا دیا ہے اور کوئی آنے ہی نہ پاوے اور اس امر کی اجازت
ہی نہین دی کہ کوئی مظلوم یا اندوہناک یا بھوکا یا ننگا یا کم زور یا محتاج تمہارے
یہان سے کچھہ پاوے حالانکہ انُمین سے کوئی ایسا نہین جسکا حق اس مال مین نہو
پس جب تمہارے ان ندیمون نے جنکو تم نے خواص مقرر کیا ہے اور رعیت پر
ترجیح دے رکھی ہے کہ انکو کوئی تمہارے پاس آنے سے نہ روکے یہ دیکھا کہ مال
بیت المال سے بعض چیز تم اپنے لیئے رکھہ لیتے ہو اور اسکو غریبون اور مسلمانون
مین تقسیم نہین کرتے تو اونہون نے دل مین سوچا اور کہا کہ خلیفہ تو پاک پروردگار
عالم کی خیانت کرتا ہے ہم خلیفہ کی خیانت کیون نکرین اسلیئے اونہون نے آپس
مین اتفاق کر لیا کہ جو لوگ کہ رعیت کے اخبار خفیہ جانتے ہین انکی رسائی خلیفہ تک نہو

لیکن جبکو وے چاہین تو وہ پہونچ سکے اور ایک یہ کہ تمہارا حال کہین جاسکے اور
اُنکے خلاف منشار کوئی امر ہے تو اسکو رہنے ہی نہین دیتے یہان تک کہ ذلیل اور
بیقدر ہو جاتا ہے۔ جب تمہارا اور تمہارے خواص کا حال اسطرح پھیل گیا اور
رعایا کے ساتھہ اسطرح کا طرز عمل ہو گیا تو لوگون نے آپ کے ارکان دولت کو
بڑا سمجھا اور اُن سے ڈرے اور سب سے پہلے تمہارے عاملون نے تحفے اور مال
انکے پاس بھیجکر اُن سے آشتی کی تاکہ تمہاری رعیت پر خوب ہی ظلم کرین اور کچھہ
شنوائی نہو۔ پھر جو اور لوگ ذی اختیار اور مالدار تھے انہون نے آپ کے مصاحبون
کو رشوت دی کہ جو جو لوگ اُنسے کم ہون وہ اُنپر اپنے دل کے پھپھولے پھوڑین
اِسی طرح اللہ پاک کے شہر سرکشی اور فتنہ و فساد کی طمع سے بھر گئے اور یہ مصاحب
سلطنت مین تمہارے شریک ہو گئے اور تمکو خبر بھی نہین اگر کوئی دادخواہ آجاتا ہے
تو اُسکو کوئی تمہارے پاس جانے بھی نہین دیتا اور اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ جب
سواری نکلے اُسوقت اپنا حال عرضی مین لکھکر گذرانے تو معلوم کرتا ہے کہ اسنے
اس امر کی ممانعت کر دی ہے۔ اور تم نے جو ایک شخص کو مظلومون کے حقوق کا
ناظر مقرر کیا ہے اگر مظلوم اُسکے پاس جاتا ہے اور تمہارے معتمدون کو اُسکی اطلاع
ہو جاتی ہے تو ناظر جی سے یہی کہدیتے ہین کہ اسکی درخواست پیش کرنا نچاہیئے
اور اگر ناظر ذی حرمت ہے اور اُسکا قول مانا جاتا ہے تب بھی وہ آپ کے معتمدون
کے ڈرسے یا اور کسی سبب سے جو چاہتا ہے وہ کچھ نہین سکتا۔ غرضکہ مظلوم بیچارہ
اُسکے پاس دروازہ پر کے شکوہ یا فریاد کرتا ہے اور وہ اوسکو نکال دیتا ہے یا بہانہ
کرتا ہے جب باوجود کوشش کے ناکامیابی کے ساتھہ نکالا ہی جاتا ہے تو وہ آپ کی

سواری نکلنے کے وقت آپ کے سامنے فریاد کرتا ہے تو اتنا مارا اور پریشان کر دیا جاتا ہے
کہ اعضا بھی کہیں سے کہیں ہو جاتے ہین تاکہ دوسرون کو عبرت ہو اور تم تاکتے
رہتے ہو نہ تو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہو و نہ زبان ہی سے منع کرتے ہو داد رسی تو
ایک طرف رہی یہہ دوسری مصیبت آپڑی - اب ایسی صورت مین مسلمانی سے
قطع نظر معدلت اور عافیت عامہ کی کیا چیز باقی رہی - پہلے ہی بنی امیہ اور اہل عرب
تھے کہ جہان مظلوم اُنمین آپہونچا اوسیوقت اوسکا مقدمہ پیش کر کے انصاف
اور فصل خصومات بلا توقف کر دیا جاتا تھا - اور بعض اوقات آدمی ملکون سے
دوسرے کنارہ سے آکر پادشاہی دروازہ پر پہونچ کے پکارتے تھے کہ اے اسلام
والو تو سب اُسکی طرف دوڑتے تھے اور پوچھتے تھے کہ تجھے کیا ہوا اور اسکا مقدمہ
دربار شاہی مین پیش کر کے اُسی دم اُسکا انصاف کرا دیتے تھے[۵۱] - اور مین یا امیر المومنین
چین کی سرزمین مین سفر کیا کرتا تھا اور اُس ملک مین ایک بادشاہ تھا ایک مرتبہ
جو میرا اُدہر کو گذر ہوا تو وہ بادشاہ بہرا ہو گیا تھا اور اپنی قوت سامعہ کے جانے سے
وہ رونے لگا وزیرون نے کہا کہ آپ کیون روتے ہین خدا نہ کرے کہ آپ روئین
اُسنے کہا کہ مین بہرہ ہو گیا اسلیئے روتا ہون ہر چند مجکو اپنی مصیبت پر رنج نہین
مگر یہ تردد ہے کہ مظلوم دروازہ پر کھڑا چیخا کرے گا اور مین اوسکی آواز نہ سنونگا پھر
اُسنے یہ کہا کہ میرے کان جلتے رہے تو کیا ہوا میری آنکھین تو موجود ہین لوگون
مین منادی کر دو کہ کوئی سرخ لباس نہ پہنے صرف وہی شخص پہنے جو مظلوم ہو پھر وہ
صبح و شام سواری ہاتھی گھوما کرتا تھا کہ کوئی مظلوم نظر پڑے تو اسکا انصاف کرے -
اے امیر المومنین مقام تامل ہے کہ بادشاہ چین مشرک ہو کر اسطرح کی عنایت اور رحمت

مشرکین کے حال پر رکہتا ہے اور سلطنت مین اپنے نفس کے بخل پر ترس کرتا ہی اور تم
اللہ پاک پروردگار عالم پر ایمان رکہتے ہو تمکو بیچارے مسلمانون پر مہربانی غالب نہین ہوتی
اور اپنے نفس کے بخل پر ترس نہین آتا۔ اور تمہارا بخل بیکار ہے اسلئے کہ تم مال کو تین
باتون مین سے ایک کیلئے جمع کرتے ہو۔ اگر یہ کہو کہ مین اپنے لڑکے کے لیے جمع کرتا ہون
تو اللہ پاک پروردگار عالم نے تمکو بچہ کے باب مین عبرتین دکھلادی ہین کہ جب اپنی
مان کے پیٹ مین سے نکلتا ہے تو روئے زمین پر اوسکا کوئی مال نہین ہوتا اور
دنیا مین ایسا کوئی مال نہین جسپر کسی نہ کسی ممسک ہاتہہ کا قبضہ نہو مگر اللہ پاک اُسپر
اپنی عنایت کرتا ہے یہان تک کہ لوگون کی رغبت اسکی طرف بڑہ جاتی ہے اور جو
کچہہ اسکو ملتا ہی وہ آدمی نہین دیتے بلکہ پاک پروردگار عالم اسکو دیتا ہے اور یہ بہی نہین کہ
تمکو ہی لڑکا عنایت ہو بلکہ خداوند عالم جسکو چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے اور اگر یہ کہو کہ مین
مال اسلیئے جمع کرتا ہون کہ اپنی سلطنت کو مضبوط کرون تو اس امر مین بہی اللہ جلشانہ
نے تمکو گذشتہ لوگون کی عبرتین دکھلادین کہ جو کچہہ زر و سیم اُنہون نے جمع کیا تہا
اُنکے کچہہ کام نہ آیا اور وہ جاہ و حشم اور ہتیار و سواری سب بیکار ہو گئے کہ جب مالک الملک
کو تمکو اسطرح مالک کرنا منظور ہوا تو اس سے کچہہ حرج ہوا کہ تمہارے پاس اور تمہارے
بہائیون کے پاس مال کم تہا۔ اور اگر یہ کہو کہ مال اسلئے جمع کرتا ہون کہ جس حال مین اب
ہون اُس سے زیادہ اور عمدہ مطلوب ہاتہہ آجائے تو اسکو جان رکہو کہ جس مرتبہ
پر تم اب ہو اُس سے بڑہ کر جو مرتبہ ہے وہ بدون اعمال صالحہ کے حاصل ہی نہین ہوتا
اسّے امیر المومنین بہلا تم عاصی کو قتل سے زیادہ بہی کوئی سزا دیتے ہو۔ خلیفہ نے کہا
نہین۔ اُس شخص نے کہا کہ پہر جو ملک مالک الملک نے تمکو دیا ہے اور دنیا کا

حاکم احکم الحاکمین بیچ گردانا ہے اسکو لیکر کیا کروگے خداوند عالم تو اپنے
عاصیون کو قتل کی سزا نہین دیتا بلکہ عذاب الیم مین ابدالآباد رہنیکی سزا دیتا ہے
اور وہی تمہارے دلون کے عزم اور جوارح کے باطنی امور کو دیکہتا ہے تو یہہ
بتاؤ بہلا جب شاہنشاہ جل وعلا سلطنت دنیا تمہارے ہاتہہ سے چہین لیگا اور تمکو
حساب کیلئے طلب فرمائیگا تو سلطنت دُنیا پر جو تم بخل کر رہے ہو کیا یہ پاک پروردگار عالم
کے یہان کچہہ تمہارے کام آئیگی یہ سُنکر خلیفہ منصور بہت رویا یہان تک کہ ڈہاڑین
مارنے لگا پہر کہا ؎

مرا اے کاشکے مادر نمی زاد ۔۔۔ وگر می زاد کس شیرم نمی داد

پہر پوچہا کہ جو سلطنت مجکو عطا ہوئی اسمین کیا تدبیر کرون آدمی تو مجکو خائین ہی نظر
آتے ہین اُس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین تم بڑے اونچے اماموں اور مرشدون
کو اپنے ساتہہ رکہو منصور نے کہا کہ وہ کون ہین اُس نے کہا کہ وہ علما ہین خلیفہ نے
کہا کہ وہ تو مجہہ سے بہاگے پہرتے ہین اس نے کہا کہ انکے بہاگنے کی یہی وجہہ ہے
کہ وہ ڈرتے ہین کہ کہین تم انسے بہی زبردستی سے وہی کام لو جو تمہارا طریقہ اپنی
عاملون کے ساتہہ جاری ہے۔ بلکہ دروازون کو کہولو اور روک ٹوک کم کرو اور مظلوم
کا انتقام ظالم سے اور ظالم کو ظلم سے روکو اور ہر چیز کو حلال اور طیب وجہ سے لو اور
حق وعدل کے ساتہہ تقسیم کرو پہر مین ضامن ہون کہ جو کوئی تم سے گریز کرتا ہے
وہ تمہارے پاس آئیگا۔ اور تمہارے حال اور رعیّت کی بہتری مین تم کو مدد دیگا
منصور نے دعا مانگی کہ الٰہی مجہہ کو اس شخص کے قول کے بموجب عمل کرنیکی توفیق
کرامت فرما۔ اتنے مین حرم شریف کے موذنون نے نماز کی تکبیر کہی منصور نماز مین

مشغول ہوا اور وہ شخص غائب ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے انتہیٰ مختصراً احیاء العلوم

پند۔ ناصح کی نصیحت اور واعظ کی تقریر دل کے کانون سے سنو کہ وہ تمہارے دلکی

بیماریون کا طبیب ہے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے یہ سوچ لو کہ وہ تمکو کسی اپنی خاص غرض

کیلیے نصیحت نکرتا ہو۔

سنو مت بات پھر اہل غرض کی	عزیزو سن لو تم واعظ کی تقریر

فائدہ۔ عیوب بشریت سے تو کوئی بشر خالی ہنین ہوتا ہے مگر تعلیم اور تعلیم اور ادب سے

اور تادیب کو بڑا اثر ہے۔ والدین اصلاح اولاد کی اور اساتذہ اصلاح شاگردونکی۔

اور ازواج اصلاح بی بیون کی اور حکماء اصلاح حمقاء کی اور اطباء اصلاح بیمارون کی

اور امراء ورؤساء اصلاح رعایا و برایا کی اور پیغمبر رسول اصلاح امت کی کیا کرتے

ہین پھر اصلاح ہوتی تو سارے آدمی چارپایون کی طرح ہو جاتے جو کوئی شخص ادنے

و اعلیٰ ارادہ اپنی اصلاح کا ہنین کرتا ہے عیش و فسق مین ڈوب کر مطلق العنان ہو کر

تنہا اپنی عقل و خیال پہ رہتا ہے کسی کی کوئی بات اچھی بھی پسند ہنین کرتا وہ درحقیقت

انسان ہنین اوسکا انجام ضرور ہی خراب و نتیجہ بد ہوتا ہے۔ ہر انسان پر فرض

ہے کہ رات دن کے آٹھ پہر مین ایک دم اپنے اعمال کا حساب لیا کرے اور

اپنے عیبون کو دریافت کرکے اصلاح حال کیا کرے جس نے یہان حساب

لیا اوسکو قیامت کے حساب مین آسانی ہو گی جسنے نہ لیا اوسکو سارا جمع

خرچ بھگتنا پڑیگا ؎

یکدم منافقانہ نشین در کمین خویش	خواہی کہ عیبہای تو روشن شود ترا

نکتہ۔ دنیا اگرچہ سہر ہوا اور آخرت سفال مگر جب دنیا فانی ہو اور آخرت باقی

ٹہیری تو وہ سفال اس جوہر سے بہزار درجہ بہتر ہے گناہ اور خواہش نفس کی لذت باقی نہین رہتی اسکا عذاب وعقاب باقی رہجاتا ہے طاعت کی تکلیف ومحنت باقی نہین رہتی ہے اسکا اجر وثواب باقی رہجاتا ہے ہر عیش کا آخر جراحت سے ہر مصیبت کا انجام راحت ہے سہ

مرد آخربین مبارک بندہ ایست	در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست

حکایت

ابی عمران جونی کہتے ہین کہ جب ہارون رشید تخت نشین ہوا آکی لوگ مبارک بادی کو آئے اس نے خزانون کے مُنھ کہول دیا اور ہر ایک کو بڑے بڑے خلعتین اور انعام دینا شروع کردیا اور ایک شقہ حضرت سفیان بن سعید ثوری کے کے نام لکہا کہ اللہ تعالے نے ایمان والون کے درمیان بہائی چارہ مقرر فرمایا اور اس بہائی چارہ کو اپنے لیے اور اپنے باب مین ٹہیرایا اور جان لو کہ مین نے تم سے جو بہائی چارہ کیا ہے اسکا رشتہ قطع نہین کیا اور نہ آپکی دوستی توڑی بلکہ اب تک مجکو آپ سے افضل محبت اور اکمل عقیدت حاصل ہی اگر بار خلافت میری گردن مین نہ ڈالا گیا ہوتا تو مین آپ کی خدمت شریف مین گہٹنون کے بل چلکر آتا اور میرے ونیز آپکے دوستون مین سے کوئی ایسا شخص نرہا ہوگا جو مجکو مبارکباد دینے نہ آیا ہو اور مین نے بیت المال کہولکر بڑے بڑے انعام دیا کہ میری انکہون کو ٹہنڈک اور دل کو فرحت ہوئی مگر جب آپنے تشریف لانے مین دیر کی اور قدم رنجہ

نفرمایا تومین نے یہ خط اپنے سخت اشتیاق سے ارسال خدمت کیا اور آپ کو روشن
ہے کہ ایماندار کے ملنے کا کیسا کچھ ثواب آیا ہے مین امید کرتا ہون کہ آپ قدم رنجہ
فرمائینگے وہ نامہ عباد طالقانی کو دیا گیا اور کہا گیا کہ نامہ لیکر کوفہ کو جا اور خبردار اپنے
گوش دل سے جو حال حضرت سفیان ثوری کا ہو ذرا فرا یا در رکہنا اور من وعن
مجہہ سے آکر کہنا۔ نامہ بر نامہ لیکر کوفہ پہونچا اور جس مسجد مین کہ حضرت سفیان ثوری
تشریف رکہتے تھے راستہ لیا جب وہ قریب پہونچا تو سفیان ثوری اُٹھہ کھڑے
ہو گئے اور فرمایا کہ پناہ مانگتا ہون اللہ پاک سننے جاننے کی شیطان مردود سے
اور الٰہی مین تیری پناہ مانگتا ہون اُس آنیوالے سے جو ہمارے پاس خیر کے
سوا اور کسی طرح آوے آپکے ان الفاظون سے نامہ بر کے دل پر اثر بخشا اور
آپ نماز مین مشغول ہو گئے حالانکہ کسی نماز کا وقت ہی نتہا۔ نامہ بر نے گھوڑا باہر
چھوڑکر اندر قدم رکہا دیکہا تو آپ کے جلیس گردنین جہکائے ایسے بیٹھے ہین کہ
گویا چور ہین کہ انپر بادشاہ چلا آیا ہے اور اوسکی سزا سے ڈرتے ہین۔ نامہ بر نے
سلام کیا تو کسی نے سر اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ پورون کے اشارہ سے جواب سلام
ادا کیا۔ جب نامہ بر کھڑا رہا تو کسی نے یہ نہ کہا کہ بیٹھ جاؤ اور انکی ہیبت سے اس
پر لرزہ چڑھ آیا اور وہ خط پہینک دیا تو حضرت سفیان ثوری اسکو دیکھکر کانپنے
اور ایسا بچے جسطرح کسی سجدہ گاہ مین سانپ آگیا ہو پھر اپنا ہاتھ جبہ کی آستین
مین لپیٹا اور اسی طرح خط کو لیکر پلٹا دیکر لوگون کی طرف پہینکر فرمایا کہ پڑھو غرضکہ
انہین سے ایک نے ڈرتے ڈرتے اسکو اسطرح کھولا جسطرح سانپ کا ٹنے کا خوف
ہوتا ہو اور ابتدا سے انتہا تک پڑھ سنایا۔ حضرت سفیان ثوری ایک تعجب

کر بیدالون کی طرح مسکراتے رہے اور ختم مضمون پر فرمایا کہ اسکے پشت ہی پر جواب
لکھو اگر اُس نے اس کاغذ کو وجہ حلال سے حاصل کیا ہوگا تو ثواب پائیگا اور
اگر حرام جگہہ سے لیا ہوگا تو عذاب بھگتیگا اور جس چیز کو ظالم نے چھوا ہے وہ ہمارے
پاس رہنے ہی نہ چاہیئے ورنہ ہمارے دین کو خراب کریگی۔ اور لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم
بندہ منیب سفیان بن سعید ثوری کی طرف سے۔ اُس بندہ کو جو آمال پر مغالطہ
کہائے ہوئے ہے اور ایمان کا مزہ اُس سے چھین گیا ہوا ہے یعنے ہارون رشید
کو بعد حمد وصلوۃ کے معلوم ہو کہ مین نے یہ خط تمکو اسی اطلاع کیلئے لکھا ہے کہ مین نے
تمہاری الفت کا رشتہ توڑ دیا اور دوستی کا علاقہ کاٹ ڈالا اور اب مین تمہارا
دشمن ہو گیا کیونکہ تم نے خود اپنے خط مین اقرار کیا کہ ہم نے مسلمانون کے
بیت المال کو کہول کے خرچ کر ڈالا اور مجھکو اسبات کا گواہ گردانا کہ مال بیجا اور
بے موقع اوٹھا دیا اور یہ بھی نہین کہ جو کچھہ تم نے کیا تھا اسی پر راضی رہتے بلکہ
باوجود اسکے مجکو خط لکھا کہ تم پر مین اور میرے ساتھی جنہون نے تمہارا خط اقراری
پڑھا گواہ ہو جائین۔ تم یاد رکھو کہ ہم فردا قیامت خداے پاک کے روبرو تمہاری
حرکت بیجا کی گواہی دینگے۔ اے ہارون تمنے جو خزانہ کہولکر اڑایا اس مین تو بموجب حکم
خداے پاک کے سات فریق کا حق ہے بھلا اس تمہارے فعل سے کونسا فریق
راضی رہا۔ مولفۃ القلوب رضامند ہوئے یا صدقات کے عامل یا اللہ پاک کی راہ
مین جہادی یا مسافرین یا حفاظ یا عیال اور علما یا بیوہ عورتین یا یتیم بچے یا اور لوگ
عامہ رعیت غریب ونادار اور عیال دار مفلس اس فعل سے راضی اور خوشنود ہوے
پس اب اس امر کے سوال کے جواب ہی کے لئے آمادہ اور مستعد ہو رہو اور راضی

مصیبت کے دور کرنیکی فکر کرو اور جان لو کہ تم عنقریب حاکم عادل کے سامنے
کھڑے ہوگے اور تمہارے نفس کے باب مین تم سے مواخذہ ہوگا کہ تم نے
ابرار کی صحبت کا مزہ کہو دیا اور اپنے نفس کے لیئے ظالم اور ظالمون کا امام ہونا
پسند رکہا اے ہارون تم سریر پر اجلاس کئے اور حریر پہنا اور اپنے دروازے
پر پردہ ڈالا اور ان حجابون سے تم نے رب العالمین کی مشابہت پیدا کی - پھر آپ
نے ظالم سپاہیون کو مقرر کیا کہ لوگون پر ظلم کرتے ہین اور انصاف نہین کرتے
خود تو شراب اوڑاتے ہین اور جو کوئی پیئے تو اسکو شرابخوار کہکر مارتے ہین اسی
طرح زنا کرتے اور عورتون کی عصمت بگاڑتے ہین اور دوسرے زانیون کو حد لگاتے
ہین اور خود مرتکب چوری ہوتے ہین اور دوسرے چورون کو سزایاب کرتے
ہین کیا یہ احکام شریعہ تمہارے ساتہیون اور نوکر چاکرون پر نہین ہین اور لوگون
پر احکام تعزیری جاری ہوتے ہین - اے ہارون کل کیا ہوگا جب پکارنیوالا اللہ
پاک کی طرف سے پکارے گا احشروا الذین ظلموا وازواجھم ظالم اور انکے
مددگار کدہر ہین تم کو اللہ پاک کے سامنے پیش کیا جائیگا اس صورت سے کہ تمہارے
ہاتہہ تمہاری گردن مین بندہے ہونگے اور انکو بجز تمہارے عدل کے اور کوئی
نہ کہولیگا اور دوسرے ظالم تمہارے گرد ہون گے اور تم ان سب کے سردار
ہوکر سب کو دوزخ مین لیجاؤ گے - اے ہارون گویا تمہارا حال میرے سامنے
ہے کہ تمہاری گردن پکڑی گئی اور قیامت مین بہشتی کے مقام پر حاضر کیگئے
اور تم اپنی نیکیان دوسرے کے پلہ حسنات مین دیکھہ رہے ہو اور اپنی برائیون
کے سوا غیر کی برائیان اپنے پلہ مین دیکھتے ہو کہ مصیبت پر مصیبت اور اندھیر

حاشیہ: اور آپکے ساتھیون کا ... [illegible]

اندھیرا ہے۔ پس اے ہارون میری وصیت یاد رکھو اور جو نصیحت مین نے تم کو کی
اُسپر کاربند رہو اور جان لو کہ مین نے تمہاری خیرخواہی کی اور کوئی دقیقہ نصیحت
کا باقی نہین چھوڑا اپنی رعیت کے باب مین اللہ پاک سے ڈرو اور سردار عالم محبوب
رب العالم صلعم کا لحاظ آپکی اُمت کے باب مین رکھو۔ اور امر خلافت کو اچھی طرح
کرو اور یہ بھی جان لو کہ اگر خلافت خلیفون کے پاس رہتی تو تمہارے پاس
نہ پہونچتی اور نہ یہ تمہارے پاس رہ سکتی ہے اسیطرح دنیا سب لوگون کو ایک
ایک کرکے سپرد چلی جاتی ہے۔ اُنمین سے بعضون نے توا لیا توشہ بہم کرلیا جو
اسکو مفید ہوا اور بعض لوگ دنیا و آخرت دونون مین خسارہ اوٹھایا والسّلام۔
نامہ رسان اوسکو لیکر بازار مین آیا اور آپ کی نصیحت اُس مین اثر کرگئی تھی
سر بازار پکارا کہ اے اہل کوفہ تو سب حاضر آگئے تو کہا کہ ایک شخص اللہ پاک سے
بھاگا ہوا تھا اسکی طرف اسنے رجوع کیا کوئی تم مین سے اُسکا خریدار ہے لوگ
جمع ہوگئے اور روپیہ اشرفیان لائے اس نے کہا مجکو اسکی حاجت ہی نہین بلکہ
ایک موٹا جھوٹا صوف کا کرتا اور ایک کملی چاہتا ہون لوگون نے دو نو چیزین
لادین تو وہ پہن لیا اور لباس دربارشاہی اوتار کر مع ہتیارون کے گھوڑے
پر رکھہ کر آپ گھوڑے کی باگ ڈور پکڑا ہوا پیادہ روانہ ہوا اور اسطرح ہارون رشید
کے دردولت پر پہونچا لوگون نے تمسخر کیا مگر جب ہارون رشید کے روبرو گیا تو
ہارون رشید کھڑا ہوگیا اور اپنا سر اور منھہ پیٹا اور واویلا واحسرتا کرتا تھا اور کہتا
تھا کہ افسوس ایلچی نے فائدہ اوٹھایا اور مین محروم رہا پھر وہ خط مرسلہ سفیان
ثوری پڑھتا جاتا اور زار زار روتا اور فریاد و فغان کرتا تھا۔ بعض ندیمون نے عرض کیا

یا امیر المومنین سفیان ثوری نے آپ کی شان مین بڑی گستاخی کی آپ اگر حکم صادر
فرمائین تو وہ اس قابل ہین کہ پابزنجیر قید کردیے جائین تا دوسرون کو عبرت ہو
ہارون رشید نے کہا اسے دُنیا کے بندو مجکو مغالطہ دہی سے باز رکہو جو مغالطہ اور دام
فریب مین آئے وہ بڑا ہی بدنصیب ہے۔ پہر وہ خط تا بدم زیست زیر مطالعہ ہارون رشید
رہا پس جو شخص اپنے نفس پر ترس کرے اور اللہ پاک سے ڈرے اس عمل مین جو
لکھہ کو اسکے سامنے کیا جاے گا اور اسی پر اسکی بازپرس اور جزا ہو گی اللہ تعالی
اسپر رحمت کرے کہ توفیق کا مالک وہی ہے۔

نکتہ۔ دُنیا مین تین قسم کے انسان ہین ایک نیک جنہون نے نیکی کو
پہچانا نیکون کے رتبہ کو جانا دوسرے بد جنہون نے بدی کو اچہا سمجہا نیکون کے
چال چلن کو نہ لیا۔ تیسرے غافل جو نیکی اور بدی دونون کو نہین پہچانتے غفلت
کے مارے کسیکی نہین مانتے ہ ط

	جو بد ہین وہ نیکون کو بد جانتے ہین		جو ہین نیک نیکی کو پہچانتے ہین	
	غرض وہ کسیکی نہین مانتے ہین		بُرائی بہلائی سے غافل ہین غافل	

نکتہ۔ دنیا مین پانچ قسم کے انسان ہین اوّل جو خود نیک ہین اور انکی نیکی کا
اثر اورون کو بہی پہونچتا ہے۔ دوم جو خود نیک ہین مگر اُنکی نیکی کا اثر اورون کو
نہین پہونچتا تیسرے جو نہ نیک ہین نہ بد چوتہے جو خود بد ہین مگر اورون کو انکی
بدی کی تاثیر نہین پہونچتی۔ پانچوین جو خود بد ہین اور اورون کو بہی گمراہ کرتے ہین۔
نیکون کو چاہیئے کہ ایسے بد آدمیون کی صحبت سے بچین۔

	ہے تجہے حاصل یہ بازار جہان		بد سے بدنامی نکوئی نیک سے	

جانتے ہین بدکو بدکار جہان	نیک کو پہچانتے ہین لوگ نیک

حکمت۔ بادشاہ کو اتنے شخصون سے پرہیز کرنا لازمات سے ہوتا ہے ایک مسخرہ دوسرے بیباک تیسرے منافق چوتھے مطرب پانچوین فاحشہ چھٹے وہ جو پہلے دشمن رہ چکا ہو اور اب دوستی کا لباس پہنا ہو ساتوین وہ جسکے دشمن بادشاہ کے دوست ہون یا اوسکے دوستون کی بادشاہ سے دشمنی ہو آٹھوین وہ جسکا پہلے امتحان بیوفائی ہوچکا ہو نوین خائین جسکا شیوہ خیانت و نمک حرامی کا ہو۔

نام بدگویان میاور بر زبان تاکہ از جور و ستم یابی امان	از منافق تا توانی دور باش دشمنان را باد ہ نزدیک خویش

الحمد للہ رب العالمین وبطفیل رسولہ الکریم کہ حصہ سوم کتاب محبوب السلاطین قدیم زمانہ کے علماء کے نصائح بادشاہان زمانہ کی حکایتون مین باہتمام کارپردازان مطبع نامی روکشن مطالع زمن عزیز دکن مین چھپ کر اشاعت پذیر ہوا

۔۔۔



حصہ چہارم

ظلم کے ذکر مین

ظلم رکہنا ایک چیز کا بے موقع کا نام ہے پس کسیکو مارا یا ستایا یہہ سب داخل ظلم ہے کہ
ان امور کو بے موقع و محل برتا ظالم سے زیادہ آخرت مین کوئی بدنصیب ہی نہین اور
دنیا مین بہی خلق خدا ظالم کی دشمن ہی رہتی ہے ۔ اور عدل برابری کرنیکو کہتے ہین کہ
ہر امر مین کمی و زیادتی سے محفوظ رہے یہہ وصف ضد ظلم ہے پس جو شخص عادل
ہوگا وہ ظلم سے بری ہوگا اور ظلم کی برائیون سے عدل کی خوبیان ظاہر ہوتی ہین
یہہ وصف حکام وقت کو تو ضروری ہے ولیکن ہر فرد بشر کو اپنے افعال و اقوال
مین اعتدال چاہیئے کہ جو سخن زبان سے نکلے انصاف کے پلہ مین تلا ہوا ہو اور

اور کوئی فعل اوسکا بے انصافانہ صادر نہو دُنیا مین اس وصف کا یہہ نتیجہ ہوتا ہی
کہ عادل ہر دل عزیز ہو جاتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ وصف عدل سے
موصوف اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنی خیالات کو پہنسنے نہ دین۔

کمن نفس امارہ را پیروی		کہ ناگہ گرفتار دوزخ شوی	

نفس امارہ کی خاصیت سے ہے کہ ہمیشہ حصول لذات دنیاوی و بیجا خواہشات زمانہ کی
نمایش کی طرف انسان کو راغب رکہتا ہے جسکے سبب سے اوسکو وہ کام کرنا
پڑتے ہین جو قانون تہذیب و اخلاق کے خلاف ہوکر اوسی کی بدنامی و ناکامی
کا باعث ہوتے ہین نفس امارہ حقیقت مین وہ دشمن دوست نما ہے جس کے
شعبدہ انگیز اثر سے انسان ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ وہ تمام اپنی عمر گران بہا اور وقت
عزیز اوسی کے پہیر مین ضایع کر دیتا ہے اور اوسکی ذات سے اپنے فائدے کی کوئی
شکل پیدا نہین کرسکتا یہ وہ نفس ہے جو انسان کے دل کو اپنے قابو مین کرکے اپنی
ہی راہ پر چلاتا ہے اور اوس انسان کی بیجا خواہشون کو یہان تک وسعت دے دیتا ہے
کہ وہ بیچارہ کسی حالت مین آسودگی کا نام ہی نہین لیتا اور نہ اوسکے دل مین صبر ہوتا
ہے کہ اب زیادہ ہوس بیکار ہے بلکہ ہمیشہ یہی جی چاہا کرتا ہے کہ یہہ بہی مراد حاصل
ہو وہ بہی مطلب ملے۔ پس جب اوسکی آرزؤن نے اپنی حرص حد اعتدال سے بڑہائی
تو سمجہ لیجئے کہ کامیابی تو درکنار اگر اس آفت جانستان سے جان ہی بچ جاے
تو بہت غنیمت ہے عاقل وہی انسان ہے جو توبہ و طاعت پروردگار مین کبہی غفلت
جایز نہین رکہتا اور اپنی عمر پر اتنا تکیہ بہی نہین کرسکتا کہ کل دوسرا روز بخیریت گذریگا
پس اسئے نفس جب جوانی مین تو توبہ کرنا دشوار سمجہتا ہے تو کیا بڑہاپے مین جو وقت

آخرت سے اپنی اصلاح کرسکے گا ہرگز نہین - دیکھو جو لکڑی کہ سبز اور تازہ ہوتی ہے
وہ ممکن ہے کہ کسی نہ کسی طرح سیدہی ہوجائے مگر وہ لکڑی جو بالکل خشک ہوجاتی
ہے پہر سیدہا کرنے سے کب سیدہی ہوسکے گی پس اسی طرح اس نفس کا حال ہے
کہ اگر ابتداء مین انسان اسپر قابو رکہے تو ممکن ہے کہ اسکی قید مین گرفتار رہنو اور اوسکی
ظاہری نمایش اور دل بہکانے والی خواہش سے دہوکا نہ کہا سکے مثلاً اگر ابہی کوئی
چہوٹا سا درخت زمین پر اوگا ہوا دکھائی دے تو ممکن ہے کہ تہوڑی سی فکر مین جڑ سے
اکہاڑ ڈالا جاے اور اگر کسی درخت کو اس خیال سے کہ جب وہ ہمین ضرر پہونچائے گا
اکہاڑ ڈالین گے تو سمجھ لیجئے کہ اوسی درخت کی جڑ روز بروز مضبوط ہوتی جائیگی اور
پہر اوسکا اوکہاڑنا بہ نسبت پیشتر کے بہت مشکل ہوجائے گا -

اے عزیزو نقد راحت کی جو ہے حاجت تمہین	نفس اماره کی کہا تو سو رہے نفرت تمہین
نخل عصیان ابتدائی مین اکہڑ جائے تو خوب	ورنہ پیری مین جوانی کی ہی کب طاقت تمہین

اے نفس امارہ کیا یہ تو نہین جانتا کہ تیری بیجا خواہشین اوس پروردگار عالم کو
نہین معلوم ہین جسکی ذات تمام زمانے مین عالم الغیب مشہور ہے اور کیا دنیا مین
کوئی انسان ہی ایسا دانشمند و تجربہ کار باقی نہین رہا ہے جو کسی مکار و شعبدہ باز کی
چال کو نہ تاڑ سکتا ہو کیون نہین یہ دنیا ایسا ہی مقام ہے کہ برے کاموں کا نتیجہ فوراً
ہی طشت از بام ہوجاتا ہے اور خداے عالم الغیب ہر شخص کو اوسی قسم کی سزا
دیدیتا ہے جسکا وہ سزاوار ہے پس عقلمند انسان اس نفس امارہ کے ہتہ
کہنڈون سے اسطرح بچتا رہتا ہے جسطرح آگ سے خس و خاشاک - اور اگر انجام
بینی کو بالاے طاق رکہا اور حرص ہوا سے دنیا پر زیادہ منہہ پہیلایا تو اونہین کہونگا

حال ہوگا جو ایک شہد کے برتن مین چپک چپک کر اپنی میٹھی جانین ضایع کرتی ہین
اگر کوئی شخص اپنی بے زری و مفلسی کے سبب سے ایسی کوشش کرے
کہ کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کرے تو سمجھہ لیجئے کہ اوسکا نفس امارہ وہی
نتیجہ پیدا کرنیوالا ہے کہ اسکو قید خانے کی ہوا کہلائے اور اوس سے انواع و اقسام
کی مصیبتین جہلوائے پس جو لوگ حلم و ضبط کے زور سے اپنے نفس امارہ کو اپنے
قابو مین رکہتے ہین وہ حصول دولت کے لیئے ہی کوئی ایسا طریقہ اختیار کرتے ہین
کہ سانپ مرے اور لاٹہے ٹوٹے دولت کی دولت حاصل ہو اور اپنا نقصان بہی
نہو۔ جب پروردگار عالم نے تخم کو قوت بالیدگی دی اور زمین کو قابل زراعت
پیدا کیا تو ہمین ضرور ہے کہ اوسی زمین مین تخم غلہ بو بکر اپنے کہانے کے لیے غلہ پیدا
کرلین اور جب ہمین قادر مطلق نے عقل و فہم دی تو ہمین یہی مناسب ہے کہ اپنی
خواہشات بیجا سے گذر کر وہی آرزوئین دلمین قایم کرین جنسے ہمارا کسی طرح نقصان
نہون اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنے خیالون کو پہنسنے نہ دین انسان اگر
اپنے خیالات کو حد اعتدال پر قایم رکہے اور کوئی کام بغیر سوچے سمجھے آغاز نکرے
تو ممکن ہے کہ اوس مغالطہ سے محفوظ رہے جو اکثر کج فہمی کے سبب سے پیش آجاتا
ہے اور اوسکے نفس پاک کا غلبہ نفس امارہ کے گمراہ و تباہ کرنے سے بچالے
کیونکہ جب پہلے ہی سے اوسکا نفس امور نیک کا راغب ہوگا تو ممکن ہی نہین کہ
اوس سے کوئی فعل ایسا سرزد ہو جو خلاف شان تہذیب اور زیان جان
و مال و آبرو مندرجہ ذیل ہو۔

حقوق عبد وہ ہین اے مہربان	کہ جسمین ہو کسی بندے کا نقصان

زیان جان و مال و آبرو ہو — کوئی اینین سے اے فرخندہ خو ہو
کوئی تکلیف پہونچے یا دُکہے دل — حقوق عبد مین یہ سب ہین داخل
کسی کا جیسے ناحق خون کرنا — کسی کو سحر سے مجنون کرنا
چُرانا مال یا تہمت لگانا — عبث کچھہ سخت کہکر دل دُکہانا
زبردستی سے کچھہ چہین لینا — کسی کا قرض آتا ہو نہ دینا
جو بیچے کچھہ تو عیب اوسکا چہپا کر — نہ کہے دودہ مین پانی ملا کر
کسی شے مین نہ کر میل ہرگز — ملا دینا نہ گہی مین تیل ہرگز
ہو جس مین زیان عبد غالب — وہ حق اللہ ہے ای عالی مناقب
وہ جیسے روزے کہانا مَی کو پینا — فرایض چہوڑ کر بے قید جینا
گناہ ایسے بہی کچھہ ہین بیشک ہین — کہ حق خلق و خالق مشترک ہینیا
ہے اون مین اعتبار حق غالب — شمار اونکا ہوا غلبے کے جانب
جو بندہ اپنے حق کو بخش دیگا — گنہ اللہ کا توبہ سے مٹے گا
زنان بہی بے گمان حق خدا ہے — سمجہنا حق عبد اوسکو خطا ہے
مگر جو عبد کو لاحق ہوئی عار — یہ اوسکا حق سمجہہ اے نیک کردار
ملے توفیق توبہ کی خدا سے — بچا دے ہمکو ہر جرم و خطا سے
حقوق عبد ہون یا حق اللہ — کسی عصیان کی دلین نہو چاہ

اور سلاطین و امراء دولت ارکان سلطنت حکام عدالت وغیرہم کو ظلم کرنا کسی ایک شخص پر حرام ہے۔ مثلاً کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کرلیو یا کسی کو گالی دے یا زدو ضرب کرے یا مظلوم کی فریاد نہ سُنے اور ظالمون کے

پاس آوے جاوے اور اون کے ظلم سے راضی رہے یا اون کی اعانت ظلم پر کرے یا کسی کی سعایت اون پاس لیجاوے چغل خوری کیا کرے لا ینال عہدی الظالمین ۔ دلیل ہے اس بات پر کہ امام حاکم رئیس والی سلطان کا عادل عامل بشرع ہونا ضروریات سے ہے ۔ عہد سے مراد اس جگہہ امامت سے ہے گویا سلامت ہونا امام کا وصف ظلم سے سب امور مین جن کو کچھہ بھی تعلق امورات وغیرہ سے ہے شرط ہے اضافت عہد افادہ اس عموم کا کرتی ہے ظلم کی برائی و مذمت مین بہت آیات وارد ہین ایک آیت مین یہ آیا ہے کہ اللہ پاک برابر ایک ذرہ کے بھی ظلم نہین کرتا ہے مراد ذرہ سے یا نملۂ صغیرہ ہے یا راس نملۂ یا دانا رائی کا یا وہ ذرہ جو ریت مین چمکتا ہے قول اولیٰ موافق لغت کے ہر حل قرآن اوسی پر واجب ہے ۔

معلوم ہوا کہ ذرہ برابر بھی ظلم درست نہین ہے ظالمون کی طرف جھکنے سے بھی منع کیا گیا ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ کہین تمکو دوزخ نہ چھولے ۔ آیت مبارک مین اشارہ ہے طرف اس کے کہ ظالم اہل نار ہین بلکہ جب ترے مائل ہونے پر آگ چھوتی ہے تو جو کوئی خود ظالم و ستم گر ہی ہو تو اس کا حال ہوگا ۔

کسی کی آبرو ریزی کرنا یا کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کر لینا داخل ظلم ہے اللہ پاک اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جس طرح جان و مال ہر مسلمان کا دوسرے شخص پر حرام فرمایا ہے اسی طرح ہر مسلمان کی آبرو ریزی کو حرام کیا ہے ان تینون امور کو ایک ہی سلک مین منسلک فرمایا ہے یہ تینون کام ظلم صریح و فسق قبیح کہلاتے ہین ۔

جان و مال کے ظالم تو کم ہوتے ہین بلکہ آبروہی کے ظالم بے گنتی ہوتے ہین
اُنسے کسی شخص مسلمان کو نجات ہی حاصل نہین ہوتی ہے ہر شخص کی ایک حیثیت
عرفی ہوتی ہے اوسکا ازالہ کرنا منجملہ کبائر کے ہے جسکو لوگ ہلکا جانتے
ہین تحسبونہ ہینا وہو عند اللہ عظیم حدیث شریف مین آچکا ہے المسلم
من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتہہ اور
زبان سے دوسرے مسلمان سلامت رہین۔

اور آبروریزی خاص زبان کا کام ہوتا ہے جسطرح ازالۂ مال وجان وہاتہہ کا
کام ہوتا ہے غیبت وتہمت افترا تہمت بہتان کذب سماعت اخبار وافواہ
یہ سب داخل ازالہ عرض ہین۔

کلام اللہ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم حاکم حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہین
کر سکتا ہے ظاہر مین تو وہ حکم چلتا ہے ولیکن باطن مین حکم شرعی کو بدل نہین کرسکتا ہے
چنانچہ قاضی شریح کا قول ہے کہ مجکو گمان ہوتا ہے کہ تو ظالم ہے مگر مین ظاہر
بینہ پر حکم کرتا ہون میرا حکم حرام کو تیرے لیے حلال نہین کرسکتا ہے اور یہی
قول ہے امام احمد ومالک کا حدیث ابی ذر مین آیا ہے کہ رب العزت نے
فرمایا ہے یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا
تظالموا رواہ مسلم فی صحیحہ۔

یعنی اے میرے بندو مین نے ظلم اپنی جان پر حرام کیا ہے تمہارے اوپر بھی
حرام کیا ہے۔ بہت ڈرایا ہے بڑی وعید فرمائی ہے ظلم کو دن قیامت کے
اندھیرا کہا ہے ظالم کی دُعا قبول نہین ہوتی ہے اور وہ شفاعت جناب

سلطان الانبیا رسول اللہ صلعم سے محروم رہیگا اور ظالم کی نیکیان مظلوم کو دلوائی جائینگی مظلوم کی بد عاسے ڈرو اوسکی دُعا بارگاہ رب العزت مین جلد مستجاب ہوتی ہے

صداے اعظم لبیک از عرش عظیم آمد		چو بر اوج اجابت میرسد آہ ستم دیدہ

جس طرح ظالمون کے حق مین وعید آئی ہے اسی طرح حق مین اہل عدل کے وعدہ آیا ہے ملوک عادلین نور کے منبر پر داہنی طرف عرش کے ہون گے اور عرش کے سایہ مین بیٹھینگے - ایک دن امام عادل کا ساٹھہ برس کی عبادت سے بہتر اور چالیس روز کی بارش سے افضل ہے اور سب سے زیادہ نزدیک احکم الحاکمین کے روز قیامت امام عادل ہوگا اور ظالم و جابر کو خداوند عالم دشمن رکھتا ہے ساری خلق سے زیادہ تر دور خداے پاک سے ستمگر ہی ہوگا - اور سب سے بدترین قسم ظلم سے وہی کہلاتی ہے جو متعلق آبرو سے ہو جیسے گالی دینا نمیہ کرنا خذف کرنا حدیث رسالت پناہی مین جان اور مال اور آبرو کو ایک ہی حکم مین رکھا ہے اس لئے کہ ہر شخص ہر کسی کے جان اور مال پر ظلم نہین کر سکتا ہے خصوصاً جو کہ والی امیر یا رئیس نہین ہے رہا ظلم آبروریزی کا سو یہ ہر شخص کے مقدور مین داخل ہے -

تلوار کا زخم تو اچھا ہی ہو سکتا ہے بخلاف زبان کے زخم کے وہ اچھا نہین ہو سکتا ہے -

جناب سردار عالم محمد الرسول اللہ صلعم نے آخر عمر شریف مین بروقت حجتہ الوداع خطبہ مین ارشاد فرمایا اسوقت ایک لاکھہ چوبیس ہزار آدمی جمع تھے یا کچھہ اوپر ہونگے - ان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمة یومکم ھذا فی شہرکم ھذا فی بلدکم ھذا ھل بلغت - یعنی تمھارے خون تمھارے

تمہاری آبرو ویسی ہی تم پر حرام ہے جیسا کہ حرمت اس دن اس مہینے اس شہر کی ہے

یہہ حدیث صحیحین مین ابی بکرہ سے مروی ہے ۱۲

اور حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے کہ کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ ومالہ

مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو اور مال بلکہ آبرو کو اربی الربا فرمایا ہے

یعنی بدترین سود خواری +

غرضکہ ارشادات شارع علیہ السلام مین ان تینون چیزون کا حرام ہونا یکسان آیا ہے

اور جو احادیث اس باب مین وارد ہین اون مین ذکر سب وغیبت اور لعن کا ارشاد

فرما کر سب کو اشد محرمات مین داخل کیا گیا ہے بلکہ مچہر اور پسو وغیرہ ذی روح کے

لعن تک سے منع کیا گیا ہے۔ پس اب غور کر لیا جا سکتا ہے کہ جو کسی مسلمان ہی

کو لعن وطعن کرے اوسکا کیسا حال ہوگا۔

خصوصاً اوس لاعن اور طاعن کا حال جو خیر العباد اصحاب رسول اللہ یا اون کے

اہل بیت کو معاذ اللہ برا کہے کیسا کچھہ بڑا مظلمہ اور گناہ عظیم ہے۔

چنانچہ فرمایا سلطان الانبیا سردار عالم رسول اللہ صلعم نے کہ جو ہمارے صغیر پر

رحم نکرے اور ہمارے کبیر کی توقیر نکرے وہ ہم مین سے نہین یعنے دایرہ اسلام

سے خارج ہے +

نکتہ۔ جسطرح تیر پتہر پر لگ کر چلانے والے کی طرف واپس جاتا ہے پتہر مین

گہسنے نہین پاتا اسی طرح بدگو کی بدگوئی نیک آدمی پر اثر نہین کرتی کہنے

والے کی طرف پہر عود کر جاتی ہے۔

بانکوکاران بدی کردن سرا پا جاہلی ست	سکے کند بشک اثر بر سنگ تیر تیز گر

تنبیہ - چوری اور خون ناحق و لواطت اور زنا و مال یتیم کا ناحق کہانا اور جہوٹی گواہی دینا اور راستہ لوٹنا جہوٹی قسم کہانا اور بے عذر گواہی نہین دینا اور مردون اور عورتون کے درمیان جدائی کی غرض سے جہگڑا اور لڑائی لگانا اور عورتون پر شوہرون کا ظلم کرنا اور عورتین سے خاوندون کے خلاف مرضی چلنا اور عصمت دار عورتون کو زنا کی گالیان دینا گناہ عظیم ہین اور مال رشوت سے حاصل کرنا جسپر حدیث شریف مین لعنت پروردگار عالم کی آچکی ہے راشی اور مرتشی پر یہ لعنت ان دونون ہی پر نہین بلکہ رائش پر بہی آئی ہے راشی رشوت دہندہ کو کہتے ہین اور مرتشی وہ شخص جو لیوے اور رائش وہ جو دلوائے دیکہئے اس لینے کے کیسے دینے پڑینگے -

	که باکه باختهٔ عشق در شب دیجور		بوقت صبح شود همچو روز معلومت	

اور اقسام ظلم سے ایک وہ ہے جسکا ضرر عامہ مخلوق آلہی کو پہونچتا ہے دوسرے وہ ہوسکتا ہے جس کا ضرر خاص اہل معاملہ کو ہوے -

قسم اول - کے بہت سے انواع ہین جن مین سے دو اجمالاً ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہین -

اول - گرانی کی نیت سے غلہ کو روک رکہنا اور بہاؤ کے گران ہونے کا منتظر رہنا اس قسم کا فعل ظلم عام مین داخل ہوتا ہے -

اور اسی طرح وہ چیزین جو غذا پر مددگار ہوتی ہین جیسے گوشت وغیرہ یا اس قسم کی چیزین جو بعض اوقات غذا کے قایم مقام ہوجاتی ہین گو ہمیشہ اون کو غذا نہین کرسکتے بعض اہل علم نے ان اشیاء کو بہی شامل کردیا ہے اور گہی اور شہد

اور شیرہ اور پنیر اور زیتون کے تیل یا جو اس طرح کی چیزین ہون سب کے روکنے کو حرام فرمایا ہے اور بعض کے نزدیک صرف انہین چیزون کے روکنے مین بخلاف غلہ کے قباحت نہین خیال کی گئی ہے۔

مگر ایام خشک سالی مین ان چیزون کا روک رکھنا بھی ضرر عام خیال کیا جاسکتا ہے تو یہ بھی ایک قسم ظلم کی متصور ہوتی ہے جیسے خود ضرر رسانی ممنوع ہے اسی طرح جو چیز اسکی تمہید اور آغاز پڑے ممنوع ہے۔

دوم۔ انواع ضرر عام کے نقد مین کھوٹے روپیون کا رواج دینا بھی قسم ضرر عام کے ظلم سے ایک مظلمہ ہے اور وہ روپیہ کھوٹا جسوقت تک چلتا رہیگا اور ضرور فساد برابر پھیلتا رہیگا اوسوقت تک سب کا وبال اور بار گناہ اوسی کے گردن پر ہوگا جس نے کھوٹے دام بنایا اور جان بوجھ کے چلایا۔

قسم دوم۔ ظلم کی وہی ہوسکتی ہے جسکا ضرر خاص اہل معاملہ کو پہونچتا ہے توجتنی باتون سے اہل معاملہ کا نقصان ہوتا ہو وہ ظلم مین داخل ہین۔

عدل اسکا نام ہے کہ اپنے سے کسی شخص کو ضرر نہ پہونچایا جائے قول سے ہو یا فعل سے اور اس امر مین قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ دوسرے کے واسطے بھی وہی بات چاہیے جو اپنے لیئے چاہتا ہو۔ ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند۔

اور حصول معاش کیلئے عقلا کے نزدیک تین ذرایع اعلی ہین۔

اوّل زراعت۔ دوم تجارت۔ سوم صناعت۔ ان تینون مین سے اعلی تر زراعت ہے۔ پھر تجارت اور بستر صناعت ان کے پیدا کرنے اور حصول اموال کے لیئے انسان کو تین قسم کے اموال سے اجتناب کرنا ایک امر لازمی ہے

اول - وہ مال جو حیلہ اور مکر و فریب و دغابازی اور رشوت ستانی و دزدی اور دروغ حلفی قماربازی ظلم یا امداد ظلم سے حاصل ہو -

دوم - ایسی دولت سے ہاتھ اوٹھانا چاہیئے جو حرکات تمسخر اور خدمات اراذل سے فراہم ہو -

سوم - ایسے مال کی خواہش نکرنا چاہیئے جو صنایع ناملایم سے میسر آوے اور صنایع ناملایم کی تین قسمیں ہین -

قسم اول - کسی ایسی صنعت کا عمل مین لانا جو باعث ایذا اور ضرر رسانی عوام ہو مثلاً سحر اور پیشہ کیمیاگری و ٹھگی اور شعبدہ بازی - عربدہ جوئی وغیرہ -

قسم دوم - ایسی صنعت جو تہذیب اور متانت انسانی مین داغ لگاتی ہو مثلاً مسخرگی - اور قماربازی و مطربی اور رقاصی و زنان و لواطت وغیرہ -

قسم سوم - وہ جسکے عمل کرنے سے دل و دماغ اور طبیعت کو نفرت ہو مثلاً سینہ ہی و افیونشی و شراب و تاڑی وغیرہ جو زیادہ تر قبیح ہو سکتی ہے اور جس کا خراب اثر مخلوق الٰہی کو مضرت رسان ہوتا ہے -

اسی طرح صناعت شریفہ جو شرفا اور عقلا کیلئے ہے اسکی بھی تین قسمین ہین -

پہلی قسم - حسن فکر جس کے ذریعہ سے انسان دوراندیشی و صواب رای سے تمام اپنے کام عمدہ طور پر نکال سکتا ہے مثلاً وزارت اور امارت وغیرہ -

دوسری قسم - حسن عقل جسکو باعتبار فضل و ادب عقل سے تعلق ہے لیکن بدن کو اسکے ظاہر کرنے مین دخل ہے مثلاً کتابت و مساحت و درس و تدریس نظم و نثر وغیرہ

تیسری قسم - حسن قوت جسکو شجاعت و قوت اعضا سے تعلق ہے مثلاً

سپاہگری شکرکشی و ضبط حد مملکت وغیرہ -

کام وہ کرتا ہے دانا اختیار	آئے جو دنیا و دین مین اوسکی کام
جس سے کہلائے سدا وہ نیک مرد	نیک خوئے و نیک روئے و نیک مرد

اور تمامی پیشون مین بعض ضروری اور بعض غیر ضروری ہین -
غیر ضروری مثل زرگری اور نقاشی و مصوری وغیرہ -
اور ضروری مثل پارچہ بافی و طباخی اور کفش دوزی و نانبائی اور زراعت و تجارت و آہنگری و نجاری وغیرہ یہ سب صنعتین امور عالم کے نظام کے لیئے ضروری ہین -
بہر حال انسان اپنے ایام زندگانی خوش معاملگی سے بسر کرے -

خوش معاملگی

انسان کی صفائی طینت کا ایک آئینہ ہے جسکی آب و تاب ایسی پایدار اور ترقی پذیر ہے کہ روز بروز اسکی جلا بڑہانے کی کوشش کیا کرنی سبب ہے جو انسان اپنے باہمی معاملات کو صفائی اور ایمانداری کے ساتہہ طے کر دنیا افضل وضعداری و راستبازی سمجہتا ہے اُس کا یہ طریقہ تمام عالم مین مشہور ہوجاتا ہے اور وہ اپنی اس نیک شہرت کی وجہ سے ہر ایک معاملہ دار کے دل مین اپنی نیک نامی کا مسکن دیکہتا ہے اور تمام لوگ اسکی بہبودی کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے نظر آتے ہین - جو شخص ہر اہل معاملہ کو اپنی راستبازی اور خوش معاملگی سے راضی رکہتا ہے وہ شخص اسکی نظر مین ہمیشہ ایک بزرگ اور قابل تعظیم نظر آتا ہے اور اپنی مصیبت کے وقت مین اسکو ایک سچے ہمدرد کے مانند اپنی شریک حال پاتا ہے - خوش معاملگی ایک ایسی شیرینی ہے جسکا مزہ ہر وقت زبان دلکو یاد رہتا ہے اور اس

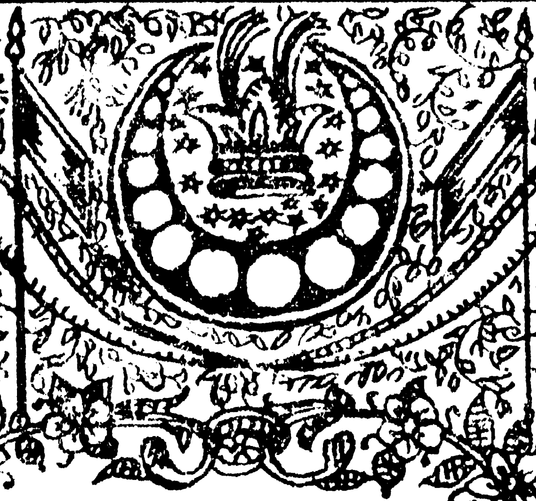
لطف اٹھانیوالا شخص کبھی بد معاملگی کے جانب جھکنے کا نام ہی نہیں لیتا کیونکہ ایک صفائی پسند دل کدورت آمیز خیال کی طرف جھکنا ہی نہیں چاہتا جیسے صاف بہتا ہوا پانی کسی گندگی کے پڑجانے سے خود گندہ نہیں ہوتا بلکہ اُسی گندہ چیز کو بہاکر دور پھینکدیتا ہے اور اور آپ بذات خود ویسا ہی صاف ستھرا اس سے الگ ہو جاتا ہے خوش معاملگی کی قدر وہی شخص خوب جان سکتا ہے جسکا دل انصاف پسند ہے اور اہل زمانے کی بناوٹوں کو اچھی طرح پہچان سکتا ہے۔ جن ملکون کے باشندے اپنے باہمی معاملات مین خوش معاملگی کا برتاؤ عمل مین لاتے ہین وہان اس دستور کی مدد سے اتفاق ملکی و ہمدردی و قومی اتحاد کو روز بروز ایک نمایان ترقی حاصل ہوتی جاتی ہے اور ہمیشہ آتش رشک و حسد پر اُوس پڑی رہتی ہے اور کبھی دو معاملہ دارون کے مابین صورت مناقشہ پیدا ہی نہین ہوتی۔ دیکھو خوش معاملگی ایک ایسی عمدہ چیز ہے جو آدمی کو ایک ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ پر پہونچا دیتی ہے۔ دیکھا اور سُنا گیا ہے کہ اکثر کم حیثیت اور کم آمدنی والے اشخاص نے اپنے ذرا ذرا سے چھوٹے کارخانون کو ایسا عظیم الشان اور قابل تعریف بنا دیا کہ سبحان اللہ آخر اسکا سبب کہان سرمایہ قلیل کی ابتدائی حالت کہان قلیل ہے زمانے کے بعد نفع کثیر کی صورت سے یہ بین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا اس ترقی و کامیابی کا باعث اگر بتدبیر کوئی چیز سمجھی جاتی ہے تو صرف اونکی خوش معاملگی ہی تھی جسنے ایک عالم کو انکی طرف جھکنے کی ترغیب دی اور جسنے داد و ستد کا معاملہ پیدا کرنیکے لیئے ایک دنیا کو رجوع کر دیا۔ جس کارخانہ کی طرف ایک زمانہ جھکتے ہوئے نظر پڑتا ہے پھر اوسکی بلندرتبگی و ترقی مین کون شک کر سکتا ہی دیکھتے اور سُنتے ہین کہ زیادہ تر کارخانے بامید نفع کثیر قایم کیئے جاتے ہین مگر جہان خوش معاملگی کو کم دخل دیا جاتا ہے

وہ آخر کو ایک کم حیثیت کارخانون مین شامل ہو جاتے ہین اور بجائے نفع کثیر نقصان کبیر اوٹھاتے اٹہاتے کالعدم ہو جاتے ہین - فی الواقع خوش معاملگی دنیاداری کاروبار کو ترقی کی حالت مین لانے کے لئے ایک جزو اعظم ہے - کچہہ یہی ضرور نہین ہے کہ انسان اپنے لین دین ہی کے حساب مین خوش معاملگی کا برتاو کرے بلکہ یہ بہی ضرور ہے کہ وہ اپنے ہر قول و فعل مین اسی عمدہ خصلت کا پیرو رہے کیونکہ خوش معاملگی کی ہر کام مین ضرورت ہے - جو لوگ خوش معاملہ ہین وہ ہمیشہ مکر و فریب سے دور رہنے کی کوشش کیا کرتے ہین اور اونکے مزاج مین انصاف پسندی و حق شناسی کی پاکیزہ خصلت ہر وقت موجود پائی جاتی ہے انتظام دنیاداری کے کام مین ایک سے دوسرے کو باہم معاملہ اور برتاو رکہنے کی ضرورت ایک امر لابدی ہے اور جہان دو فریق مین سے ایک کو بہی بدمعاملگی کی طرف رجحان ہوا تو سمجہہ لینا چاہیئے کہ انتہا کی بے لطفی پیش آجائیگی اور بجائے اسکے کہ انسان اسکی معاملہ داری سے خوش ہو اپنی حالت اور اپنی تشخیص پر خود تاسف کرےگا کہ مین نے ناحق کو ایک ناحق کوش انسان سے معاملہ پیدا کیا جسنے میری خوش معاملگی کی بہی اولٹی قدر کی - جہان انسان کی بدمعاملگی ایک مرتبہ جانچ ہو جاتی ہے بار ثانی اسکی طرف کوئی خیال اور لوگون کے دلون مین جو معاملہ سے واقف ہوتے جاتے ہین جاگزین ہو جاتا ہے اور پہر ایک وقت ایسا پیش آجاتا ہے کہ اُس خاص شخص کو تمام لوگ نفرت کی نگاہون سے دیکہتے ہین اور کبہی اسکے ساتہہ کوئی معاملہ کرنا عار سمجہتے ہین اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ انسان بدمعاملگی سے عمر بہر کیلئے نام کا رہ جاتا ہی اور خوش معاملگی سے تمام حیات مستعار کا زمانہ بخوشی بسر کر سکتا ہی -

الختصر انسان کو چاہیئے کہ اپنی قوت تمیز اور شہوت و غضب کا استعمال جو عدل اور انصاف کے برخلاف ہو نکرے۔

اور قوت خیال باتمیز کے ذریعہ سے انسان کو نیک اور بد کی تمیز اور حصول علم کا شوق ہوتا ہے اور باعتبار اسی قوت کے انسان کا نفس نفس ناطقہ کہلاتا ہے اور جسکی تحریک و ذریعہ سے انسان کھانے پینے اور نکاح کی طرف مائل ہوجاتا ہی اُسکا نام قوت شہوت یا خواہش نفسانی ہوتی ہے قوت غضبی کی حرکت سے اسکو اپنے رتبہ کے بڑھانے اور مخالف پر غالب آنے کی طرف رغبت ہوتی ہے پروردگار عالم نے ان تینون مین سے دو قوتین خواہش و غضب کے حیوانون کو دین بجز قوت تمیز کے کہ وہ حضرت انسان کو عطا فرمائی ہے قوت تمیز کے درجہ اوسط کے استعمال سے علم کی فضیلت اور حکمت پیدا ہوتی ہے اور قوت غضبی کی اصلاح سے شجاعت اور قوت شہوت کی صفائی سے عفت حاصل ہوتی ہی اور فاضل کو شجاع اور عفیف و حکیم کہتے ہین اور ان تینون قوتون کے اصلاح کرنے والون کو عادل اور انکے فعل کو عدل یا عدالت بولتے ہین اسلئے کہ عدالت کے معنی برابر کرنیکے ہین جب تک کہ یہہ تینون قوتین برابر نہونگے تب تک عدالت کا حق پورا ادا نہو سکے گا اور عدل و انصاف کی میزان مین نہ تولا جائیگا۔

بیشک انجام پاتے ہین مدام	قوت شہوی سے تیرے کاروبار
عدل سے ہر نیک و بدکی ہی تمیز	اور غضب ہی باعث عز و وقار
لیکن استعمال انکا چاہیئے	عدل و انصاف سے ای نابکار



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ پنجم

تاریخ جدولۂ شاہان عرب و عجم و ہند و دکن

مخفی نرہے کہ بعد واقعہ شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام کے
مسند خلافت کو حضرت امام حسن علیہ السّلام نے رونق دی شہر کوفہ کے عام و خاص
بعد شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۲۲ ماہ رمضان سنہ ۴۰ ہجری مسجد کوفہ مین جمع ہوے
اور جناب امام حسن علیہ السّلام نے ایک خطبہ پڑہا اسی درمیان مین حضرت عبداللہ بن
عباس رضی اللہ عنہ اوٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے مسلمانو یہہ نبیرۂ رسول اللہ
اور فرزند خلیفہ چہارم ہین تمکو لازم ہے کہ انکی خلافت قبول کرو چار ہزار کوفیون نے
جو اوسوقت موجود تھے بلا توقف بیعت کی جسکی تعداد رفتہ رفتہ چالیس ہزار ہوگی

مگر آپ کو اپنے نانا کی وہ حدیث یاد تھی جس مین ذکر تھا کہ خلافت حقہ تیس برس تک
رہیگی آپ نے غور کیا تو چھ مہینے بعد وصال حضرت علیؓ کے باقی رہگئی تہی اسلیئے چھ
مہینے خلافت کرنیکے بعد بار امارت امیر معاویہ کے سپرد رکھکر کنج عافیت وزاویہ تنہائی
اپنے لئے پسند فرمایا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ جب خبر شہادت امیر المومنین
سیدنا حضرت علی علیہ السلام اور بیعت لیتے حضرت امام حسن علیہ السلام کی امیر معاویہ کو پہونچی
امیر معاویہ نے بمقتضاے بشریت خلیفہ وقت پر لشکرکشی کی ادہر جناب امام حسن علیہ السلام
معہ چالیس ہزار لشکر اسلام دار الخلافت کوفے سے باہر تشریف لاسے اور اس گروہ پرشکوہ
کے علاوہ حاکمان عجم وعرب کو بہی جمع کیا جانبین سے لشکر صف آرا ہوسے ہنوز آتش
قتال بلند ہونے پائی تھی کہ امیر معاویہؓ نے بصلاح عمرو بن عاصؓ حضرت امام حسن علیہ السلام
کی خدمت مین بوساطت سفرا عرض کیا کہ اب زمانہ خلافت باطنی کا بموجب اس حدیث
رسالت پناہی کے گذرگیا الخلافۃ ثلاثون عاماً ثم یکون بعد ذالک الملک یعنے
خلافت کا زمانہ تیس برس کا ہے پہر ہو جائیگا بعد اسکے ملک (یعنے سلطنت ظاہریہ
اسلیئے آپ حکومت ظاہریہ براہ کرم مجھکو مرحمت فرماوین جب یہہ پیام جناب امام حسن علیہ السلام
نے سنا اوسیوقت آپکو وہ حدیث سردار عالم رسول اکرم کی یاد آگئی جو آپکی شان مین
اپنے اصحاب سے اکثر فرمایا کرتے تہے کہ یہ میرا فرزند دو بزرگ گروہ مسلمانون مین صلح
کرائیگا چنانچہ اوسکے مطابق عمل فرمایا۔

جناب امام حسن علیہ السلام نے ہنگام تفویض سلطنت ظاہری امیر معاویہ کو کہا کہ اسے
امیر ہم نے تم سے اس شرط پر صلح کی ہے کہ تم ہمیشہ عامل کتاب اللہ وسنت رسول اللہ
وسیرت خلفاء الراشدین رہنا اور بعد اپنے امر حکومت مسلمانون کی راے پر چہوڑنا

امیر معاویہ نے بطیب خاطر ان شرائط کو قبول کیا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کوفہ سے مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور استحکام بنیان شریعت مصطفوی اور اشاعت احکام طریقت نبوی مین سعی بلیغ فرمائی اور طریقہ معرفت و سلوک جسکو اہل حقیقت تصوف کہتے ہین کثرت سے لوگون کو تعلیم و تفہیم فرمایا ہمیشہ قرآن پاک و حدیث صاحب لولاک کے معنی بیان کرتے اور گمراہان کوی ضلالت کو ہدایت فرماتے الحاصل اللہ پاک نے واسطے برارت دامن نبوت کے لوث تہمت سے اہل بیت رسالت مین سلطنت ظاہریہ کو نرکہا کہ اہل بیت بسبب سلطنت چند روزہ دنیا کے مراتب عالیہ سے محروم رہین انکا پورا حصہ اوسی دنکے لیے رکہا گیا ہے جس دن سارے روئے زمین کے بادشاہ حقیر اور یہ عزیز ہونگے چنانچہ سید الشباب اہل الجنۃ اس پر دلیل روشن ہے۔

المختصر اسلام مین سب سے پہلے جس نے تخت شاہی پر جلوس کیا اور امور سلطنت کو رونق دی وہ امیر معاویہ ہین آپ دراز قد گورے چٹے خوبصورت ہیبت ناک آدمی تہے چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکی طرف دیکہکر فرماتے تہے کہ یہہ شخص عرب کا کسریٰ ہے اور امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ اکثر فرماتے تہے کہ معاویہ کی امارت کو برا نہ جانو اگر تم نے اوسکو ہاتہہ سے کہو دیا تو بیشک لوگون کے سرون کو اونکے کہندہون سے گرتے ہوئے دیکہوگے اور معتبری کا قول ہے کہ تم ہرقل اور کسریٰ کی زیرکی کو دیکہتے ہو اور معاویہ کو چہوڑ دیتے ہو امیر معاویہ بردباری مین ضرب المثل تہے۔ ابن عون کہتے ہین کہ آدمی امیر معاویہ سے کہہ لیتا تہا کہ واللہ یا تو تم خود ہمارے ساتہہ سیدہے ہو جاؤگے یا ہم تمکو

مسلم امیر معاویہ
ذوالحجہ ۶۰ ہجری

ہم سید ہا کر لینگے آپ کہتے کس چیز سے سید ہا کر لوگے وہ کہتا لکڑی کے بل آپ کہتے ہان تو ہم ضرور سیدہے ہو جائینگے۔ الغرض جب امیر المومنین یار غار سلطان الانبیا حضرت رسول اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر جانب شام روانہ فرمایا تہا امیر معاویہ بہی اپنے بہائی یزید بن ابو سفیان کے ہمراہ گئے جب اون کے بہائی نے انتقال کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دمشق پر آپ ہی کو اپنے طرف سے عامل مقرر فرمایا اور زمانہ خلافت امیر المومنین حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما مین بہی بحال و برقرار رہے۔ اور کعب الاحبار کا قول ہے کہ اس امت مین ایسا بادشاہ کوئی ہرگز نہو گا جیسے امیر معاویہ ہوے اور ذہبی کا قول ہے کہ امیر معاویہ بیس برس امیر رہے اور روی زمین پر کوئی اون کا مقابل نہ تہا۔ چنانچہ سنہ ۴۳ھ مین رجیج وغیرہ بلاد سجستان اور ودان اقلیم سرقہ اور کوزائی ممالک سوڈان فتح کیا اور سنہ ۴۵ھ مین قیقان اور سنہ ۵۰ھ مین قہستان فتح ہوا اور آپکے وفات کے بعد خاندان بنی امیہ سے جتنے بادشاہ گذرے اور اونکی اختتام کے بعد جو خاندان آل عباس سے مسند خلافت پر متمکن ہوے اسما بقید تاریخ ولادت و جلوس و وفات و عمر و مدفن و سبب علیحدگی وغیرہ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔



نقشہ اول نامہائے خلفاء دمشق خلفاء بنی امیہ۔

نمبر سلسلہ	نام بادشاہان	تاریخ ولادت	مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت	سنہ وفات	سبب مرگ	جائے دفن	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	امیر معاویہ بن سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف		۷۸ سال و ۵ ماہ	۲۵ ربیع الاول ۴۱ ہجری	۱۹ سال ۳ ماہ	رجب ۶۰ ہجری	مرض الموت	دمشق بیرون باب صغیر	صحابہ رسول اللہ صلعم ہیں۔
۲	یزید بن معاویہ	۲۶ ہجری	۳۸ سال	رجب ۶۰ ہجری	۳ سال ۸ ماہ	۱۴ ربیع الاول ۶۴ ہجری	بعارضہ ذات الجنب	دمشق بیرون باب صغیر	یہ بڑا ظالم تھا اسکے عہد خلافت جدید میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی
۳	معاویہ بن یزید		۲۱ سال	ربیع الاول ۶۴ ہجری	۳ ماہ ۲۲ روز	۶۴ ہجری	بمرض الموت	ایضاً دمشق باب صغیر	مدت سلطنت میں اختلاف ہے کوئی ۲ ماہ کوئی ۳ ماہ رونکھے ہیں بڑا نیک بخت تھا
۴	مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف		۶۳ سال	رجب ۶۴ ہجری	۹ ماہ ۱۸ یوم	۶۵ ہجری	طاعون	ایضاً	یہ بڑا ظالم و ستم گر تھا چنانچہ اسکے عہد خلافت میں خانہ کعبہ پر چڑھائی ہوئی اور عبد اللہ بن زبیر صحابہ نے شہادت پائی۔
۵	عبد الملک بن مروان	رمضان ۲۶ ہجری	۶۰ سال	رمضان ۶۵ ہجری	۲۱ سال ۸ ماہ	شوال ۸۶ ہجری	•	ایضاً	اسکے عہد میں عموریہ شہر مقصوریہ سماوہ کبری نہر میحیہ اور پوشن کے شہر وغیرہ بلاد روم فتح ہوئی اور آٹھوں بادشاہ روم مطیع ہوئے
۶	ابو العباس ولید بن عبد الملک	سنہ ۴۸ ہجری	۴۹ برس	شوال ۸۶ ہجری	۹ سال ۷ ماہ ۱۰ یوم	۱۵ جمادی الثانی ۹۶ ہجری	بمرض الموت	ایضاً بیرون باب صغیر	ہندوستان کے اکثر شہر اور اندلس قسطنطنیہ کے ممالک مفتوح ہو مسجد جامع اور مسجد نبوی درست کی گر حجاج بن یوسف امیر بڑا ظالم تھا جنے حضرت سعید بن جبیر نے شہادت پائی

۷	ابوایوب سلیمان بن عبدالملک بن مروان	سنہ ۵۴ھ	۴۵ برس	سنہ ۹۶ھ	۲ سال ۸ ماہ ۵ یوم	۱۰ صفر سنہ ۹۹ھ جمعہ	مرض ذات الجنب		یہہ تخت نشین ہوتے ہی کل قیدیوں کو چھوڑ دیا علی العموم لوگوں سے ساتھہ سلوک کیا۔ ممالک مازندران وجرجان طبرستان خراسان وغیرہ مفتوح ہوئے۔
۸	عمر بن عبدالعزیز بن مروان الاموی	سنہ ۶۱ یا ۶۳	۳۹ سال ۱ ماہ	سنہ ۹۹ھ	۲ برس ۵ ماہ	رجب سنہ ۱۰۱ھ	زہر دیا گیا	دیر سمعان	بڑے ہی عادل اور عابد وزاہد ومتقی تھے۔
۹	یزید بن عبدالملک	سنہ ۷۱ھ	۴۰ سال	سنہ ۱۰۱ھ	۴ سال ۱ ماہ ۵ یوم	۲۵ شعبان سنہ ۱۰۵ھ	عارضہ سل	اذرعات متعلقات بیت المقدس	بعد عمر بن عبدالعزیز کے صرف چالیس روز سیرت عمر بن عبدالعزیز کی اختیار کی پہر امراے جابرہ میں داخل ہوگیا
۱۰	ہشام بن عبدالملک	سنہ ۷۲ھ	۷۱ سال	۲۵ شعبان سنہ ۱۰۵ھ	۱۹ سال ۹ ماہ ۵ یوم	ربیع الثانی سنہ ۱۲۵ھ	موت طبعی	رصافہ جو فرات کے کنارہ پر ہے	مشرق میں ترکوں اور مغول کو شکست دی اور مغرب میں فرنگستان و عیسائیوں کو دی اور حضرت زید بن زین العابدین نے اسکے عہد میں شہادت پائی
۱۱	ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان	سنہ ۹۰ھ	۳۹ سال	ربیع الثانی سنہ ۱۲۵ھ	ایک سال ۳ ماہ	جمادی الثانی سنہ ۱۲۶ھ	[illegible] قتل کیا گیا	بیرون باب الفرادیس	یہہ شخص دایم الخمر تہا اسکے عہد میں بنی امیہ میں باہم نفاق پیدا ہوگیا اور یحیی بن زید بن زین العابدین شہید ہوئے
۱۲	یزید بن ولید بن عبدالملک	سنہ	۳۶ سال	جمادی الثانی سنہ ۱۲۶ھ	۶ ماہ	۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۲۶ھ	مرض موت طاعون	.	اسکے وقت میں بے انتظامی کا بندوبست ہوا بالآخر بنی امیہ باہم لڑ پڑے سلطنت کو زوال آیا۔
۱۳	ابراہیم بن ولید بن عبدالملک	سنہ	.	۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۲۶ھ	.	.	.	.	اسکو استقلال نصیب نہوا دو مہینے چوبیس دن مروان نے خروج کیا اور یہ اپنا دارالخلافت سے بہاگ گئے
۱۴	مروان بن محمد بن مروان بن الحکم بن ابی العاص [illegible]	سنہ ۷۲ھ	۶۹ سال	سنہ ۱۲۷ھ	۵ برس ۱۰ ماہ ۷ یوم	۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲ھ	جنگ میں مقتول ہوئے	موضع بوصیر متعلقات مصر میں	یہہ خاتم خلفاے بنی امیہ ہے حمار اسکا لقب ہوا تہا ظرافت کا مرتبہ تہا مگر ہر طرف سے بغاوت شروع ہوگئی بالآخر سفاح عباسی نے اسکی سلطنت لی۔

نقشہ دوم نامہای خلفاء اسپین

اسپین مین اہل اسلام کے چار عہد ہوئے عہد اول ۱، ۲ و ۳ ۲۱ طارق سے شروع ہوا جو پنجم رجب سنہ ۹۲ھ مطابق ۲۳ اپریل سنہ ۷۱۱ء سے نہایت سنہ ۷۵۶ء رہا اس عہد مین (۲۱) امیر بمنظوری والیان افریقہ و مصر ہوئے اور انکو استحکام خلیفہ کی منظوری سے ہوتا تہا عہد دوم دسمبر سنہ ۷۵۶ء سے سنہ ۱۰۳۶ء تک رہا بموجب کتاب سیلکو پیڈیا۔ جس مین حسب ذیل خلیفہ یکی بعد دیگرے جانشین ہوا کئے ہین۔

۱	عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک	.	.	[illegible] ۱۳۸ھ	۳۳ سال [illegible] ماہ	[illegible] ربیع الثانی ۱۷۲ھ	بمرض موت	.	یہہ بڑا عمدہ اور منتظم تہا شہر مین بڑی جامع مسجد بنوائی اور شہر قرطبہ آباد ہوگیا علوم و فنون کی ترقی دی۔
۲	ہشام بن عبدالرحمن ملقب بہ راضی	.	.	۱۷۲ھ	۷ برس [illegible]	سنہ ۱۸۰ھ [illegible]	〃	.	اسنے ڈیوک ولیم کو شکست دی اور شاہ فرانس کا مال غنیمت مین لایا
۳	حکم بن ہشام بن عبدالرحمن کنیت ابو العاص	.	.	سنہ ۱۸۰ھ	۲۶ برس ۱۱ مہینہ ۱۵ یوم	سنہ ۲۰۶ھ	〃	.	یہہ بڑا سخت مزاج تہا اور رعایا تمام ناراض تھی۔
۴	عبدالرحمن بن حکم بن ہشام	.	.	سنہ ۲۰۶ھ	۳۳ سال کچہ اوپر	سنہ ۲۳۹ھ	〃	.	یہہ عمدہ انتظام کیا [illegible] کیا دارالضرب جاری کیا ہر علوم و فنون کو ترقی دی فلسفانہ کا رواج [illegible]
۵	محمد عبدالرحمن دوم بن حکم	.	.	سنہ ۲۳۹ھ	۳۴ سال ۱۱ ماہ	سنہ ۲۷۳ھ	〃	.	اسکے وقت اکثر ممالک غیر منتظم ہوگئے اور بسبب غدر و فساد اندرونی رعایا رعایا کی عیسائیونکو موقع ملا انہوں نے خوب ہاتہہ پاؤن پہیلائے۔
۶	منذر بن محمد بن عبدالرحمن ثانی	.	.	سنہ ۲۷۳ھ	ایک سال ۱۱ ماہ ۱۴ روز	[illegible] ۲۷۵ھ	قتل کیا گیا	.	انتظام سلطنت نہ ہوسکا۔

۷	عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن دوم	.	.	سنہ ۲۷۶	۲۵ سال ۱۱ روز	سنہ ۳۰۰	بمرض الموت	.		بڑا عالم اور بہادر و جوانمرد تھا۔
۸	عبدالرحمن سوم بن محمد بن عبداللہ بن محمد	.	.	سنہ ۳۰۰	۵۰ برس	سنہ ۳۵۰	"	.		یہ بڑا بیدار مغز اور صاحب عدالت رعایا پرور تھا اور ملک کو وسعت دی اور آباد کیا۔
۹	حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	.	.	سنہ ۳۵۰	۱۵ برس کچھ اوپر	سنہ ۳۶۶	"	"		ترقی علوم و فنون کی گئی اور مدرسہ بنوایا اور ایک بڑا کتب خانہ رکھا تھا
۱۰	ہشام دوم بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	.	۲۴ سال	سنہ ۳۶۶	۳۳ سال	سنہ ۳۹۹	"	.		
۱۱	محمد دوم بن ہشام بن عبدالجبار بن عبدالرحمن سوم	.	.	سنہ ۳۹۹	۱ سال	سنہ ۴۰۰	قتل کیا گیا	.		
۱۲	سلیمان بن حکم بن عبدالرحمن سوم	.	.	سنہ ۴۰۰	۶ سال	سنہ ۴۰۶	جنگ میں مارا گیا	.		
۱۳	عبدالرحمن چہارم ملقب بہ مرتضیٰ				ان چاروں خلفا کا مجموعی زمانہ سلطنت ۲ سال کا تھا					
۱۴	عبدالرحمن پنجم									
۱۵	محمد سوم									
۱۶	ہشام سوم									

عہد سوم جو سنہ ۴۰۱ سے سنہ ۴۳۰ تک تھا جس میں طوائف الملوکی رہی اس عہد میں سلطنت مرابطین بھی داخل ہے۔

چوتھا عہد۔ صرف سلطنت غرناطہ سے متعلق ہے اور یہہ سلطنت ۱۲۳۵ء سے ۱۴۹۲ء تک قایم رہی اور (۱۹) بادشاہ اس سلطنت مین ہوے ۱۴۹۲ء مین تمام اندلس مین عیسائی بادشاہت ہوگئی۔

نقشہ سوم متعلق خلفاء بغداد دارالسلطنت بنی عباس

نشان سلسلہ		تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس: مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت تاریخ وفات: مدت سلطنت	سنہ وفات	سبب مرگ	جاے دفن	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	عبد اللہ السفاح بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس	سنہ ۱۰۸ھ	۲۸ سال	پنجشنبہ ربیع الثانی ۱۳۲ھ	۴ سال نو ماہ	یکشنبہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۶ھ	بعارضہ چیچک	انبار ہاشمیہ	
۲	ابو جعفر عبد اللہ منصور ملقب منصور دوانقی بن محمد بن علی۔	سنہ ۹۵ھ	۶۳ سال	شروع مقام بغداد سنہ ۱۳۷ھ	۲۱ سال ۱۱ ماہ ۶ یوم	۶ ذی حجہ سنہ ۱۵۸ھ	قضائے الہی	بیرون خارج از حد مکہ معظمہ	یہہ بڑا دور اندیش اور عالم تہا سلطنت کا عمدہ انتظام کیا شہر بغداد اسکا یادگار ہے۔
۳	ابو عبد اللہ محمد المہدی بن منصور	سنہ ۱۲۶ یا سنہ ۱۲۷ھ	۴۳ سال	سنہ ۱۵۸ھ	۱۱ سال چند روز	۲۲ محرم سنہ ۱۶۹ھ			یہہ بڑا منجم تھا۔
۴	ابو محمد موسی الہادی بن مہدی	مقام رے سنہ ۱۴۷ھ	۲۵ سال ۶ ماہ	محرم سنہ ۱۶۹ھ	ایک سال ۱ ماہ ۲۴ یوم	۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ	مرگیا یا مارا گیا		اسنے عہد مین زنادقہ کو نیست و نابود کر دیا یہہ اول خلیفہ ہے جسکی ہمراہ ننگی تلوارین اور کمانین چلون پر چڑہی
۵	ہارون رشید بن مہدی۔	رے سنہ ۱۴۸ھ	۴۲ سال ۵ ماہ	سہ شنبہ ۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ	۲۳ سال ۶ یوم	سہ شنبہ جمادی الثانی سنہ ۱۹۳ھ	مرض طبعی	طوس	یہہ عابد اور رقیق القلب غازی [illegible] تھا۔

۶	محمد امین بن ہارون رشید	۰	۲۷ سال	سنہ ۱۹۳ھ	۴ سال ۷ ماہ ۳ یوم	سنہ ۱۹۸ھ ۲۵ محرم یکشنبہ	قتل کیے گئے	بستان موسیٰ متعلق بغداد	حکمرانی میں بدتدبیر شخص تھا۔ مگر مرد دلاور تھا ایک شیر کو تلوار سے جنگل میں مارا۔
۷	مامون بن ہارون رشید	شب جمعہ نیمہ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ	۴۸ سال	محرم سنہ ۱۹۸ھ	۲۰ سال ۵ ماہ ۱۲ یوم	پنجشنبہ ۱۸ رجب سنہ ۲۱۸ھ	قضا	طرسوس	
۸	ابو اسحاق محمد معتصم بن ہارون رشید	سنہ ۱۸۰ھ	۴۸ سال	سنہ ۲۱۸ھ	۸ سال ۸ ماہ ۲ یوم	۲۲ ربیع الاول سنہ ۲۲۷ھ	”	سر من رای	
۹	ابو جعفر ہارون الواثق باللہ بن معتصم	۲۰ شعبان سنہ ۱۹۶ھ	۳۶ سال	۲۹ ربیع الاول سنہ ۲۲۷ھ	۵ سال ۹ ماہ ۶ یوم	چہار شنبہ ۲۴ ذی حجہ سنہ ۲۳۲ھ	۰	”	
۱۰	ابو الفضل جعفر المتوکل بن معتصم	سنہ ۲۰۶ھ	۴۲ سال	۲۴ ذی حجہ سنہ ۲۳۲ھ	۱۴ سال ۹ ماہ ۹ یوم	۴ شوال سنہ ۲۴۷ھ	قتل ہوئے	۰	
۱۱	ابو جعفر المنتصر باللہ بن متوکل	۰	۲۶ سال	چہار شنبہ ۴ شوال سنہ ۲۴۷ھ	۶ ماہ ۲ یوم	۵ ربیع الثانی سنہ ۲۴۸ھ	قضا	۰	
۱۲	ابو العباس احمد المستعین باللہ بن معتصم	سنہ ۲۲۱ھ	۳۱ سال	۴ ربیع الثانی سنہ ۲۴۸ھ	۳ سال ۹ یوم	۳ شوال سنہ ۲۵۲ھ	قتل ہوئے	۰	
۱۳	ابو عبد اللہ محمد المعتز باللہ بن متوکل	سنہ ۲۳۲ھ	۲۴ سال	سنہ ۲۵۲ھ	۴ سال ۶ ماہ ۱۵ یوم	شعبان سنہ ۲۵۵ھ	”	دجلہ	
۱۴	ابو اسحاق محمد المہتدی باللہ بن واثق باللہ	سنہ ۲۱۹ھ	۰	۲۷ رجب سنہ ۲۵۵ھ	۱۱ ماہ ۱۷ یوم	رجب سنہ ۲۵۶ھ	”	سر من رای	
۱۵	ابو العباس احمد المعتمد علی اللہ بن متوکل	سنہ ۲۲۹ھ	۵۲ سال	۱۶ رجب سنہ ۲۵۶ھ	۲۳ سال ۶ یوم	۱۹ رجب شنبہ سنہ ۲۷۹ھ	مرگ مفاجات	بغداد	

۱۶	ابو العباس احمد المعتضد باللہ بن موفق بن متوکل نمبر ۱۱	ذیقعده سنه ۲۴۲ھ	۴۱ سال	رجب سنه ۲۷۹ھ	۹ سال ۹ ماه ۲ یوم	۲۲ ربیع الاول سنه ۲۸۹ھ	قضا	•	
۱۷	ابی محمد علی المکتفی باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	یکم ربیع الاول سنه ۲۶۴ھ	۳۲ سال ۶ ماه	۱۹ ربیع الثانی سنه ۲۸۹ھ	۶ سال ۷ ماه ۲۰ یوم	۱۳ ذیقعده سنه ۲۹۵ھ	قضا	•	
۱۸	ابو الفضل جعفر المقتدر باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	رمضان سنه ۲۸۲ھ	۳۸ سال ۵ ماه	ذیقعده سنه ۲۹۵ھ	۲۴ سال ۱۱ ماه	۲۷ شوال سنه ۳۲۰ھ	جنگ میں قتل ہوا	بغداد	
۱۹	ابو المنصور محمد القاہر باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	•	۵۲ سال	۲۹ شوال سنه ۳۲۰ھ	۱ سال ۶ ماه ۸ یوم	۶ جمادی الاول سنه ۳۲۲ھ	•	•	
۲۰	ابو العباس الراضی باللہ بن مقتدر نمبر ۱۸	سنه ۲۹۷ھ	۳۲ سال ۱۰ ماه ۹ یوم	۶ جمادی الاول سنه ۳۲۲ھ	۶ سال ۱۰ یوم	۱۶ ربیع الاول سنه ۳۲۹ھ	مرض الموت	بغداد	
۲۱	ابو اسحاق ابراہیم المتقی اللہ بن مقتدر نمبر ۱۸	سنه ۲۹۵ھ	۶۰ سال	۲۰ ربیع الاول سنه ۳۲۹ھ	۳ سال ۱۱ یوم	۲۰ صفر سنه ۳۳۳ھ خلع کیا گیا		•	
۲۲	ابو القاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر	سنه ۲۹۲ھ	۴۵ سال چند ماه	۲۰ صفر سنه ۳۳۳ھ	۱ سال ۴ ماه	۱۲ جمادی الثانی سنه ۳۳۴ھ [illegible]	•	•	
۲۳	ابو القاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر	سنه ۳۰۱ھ	۶۳ سال	۲۲ جمادی الثانی سنه ۳۳۴ھ	۲۹ سال ۴ ماه ۱۱ یوم	سنه ۳۶۳ھ ترک سلطنت	•	•	
۲۴	ابو عبد الکریم الطائع للہ بن نمبر ۲۳	•	•	۲۳ ذی قعده سنه ۳۶۳ھ	۱۹ سال ۹ ماه ۲ یوم	سنه ۳۸۱ھ	•	•	
۲۵	ابو عباس احمد القادر باللہ بن اسحاق بن مقتدر	سنه ۳۳۶ھ	۸۶ سال	۱۰ شعبان سنه ۳۸۱ھ	۴۱ سال ۳ ماه	۱۱ ذی الحجه سنه ۴۲۲ھ	قضا	•	

۲۶	ابو جعفر عبداللہ ملقب بالقایم بامراللہ نمبر ۲۵	سنہ ۳۹۱ھ	۷۶ سال ۳ ماہ	۱۱ ذیحجہ سنہ ۴۲۲ھ	۴۴ سال ۸ ماہ	۱۲ شعبان سنہ ۴۶۷ھ	قضا	۰	
۲۷	ابوالقاسم عبداللہ المقتدی بامراللہ بن محمد قایم بامراللہ نمبر ۲۶	سنہ ۴۴۸ھ	۳۹ سال	۱۳ شعبان سنہ ۴۶۷ھ	۲۰ سال ۴ ماہ	شنبہ محرم سنہ ۴۸۷ھ	مرگ مفاجات	بغداد	
۲۸	ابوالعباس احمد المستظہر باللہ بن نمبر ۲۷	۲۰ شوال سنہ ۴۷۰ھ	۴۱ سال ۶ ماہ ۷ یوم	سہ شنبہ محرم سنہ ۴۸۷ھ	۲۵ سال	۲۳ ربیع الاول سنہ ۵۱۲ھ	قضا	۰	
۲۹	ابوالمنصور الفضل المسترشد باللہ بن نمبر ۲۸	چہارشنبہ ۴ ربیع الاول سنہ ۴۸۶ھ	۴۳ سال	۲۴ ربیع الاول سنہ ۵۱۲ھ	۱۷ سال ۶ ماہ	۱۶ ذی قعدہ سنہ ۵۲۹ھ	قتل کیا گیا	۰	
۳۰	ابو جعفر راشد باللہ بن نمبر ۲۹	سنہ ۵۰۲ھ	۲۸ سال	ذی قعدہ سنہ ۵۲۹ھ	۱ سال	۱۶ ذی قعدہ سنہ ۵۳۰ھ	״	بیرون اصفہان	
۳۱	ابو عبداللہ محمد المقتفی بامراللہ بن نمبر ۲۸	سنہ ۴۸۹ھ	۴۶ سال	۱۸ ذی قعدہ سنہ ۵۳۰ھ	۲۴ سال ۳ ماہ ۱۶ یوم	۲ صفر سنہ ۵۵۵ھ	۰	بغداد	
۳۲	ابوالمظفر یوسف المستنجد باللہ بن نمبر ۳۱	سنہ ۵۱۸ھ	۳۷ سال چند ماہ	۲ ربیع الاول سنہ ۵۵۵ھ	۱۱ سال ۱ ماہ	۹ ربیع الاول سنہ ۵۶۶ھ	قضا	۰	
۳۳	ابو محمد الحسن المستضی بامراللہ بن نمبر ۳۲	سنہ ۵۳۶ھ	۳۰ سال چند ماہ	۹ ربیع الاول سنہ ۵۶۶ھ	۹ سال ۸ ماہ	۳۰ شوال سنہ ۵۷۵ھ	״	۰	
۳۴	ابوالعباس احمد الناصر لدین اللہ بن نمبر ۳۳	۱۰ رجب سنہ ۵۵۳ھ	۲۳ سال	غرہ ذی قعدہ سنہ ۵۷۵ھ	۴۶ سال ۱۱ یوم	۳۰ رمضان سنہ ۶۲۲ھ	״	۰	

۳۵	ابو النصر محمد الظاہر بامر اللہ بن نمبر ۳۵	سنہ ۵۷۱ھ	کچھ کم ۵۲ سال	۲ رمضان سنہ ۶۲۲ھ	۹ ماہ ۱۴ یوم	۱۳ رجب سنہ ۶۲۳ھ	قضا	۰	
۳۶	ابو جعفر منصور المستنصر باللہ بن نمبر ۳۵	صفر سنہ ۵۸۸ھ	۵۱ سال ۲ ماہ چند یوم	۱۳ رجب سنہ ۶۲۳ھ	۱۶ سال ۱۱ ماہ ۷ یوم	۱۰ جمادی الثانی سنہ ۶۴۰ھ	۰	۰	
۳۷	ابو احمد عبد اللہ المستعصم باللہ نمبر ۳۶	سنہ ۶۰۹ھ	۴۷ سال چند ماہ	۱۱ جمادی الثانی سنہ ۶۴۰ھ	۱۶ سال	سنہ ۶۵۶ھ	۰	۰	از دست ہلاکو قتل ہوا بسازش علقمی وزیر [illegible]

نقشہ چہارم متعلق خلفاء مصر وغیرہ جو برائے نام خلیفہ رہے جنکو سلطنت سے کچھ سروکار نہ تھا صرف والیان مصر و شام وغیرہ کیطرف سے خلیفہ گنے گئے تھے۔

۱	ابو القاسم احمد الملقب بہ المستنصر باللہ بن نمبر ۳۵ من خلفاء عباسیہ سے	۰	۰	۱۳ رجب سنہ ۶۵۹ھ	۳ سال ۵ ماہ ۲ یوم	۳ محرم سنہ ۶۶۰ھ	جنگ مین مفقود الخبر	۰	
۲	ابو العباس احمد الحاکم بامر اللہ بن محمد بن حسن بن علی بن ابی بکر بن مسترشد	۰	۰	سنہ ۶۶۰ھ	۴۰ سال کچھ ماہ	شب جمعہ ۱۸ جمادی الاول سنہ ۷۰۱ھ	۰	۰	
۳	ابو الربیع سلیمان المستکفی باللہ بن نمبر ۲	۱۵ محرم سنہ ۶۸۴ھ	۵۶ سال ۶ ماہ چند یوم	۱۹ جمادی الاول سنہ ۷۰۱ھ	۳۹ سال دو ماہ چند یوم	شعبان سنہ ۷۴۰ھ	۰	۰	

۴	ابراہیم بن محمد بن نمبر ۲	.	.	شعبان سنہ ۷۴۰ھ	۱ سال ۴ ماہ	۲۰ ذی الحجہ سنہ ۷۴۱ھ	معزول ہوئے	.	
۵	احمد حاکم بامر اللہ بن نمبر ۳	.	.	یکم محرم سنہ ۷۴۲ھ	۱۲ سال چند ماہ	سنہ ۷۵۴ھ	قضا کر	.	
۶	ابوبکر المعتضد باللہ بن نمبر ۳	.	.	سنہ ۷۵۳ھ	۹ سال	جمادی الاول سنہ ۷۶۳ھ	″	.	
۷	ابو عبداللہ محمد المتوکل علی اللہ بن نمبر ۶	.	.	سنہ ۷۶۳ھ	۴۵ سال	شب شنبہ ۱۸ رجب سنہ ۸۰۸ھ	″	.	
۸	ابو الفضل العباس المستعین باللہ بن نمبر ۷	.	.	چہارشنبہ ۲ رجب سنہ ۸۰۸ھ	۱ سال چند ماہ	سنہ ۸۱۰ھ	خلع ہوئے	.	
۹	ابو الفتح داؤد المعتضد باللہ بن نمبر ۷	.	.	سنہ ۸۱۰ھ	قریب ۳۰ سال	۴ ربیع الاول سنہ ۸۴۵ھ	قضا کرگئے	.	
۱۰	ابو الربیع سلیمان المستکفی باللہ بن نمبر ۷	.	۶۳ سال	۴ ربیع الاول سنہ ۸۴۵ھ	۹ سال ۱۰ ماہ	جمعہ ۲ محرم سنہ ۸۵۵ھ	″	.	
۱۱	ابو البقا حمزہ القائم بامر اللہ بن نمبر ۷	.	.	۳ محرم سنہ ۸۵۵ھ	۴ سال چند ماہ	سنہ ۸۵۹ھ	″	.	.
۱۲	ابو المحاسن یوسف المستنجد باللہ بن [illegible] نمبر ۷	.	.	سنہ ۸۵۹ھ	قریب ۲۵ سال	شنبہ ۴ محرم سنہ ۸۸۴ھ	فالج گر کے	جوار مشہد	

١٤	ابو العز عبد العزیز المتوکل علی اللہ بن یعقوب بن متوکل نسبہ ۷	ام ولد	۰	۵ محرم سنہ ۸۱۶	۴۲ سال ۵ ماہ ۲ یوم	۲۷ جمادی الآخر سنہ ۹۰۳	۰	۰	

تذکرہ ابتداے سلاطین عثمانیہ ترکیہ جنہون نے سنہ ۶۹۹ ہجری سے ہند و فرنگستان وغیرہ مین سلطنت اسلام قایم کیاہے ۔

مخفی نہ ہے کہ سلیمان شاہ ابن قبا الپ بلدہ ماہان مین جو قریب بلخ کے واقعہ ہے بادشاہ تھا جب چنگیز خان ہند اور بلخ کو جلاکر خاک سیاہ کرکے سلطان علاء الدین خوارزم شاہ کو وہان سے نکال دیا وہان کے چہوٹے چہوٹے سلاطین و حکام مین پراگندگی و تفرقہ پڑگیا اوسوقت سلیمان شاہ خاندان ترکمان کے پچاس ہزار آدمیون کو ہمراہ لیکر بلدہ ماہان سے ارض روم مین آئے اور وہان سے حلب ہوتے ہوئے دریاے فرات سے عبور کا ارادہ کیا اور کل ہمراہیون نے دفعتاً گہوڑے دریا مین ڈالدیے تاکہ پہر کے پار ہوجائین ولیکن باتفاق تقدیر سلیمان شاہ اپنے گہوڑے سمیت اوس مین غرق ہوگیا اور بڑی تلاش سے اوکالاشہ دریا سے نکالا گیا اور قلعہ جیر کے سامنے دفن کیا گیا اور جسقدر ترکمان اونکے ہمراہ تہے وہ چارونطرف منتشر ہوگئے اور جسکو جہان موقع ملا سکونت و بود و باش اختیار کرلی چنانچہ اون سب کی اولاد ابتک اُن اطراف مین موجود ہے ۔

سلیمان شاہ کے چار بیٹے تہے سنقر و دوالقدار تو بلاد عجم کو لوٹ گئے مگر ارطغرل اور ڈونڈار بلاد روم مین آئے اور سلطان علاء الدین سلجوقی سے

ملاقات ہوئی جو بلاد فرمان کے بادشاہ تھے اور شہر قونیہ کو انہوں نے اپنا دار السلطنت قرار دیا تھا سلطان نے انکی بے نہایت تعظیم اور توقیر کی اور یہ دونوں بھائی قرہ حصار و بیکجل کے درمیان اقامت گزین ہوئے چونکہ سرد دلاور اور سپاہ منش و بہادر تھے خصوصاً جنگ و جدال مین ارطغرل نے سنہ ٦٨٠ ہجری مین وفات پائی اور انکے فرزند **عثمان** جو سنہ ٦٥٦ ہجری مین پیدا ہوئے تھے شاہ علاء الدین سلجوقی کے یہان بہ سرداری لشکر پر مامور رہے اور رفتہ رفتہ سلطنت کے جزئی و کلی امورات کا اختیار بھی انکے سپرد ہو گیا اور وہ اپنے آقا ولی نعمت کے ہمراہ بہت بڑے معرکون مین ثابت قدم اور مستقل رہے اور اپنی شجاعت و وفاداری و قابلیت سے روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے اور عثمان غازی کے خطاب سے مخاطب ہوئے سنہ ٦٩٩ مین علاء الدین سلجوقی نے تاتاریون سے شکست کہائی اور اوسی زمانہ مین وہ راہی آخرت ہوئے چونکہ سلطان کا کوئی ولیعہد نتھا اور کل رعایا و سپاہ عثمان غازی سے نہایت رضامند تھے سب نے بالاتفاق انکو تخت نشین کیا اور سلطان علاء الدین کی دختر سے بہی انکے ساتھہ شادی ہو گئی۔ چنانچہ اب تک تاج سلطنت عثمانیہ بفضل اللہ قسطنطنیہ مین قایم اور ملجاء و ماواے اور مرجع دین اسلام ہے جسکے اسماء درج نقشہ ذیل ہین۔

نقشہ پنجم متعلقہ سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ

١	عثمان بن ارطغرل ابن سلیمان ابن قیا الپ	سنہ ٦٥٦	٦٩٩ سال	سنہ ٦٩٩ ہجری	٢٧ سال	٢١ رمضان ٧٢٦	[illegible]	[illegible]	یہہ بادشاہ بڑا دیندار خداترس تھا۔

نمبر	نام	ولادت	عمر	جلوس	مدت سلطنت	وفات	کیفیت	مدفن	کیفیت حال
۲	اورخان بن نمبر (۱)	۶۸۰ھ	۴۶ سال	۷۲۶ھ	۳۵ سال	۷۶۱ھ	قضا کی	قلعہ برصیہ	یہہ بادشاہ نہایت شجاع و سخی تھا [illegible] مدارس و [illegible] سے لڑکے [illegible] فتح کئے۔
۳	سلطان مرادخان بن نمبر (۲)	۷۲۶ھ	۴۲ سال	۷۶۱ھ	۳۰ سال	۷۹۱ھ	[illegible]	بمقام برصہ	یہہ بادشاہ عقیل و اولوالعزم متقی مسنون شرع و درویش سیرت تھا موج ینگ چری کی بھرتی کی
۴	یلدرم بایزید بن نمبر (۳)	۷۶۱ھ	[illegible] سال	۷۹۱ھ	۱۳ سال	شعبان ۸۰۵ھ	۰	۰	یہہ بادشاہ [illegible] پرور تھا [illegible] نے چڑھائی کی تھی۔
۵	محمد خان بن نمبر (۴)	۰	۰	۸۱۶ھ	۸ سال	۸۲۴ھ	[illegible]		[illegible] کیا اور [illegible] سخی و عادل تھا۔
۶	مرادخان ثانی نمبر (۵)	[illegible]	۱۸ سال	۸۲۴ھ	۳۱ سال	۸۵۵ھ	قضا	برصہ	یہہ بادشاہ [illegible] شاہ بلغاریہ کو [illegible] روم کو منسوب کیا۔
۷	محمد خان ثانی بن نمبر (۶)	۸۳۳ھ	۲۲ سال	۸۵۵ھ	۳۱ سال	[illegible]	۰	[illegible]	قسطنطنیہ اور قلعہ بلغراد و [illegible] ملک سرویہ کو غرض بارہ سلاطین پر چڑھائی کی اور فتحیاب ہوا۔
۸	بایزید ثانی بن نمبر (۷)	۸۵۲ھ	۳۴ سال	۸۸۶ھ	۳۲ سال	۹۱۸ھ	[illegible]	۰	یہہ بادشاہ دیندار عابد اور [illegible] انداز تھا شعر و سخن کا بھی مذاق تھا بہت عیسائیوں کے ملک فتح کیا۔

۹	سلیم خان اول بن نمبر ۸	سنہ ۸۷۲ھ	۵۴ سال	سنہ ۹۱۸ھ	۹ سال	۸ شوال ۹۲۶ھ	.	.	اس نے حلب دمص و دمشق و شام و مصر کو فتح کیا اسمٰعیل بادشاہ ایران کو شکست دی اور بڑا صاحب غصہ تھا۔
۱۰	سلیمان خان بن نمبر ۹	سنہ ۹۰۰ھ	۷۴ سال	سنہ ۹۲۶ھ	۴۸ سال	سنہ ۹۷۴ھ	بمقام سگتوار	قسطنطنیہ	یہہ بڑا عالی ہمت عادل تھا چودہ قلعہ فتح کیا بغداد پر قبضہ کیا امام ابوحنیفہ کے مقبرہ کی تعمیر کرائی
۱۱	سلیم خان ثانی بن نمبر ۱۰	ابتدائے سنہ ۹۳۰ھ	۵۰ سال ۸ ماہ	سنہ ۹۷۴ھ	۸ سال	۲۸ شعبان ۹۸۲ھ	[illegible]	[illegible]	یہہ بادشاہ انتظام مملکت سے غافل تھا مگر اسکا وزیر محمد سقلی بڑا نیک تدبیر تھا ملک مین فتور نہوا
۱۲	مراد خان ثالث بن نمبر ۱۱	.	.	سنہ ۹۸۲ھ	۲۱ سال	بماہ جمادی الاولی ۱۰۰۳ھ	.	.	مرد نیک تھا گرجستان کو فتح کیا اور چارسو عیسائیون کو قید مخلصی دی اسکے محل مین پانسو لونڈیان تہین۔
۱۳	سلطان محمد خان ثالث بن نمبر ۱۲	سنہ ۹۶۵ھ	۳۶ سال	سنہ ۱۰۰۳ھ	۹ سال	سنہ ۱۰۱۲ھ	.	.	اس بادشاہ نے شہر کانہ اجڑوا دی۔ اور شاہ عباس کو شکست دی۔
۱۴	سلطان احمد خان اول بن نمبر ۱۳	ابتدائے سنہ ۱۰۰۱ھ	ابتدائے ۲۵ سال	سنہ ۱۰۱۲ھ	۱۸ سال	سنہ ۱۰۲۶ھ			یہہ بادشاہ جوان طبیعت تہا اسی نے کوکب دری روضہ مبارک پر جڑوائی تمباکو اسکے وقت مین رواج ہوا

۱۵	مصطفیٰ خان اول بن نمبر ۱۳	.	.	سنہ ۱۰۲۶	۲ سال	[illegible]	.	.	اسکو سلطنت کا حوصلہ نہ تھا امرار دولت نے قید کر دیا۔
۱۶	عثمان خان ثانی بن نمبر ۱۴	.	.	سنہ ۱۰۲۷	۴ سال	سنہ ۱۰۳۱	[illegible]	.	اسکی طبیعت عورتون سے طرف مائل تھی آخرش فوج بدلگئی اور اسکو قتل کرڈالا۔
۱۷	سلطان مراد خان چہارم بن نمبر ۱۴	سنہ ۱۰۱۱	۵۵ سال	سنہ ۱۰۳۲	۱۷ سال	۱۶ شوال ۱۰۴۹	[illegible]	.	اس بادشاہ نے شاہ عباس صفوی کو شکست دی انکو گھوڑے کی سواری کا بڑا شوق تھا۔
۱۸	ابراہیم بن نمبر ۱۴	.	.	سنہ ۱۰۴۹	۹ سال	۱۸ رجب ۱۰۵۸	[illegible]	.	یہہ بادشاہ عیش دوست تھا امرائے دولت بگڑ گئے آخر قتل ہو گئے۔
۱۹	محمد خان چہارم بن نمبر ۱۸۔	.	.	۱۸ رجب ۱۰۵۸	۴۱ سال	[illegible] ۱۰۹۹	.	.	ان کے عہد مین ارکان دولت مین جنگ وجدال رہا آخر خود ہی ترک سلطنت کی۔
۲۰	سلیمان ثانی بن نمبر ۱۸	سنہ ۱۰۵۲	۵۰ سال	سنہ ۱۰۹۹	۳ سال ۸ ماہ	۲۶ رمضان ۱۱۰۲	[illegible]	.	انکے عہد مین انتظام سلطنت اچھا تھا اور اسکو تعمیرات کا بھی شوق تھا۔
۲۱	سلطان احمد بن نمبر ۱۹	۳ رمضان ۱۰۵۲	۲۲ سال	۲۱ رمضان ۱۱۰۲	۴ سال ۸ ماہ	۲۱ جمادی الاول ۱۱۰۶	〃	.	یہہ بادشاہ خوش نویس و نقال تھا سیر و شکار کا بہی شوق تھا۔

۲۲	مصطفیٰ خان ثانی بن نمبر ۱۹	۰	[illegible]	سنہ ۱۱۰۶ھ	۸ سال	[illegible]	۰	۰	اس بادشاہ نے جرمنی وروس پر فتحیاب رہا اور صلح کرلی اسپر فوج بدل گئی آخر سلطنت سے علیحدہ ہو گئے
۲۳	احمد خان ثالث بن نمبر ۱۹	۰	[illegible]	سنہ ۱۱۱۵ھ	۲۳ سال	[illegible]	۰		یہہ بادشاہ ہر قسم کے خطوط لکہتا تہا شعر بہی کہتا تہا فوج مین فساد ہوگیا آخر یہہ تخت سے اتار دیے گئے ۔
۲۴	محمود خان بن مصطفیٰ خان ثانی نمبر ۲۲	سنہ ۱۱۰۸ھ	۵۰ سال	سنہ ۱۱۴۳ھ	۲۴ سال	سنہ ۱۱۶۸ھ	[illegible]		اس بادشاہ نے نادر کو شکست دی آخر شش صلح ہو گئی ۔
۲۵	عثمان خان ثالث بن نمبر ۲۲	سنہ ۱۱۱۲ھ	۰	سنہ ۱۱۶۸ھ	۳ سال	۱۵ صفر ۱۱۷۱ھ	[illegible]		یہہ بادشاہ خلوت پسند مرد نیک تہے ۔
۲۶	مصطفیٰ خان ثالث بن نمبر ۲۳	۰	۰	۱۵ صفر سنہ ۱۱۷۱ھ	۱۶ سال ۱۰ ماہ	۱۵ ذی قعدہ سنہ ۱۱۸۷ھ	۰		اسکے وقت سکو نین لڑائی ہوئی توپخانہ روسی لشکر کا اہل روم نے چہین لائے ۔
۲۷	عبدالحمید خان بن نمبر ۲۳	سنہ ۱۱۳۷ھ	[illegible]	[illegible] سنہ ۱۱۸۷ھ	[illegible] ۱۵ سال	سنہ ۱۲۰۳ھ	۰		یہہ بادشاہ صلح پسند تہا اور سلاطین عیسائیون سے صلح کرلی
۲۸	سلیم خان ثالث بن نمبر ۲۶	سنہ ۱۱۷۱ھ	[illegible]	سنہ ۱۲۰۳ھ	[illegible]	[illegible]	۰		اس بادشاہ نے فوج ینگ چری کو شکل تعلیم ولایتون کے حکم دیا وہ نہ سنتے تو ایک فوج نظام قرار دی ان دو فوجین لڑائی ہوگئی آخر یہہ بادشاہ معزول ہو گئے

نمبر	نام								کیفیت
٢٩	مصطفیٰ خان [illegible] نمبر ٢٧	[illegible] ١٢٢٢	•	١٢٢٣ [illegible]	•	١٢٢٣ [illegible]	•	•	اس بادشاہ کے وقت انتظام بگڑا ہوا تھا لہذا معزول کردیا گیا۔
٣٠	محمود خان ثانی [illegible] نمبر ٢٧	•	[illegible]	[illegible] ١٢٢٣	[illegible]	١٢٥٥ [illegible]	[illegible]	سلطان [illegible]	یہ بادشاہ اولوالعزم گذرا ہی اکثر سرکشونکی سرتابی کی گردوالی معہ خدیو مصر کے لقب سے مشہور ہوگیا
٣١	عبدالمجید خان [illegible] نمبر ٣٠	[illegible] ١٢٥٥	•	[illegible] ١٢٧٧	•	[illegible] ١٢٧٧	•	•	یہ بادشاہ کیوقت بڑے معرکہ جنگ رہے اور خدیو مصر بھی مغلوب ہوا اور بہت سے نصرانی بادشاہ مغلوب ہی ہوگئے۔
٣٢	عبدالعزیز خان [illegible]	[illegible] ١٢٧٧	•	١٢٩٣ [illegible]	•	•	•	•	اس بادشاہکے وقت سلطنت کا عمدہ انتظام ہوا مگر خزانہ کی نازک حالت تھی [illegible] ناموری کی [illegible]
٣٣	[illegible] مراد خان [illegible]	•	•	[illegible] ١٢٩٣	•	•	•	•	یہ بادشاہ علالت کیوجہ سے شیخ الاسلام [illegible] کے مشورہ پر خلع کیے گئے۔
٣٤	[illegible]	[illegible]	•	[illegible]	•	•	•	•	یہ بادشاہ [illegible] سلطنت [illegible] [illegible]

ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ کے اول زمانہ کا اجمالاً تذکرہ

اب تاریخ ہندوستان کے اوس زمانہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس مین مسلمانون نے ہندوستان پر حملہ کرکے سرزمین ہند مین ریاست اسلامی بلند کرکے اسکو فتح کرنا شروع کردیا۔

اہل اسلام مین سے اول ہی اول جس نے سرزمین ہند پر قدم بڑہایا وہ ابوالعاص عامل یمن تھے انہون نے خلیفہ دوم جناب رسالت پناہی امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک مہد مین ۱۵ھ مطابق ۶۳۶ عیسوی کے اندر بمبئی کے قریب مقام ٹہانہ پر فوج کشی کی۔ اور لوٹ کا کچھ مال لیکر واپس چلے گئے۔

عہد خلیفہ سوم رسالت پناہی کے زمانہ مین عبداللہ بن عامر فتح خراسان کیلیے معہ ایک جمیعت لشکر اسلام کے تعینات ہوا اس سپہ سالار لشکر نے تہوڑے ہی عرصہ مین ہرات۔ بادغیس غور۔ نیشاپور۔ بلخ طوس وغیرہ فتح کرکے دین اسلام کو رواج دیا اور جابجا حاکم اسلام مقرر کئے جب عبداللہ عامر حج کیلیے چلا گیا تو قارن امیر عجم سینہ ایران نے ۳۲ھ مین چالیس ہزار فوج ہرات بادغیس غور وغیرہ سے جمع کرکے عربون سے ازادی حاصل کرنیکے لیے بغاوت کی۔

اور ۴۴ھ مین جب مسلمانون کا کابل مین فتح یابی کا نقارہ بجا تو عرب کا ایک شخص مہلب نامی امیر نے اس راستے بڑہا تھا ہند مین ملتان تک قدم بڑہایا

اور بہت سے لوگون کو قید کرکے لے گیا اسکے بعد پھر کئی بار مسلمانون نے ہندوستان
پر حملے کئے اور یہان کی لوٹ سے مالامال ہوکر اولٹے پھر گئے آخر [illegible] کے
اندر خاندان بنو اُمیہ کے خلیفہ ولید کے عہد مین عراق کے عامل حجاج بن یوسف
کا بھتیجا محمد بن قاسم بہت سی فوج لیکر ہند پر چڑھ آیا اور سندھ کو فتح کر لیا اس
حملہ کا باعث یہ ہوا کہ راجہ داہر والی سندھ نے اہل عرب کے کچھ جہاز
لوٹ لئے تھے اسلئے مسلمانون نے سندھ پر حملہ کرکے راجہ داہر کو شکست
دی اور ملک پر قبضہ کر لیا مگر سندھ کچھ زیادہ مدت تک مسلمانون کے تصرف مین نہین رہا
اسکے بعد خاندان بنی عباس سے مامون ابن ہارون الرشید نے ہند پر لشکر
کشی کی اور راجپوتون سے جنگ کا ارادہ کیا اسکے بعد ڈیڑھ سو برس تک اہل
اسلام کا پھر کوئی نیا حملہ نہین ہوا باین وجہ کہ انکے وفات سے خلفاء عباسیہ کی حکومت مین
خود ہی ضعف آگیا اور رہوتے ہوتے یہ نوبت پہونچی کہ ہر ایک صوبہ
منحرف ہوکر خود مختاری کا دم بھرنے لگا اور آخر خلیفہ کے پاس صرف
دارالخلافت بغداد ہی رہگیا۔

اسمعیل سامانی

اسی زمانہ مین اسمعیل سامانی صوبہ دار ماوراء النہر و خراسان
بھی خلیفہ سے باغی ہوکر بخارا کا بادشاہ بن بیٹھا اس خاندان کے
ایک بادشاہ کے یہان الپتگین نام ایک ترکی غلام تھا جس نے اپنی عقل و دانائی

۱؎ تاتاریون کی آوارہ گرد گروہ جو وسط ایشیا مین بحیرہ خزر سے لیکر چین کے شمال تک [illegible] تین بڑے
بڑے قبیلون مین منقسم کئے گئے تھے۔ اول منچو جو اس خطہ کے انتہاے مشرق [illegible]
[illegible] کی طرف رہتی تھی دوم منگول یا مغل جو اس خطہ کے وسط مین تبت کے شمال مین [illegible] سوم ترک
[illegible] مغرب کی طرف رہتے تھے۔

یہ رفتہ رفتہ یہان تک عروج پکڑا کہ خراسان کا حاکم بن گیا جب بادشاہ نے وفات پائی تو اس کی جانشینی کے نسبت ارکان سلطنت مین اختلاف ہوا بعض تو یہ چاہتے تھے کہ شاہ متوفی کے کم سن بیٹے منصور کو بادشاہ بنائین اور بعض یہ کہتے تھے کہ بادشاہ کا چچا تخت پر بیٹھے۔ الپتگین منصور کے خلاف تھا مگر ارکان سلطنت نے اسی کو تخت نشین کر دیا اسوجہ سے بادشاہ اور الپتگین کے باہم رنجش ہوئی۔ اس بنا پر الپتگین خودسر ہو گیا اور کابل وقندہار پر قبضہ کر کے اس نے غزنی کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔

ذکر سبکتگین

الپتگین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اسحاق دو برس سلطنت کر کے مر گیا اور سبکتگین تخت نشین ہوا سبکتگین اصل مین یزدجرد شاہ فارس کی نسل سے تھا مگر زمانہ کی گردش سے تباہ وقت ہو کر ایک سوداگر کے ہاتھ پڑا اور وہ اوسے بخارا سے لایا۔ یہان الپتگین نے اسکو ہونہار دیکھ کر لے لیا اور اس کی عقل و دانائی کے سبب ترقی کرتے کرتے اعلیٰ رتبہ تک پہنچا دیا غرضکہ سبکتگین نے الپتگین کی بیٹی سے شادی کر کے غزنی کے تخت پر جلوس فرمایا۔

اسوقت لاہور مین راجہ جیپال جو ذات کا برہمن تھا راج کرتا تھا اس نے دریائے سندھ سے اوتر کر سبکتگین پر حملہ کیا اسوجہ سے سبکتگین نے پنجاب پر چڑھائی کی اور جیپال اور اوسکے راجپوت رئیسون کو جو دہلی و اجمیر و قنوج وغیرہ کے تھے جو اسکی مدد کے لیے جمع ہوے ان تمامی راجاؤن کو شکست دیکر اور بہت سامان لوٹ مین لیکر غزنی کو عود کر گیا۔

ذکر سلطان محمود

اور امیر سبکتگین اور راجہ جیپال مین جو لڑائیان ہوئین اُنمین سلطان محمود بھی شریک تھا اسلئے اسکو خوب یقین ہو گیا تہا کہ ہندوستان ایک بڑا دولتمند اور زرخیز ملک ہے اور وہان کے راجپوت سپاہی کیسے ہی بہادر کیون ہنون مگر کوہستانی کابل کے زبردست و زحمت کش حملہ آورون کے سامنے ہرگز نہین ٹہر سکتے اسلئے سلطان محمود نے سنہ ۹۹۶ء مین غزنی کے تخت پر جلوس فرما کر پہلے تو ماوراالنہر کا ملک جو بحیرۂ خزر سے لیکر دریاے اٹک تک پہیلا ہوا تھا اس مین اپنا سکہ بٹہایا اور پہر عنان توجہ سرزمین ہندوستان کی طرف پہیری اور اسکو آرزو تھی کہ بڑے بڑے بانکے راجپوتون کو تلوار کے زور سے دین اسلام مین داخل کریون اور اسکا سبب زیادہ تر یہہ بہی کہا جاتا ہے کہ خلیفہ بغداد نے اسکے مذہبی جوش کو دیکھکر ایک گران بہا خلعت اسکے پاس بہیجا تہا اور امین الملۃ یمین الدولہ خطاب دیا تھا پس سلطان محمود نے یہہ عہد کر چکا تھا کہ مین دین اسلام کے پہیلانیکے لیئے ہر سال ہندوستان پر حملہ کیا کرون گا جسکا مجملاً تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا مین کر دیا گیا ہے جس سے اسکی قوت اور وسعت سلطنت کا اندازہ ہو سکتا ہے پہر سلطان محمود کے بعد ملک پنجاب ایک سو چالیس برس سے کچہہ زیادہ اسکی اولاد کے قبضہ مین رہا کیونکہ وسط ایشیا مین جو سلطنت غزنی کا علاقہ تہا وہ اُس سے پہلے ہی انکے ہاتہہ سے نکل گیا تہا انجام کار غور جو افغانستان مین غزنی اور ایران کے مابین ایک کوہستانی علاقہ ہے اسکے بادشاہون نے خاندان غزنی کو مغلوب کر لیا تھا اور جب محمد غوری نے ہندوستان کو فتح کر لیا تھا اس سے

کچھہ پیشتر خاندان غزنی کا آخر بادشاہ قیدخانہ مین منتقل ہو چکا تہا اس زمانہ مین۔
اجمیر۔ دہلی۔ قنوج۔ میواڑ اور انھلواڑہ یعنی گجرات کے راجے
شمال ہند مین حکمران تھے اور چونکہ ان مین سے ہر ایک چاہتا تھا کہ مین
سب پر غالب ہوجاؤن اسوجہ سے ان مین باہم لڑائی جھگڑے رہتے تھے۔

ذکر پرتھی راج

اور آخر چھٹی صدی کے سنہ مین جس قدر راجے شمالی ہند مین
حکمرانی کر رہے تھے ان سب مین پرتھی راج جسکو راجے
پتھورا بھی کہتے ہین نہایت زبردست اور نامور راجہ اور راجپوتون کے بہادر
قوم کی ناک تھا۔

ہندؤن مین جن نامی گرامی سورماؤن کے افسانہ زبان زد خلایق ہین
انہین پرتھی راج بھی داخل ہے چندر بردائی جو ایک نامی ہندی شاعر گذرا ہے
اس راجہ کا مداح اور دوست تہا چنانچہ اس نے اپنے اشعار مین اسکی بڑی
تعریف لکھی ہے۔ اور پرتھی راج کے بڑے زبردست راجہ ہونیکی وجہ
یہ بھی کہی جاتی ہے کہ وہ اجمیر اور دہلی دونون سلطنتون کا راجہ تہا۔ اجمیر کی
سلطنت تو اوسکو اپنے باپ سوامیشور سے جو راجپوتون کی قوم چوہان کا راجہ
تھا میراث پہنچی ہی۔ اور دہلی کی سلطنت ہاتھہ لگنے کی یہہ کیفیت ہے کہ اسکا
نانا اننگ پال جو راجپوتون کی قوم توار کا راجہ دہلی تہا اسکا کوئی بیٹا تو تہا ہی
نہین صرف بیٹیان ہی تہین جن مین سے ایک کی اولاد تو جے چند راجہ
قنوج تہا اور دوسری کی پرتھی راج۔ اسکو اننگ پال نے متبنی کر لیا تھا
یہہ بات جے چند کو نہایت ناگوار گذری اور اس نے پرتھی راج کے راجہ دہلی

ہوسے نین بہت کچہہ مزاحمتین کین پیش نہ گئی آخرش دہلی کا راج بہی پرتہی راج کے ورثے مین آیا اور اسیطرح وہ دونون سلطنتون کا راجہ ہوگیا۔

ذکر سلطان شہاب الدین عرف محمد غوری۔

اس راجہ کو گدی پر بیٹھے ابہی بہت عرصہ گذرا ہی نہ تہا کہ اس پر ایک زبردست غنیم چڑہ آیا جو کبہی اسکے پیشتر ہندوستان پر حملہ آور ہوا ہی نتہا۔ یہہ غنیم سلطان شہاب الدین غوری تہا جو ایک بڑا جوان مرد بہادر اور مستقل مزاج سردار تھا غور کا بادشاہ تو درحقیقت شہاب الدین کا بڑا بہائی غیاث الدین تہا مگر وہ اسکی نسبت نرم مزاج تھا اسلیئے جب اس نے غور کے تندخو اور قوی ہیکل افغانان بہادران دلاور کی مدد سے غزنی کو فتح کرلیا تو شہاب الدین کو وہان کا بادشاہ مقرر کرکے آپ غور کو چلا گیا شہاب الدین جب غزنی کی سلطنت سنبال چکا تو اس نے ہندوستان کا قصد کیا اور سنا کہ دہلی قدیم سے راجگان عظیم الشان کا دارالسلطنت چلا آتا ہے چنانچہ اسپر فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد فتحیاب ہوا اور سب ہندوستون سے فارغ ہوکر ایک روز دربار عام کیا امیر وزیر سپہ سالار بخشی سب اپنے اپنے عہدون پر حاضر تہے اور گفتگو یہہ ہورہی تہی کہ دارالخلافت کو چلنے کے لیئے کونسی تاریخ مقرر کیجاے دفعتًا سرحد کے سردار کا عریضہ پہنچا کہ راے پتہورا والی اجمیر اپنے بہائی کہانڈے راو حاکم دہلی کو ساتہہ لیکر دو لاکہہ فوج جرار اور تین ہزار فیل جنگی سے دہندسیکے چہڑاسنے کرانہ ہے اور پہونچال کیسطرح چلا آتا ہے۔ اقبال خداوندی کی توجہ دراجب نہین تو اس ملک ہندمین زن وبچے مسلمانون کے تباہ ہوجائینگے

بادشاہ نے اسیوقت لشکر اسلام مین منادی کروادی کہ جب تک اس مہم کا فیصلہ
خاطرخواہ نہ ہوجاوے مسلمان باایمان کو غزنی کیطرف قدم اُٹھانا حرام ہے
ساتھہ ہی لشکر کی تیاری کا حکم اور راستہ کے کاردارون کے نام سامان رسد کے
حکمنامہ جاری ہوگئے۔ لشکر جرار بہ منزل یلغار کرتا جاتا تھا جو انبالہ کے ڈیرہ دن
مین یہہ خبر لگی کہ لشکر راجہ کا پانی پت کے مقام پر ہے مگر فیل خانہ کرنال مین آگیا
بادشاہ وہین مقام کردیا اور فوج کو پس و پیش سے درست کرکے کوچ بکوچ
آگے بڑہا۔ تلاوڑی کے میدان مین دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوگیا۔ دن
مورچون کے درستی مین گذرا شام کو سب نے گھوڑون کے تنگ
ڈھیلے کردیئے۔ دانہ چڑہا۔ زین پوش بچھا کر بیٹھہ گئے۔ باگ ڈورین زانوون
سے باندھہ لین اور جرجیون سے روٹیان نکالکر کھانے لگے۔ سلطان شہاب الدین
ایہی خاصہ ہی پر تھا کہ گشت کے سوارون نے دشمن کی فوج کے گھیارے
اور لکڑہارے جنگل سے پکڑکر حاضر کیئے۔ سوارون کو انعام دیکر رخصت کیا
اور اُن لوگون کو مودیہی کے سپرد کیا کہ جو کچھہ مانگین انہین کہلاؤ پلاؤ۔ آدہی
بجے سامنے بلایا۔ سب کے سب جنگلی گنوار تھے۔ مگر دو بڑے ہشیار اور تجربہ کار
نکلے۔ کہ جنسے لشکر کے اوتارے کا رخ فوج کی تعداد پیچھے کی مدد رسد کے بندوبست
غرض ڈیرے ڈیرے کا حال معلوم کرلیا تمام رات فوج کی قسمت اور مورچون کی
تقسیم مین گذری پچھلی رات تھی کہ کمربندی کا حکم پہنچا صبح ہوتے ہوتے تمام لشکر
کیل کانٹے سے لیس ہوکر میدان مین جم گیا۔ آگے پیچھے داہنے بائین ہر ایک
سردار اپنی اپنی فوج کو سنبھالے تھا خود صاحب لشکر زرہ بکتر چار آئینہ سجے سر پر خود فولادی

ا سنے گھبرا کر مین ... (margin note, partly illegible)

کمرین تمشیر اصفہانی پشت پر سپر گینڈے پر کمان - زین پر گرز گاو سر دوہرا - کمند ابریشمی شکار بند مین آویزان - علم کے سایہ کے نیچے نیزہ تانے کھڑا تہا - اور اسپ عربی جسپر پوست پلنگ کی پاکھر پڑی تھی زانون مین سے نکلا جاتا تہا - اور ادہر حریف کے لشکر مین پہلے ہاتیون کی قطار - بعد اسکے رتھین - اور رپٹین - پیادہ اور سوار فوج تھے کہ جسکا شمار سواے منشی تقدیر کے کسیکو معلوم نہ تہا - ہان سلسلہ انتظام اسکا خاص ایک شخص کی چٹکی مین تہا کہ جدہر چاہے اودہر جہونک دے - بیچون بیچ مین ہند کا ستیا ناس گمر سرسے پاتک ایسی بنا ہوا زرد گلے پر چلتا اور اوسپر زرہ بکتر - چار آینہ سجے راجپوتی ایک پیچ بہون پر رکہے کمر مین ایک طرف سروہی کی تلوار - دوسرے طرف کہانڈا اور کٹار - پشت پر گینڈے کی ڈہال - سورج مکہی کے سایہ مین ہاتہی پر بیٹہا دونون لشکرون پر نظر غور سے دیکہہ رہا تہا - آخر نہ رہ سکا - اور تڑپ کر ہاتہی سے کود - گہوڑے پر سوار ہوا ہاتی کو ہاتہی پر بہٹا دیا آپ دکہنی گہوڑے اوڑاتا سپاہ گری کا بانکپن دکہاتا بہالے کے ہاتہہ نکالتا ہوا - داہنے سے بائین اور بائیں سے داہنے تک - ایک چکر لگایا اور سامنے ایک لشکر کے کہڑے ہو کر اہل لشکر کے دلون کو اسطرح بڑہایا - کہ اے راجپوتون کے سپوتو - پہاڑون کے افغان اور تاتار کے ترکون کا سامنا یہہ سب مسلمان ہین اور ست دہرم کے بہرشٹ کرنے پر کمرین باندہہ باندہہ کر آئے ہین - ابہی تک تمہاری سرحد پر کہڑے ہین - اگر ہمت کرین تو کچھہ بال نہین جنسے گوشوں کی طرح جہاڑیون مین ہنگا ہنگا کر مار لوگے - اور اگر ایک قدم تمہارا اٹہا تو پاؤن اوکھڑے تمہارے گہرون مین اور ہاتہہ ننگ ناموس تک

ہین۔ تج و ہرم گیان کی لاج تمہارے تلوار کی باڑہ پہ ہے۔ مارو مارو دم نہ لو اور جان نہ دو۔ راجہ ابہی یہہ تقریر تمام نہ کرچکا تہا کہ اتنے مین لشکر شاہی کے بائین ہاتہہ پر افغان اجماے کہڑے تہے آگے بڑہے اور خلجیون نے بہی باگین لین۔ اُنہین دیکہہ کر راجپوت بہادرون کے سپوت جنکی تلوارین میانون مین بجلی کیطرح تڑپی جاتی تہین۔ ہاتہون کی صف کو چیر کر نکل کے آئے ہتہر برساتی ہوئے دوڑے اور ایک دم مین برچہیون پر لے لیا۔ جب یہہ حال دیکہا تو افغان پیچہے ہٹے اور خلجیون کے پرے نے بہی گہونگٹ کہایا مگر سپہ دار بے سپاہ قلب مین اُسیطرح جما ہوا تیر ارے جاتا تہا جو ایک مصاحب نے آکر عرض کی کہ افغان اور خلجیون نے پیٹہہ دکہائی جن نمک خوران سردارون سے پسینے کی جگہہ خون گرانے کی امید تہی وہ جان بچا کر بہاگ گئے۔ دشمن چڑہتا چلا آتا ہے۔ حضور اب کس کی راہ دیکہتے ہین براہ خدا گہوڑے کی باگ پہیریئے۔ اب لاہور مین پہنچکر بد اندیشون کا بندوبست قرار واقعی ہو جائے گا یہہ سنتے ہی بادشاہ شعلہ کیطرح بہڑک اوٹہا۔ رہی سہی فوج کو سمیٹ کر للکارا اور گہوڑے کو اڑا کر برق کی طرح دشمن پر جا پڑا نیزہ اور شمشیر سے گذر کر فقط خنجر و کٹار کی نوبت آگئی۔ اتنے مین کہانڈے راو کی نظر بادشاہ پر پڑی فیلبان کو آواز دی کہ خبردار جانے نپائے۔ اُسنے ہاتہی کو ریلا سلطان شہاب الدین بہی جھک کر اسطرح جہپٹا کہ گہوڑے کے دونون ہاتہہ ہاتہی کے مستک پر بیٹہے اور اوس کے منہہ مین ایسا نیزہ مارا کہ دانت ٹوٹ گئے۔ مگر خود بہی زخم کاری کہایا۔ ڈگمگا کر گہوڑے سے گرا چاہتا تہا کہ ایک غلام باوفا جست کر

بہاگنا افغانون کا

پیچھے جا بیٹھا اور گھوڑا اڑا کر برق کیطرح نظروں سے غایب ہو گیا غزنیم
بھاگ گئے پہلکے سپاہی اور ٹوٹا پھوٹا لشکر لاہور مین آیا اور یہان کے ملک کا بندوبست
کر کے غزنی کو روانہ ہو گیا۔ اس لڑائی مین تماشا یہہ ہو گیا کہ جن جن سردارون
کو بہادری و جانثاری کے بڑے بڑے دعوے تھے اور بادشاہ کو بھی
ان پر بھروسے تھے وہی میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے۔ چنانچہ غزنی مین
پہنچکر علمار سے فتوے طلب کیا کہ جو مسلمان جہاد سے بھاگ گئے اُسکے لئے کیا
حکم ہے۔ سبنے لکھا کہ وہ گنہگار خدا ہے۔ بادشاہ نے حکم شرع ہاتھ مین لیا
اور تمام سردارون کو گرفتار کیا۔ جو اور چنے گھوڑون کے توبرون مین
ڈالکر انہین چڑھا دئے اور بازارون مین چھوڑ دیا کہ خاص و عام عبرت
پکڑین اور جو نہ کھائین اُسکا سر الگ پھر یہ سزا تو معاف ہو گئی مگر دربار سے
بند ہو گئے۔

ہلکے دوسرے برس سال نوروزی نے پلٹا کھایا۔ بادشاہ نے اندر ہی اندر سب
سامان کر رکھے تھے فہرست منگا کر دیکھی اور ہر کارخانے مین حکم کوچ کا
بھیجدیا۔ آٹھوین دن خود سوار ہوا جب لشاور مین پہنچا تو ایک پیر مرد کہن
سال کہ غوری کے خاندان مین سے تھا اور خلوت کی صحبتون مین بے تکلف
تھا اُس نے عرض کی اس مہم مین سامان تو جنگ عظیم کا نظر آتا ہے مگر کھلتا نہین
کہ ارادہ کدھر ہے۔ بادشاہ نے آہِ سرد بھر کے کہا کہ اے مردِ مسلم عجب
ہے کہ اس سن و سال پر تیرا یہہ سوال ہے کیا اگلے برس کی شکست سب تجھے
یاد نہین زیادہ صدمہ اسلام کے تیشۂ غیرت کے لئے کچھ چھوٹا پتھر ہے۔ پھر تیا کے

بند کہولے اور کہا کہ دیکھہ لے اُس دن سے آجتک نہ مین نے کپڑے بدلے
ہین نہ حرم سرا مین بستر پر سویا ہون۔ اُس پیر مرد نے دعاے خیر دی اور
کہا کہ اگر یہہ بات ہے تو اب مصلحت وقت کے بموجب کام کرنا چاہیئے۔ یعنے
جو سردار کہ غضب سلطانی مین دربار سے بند ہوئے ہین اُنہین پہر دربار مین بلاکر
انعام دیجئے اور ترقی کے وعدون سے دل بڑہائیے کہ جان لڑاکر پہلے داغ کو
دہوئین۔ چنانچہ ملتان مین آکر چند مقام کئے۔ دربار عام کرکے سب سردارون کو
بلایا اور کہا کہ اے مسلمانون سالگذشتہ مین جو داغ دامن اسلام پر آیا سب
پر روشن ہے اور تدارک اسکا ہر مومن مسلمان پر واجب ہے وہ اگلی ندامت
کے سبب سے کچھہ کہہ نہ سکے مگر سب نے تلوارون پر ہاتھہ رکھکر سامنے سر جھکادئے
غرض وہان سے روانہ ہوکر لاہور پہنچا اور سید قوام الملک رکن الدین کو
کہ تدبیر اور تقریر مین بے مثل تھا ایلچی کرکے نامہ کے ساتھہ روانہ کیا۔ نامہ کا
مضمون یہہ تھا کہ مین بموجب حکم اپنے بڑے بہائی کے کہ میرے باپ کی جگہہ
ہے اور خراسان سے پنجاب تک مسلمانون کا بادشاہ ہے فوج لیکر اسطرف
آیا ہون راے پرتہی راج کہ راجگان ہندوستان مین مہاراجہ ہے۔ اُسے
لکہا جاتا ہے کہ اسلام کی اطاعت کرکے اتفاق کا طریقہ قایم کرلے تاکہ خلق
خدا کی آسایش مین خلل راہ نہ پاے۔ نہین تو ملک خدا کا ہے اور حکم خدا کا
تلوار دونون کا فیصلہ کریگی۔ جب یہہ مراسلہ راجہ کی نظر سے گذرا تو بہت
پیچ وتاب کہایا اور خفا ہوکر ادہر تو ایک جواب کہ پتہر اور لوہے سے کہرا تہا
لکہکر روانہ کیا اور اودہر راجگان ہندوستان کو جمع کرکے تین لاکہہ راجپوت

کا لشکر جنکی تلواروں سے خون ٹپکتا تھا ہمراہ لیکر چلا پہلے فتح کے بھروسے پر بہت سے راجہ بہادرانہ رفاقت کے دم بھرتے مدد کو آئے سلطان شہاب الدین بھی اودہر سے آگے بڑہا اور نہر سرسوتی کو بیچمین ڈالکر دونون لشکر اوتر پڑے۔

پرتھی راج۔ نے اول ایک خط اِس مضمون کا لکھا کہ حال اس فوج بے شمار کا شہدار لشکر اسلام کو معلوم ہوا ہوگا مگر اسکے علاوہ اور بہی ہندوستان سے برابر فوجین چلی آتی ہین۔ ایک ایک راجپوت وہ منچلا بہادر ہے جنکی تلوار کی کابل و قندہار تک پناہ نہین۔ یہ چند نامراد ترک بچے اور افغان زادے جنہین لوٹ کہسوٹ کا لالچ دے دیکر گہرون سے یہان لایا ہے۔ چاہیے کہ اونکی جوانی اور مان باپ کے بڑہاپے پر رحم کر کے یہین سے پہر جائیے۔ ہمین جان جوانمردی کی قسم ہے کہ پیچہا نکرین گے۔ اور نہین تو دیکہہ لو کہ آتشبازی کے سامان بے شمار ہین اور جنگی ہاتھی کچہ اوپر تین ہزار ہین اگر اِس تحریر پر خیال کیا تو بہتر ہے نہین تو یاد رہے کہ ایک جاندار اِس میدان سے جیتا نہ جائیگا۔

ادہر سلطان شہاب الدین اس موقع پر دہیما ہوا اور درجواب اوسکے مصلحتاً یہ لکھا کہ راجہ نے جو نیک صلاح دی عین شفقت سے ہے مگر سب پر روشن ہے کہ اس لشکر کشی مین مجھے کچھ اختیار نہین۔ بہائی کے حکم سے اِس مہم کا بوجہ سر پر لیا ہے جبتک وہان سے حکم نہ آئے مین کچہ نہین کر سکتا اس قدر مہلت ہو کہ وہانسے جواب آجائے اسوقت صلح اِس عہد پر ہو جائے گی کہ

ملک پنجاب سرہند تک ہمارے پاس رہے۔ باقی کل ہندوستان تمہارا
جب یہ نرم ترین جواب راجہ کے پاس پہنچا۔ تمام اہل دربار ہنسنے لگے۔ اور
اور لشکریون مین فتح کی سی خوشیان ہو گئین بلکہ بخت ہو کر ڈیرے ڈیرے
مین ناچ رنگ شروع کر دی۔ میان سلطان شہاب الدین نے سر شام فوجکو کمر بندی کا
حکم دیکر خیمے ڈیرے سب قائم رکھے۔ اور راتون رات کئی کوس کا چکر دیکر دریا
پار اوتر گیا صبحکو راجہ کے لشکر مین ابھی کوئی بستر پر تھا کوئی اشنان کو گیا تھا
کہ دفعتہً پہلو مین آ رامہ جنگی پر چوٹ لگایا اس دنائے سے کرناسے پہونکی کہ سوتے
جاگتے اوچھل پڑے اور۔ تمام فوجمین کھلبلی پڑ گئی وہ لشکر بے شمار ایسا دریا
تھا کہ ایک طرف کی ہل چل کی دوسری طرف خبر بھی نہوتی تھی مگر راجہ نے
اسوقت ہوش وحواس کو جمع کیا ذرا نہ گھبرایا ایک فوج تو تیار کر کے سامنے
کی اور باقی سارے لشکر انبوہ کو سمیٹ کر پھر میدان مین لا جمایا۔ ادھر سلطان
شہاب الدین نے فوج کے چار حصے کر کے چار سپہ سالاردن کے ماتحت
قائم کر دئے کہ باری باری سے جائین اور اس لشکر کثیر کے مقابل مین جان
لڑائین۔ راجپوت بہادر بھی اس میدان مین دائین بائین سے درست
ہوکر اس خوبصورتی اور بند وبست سے لڑے کہ مسلمانون کے جی چھوٹ
چھوٹ گئے۔ تب سلطان شہاب الدین بمصلحت وقت صورت شکست
بنا کر پیچھے ہٹا دشمن نے پیچھا کیا اور جب جمعیت اونکی بے انتظام ہوئی تو دوسرے
غول سے تازہ دم حملہ کیا مگر جمعیت ہندوون کی بے شمار تھی اسلئے اوس سے
بھی مطلب نہ حاصل ہوا جب ٹھیک دوپہر ہوئی تو رای پرتھی راج

ایک سو پچاس راجہ اور مہاراجہ کو لیکر ایک درخت کے سایہ مین آیا سب نے
تلوارون کے قبضون پر ہاتھہ رکھکر قسم کہائی اور ایک ایک پیالہ شربت کا
پی۔ پان کا بیڑہ مُنہ مین تُلسی کی پتّی زبان پر رکھہ۔ کیسر کے ٹیکے پیشانیون پر
دئے۔ اودہر سلطان شہاب الدین بھی بارہ ہزار غلام خاص جنکے سرون پر
فولادی خود جواہرات کے مرصع دہرے ہوئے تھے اونہین لیکر جدا ہوا۔
اول خود تاج شاہی اوتار کفن سر سے باندہا۔ پہر شمشیر اصفہانی کہسیٹ میان
اوسکا توڑ کر پہینک دیا۔ بادشاہ کا یہ حال دیکھتے ہی سب نے خود خود جیون
مین ڈال کفن سرون پر لپیٹ لئے اور المانی تلوارین کہینچ داڑہیان مُنہ
مین لے اسطرح جوش مین آکر تکبیر بلند کر کے حملہ کیا کہ یا تو اپنی جگہہ جمے کہڑے
تہے یا پلک مارتے ہی خاص راجہ کے قلب لشکر مین جا کر وہان دہار ہو گئے
اور جو جو سردار لشکر ادہر اودہر لڑ رہے تہے وہ بہی وائین بائین زور دیکر
گرے۔ اِس گہمسان کا رن پڑا کہ دم کے دم مین ہزارون کا کہیت پڑ گیا۔
اگرچہ راجپوت تلوار یون نے بڑا ساکہا کیا مگر انجام شکست کہائی۔ کہانڈی راؤ
میدان جنگ مین بہادری کا حق ادا کر کے زندگی کے بوجہ سے سبکدوش
ہوا۔ راے پتہورا دریاے سرسوتی کے کنارے گرفتار لشکر سلطانی
ہو کر مارا گیا۔ تمام فوج دشمن پریشان ہو گئی فتحیاب سپاہی شام تک قتل و
غارت مین ہاتہہ رنگتے رہے بادشاہ نے راتون رات لاہور۔ اور غزنی
فتحنامہ روانہ کر کے اوسکے دوسرے دن لشکر کا انتظام کیا اور آگے روانہ
ہوا بعد ازان اجمیر کو جو دار السلطنت راجہ کا تہا فتح کرتا ہوا دہلی مین آیا

مگر ادہر ہی کے راجاؤن کو تاج بخشیان کرتا کچھ اپنے حاکم اسلام بٹہاتا ہوا دہلی مین آ کر
اپنی طرف سے قطب الدین ایبک جو غلام باوفا اور اسوقت فوج شاہی کا
سردار اعظم تہا شہر مین نائب سلطنت کر کے دہلی سے لاہور اور لاہور سے
غزنی پہونچا۔ اسکے بعد کوہ جود کے مفسدون نے فساد برپا کیا سلطان بذات خود
وہان گیا اور اونکو سزا دی جب وہان سے واپس آیا راستے مین بمقام دمیک
چند مفسد قوم کہکر رات کے وقت شاہی خیمہ مین قابو پاکر چہپ رہے
اور سلطان کو بحالت خواب جام شہادت پلادیا تیس سال سلطنت کی
سنہ ۶۰۲ھ مین شہادت پائی ہندوستان کی تاریخون مین اسکا نام علاؤالدین غوری
ہی درج ہے مگر دراصل معزالدین نام تہا اور شہاب الدین خطاب۔
غرض کہ اس ایک ہی لڑائی سے سلطنت اسلامیہ ہندوستان مین قائم اور
اور مستحکم ہو گئی۔
اور خاندان غزنویہ و خاندان غوریہ کے جتنے بادشاہ گذرے ہین اور اونکے
بعد جتنے بادشاہ ہند مین گذرے ہین اونکے اسماء ذیل مین بہ یہ ناظرین
کر دئے جاتے ہین۔

نقشہ ششم اسمائی سلاطین خاندان غزنویہ

نشان سلسلہ	نام بادشاہان	تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس		مدت سلطنت و تاریخ وفات		مدفن	باپ کا نام	کیفیت
			مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت	سنہ وفات			
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

۱	امیر الپتگین								
۲	امیر ناصر الدین سبکتگین				۲۰ برس	[illegible]			
۳	امیر اسمعیل بن ناصر الدین سبکتگین				[illegible]				
۴	سلطان محمود بن ناصر الدین سبکتگین		[illegible] سال				[illegible]	[illegible]	
۵	سلطان محمد بن سلطان محمود								
۶	سلطان مسعود سلطان محمود								
۷	مودود بن سلطان مسعود								
۸	عبدالرشید بن مسعود بن محمود								
۹	فرخ زاد بن مسعود بن محمود								
۱۰	ابراہیم بن مسعود بن محمود								
۱۱	مسعود بن ابراہیم بن محمود								
۱۲	ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم								
۱۳	بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم بن مسعود								
۱۴	خسرو شاہ بن بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم								
۱۵	خسرو ملک بن خسرو شاہ بن بہرام شاہ								یہ آخری فرمانروای خاندان غزنین تھا لہٰنسی وحصار تھانیسر وغیرہ سے لیا۔ سلطان محمود کے زمانہ سے اسکے آخری انتہا تک گیسودی سال شمار ہین آ تھا [illegible]

نقشہ ہفتم سلاطین غوریہ کے متعلق مضمون ہندوستان و غزنی وغیرہ مین سلطنت کی ہے

۱	سلطان علاؤالدین حسین جہان سوز								اسنے غزنین مین قتل عام کیا شہر کو آگ لگا دی اور بعوض خون سید محمد وزیر جو قتل ہوا تھا کئی ایک علما قید مین لایا۔
۲	ملک محمد خطاب سیف الدین بن علاؤالدین جہان سوز				۲ سال	۰	[illegible]		یہ بادشاہ رحم دل نرم مزاج تہا مگر دوہی سال کی حکومت کے بعد ابو العباس سپہ سالار نمک حرام نے قتل کیا۔
۳	ملک غیاث الدین ابو الفتح بن محمد سام	۰	۰	۰	۰	۵۹۹ھ	[illegible]	ہمدان	علاقہ غرجستان داور وگرمسیر و بادغیس و ہرات و سیستان و خراسان تک قبضہ کیا اور سپہ سالار نمک حرام کو قتل کر دیا۔
۴	سلطان معز الدین بن سام الملقب شہاب الدین	۰	۰	۰	۳۲ سال	۶۰۲ھ	[illegible]		اسنے ہندوستان پر چڑھائی کی پہلے ملتان پر قابض ہوا پھر لاہور اور پرتہی راج عرف راے پتہورا سے لڑا اور قنوج والا راجہ مطیع ہوا۔ اور ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ قایم ہوی۔
۵	سلطان محمود بن غیاث الدین محمد سام		۰	۶۰۲		۶۰۷	[illegible]		بعد انتقال شہاب الدین فیروز کوہ کے تخت پر بیٹھا تہا غور و خراسان و غزنین و ہندوستان مین خطبہ و سکہ اسکا جاری رہا۔
۶	سلطان بہاؤالدین بن محمود بن غیاث الدین محمد بن سام								والئے ہرات سنے پکڑ کے خوارزم شاہ پاس بھیجدیا تہا وہان دریا مین غرق کرایا گیا۔

۷	علاؤالدین بن سلطان علاؤالدین بن حسین جہان سوز								خوارزم شاہ کی مدد سے سلطنت پائی چار سال حکومت کی تاج الدین شاہ غزنین کی لڑائی مین قتل ہوا اور غور کا ملک خوارزمیون نے لے لیا۔
۸	سلطان تاج الدین یلدوز غزنوی								یہ زر خرید غلام شہاب الدین غوری ہوا اور کابل و مکران و پوران وغیرہ علاقہ جات غرب دریای سندھ پر حکمران تہا اور رسد رسانی سفر ہند اسکے ذمہ ہے اسکے بعد غزنی مین عملداری خوارزمی ہو گئی۔

نقشہ ہشتم سلاطین غوریہ کا جو بامیان مین سلطنت کرتے رہے

۱	فخرالدین مسعود غوری								یہ سلطان غیاث الدین محمد بن سام کا چچا تہا اور طخارستان کا علاقہ بہی اسکے تحت تہا شمس الدین و تاج الدین زنگی و حسام الدین علی اسکے بیٹے تھے
۲	ملک شمس الدین محمد بن فخرالدین مسعود۔					٠			اسنے ملک کو وسیع کیا بلخ و طالقان و بدخشان کو لیا جب جوریو نگی مہم سلطان شاہ بن ایلب ارسلان پر ہوئی تو مرو مین جا کر بہاؤالدین طغرل کو جو سنجری امرا مین تہا قتل کیا غیاث الدین سے خطاب سلطانی لیا۔
۳	ملک بہاؤالدین ملک شمس الدین محمد	٠		٠	۱۲ سال	٠	مرض الموت	×	یہ بادشاہ مہربان علما و فضلا کا قدردان تہا امام فخرالدین رازی نے علم صرف مین رسالہ بہائیہ اسکے نام پر لکہا جسکو صرف بہائی کہتے ہین

بہاؤالدین کے لڑنیکے بعد یہ بادشاہ ہوا اور بعد انتقال شہاب الدین غوری جو غزنین کا خزانہ غوری خاندان میں تقسیم ہوا تو پنجاہ شتر بار اشرفیوں جواہرات کے اسکے حصہ میں آئے پہر اسنے غزنین پر لشکر کشی کی اور شکست کہا کر گرفتار ہوا اور اسکا مسعود بامیان میں لیا اور تمام خزانہ اور لٹ گیا چند ماہ کے بعد جب چہوٹا تو مسعود پر حملہ کیا اور اسکو قتل کیا پہر اپنے باپ کے وزیر کا پوست اتروایا آخر سلطان محمد خوارزم شاہ نے گرفتار کر لیا اور مقتول ہوا			•		یکسال			ملک جلال الدین علی بن شمس الدین محمد غوری۔	٤

نقشہ نہم سلاطین غلامان غوریہ کے متعلق جو ہندوستان میں فرمانروا رہے ہیں

غلام زرخرید سلطان شہاب الدین غوری ہے بعد انتقال شہاب الدین پہلے ملتان پر قابض ہوا اور سندہ کا علاقہ بہی لیا پنجاب و دریائے ستلج تک قبضہ پایا تہا اور دہلی پر چڑہائی کی تہی آخر شکست کہا کر چلا آیا۔	•	[illegible]	۶۲۲	•	•	•	•	ملک ناصر الدین قباچ	١
یہ بادشاہ غلام زرخرید شہاب الدین غوری ہے پہلا بادشاہ دہلی کا ہوا چوگان کہیلتا ہوا گہوڑے سے گر کے مرگیا۔	بمقام لاہور	•	سنہ ۶۰۷	۲۰ سال	۴	•	•	سلطان قطب الدین ایبک	٢
بوجہ نالیاقتی معزول کیا گیا۔	•	•	•	یکسال	۸ مہینے	•	•	آرام شاہ قطب الدین ایبک	٣
بعد معزولی آرام شاہ یہ تخت نشین کیا گیا قطب الدین ایبک کا غلام داماد تہا اور خواجہ قطب صاحب کا مرید تہا چنگیز خان ہم عہد تہا قطب منار بہت اونچا بنایا مگر یا جینت کی مورت مہاکال سے توڑا۔	دہلی	مرض الموت	سنہ ۶۳۳	۲۶ سال	•	•	•	سلطان شمس الدین التمش	٤

۵	سلطان رکن الدین فیروز بن شمس الدین التمس	.	.	[illegible]	[illegible]	.	.	.	بد چلن عیاش و شرابی تہا معزول ہوکر رضیہ بیگم بنت سلطان شمس الدین کی قید مین مر گیا۔
۶	سلطانہ رضیہ بیگم	.	.	.	[illegible] سال	[illegible]	.	دہلی	یاقوت نامی حبشی کے ممتاز کرنے سے امراء دولت ناخوش ہو گئے لہذا مقتول ہوئی۔
۷	معز الدین بہرامشاہ بن سلطان شمس الدین	.	.	.	[illegible] سال	.	.	.	مہذب الدین نظام الملک وزیر نمک حرام نے بطمع سلطنت قتل کروا ڈالا۔
۸	سلطان علاء الدین مسعود بن رکن الدین فیروزشاہ	.	.	.	[illegible] سال	.	.	.	بعد محاربت پنجاب کے عیاشی مین ایسا مستغرق ہوگیا کہ سلطنت سے بے خبر ہوگیا آخر مقید ہوکر معزول کیا گیا
۹	ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمس	.	.	[illegible]	[illegible] سال	[illegible]	بمرض الموت		مرد نیک فقر مزاج تہا۔ تاتاریون کے حملہ روکنے کی عمدہ عمدہ تجویز کی غزنی کالنجر وغیرہ ملک بوسیلہ وزیر کے فتح ہوئی۔
۱۰	سلطان الغ خان الملقب بسلطان غیاث الدین بلبن	.	[illegible] سال	.	[illegible] سال	[illegible]	بمرض الموت	دہلی	غیاث الدین بن شمس الدین التمس کا غلام و داماد تہا سلطنت کو رونق دی نرم مزاج و نرم دل نمازی علم دوست تہا اسکے عہد مین طغرل خان باغی مارا گیا چند بار مغلون پر فتحیاب ہوا۔

نمبر	نام								کیفیت
	معز الدین کیقباد بن بقرا خان بن سلطان غیاث الدین	۔	۔	۔	[illegible]	۔	۔	۔	مین کی وصیت کے برخلاف امرا نے کیقباد بن بقرا خان کو بادشاہ بنایا مگر یہ عیش و عشرت مین پڑ گیا اسلئے اسکا باپ جو دکن کا حاکم تھا دہلی مین آیا اور اسکا انتقام کرنا چاہا مگر اسنے باپ کو [illegible] اسکو قتل کرنے پر آمادہ ہوا اسلئے وہ واپس چلا گیا دو برس کے بعد کیقباد کو فالج ہوگیا اور امرای مغل نے کیومرث اسکے بیٹے کو تخت نشین کیا اور امرای خلجی نے اسکو مع بیٹے کے مار ڈالا۔

ہشتدہم سلاطین خلجیہ کے متعلق جو ہندوستان مین فرمانروا رہے

نمبر	نام								کیفیت
۱	سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی	۔	۔	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۔	کیقباد آخری بادشاہ غوریہ غلامون کی سلطنت کا جب قتل ہوا تو سنہ ۶۸۹ھ مین دہلی کے تخت پر ستر برس کی عمر مین بیٹھا۔ پہلے یہ شمالی کا نائب ناظم تھا ایک بھتیجا دیوگڑھ کا راجہ دہلی پر چڑھ آیا تھا شکست کھا کر بھاگ نکلا سنہ ۶۹۱ھ مین چنگیزی نسل سے تاتار مین آکر غارت شدہ کی بادشاہ خود جا کر انکو شکست دی مغلون کا سردار سلطان پاس آکر مسلمان ہوا علاؤ الدین اپنے داماد کو دیوگڑھ کی مہم پر بھیجا وہ بہت زر و مال لوٹ کر لایا جب حضرت سیدی مولی [illegible] قوت بہت [illegible] علاؤ الدین نے بطمع سلطنت بحالت تلاوت قرآن شریف اسکو شہید کر ڈالا مرد نیک بخت حلیم و رحیم تھا۔

۲	سلطان علاؤالدین خلجی	۰	۰	۶۹۵ھ	۲۰ سال	[illegible]	[illegible]	۰	یہ دست پروردہ و برادرزادہ و داماد جلال الدین تھا۔ گجرات پر لشکرکشی کی اور فتح پاکر سومنات کا بت دہلی مین لاکر دابدیا۔ راجہ ہمیر والئے رنتھنبور گرفتار ہوکر قتل ہوا اور راجہ رتن سین والئے چتور کی رانی پر عاشق ہوگیا تو اوسکا خاوند مارا گیا اور رانی آگ مین جل کر مرگئی۔ ملک تلنگانہ و دکن کا علاقہ سمندر کے کنارہ تک فتح کیا کرناٹک کے بڑے بڑے بتخانہ گرائے۔ ملک کا انتظام اچھا کیا کافور نام امیر نے زہر دیکر مار ڈالا۔
۳	سلطان شہاب الدین عمر بن سلطان علاؤالدین	۰	۰	[illegible]	۳ ماہ	۰	۰	۰	یہ بادشاہ خردسال تھا اسلئے کافور مدارالمہام بنا اسنے شہزادہ مبارک کو قید کرلیا خضرخان اور شادی خان دو شہزادونکو اندھا کردیا تین مہینے کے بعد تمام امرا کافور سے ناراض ہوگئے اور اوسکو قتل کرکے سلطان کو معزول کردیا۔
	قطب الدین مبارک شاہ بن علاؤالدین خلجی۔	۰	۰	[illegible]	۴ سال ۴ ماہ	۰	۰	[illegible]	یہ قید سے ہوکر بادشاہ ہو سلطنت کے قیام کے بعد اسنے حسن نام ایک رذیل آدمی کو خسرو خان خطاب دیکر وزیر بنایا گجرات اور دکن کی حکومت اوسکو دی اوسکی ترغیب سے شہاب الدین شاہ معزول خضرخان شادیخان بھائیونکو قتل کرڈالا مگر اس نمک حرام نے کافر نعمتی پر کمر باندھ لی اور چاہا کہ بادشاہ کو قتل کرکے خود بادشاہ ہو اس ارادہ پر غرہ رجب کیوقت [illegible] جاہر خان برادر خود کو شکنک ہزار ستون مین لایا اور بادشاہ کو قتل کیا اور اسی رات تمام امرا و دولت کو بھی مار ڈالا بادشاہ کی ملکہ اپنے نکاح مین لایا فرید خان منگو خان شہزادونکو قتل کردیا۔ یہ خبر پاکر غازی الملک حاکم پنجاب باتفاق بہرام خان حاکم ملتان چڑھ آیا اوس نمک حرام کو قتل کرڈالا۔

نقشہ یازدہم سلاطین تغلقیہ کے متعلق جو دہلی کے تخت پر فرمانروا ہوئے

۱	غازی الملک غیاث الدین تغلقشاہ	.	.	.	[illegible] سال	[illegible]	[illegible]	.	یہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تھا خسرو خان مبارکشاہ کے قاتل پر غالب آکر اسنے سلطنت پائی جب بنگال کے سفر سے واپس آیا ایک کوشک تو تیار کی چھت سے نیچے دبکر مرگیا۔ بد دعا سے حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے۔
۲	الغ خان محمد شاہ المعروف بہ فخر الدین جونا سلطان تغلق	.	.	[illegible]	[illegible] سال	[illegible]	.	[illegible]	یہ مسرف فضول خرچ متزلزل مزاج تھا دکن وغیرہ ملک پر قابض رہا اور چین پر بھی چڑھائی کی تھی۔ دہلی کو ویران کرکے دکن میں دیوگیر آباد کیا اور اسکا نام دولت آباد رکھا۔
۳	ملک فیروز بن ملک رجب المخاطب بسلطان فیروزشاہ تغلق	.	[illegible] سال	.	[illegible] سال [illegible]	[illegible]	.	[illegible]	سلطان محمد تغلق کا برادرزادہ بسبب لاولدی سلطان کے یہ بادشاہ ہوا۔ قلعہ فیروز آباد حصار وغیرہ تیس قلعہ بنوائے ۴۰ جامع مسجد ۳۰ مدرسہ ۲۰ خانقاہین ۲۰۰ پل ایکسو نہرین ایکسو کوشک۔ ایکسو پچاس حمام پانچ دارالشفا (۵) قیصری (۵) بڑی مینار (۵۰) مسجد (۱۰۰) کوئین ڈہائی سو باغ بنوایا۔
۴	سلطان تغلق خان بن فتح خان بن فیروزشاہ بادشاہ تغلق المخاطب بغیاث الدین	.	.	.					یہ فیروزشاہ کا پوتا حسب الوصیت اسکے بادشاہ ہوا محمد خان اپنے چچا پر فوج کشی [illegible] اپنے بھائی کو قید کرلیا مبارک [illegible] پر کل مدار حکومت چھوڑ دیا خود عیش عشرت میں [illegible] اسلئے امراء دولت ناراض ہوگئے اور سب نے ملکر سنہ ۷۹۱ھ میں اسکو قتل کر ڈالا۔

۵	ملک ابوبکر بن فتح خان بن فیروز شاہ بادشاہ برادر غیاث الدین تغلق								رکن الدین امیر الامرا نے قید سے نکالکر بادشاہ کیا مگر اسنے چند روز کے بعد ہی رکن الدین کو قتل کر دیا امیر امیر صدہا حاکم سامانہ نے اسکے برخلاف ملک محمد فیروز کو جالندھر مین تخت نشین کیا اور دہلی مین آکر محاصرہ کر لیا یہ اوسکے مقابلہ سے شکست کہا کر بہاگ گیا
۶	محمد شاہ بن فیروز شاہ باربک تغلق	.	.	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	ملک صدہا وغیرہ غلامان فیروز شاہی کے سعی سے اسنے سلطنت پائی مگر چند ماہ کے بعد انکے ساتھ اسکی رنجیدگی ہوگئی اور بہت سے امیر بہاگ کر کوٹلہ مہوات مین ابوبکر کے پاس چلے گئے باقیماندونکے لئے حکم دیا کہ تین روز مین چلے جائین ورنہ قتل ہونگے چنانچہ اکثر چلے گئے اور باقیماندہ قتل ہوئے اور شہزادہ ہمایون ابوبکر کے مقابلہ کو روانہ ہوا عندالمقابلہ ابوبکر پکڑا گیا فوج کے مفسدونکو بھی اسنے سزا دی پنجاب کے مفسدونکی سرکوبی کی ۔
۷	سلطان ہمایون الملقب بعلاء الدین سکندر شاہ بن محمد شاہ	.	.	.	[illegible]	.	ایضاً	.	اس بادشاہ نے تخت نشین ہوکر صرف ایک ہی ماہ سولہ روز سلطنت کی پھر انتقال ہوگیا ۔
۸	سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان محمد شاہ تغلق				[illegible]	[illegible]			سنہ ۸۰۱ھ مین سلطان محمود مرگیا تو اوسکا بیٹا دولتخان تخت نشین ہوا اور سید خضر خان ناظم دیپالپور وغیرہ غالب آیا اوسکو تخت سے اوتارکر خود بادشاہ ہوا [illegible] ختم ہوگئی ۔

نقشہ دوازدہم شاہان خضر خانیہ کے متعلق جو دہلی مین بادشاہ رہے تھے

۱	خضر خان بن سلیمان	.	.	.	۷ سال ۲ ماه	[illegible]	[illegible]	.	یہ بادشاہ قوم کا سید تھا ملک مروان خان امیر بار فیروز شاہی نے اسکو متبنی بنا لیا تھا امیر تیمور نے اوسکی حسن خدمات پر خوش ہوکر پنجاب کا ملک اوسکو دیا آخر یہ دولتخان بن محمود شاہ تغلق پر غالب آیا اور دہلی کے تخت پر بیٹھا خطبہ و سکہ شاہرخ میرزا ابن تیمور کے نام جاری کیا اسکے وقت انتظام سلطنت اچھا رہا۔
۲	مبارک شاہ بن خضر خان	.	.	.	۱۳ سال ۳ ماه				اسکے وقت جسرت کھکر سکہا کھکڑ کے بھائی نے پنجاب کا ملک لے لیا دہلی کا ارادہ کیا سلطان شاہ لودی حاکم سرہند کو مغلوب کر کر آگے بڑھا سلطان خود بر سر مقابلہ گیا اور شکست دیکر کھکڑونکے علاقہ مین پہونچا و تمام و کمال اوجاڑ دیا پھر لاہور مین آیا اور دوبارا آباد کیا چونکہ جسرت کے غارت سے شہر ویران ہو چکا تھا سلطان کے جانیکے بعد جسرت پھر آیا اور راجہ بھون کو مار ڈالا لاہور و دیپالپور پر قابض ہوگیا شیخ علی مغل حاکم کابل بھی ہمراہ لشکر جرار لیکر آیا اور تمام علاقہ پنجاب کو بر باد کر دیا سلطان پھر آیا اور شیخ علی کو شکست دی اور جسرت بھاگ گیا اور بعد انتظام دہلی کو معاودت کی مگر جاتے ہی پھر امیر علی جسرت دونون پھر آئے تو سلطان پھر آیا امیر علی کی تعاقب مین پلٹ کر ترک گیا اور برادر شیخ علی کو قلعہ شیپادر مین قید کر دیا اور اسکے لڑکے کو ہمراہ لیکر دہلی آیا آخر جمعہ کے روز مبارک آباد کی جامع مسجد مین ملک سرور وزیر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

٣	سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن جعفر خان	•	•	•	•	۸۳۷ھ	•	•	ابتدا سلطنت مین یہ بادشاہ برائے نام تہا ملک سرور وزیر مدار المہام او مختار عام تہا وزیر نے بہت امرا کو قتل کیا اکثر قید کر لئے آخر سب نے ملکر اوسکو مار ڈالا اور سلطنت کا اختیار سلطان نے پایا ۸۴۵ھ سلطان پنجاب مین جاکر جسرت کہکہڑ کی تخریب مین سخت کوشش کی او علاقہ اسکے لوٹا اسکی قوم کو مار ڈالا انہیں دنون نمین قوم لنگاہ مین ملتان مین خروج کیا اور سلطنت علیحدہ قائم کر لی اور سلطان محمود والی مالوہ لشکر دہلی پر چڑہ آیا بہلول لودی کے مقابلہ سے شکست کہائی چلا گیا اس خدمت کے عوض سلطان نے نظامت پنجاب کی بہلول کو دی اوسنے جسرت کہکہڑ سے صلح کر لی اور افغانی فوج بہرتی کر کے بطمع سلطنت دہلی پر حملہ آور ہوا ناکامیاب رہا مگر کل صوبہ سلطنت منحرف ہو گئے بادشاہ ۸۴۹ھ مین مرگیا ۔
٤	سلطان علاء الدین شاہ عالم بن سلطان محمد شاہ	•	•	•	•	۸۴۹ھ	•	•	اس بادشاہ کی سلطنت نے کچھ رونق نپائی بجز دہلی اور بداون اسکے قبضہ مین کوئی ملک نتہا حسام الدین و حمید الدین وزرا کی نفاق سے اوسنے دہلی کو بہی چہوڑ دیا بداون مین سکونت کی اسکے پیچھے اونہون نے بادشاہ کا خزانہ لیا شہزادیونکو ننگے سر قلعہ سے نکالدیا حمید خان نے بہلول لودی کو پنجاب سے بلایا جب آیا چندے وزیر حمید خان کی متابعت مین رہا پہر اسکو قید کر لیا اور بادشاہ کو دہلی مین آنیکے لئے لکہا اوسنے جواب دیا کہ مجکو پرگنہ بداون ہی کافی ہی سلطنت جانے اور تم جانو چنانچہ بادشاہ اپنی زیست تک بداون مین رہا سنہ ۸۹۳ھ مین مرگیا ۔ سلطنت خاندان سادات خضر خانیہ ختم ہوگی ۔

نقشہ سیزدہم سلاطین افغانان لودیہ کے ذکر مین جو دہلی مین تخت نشین تھے

نمبر	نام								کیفیت
۱	سلطان بہلول لودی	.	.	.	۸۵۵ ہجری	[illegible]	.	[illegible]	فیروز شاہ بارکگی وقت اسکا دادا بہرام ملک مردان حاکم ملتان کے پاس نوکر تھا اوسکے پانچ بیٹے تھے سلطان کالا محمد فیروز خواجہ - بہرام کے مرنے کے بعد ملک سلطان خضر خان کے پاس نوکر ہوا اور اسلام خان خطاب پاکر سرہند کا حاکم بنا اوسکی درستہ بیبی بہلول کے حمل سے حاملہ ہوئی نوین مہینے چہت کے نیچے دبکر مرگئی اور اور ملک کالا نے اوسکا پیٹ چاک کرکے بچہ نکالا بہلول نام رکہا جب کالا شیخ امیر علی کی لڑائی مین مارا گیا تو بہلول یتیم رہگیا اور اپنے چچا کے پاس پرورش پائی اور اپنی لیاقت سے پنجاب کا حاکم بنگیا پہر دہلی کا بادشاہ ہوا چند مرتبہ سلاطین شرقی کے ساتھ لڑا اور فتحیاب ہوا جونپور کی سلطنت بھی اسنے لے لی - اور ستیس سال سلطنت کی ۸۹۴ھ مین مرگیا -
۲	نظام خان الملقب بسلطان سکندر لودی بن بہلول لودی	.	.	[illegible]	۸۹۴ ہجری	[illegible]	.	.	بہلول کے بعد یہ تخت نشین ہوا اور اپنے بڑے بہائی باربک پر جو جونپور مین حاکم تہا فوج کشی کی اور مطیع کرکے پہر وہ ملک اوسکو دیدیا اور یہ کمال استقلال اٹھائیس سال سلطنت کی آخر ۹۲۳ھ مین مرگیا -

۳	سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی۔								سکندر کے بعد یہہ بادشاہ ہوا اور جونپور کی حکومت اپنے چھوٹے بھائی جلال خان کو دی مگر پھر ناراض ہو گیا اور اوسپر فوج کشی کی وہ بکرماجیت والی گوالیار پاس بھاگ گیا اعظم ہمایون معہ لشکر اوسکے گرفتار ہوگیا تو اوس نے مالوہ کا رستہ لیا آخر حاکم گونڈوانہ نے اوس کا سر کاٹ کر بھیجدیا جب کوئی مدعی نرہا تو سلطان بڑے غرور مین آیا پہلے اپنے خیرخواہ وزیر میان بھوا کو قتل کیا اور چند امرا کو قید کردیا اعظم ہمایون کو گوالیار سے بلایا اسپر اسلام خان بن اعظم ہمایون نے مانک پور اور بہار خان ولد دریا خان نے بہار مین اور دولت خان لودی نے پنجاب مین بغاوت کی اور حسب الطلب دولت خان کے شاہ بابر والی کابل نے پہلے پنجاب پر تصرف کیا پھر دہلی کو آیا سلطان ابراہیم ایک لاکھ فوج کے ساتھ پانی پت کے میدان مین بابر کے مقابل ہوا اور باوجود کثرت فوج کے شکست کھائی اور قتل ہوا سنہ ۹۳۲ مین اس خاندان کی سلطنت تمام ہوئی

نقشہ چہاردہم شاہان افغانی کے ذکر مین جو ہند مین بادشاہ رہے

۱	شیر شاہ سور افغان					۱۵ سال امارت ـ ۵ سال بادشاہت ـ	سنہ ٩٥٢	ز آتش مرد اس کی تاریخ ہے	قلعہ کالنجر بروقت لڑنے بارودخانہ شاہی مین آگ لگی اور یہ اوسی آگ مین جلکر مرگیا	پہلے اس نے پنجاب مین جاکر قلعہ رہتاس کا بنوایا پھر راجہ پورن چند پر لشکر کشی کی پھر راجہ مالدیو و حاکم اجمیر و جودھپور و میرٹھ پر فوج لے گیا اور غالب آیا چوری اور رہزنی کی بیخ نکلوادی ہند مین سڑکین بہت بنوائین جہان جا بجا سرائین تعمیر کرائے مسافرون کیلئے اخراجات خزانہ شاہی سے مقرر کیا ملک کو رونق دی ـ پندرہ سال امارت ـ پانچ برس بادشاہت کی ـ
۲	جلال خان المخاطب سلیم خان بن شیر شاہ افغان				سنہ ٩٥٢	۸ برس ـ ۱۰ ماہ	سنہ ٩٦٠			شیر شاہ کے مرنیکے بعد عادل خان بڑا بیٹا اوسکا رنتھنبور مین تھا امراؤ نے مصلحتاً اس کو کہ چھوٹا بیٹا تھا تخت نشین کر دیا جب وہ آیا تو اوس نے بھی اسکے تخت نشینی پر رضامندی ظاہر کرکے بیانہ کیطرف چلا گیا مگر اسکے تسلی نہوئی اوسکی گرفتاری کو فوج مامور کی عادل خان نے خواص خان حاکم میوات کو مدد پر بلایا اور جنگ کیا آخر شکست پائی ـ اسباب پر امراء شاہی اس سے ناراض ہو گئے پہلے ہیبت خان و اعظم ہمایون حکام پنجاب نے بغاوت کی

									اور معرکہ وقوع مین آتے پھر شجاعت خان مالوہ مین ہنگامہ پرداز ہوا سلطان آدم خان رئیس گکھڑون کا بھی سر بغاوت آبانہ
۳	فیروز شاہ بن شیر شاہ افغان			۳ یوم					یہہ بادشاہ خورد سالی مین تخت پر بیٹھا ہوا لیکن تین روز کے بعد مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان اسکے مامون نے اس کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔
۴	مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان								یہہ شخص اپنے ہمشیرزادہ کو قتل کر کے خود بادشاہ ہوا اور شمشیر خان غلام زادہ کو وزارت دی۔ ہیمون ایک ہندو کو مدار المہام بنایا اسپر امراء دولت وحکام اس طرز عمل سے ناخوش ہو گئے تھے۔ پہلے احمد خان برادرزادہ وداماد شیر شاہ کا تہا پنجاب مین سکندر شاہ خطاب پاکر بادشاہ ہوا ابراہیم خان خسر پورہ عادل شاہ کا بھی متمرد ہو گیا اور یہہ نوبت پہونچی کہ سکندر شاہ دہلی پر قابض ہو گیا دریاے سندھ سے لیکر گنگ تک اوسکی عملداری ہو گئی اور آگرہ پر بھی دخل ہوا بالآخر ہمایون بادشاہ نے کابل سے پندرہ ہزار سوار کے ساتھہ آکر ہند پر قابض ہو گیا۔

ہندوستان مین اسلام کے دوسرے زمانہ کی خاندان مغلیہ کا اجمالاً تذکرہ

مغلون کے مورث اعلی کا مختصر حال

مورث اعلی اِس قوم کا مغل خان اولاد یافث بن
حضرت نوح علیہ السلام سے گذرا ہے۔ مغلون کی سلطنت کی ابتدا، اور اوس قوم کا
جلد ترقی پذیر ہوکر بہت پہیل جانا تاریخی واقعات مین سے ایک بڑا ماجرا عجیب ہے۔
جس زمانہ مین کہ غزنیکی سلطنت پر زوال قدم بڑہاسے چلا آتا تہا اوسی عرصہ مین
ملک تاتار سے جو قدیما مین اوسکا نام نہیا مشہور تہا اس جنگجو قوم نے خروج کیا اوسی مین
۱۲۱۰ سنہ ع مین تموز خان جسکو کوکرا نام بڑے پیر اوس قوم نے چنگیز خان یعنے خان اعظم
تمغے شہنشاہ کا خطاب دیا تہا اپنی دانائی اور شجاعت سے قوم کا سردار ہوا اور تمام
تاتار مین اوس کا تسلط ہوگیا اوس نے بارادہ تسخیر دوسرے ملکون کے اپنے
فوج کو سپاہ گری کے فنون سے واقف اور آگاہ کیا جب فوجکی تعداد چھہ لاکھ سے
بھی زیادہ ہوگئی تب فتوحات ملک پر کمر باندھی بعد فتح ملک خطا جو چین کی شمالی
اقطاع مین ملی ہے اس سبب سے کہ محمد شاہ خوارزم مالک افغانستان کا اور
خراسان نے مغلون کے وکیل اور چند سوداگران تاتاری کو قتل کیا تھا چنگیز خان
اپنی فوج لیکر انتقام لینے آیا شاہ خوارزم نے ہمراہی ایک لشکر قلیل کے سرحد پر
پہونچکر برسر مقابلہ ہوا باہم سخت لڑائی ہوئی اور دیر تک دونو پلے مساوی رہے
آخر جب چنگیز خان کے حکم سے فوج مغلون کی ایک تازہ دم گروہ نے جو کمک کیواسطے
رکہا تہا غنیم کے بازوے راست پر حملہ کیا تب خوارزمی مقابلہ مین قایم تر رہ سکے
الا پھر بھی بانتظام صف بندی پیچھے کو ہٹے اور بہت سپاہ کام آئے اس شکست کے

بعدہ سلطان محمد شاہ کی ہمت ٹوٹ گئی تھوڑی تھوڑے مقابلہ کے بعد چنگیز خان چھوٹے مقامات مفتوح کرتا ہوا شہر بخارا کے قریب جا پہونچا۔

حال قتل غارت بخارا اور سنہ ۶۱۶ ماہ محرالحرام مین چنگیز خان اور تولے خان فرزند خود نے بخارا کا محاصرہ کیا اور شہر والون نے اس شرط پر امان پائی کہ وہ کل اپنا مال چنگیز خان کو دیدین مکانات چھوڑ جاوین خوارزم شاہی نوکرون کو پکڑ دین مگر بوقت دریافت ظاہر ہوا کہ لوگون کے تہہ خانون مین خوارزمی چھپے ہوتے ہین اس لئے تمام شہر مین آگ لگادی گئی جب جل چکا تو خاکستر کھود کر دفینہ نکلواتے گئے قلعہ گرایا گیا کوک خان وغیرہ امراے خوارزم شاہی قتل ہوے اس صدمہ کے بعد بخارا مدت تک ویران رہا اور اوگتائی خان اس کے فرزند کے عہد مین دوبارہ آباد ہوا۔

حال قتل وغارت جند خجند اور اوگتائی خان و چغتائی خان فرزندان چنگیز خان انزار پہونچکر شہر کا محاصرہ کیا غایر خان جس نے تاتاری سوداگر قتل کئے تھے محصور ہوا جب دس ہزار سوار اور قراچہ حاجب خوف کے مارے تاتاریون سے جاملا اور قتل ہوا جب شہر فتح ہوا پانچ لاکھ آدمی شہر کے قتل ہوئے مکانات جلائے گئے غایر خان بیس ہزار فوج کے ساتھ قلعہ مین محصور ہوا ان مین سے ہر روز پچاس پچاس ہزار آدمی قلعہ سے باہر آتے اور لڑکر جام شہادت پیتے جب سب مرچکے۔ تاتاری قلعہ مین داخل ہوتے اور غایر خان ایک برج کی چھت پر گھر گیا عورتین دکنیزکین اوسکی اینٹون اور پتھرون کے ساتھ کئی روز تک لڑتی رہین آخر غایر خان گرفتار ہوکر جام شہادت پلایا گیا اور قلعہ گرادیا پھر تاتاری سمرقند کو گئے۔

حال قتل وغارت جند وخجند جوجی خان جب لشکر لیکر اشنتاق مین پہونچا پہلے مسی

حسن حاجی سوداگر کو شہر والون کے نہایش کے لئے بھیجا اونہون نے حسن کو بلوا کر مار ڈالا
اسپر جوجی خان غضب مین آیا اور بہت جلد شہر کو فتح کر کے شہر والون کو مار کر عمارتین
جلادین اسباب لوٹ لیا پھر یہہ لشکر آذر کند کو بڑہا انہون نے اطاعت مان لی تو انا
بالی پھر تاتاری اسناس کو گئے قتلق خان حاکم جند کا بھاگ گیا شہر والے باوجود بے
دلکی سے متمرد ہوے تاتاریون نے شہر لے لیا اور اہل شہر کو ایک جنگل مین لیجا کر
قتل کر کے مکانات کو آگ سے پھونک دیا اسی مقام سے الاق تو بان خجند کو مامور
ہوا وہ پہلے نناکت پہونچا ملک ملنگو وہان کا حاکم تھا تین روز لڑتا رہا چوتھے روز
شہر فتح ہوا مکانات جلائے گئے اہل شہر قتل مین آگئے پھر الاق تو بان خجند مین
آیا یہان تیمور ملک بڑا پہلوان خوارزم شاہی دربار کا حاکم تھا وہ ایسے قلعہ مین جو
دریا کے دو شاخون کے اندر بنا ہوا تھا قلعہ بند ہوا مغلون کی ستر ہزار فوج نے
قلعکو گھیر لیا تیمور ملک کشتیون مین جنپر نمد کے پردہ تھے بیٹھ کر مغلون سے لڑا
کرتا رہا مغلون کی گولیان اور تیر بھیگے ہوے نمدون مین کارگر نہوئے اوس نے
ہزارون ہی مغل قتل کئے آخرش تھک گیا اور دریا کے رستے سے بھاگ گیا او جان بسلامت
لے گیا اوس کے پیچھے مغلون نے شہر کو جلا دیا رعایا کو قتل کر ڈالا مال لوٹ لیا

حال قتل و غارت سمرقند ۔ چنگیز خان جب بذات خود سمرقند پہونچا ایک لاکھ دس
ہزار ترکمانی خوارزم شاہی فوج وہان موجود تھی دو روز تک وہ میدان مین
لڑتے رہے تیسرے روز شہر مین محصور ہو کر لڑنے لگے اہل شہر اسوقت تین
فریق تہے ایک خواہان جنگ تہے دوسرے اطاعت پسند تھے تیسرے بدحواسی
مین مبتلا تھے آخر قاضی و شیخ الاسلام دو نو ملکر چنگیز خان کے روبرو گئے اور

اطاعت ظاہر کئے اور اپنے تابعینون کی جان بخشی کرائے اوسوقت محمد البپ نان
حاکم سمرقند کا ایکہزار آدمیون کے ساتہہ چل نکلا اور مغلون کا لشکر داخل شہر ہوگیا
بائیس لاکھ آدمی قتل مین آیا اور مکانات جلاکر خاک کردئے گئے صرف پنجاہ ہزار
آدمی قاضی وشیخ الاسلام کے تابعین جان بر ہوسے دو لاکھ روپیہ نذرانہ دیا قلعہ
ڈہا دیا گیا تیس امراء خوارزم شاہی گرفتار ہوکر قتل کئے گئے۔

حال تاتاری لشکر کا جو ایران وغیرہ کو مامور ہوا ۔ بعد فتح مہم سمرقند امیر جہتہ نویان
وسویدائے بہادر و امیر توقچر کی ماموری ایران کو ہوئی اور حکم ہوا کہ وہ سلطان
خوارزم شاہ کو پکڑین اور رعایا مین سے جو اطاعت پیش آوے امان پاوے
ورنہ قتل کیا جاوے پس یہہ فوج بلخ و اسحاق ہوتی ہوئی ہراتمین آئی حاکم ہرات
بمتابعت پیش آیا جہتہ نویان وسویدائے بہادر نے نذرانہ لیکر امان دی سبزوار
چلے گئے تو توقچر آیا اور اوس نے ہرات لوٹنے کا حکم دیا ناچار لوگ مستعد جنگ
ہوے اور لڑائی مین توقچر مارا گیا فوج اوسکی بہاگ گئی جہتہ نویان کے لشکر نے
پہر یہہ لشکر نیشاپور گیا اور نذرانہ معقول لیکر امان دی پہر جہتہ نویان اجون کے
راستے مازندران گیا اور سویدائے نے طوس کا رسنہ لیا طوس مین پہونچکر اوسنے
قتل وغارت سے ایک دقیقہ نہ چہوڑا پہر رادگان گیا اور سر سبزی ملک دیکہہ کر
امان دی پہر جبوشان مین پہونچا اور خوب لوٹا پہر اسفرائین کو تہہ و بالا کیا پہر
جاکر قتل وغارت کی اور جہتہ نویان نے مازندران پہونچکر لاکہون آدمیون کو مارا
اکثر شہر کو لوٹا اور جس قلعہ مین خوارزم شاہ کی والدہ اور اہل وعیال تہا وہ فتح کیا وزیر کو
مع والدہ واہل وعیال بادشاہی قید مین لے آیا بے انتہا تاتاریون نے خزانہ پایا

پہر رے ہین گیا وہان سویدا ے کا لشکر بھی اوس کو آملا رے ہین شافعیہ و حنفیہ
مذہب والے اہل اسلام ہین آپس ہی مین عداوت تھی شافعیہ حاضر آے اور
نذرانہ دیکر درخواست کی کہ حنفی سب قتل کیے جاوین چنانچہ نصف شہر قتل ہوا
پہر شافعیہ کو بہی اس خیال سے کہ یہہ قتل پسند لوگ ہین ان کو بھی قتل کر ڈالا اور
شہر کو آگ لگادی دونون فریق ایک لاکہ سے زیادہ تہے پہر جہتہ نوبان
ہمدان گیا اور سویدا ے قزوین کو آیا پہلے جہتہ نوبان نے شہر قم کا محاصرہ کیا اور
باطاعت امان دی اور سویدای نے قزوین پہونچکر پچاس لاکہہ آدمی مارا پہر
آذربائجان مین پہونچکر شہر زنجان کے تین لاکہ آدمی قتل کر ڈالا پہر اردبیل کے
لوگ مارے گئے اور شہر حلاہ یا سراف والون پر بھی حادثہ برپا کیا تبریز کا
حاکم بجان پہلوان نے لڑائی ہین شکست کہائی مگر نذرانہ دیکر رہائی پائی پہر یہ لشکر
گرجستان گیا مراغہ شہر اور اہل شہر کو نیست و نابود کیا پہر مظفر الدین کوکری پر درش
کی ولیکن وہان دال نگلی اور وہان سے ہٹ کر سنا کہ جمال الدین ایبہ نے ہمدان
والون کو اپنے ساتہہ ملا کر فساد برپا کیا ہے اسلیے جہتہ نوبان عراق مین آیا اور
جمال الدین کو باوجود اطاعت ظاہر کرنے کے قتل کر ڈالا اور ہمدان کو آگ لگادی
اہل شہر کو مارڈالا مال لوٹ لیا پہر دوبارہ تبریز پہونچا اور نذرانہ معقول اتابک
ازبک جہان پہلوان کے بیٹے سے لیا پہر یہہ لشکر ممالک جوی وسلماس دیلقان
و نخچوان مین گیا اور قتل و غارت حسب دلخواہ کیے پہر شہر گنجہ سے نذرانہ لیا و
بار ثانی گرجستان کا رخ کیا اور لاکہہ آدمی گرجی کے مارا پہر شروان کو لوٹا اور
شیروان شاہ کو جو ایک قلعہ مین قلعبند تہا کہلا بہیجا کہ ہم تیرے ملک کے مزاحم

نہین ہونے چاہتے ہین کہ دربند کے رستے مغولستان کو چلے جاوین تم اپنے
دو معتبر دوستی کے عہد نامہ کیلئے ہمارے پاس بھیجو معتبر آئے تو ایک کو تو قتل کر دیا اور
دوسرے سے کہا کہ اگر تو ہمکو دربند کا رستہ بتلاتا ہے تو جان سے امان پائیگا وہ بیچارا ہمراہ ہو لیا
اور ایسے سخت راہ سے جہان سے بجز اسکندر رومی کے کسیکا گذر نہین ہوا تھا یہہ بآسانی گذر گئے
راہ مین بھی لاکھون آدمی قتل کیئے کوئی آبادی باقی نچھوڑی قبچاق کے لوگ جو مقابلہ پیش آئے اون سے
تاتاریون نے شکست فاش کھائی آخر یہہ فریب کیا کہ تم اور ہم ایک جنس آدمی ہین اگر تم الانیونکا ساتھ
چھوڑ دو تو ہم تم کو دو لاکھ روپئے دیتے ہین قبچاقیون نے دو لاکھ روپیہ لے لیا اور الانیونکا ساتھ
چھوڑ دیا جب دو قومون مین نفاق ہوگیا تو یہہ بہیت مجموعی دونو پر جا پڑے اور قتل کر ڈالا پھر شہر سوداق
مین جو خلیج قسطنطنیہ کے دریا کے کنارے ہے پہونچے اور شہر کو لوٹ لیا وہان سے گزر کر پھہ لشکر چنگیز خان کے
لشکر کے ساتھ ہوگیا۔

حال قتل و غارت خوارزم سمرقند کے مقام سے جوجی خان و چغتائی خان معہ لشکر خوارزم کو مامور ہوا اور خود چنگیز خان
خراسان کو آیا جوجی خان شہر جرجانیہ دارالخلافت خوارزم کو محاصرہ کیا خمار تگین امیر اور شہر کے لوگ بمقابلہ پیش
آئے اور ایک لاکھ سے زیادہ اہل اسلام قتل ہو جب تاتاری شہر مین داخل ہو تو شہر والے دوبارہ مستعد ہوا اور تاتاریون
کو شہر سے نکال دیا پانچ مہینے کے بعد پھر شہر فتح ہوا اور چھہ لاکھ آدمی قتل ہوئے تمام مکانات اور عمارتین جلا دین
اور کوئی دقیقہ ظلم و ستم سے باقی نچھوڑا چنانچہ شیخ نجم الدین کبری نے جو ایک نامی گرامی بزرگ تھے اسی جنگ مین
شہادت پائی۔

احوال نخشب و ترمز و بلخ چنگیز خان پہلے نخشب سے سمرقند آیا اور شہر کو گرایا لوگون کو قتل کرایا پھر ترمز پہونچا
وہان بھی یہی حال گذرا پھر لشکر رسامان و بدخشان کو گیا اور آبادی کا نام نچھوڑا پھر بلخ مین پہونچا بلخ کی آبادی
اور رونق اس سے معلوم ہوسکتی ہے کہ شہر کے اندر بارہ سو جامع مسجد اور بارہ سو حمام اور پچاس ہزار گھر سادات تھے

علماؤمشایخ کے تھے بلخ والون نے اطاعت مان لی مگر بطمع غارت کے وہ اطاعت نامنظور ہوئی آخر چھبیس لاکھ آدمی مارے گئے شہر لوٹا اور جلایا گیا اس مقام سے تولے خان خراسان کے قتل پر مامور ہوا اور خود چنگیز خان طالقان کو گیا چونکہ وہ قلعہ کوہ نقرہ پر بڑا مضبوط قلعہ تھا پانچ مہینے تک فتح نہوا وہان خبر پہونچی کہ سلطان جلال الدین کے جنگ مین مغلون نے شکست کھائی اور ہزارون مارے گئے ہین اسلیے چنگیز خان غزنین کو روانہ ہوا پہلے اندراب مین پہونچا اور شہر والون سے ایک متنفس کو نچھوڑا پھر بامیان مین آیا شہر کے لوگ بمقابلہ پیش آئے جسمین ایک شہزادہ چغتائی خان کے بیٹو نمین سے مارا گیا اسپر چنگیز خان سخت غضبناک ہوا اور شہر کو فتح کرکے حکم دیا کہ اس شہر مین سے کوئی ذی روح باقی نچھوڑا جاے بکری کتی بلی چوہے وغیرہ تک سب مارے جائین جب یہہ تعمیل ہو چکی شہر کو گرا کر میدان کر دیا اور جو ہو دی وہان غزنین کیطرف مراجعت کی اور سلطان جلال الدین کو شکست دی وہ دریاے سندھ سے اتر کر سندھ کو چلا گیا چنگیز خان نے بلا نویان امیر کو اوسکی تعاقب مین بھیجا اوس نے دریا سے اتر کر پنجاب و لاہور وغیرہ کو خوب لوٹا اور معاودت کی

حال قتل و غارت خراسان — تولے خان خراسان مین داخل ہو کر پہلے مرو مین آیا فخر الملک جو وہان کے حاکم نے ایک لڑائی مین شکست کھا کر اطاعت منظور کی مگر منظور نہوئی اور اتنے بڑے شہر مین سے صرف چار سو آدمی اہل ہنر و کمال منتخب کر کے باقی ایک کروڑ تین لاکھ آدمی قتل کیے گئے پھر شہر مین ندریعہ منادی ندا کیگئی کہ اب باقیماندون کی جان بخشی ہے یہہ ندا سنتے ہی ہزارون آدمی جو چھپے تھے نکل آئے اور چالیس ہزار کے قریب دوبارا قتل ہوے جب مغلونکا لشکر وہان سے چلا گیا امیر کوشتکین خوارزمی جو اپنی جان چھپاے پھرتا تھا اپنی جمعیت کے ساتھ اوس اجڑے ہوے شہر مین آرہا یہہ خبر سنکر ہزارون آدمی اور شہرون کے بھاگے ہوے بھی وہان آموجود ہوا اور شہر دوبارا آباد ہو گیا یہہ حال سنکر مغل پھر مرو پر چڑھ آئے اور ایک لاکھ آدمی پھر مارے گئے اہل تواریخ کا قول ہے کہ مرو کو کل رہنے والون مین سے صرف چار ہزار آدمی بچ رہے تھے باقی سب قتل ہو گئے ۔

واقعہ قتل وغارت نیشاپور - اس بڑی شہر کے تخریب کے لئے تغاچار داماد چنگیز خان کا مامور ہوا
تھا عند المقابلہ وہ مارا گیا اور تولے خان مروسے نیشاپور مین آیا اور آتے ہی قیامت برپا کی اگرچہ اہل
شہر مدت تک لڑتے رہی آخر تنگ آکر اطاعت منظور کی قاضی رکن الدین علی بن ابراہیم کو بہت مال دیکر
بھیجا تولے خان نے مال لے لیا قاضی کو شہید کر دیا تیسرے دن سے خندق بھر کر بدیہ نردبان شہر کی دیوار ان
پر چڑھاے اور داخل شہر ہوکر کسی ذیجان انسان یا حیوان کو قتل سے نہ چھوڑا چنانچہ بہ تعمیل حکم کل
قتل کر دیگئے اور شہر ڈہا دیا گیا اور پانی چھوڑا گیا غلہ کاشت کرایا گیا بارہ روز تک نیشاپور کے
کشتون کا شمار ہوتا رہا سوا عورت اور بچہ کے ایک کروڑ سینتالیس ہزار آدمی مرد بالغ شمار مین آئے

واقعہ قتل ہرات - شمس الدین محمد جرجانی خوارزم شاہی ایک لاکھ فوج کے ساتھ ہرات مین تھا تولے خان
جب یہان آیا پہلے لڑائی مین ایک ہزار سات سو مغل قتل ہوئے دوسرے لڑائی مین خود شمس الدین نے شہادت
پائی اہل اسلام شہر مین محصور ہوکر لڑتے رہے آخر تولے خان لڑائی سے تنگ آیا اور اہل شہر کو
امان دی مگر شہر پر قابض ہوکر صرف بارہ ہزار آدمی ملازمان خوارزم شاہی قتل کئے گئے اور شہزادہ
ابوبکر کو اوس نے حاکم شہر بنایا اور منگتائی تاتاری کو شحنہ مقرر کیا اور خود چلدیا چند ماہ بعد جب
تاتاریون نے سلطان جلال الدین کے معرکہ سے شکست کھائی اہل ہرات کا خون پھر جوش مین آیا
حاکم اور کوتوال دونو کو قتل کر ڈالا اور باغی ہو گئے چنگیز خان نے ایلچکدائی امیر کو پھر ہرات پر بھیجا
شہر کا محاصرہ ہوا چھہ ماہ تک برابر جنگ رہا لاکھون مسلمان ہزارون تاتاری کام آئے آخر فصیل شہر
پچاس گز لانبی ایک طرف سے گر گئی مگر محصوران شہر نے اوس طرف سے مغلون کو شہر مین دخل نہ دیا چھہ نیمہ
جمادی الثانی ۶۱۹ھ جمعہ کے بعد خاکستری بہیج تاتاریون نے اوٹھایا اور شہر لے لیا سات روز مین
ایک کروڑ چھہ لاکھ مسلمان شہید ہوئے شہر کو آگ لگائی اس کام سے فارغ ہوکر ایلچکدائی قلعہ کالیوین کو گیا اور
پیچھے شہر کے بھاگے ہوئے لوگ پھر آموجود ہوئے اور صورت آبادی نمودار ہوئی یہ چھپ کر

ایلچیکدائی نے پھر دس ہزار فوج کا دستہ ہرات پر بھیجا اونہون نے اکر چپہ شہری اور کچھہ دہقانی لوگون کو گرفتار کر کے ایک لاکھ کی تعداد بنائی اور قتل کر دیا غرض کہ ہرات کے رہنے والون مین سے صرف سولہ آدمی کہین چھپے چھپائے بچے جنہون نے پندرہ سال تک اوسی ویرانہ شہر مین سکونت رکھی اور کل شہر کے مکانات سے صرف سلطان غیاث الدین کا مقبرہ مسماری سے بچا ہوا تھا اور اسی مین وہ رہتے تھے سولہ برس کے بعد اس شہر کو اوگتائی خان چنگیز خان کے پوتے نے پھر آباد کیا۔

ذکر معاودت چنگیز خان تباتار۔ خوارزم شاہیون اور اونکی سلطنت کو جب چنگیز خان ویران کر چکا چاہا کہ اب وطن کو جاوے معاودت کے وقت چغتائی خان و اگتائی خان دونو شہزادون کو حکم دیا کہ تم غزنین و کابل و قندہار و سیستان و کیچ مکران وغیرہ شہرون کو جو سلطان جلال الدین کی جاگیر مین تھے ویران کر دو پس اوگتائی خان غزنین و کابل و ماوراالنہر و سیستان وغیرہ مین دورا گیا صدہا شہر ہزارون قصبہ گراونسے لاکھون آدمیون کے خون بہاتے اور چغتائی خان مکران کو جا کر کالنجر تک پہونچا تمام ملک اجاڑ دیا قیدیون کے اوسکے لشکر مین یہہ کثرت ہوئی کہ ایک ایک سپاہی کی تحویل مین بیس بیس قیدی تھے آخر وہ لاکھون قیدی بحکم چنگیز خان قتل کئے گئے سنہ ۶۲۱ھ کے آغاز مین چنگیز خان اپنے وطن مین پہونچا اور سنا کہ شتدر تو حاکم تنگت و قاشین نے پانچ لاکھ فوج جمع کر کے مستعد بجنگ ہی یہہ خبر پاتے ہی چنگیز خان ناگہان اوس پر جا پڑا اور تین لاکھ آدمی قتل کئے اوسکا ملک لوٹ لیا پھر خواجہ تنگتاش کو گیا اور وہان کے حاکم کو مطیع کیا اس مہم مین جوجی خان شہزادہ مرگیا چغتائی خان و اوگتائی خان باقی رہے اونمین سے اوگتائی خان کو ولی عہد بنایا اور خود ماہ رمضان سنہ ۶۲۴ھ مین مرگیا بہتر برس کی عمر پائی پچیس ۲۵ سال سلطنت کی یہہ پادشاہ کسی دین یا مذہب کا پابند نہ تھا شہر قراقرم وکلوران تاتار مین اوسکی۔

دار الحکومت تھی خونریزی و سفاکی مین اسنے وہ نام پایا کہ قیامت تک اسکی خونریزی کا داستان اہل جہان کے ورد زبان رہیگا۔

فائدہ۔ شوکانی نے عقد الجمان مین لکھا ہی کہ سب سے پہلے جس نے قوانین کفریہ ممالک اسلامیہ مین داخل کیا ہی وہ چنگیز خان پادشاہ تاتار تھا۔ یہہ لوگ کوئی دین یا مذہب کے پابند نہ تھے اپنی جی سے ایک کتاب بنائی اور اوسکا نام یاسا رکھا اور اوسمین بہت سے تدابیرت خاصہ عامہ اسم ملوک و رعیت کے ذکر کیا اور خلق کو مار مار کر اون قوانین پر چلایا پھر بعض ذریت اوسکی مسلمان ہو گئے پھر چراکستہ وغیرہ بطون تتار مالک بن بیٹھے اگرچہ مسلمان ہو گئے مگر امور متعلقہ مملکت مین اسی کتاب یاسا پر عمل کرتے رہے اور باقی امور مین شریعت پر چلتے تھے پھر اہل مصر نے یاسا پر ایک سین بڑہا کر سیاسا نام رکھا پھر بعض نے الف آخر کو حرف ہا سے بدلکر سیاسہ رکھا پھر اس سیاسا کا یہ زور ہوا کہ کوئی قطر و ملک باقی نرہا جہان اس قانون کا رواج نہ ہوا ہو۔

یورش شیر خان۔ بعد وفات چنگیز خان کے ایک دفعہ شیر خان نے جو سلطان محمود ابن شمس الدین التمش شاہ ہند کا امیر الامرا ملتان و سندہ کا صوبہ دار تھا یورش کر کے تھوڑے عرصہ کیواسطے غزنی کو مغلون کے قبضہ سے نکال کر سکہ و خطبہ بنام شاہ ہند جاری کیا اِلّا ابھی کامل استقلال ہونے ہی نہین پایا تھا کہ ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان نے بزور شمشیر واپس لی مغلون کے خاندان سے وہ شخص جس نے پہلے دین اسلام قبول کیا ہلاکو خان تھا اور اسی نے خلفاء عباسیہ المعتصم باللہ خلیفۂ آخری کو تخت بغداد سے خارج کر کے اوسکی سلطنت پر بھی قبضہ کر لیا ہلاکو خان کی نبیرہ ارغوا[ن] کے عہد سلطنت مین تیمور خان امرائے اعظم چنگیزی صوبۂ افغانستان نے ملتان پر حملہ کیا محمد خان شہید فرزند رشید غیاث الدین بلبن شاہ دہلی نے جو ملتان کا حاکم تھا اوس کے لشکر کو شکست دی الا آخر وہ بھی تعاقب کرنے مین مارا گیا اوسکے بعد سلطنت افغانستان و ہند پانسو برس تک مغلون کی

قبضہ میں رہے جو قابل ذکر و لایق تحریر ہے۔

تیمور شاہ گورگانی ۔ اسکا شجرہ نسب چنگیز خان کے شجرہ کے ساتھ تومنائے خان کے نام پر ملتا ہے

اسطرح پر کہ تیمور بن ترا غائی نویان بن توکل نویان بن ایلنگز نویان بن ایچل نویان بن قراچار

نویان بن ابر سوغان ہیچن بن قاچولی نویان بن تومنائی خان اور قراچار نویان چغتائی خان

بن چنگیز خان کے دربار میں امیر الامراؤ تھا جب چغتائی خان کی اولاد کی حکومت بسبب عداوت

باہمی کے جاتی رہی قراچار کی اولاد شہر سبز اور کش میں آباد رہے اور تھوڑے سے علاقہ میں

اپنا گذارہ رکھا ئیشنبہ کی رات پانچویں شعبان سنہ ۷۳۶ھ میں تیمور پیدا ہوا بچپن کی عمر میں اسکا

باپ مر گیا یتیمی کی حالت میں اس نے پرورش پائی سنہ ۷۶۱ھ میں تو غلقمتور ماوراء النہر پر دخیل

ہوا تو اوس نے شہر سبز و علاقہ کش اسکا وطن و مولد اس کو دیدیا پھر یہ امیر حسین پاس گیا اور

سامان امارت کا بہم پہونچایا پھر اوسکے قتل کے بعد بارہویں رمضان سنہ ۷۷۱ھ میں تخت

نشین ہوا شہر سمرقند دار الحکومت بنایا جب سلطنت اسکے ہاتھ لگی تو چنگیز خان سے بڑھ کر گشت

دنیوں میں قدم رکھا اگر اسکے جملہ واقعات مشرح لکھے جاویں تو طوالت کا خوف ہے مختصر یہ

کہ اس نے اپنی اولوالعزمی اور دلاوری سے افغانستان ایران کو زیر کرکے اصفہان میں قتل عام

کیا اور بغداد میں قتل کرکے غارت کیا اور روس کے ملک میں لشکر لے گیا بعد ہفتدر فتوحات

کی اوس نے ہندوستان کے تسخیر پر کمر باندہی اور کابل و پشاور کے رستہ افغانستان کا رستہ

سیدھا کرتا ہوا ہند میں داخل ہوا ملک کو لوٹتا جلاتا ہوا سنہ ۱۳۹۸ء میں دہلی تک پہونچا

سلطان محمود بادشاہ دہلی نے مغلوب ہو کر قلعہ خالی کردیا فوج تیمور نے خاطرخواہ شہر کو

تاراج کیا اور نصف سے زیادہ پھونک دیا تیمور تخت دہلی پر اجلاس کرکے اپنے تئیں بادشاہ

ہند مشہور کیا صرف پندرہ روز دہلی میں رہکر شمالی اضلاع کو تاراج کرتا ہوا اور میرٹھ کے قلعہ کو

خاک سیاہ کرکے مع قیدیان اہل ہند دارالسلطنت کو روانہ ہوا دسوین شعبان سنہ ۸۰۷ھ
امیر بیمار ہوا سترہوین شعبان کو وفات پائی اس بیماری مین امیر نے شہزادہ پیر محمد کو ولیعہد کیا
چھبیس ۲۶ بیٹے اور پوتے باقی چھوڑے مگر ان مین اتفاق نہ رہا جہان کوئی تھا وہان ہی قابض ہو
بیٹھا اس امیر نے اکہتر برس کی عمر پائی چھتیس ۳۶ سال سلطنت کی سمرقند مین دفن ہوا اسکے انتقال کے
بعد اوسکا فرزند شاہرخ جو ہرات کا مالک تھا افغانستان وخراسان وسیستان کو شامل کرکے مندارا ہوا
جب وہ بھی اپنی نوبت بھگت کر عالم آخرت کو سدھارا تب افغانستان کے علیحدہ ملکون مین چند بڑے
بڑے سردار خود سر حاکم ہوگئے جیسا کہ ہرات مین مرزا بالسنقر فرزند شاہرخ اور پھر شاہ حسین مالک ہوا
اور قندہار مین امیر ذوالنون حاکم تھا وہ کابل وغزنی پہلے مرزا عمر شیخ کے تحت مین تھا ان بعد مرزا الغ بیگ
بیٹا ابوسعید مرزا کا تخت نشین کابل ہوا اسکے عہد مین قوم یوسف زی اور دیگر اولاد خشی افغان کابل کے
علاقہ سے خارج ہوکر پشاور کیطرف آئے سنہ ۹۰۶ھ مین مرزا الغ بیگ فوت ہوا جسکے بعد مرزا عبد الرزاق
فرزند خورد سال اوسکا تخت نشین کابل ہوا اور ایک شخص ترکی نام اوسکے ملازمون سے
صاحب اقتدار ہوگیا لیکن ترکی کے نخوت وتکبر سے امراؤ نے تنگ آکر عبد الرزاق کے روبرو قتل
اوسکے تواضع کی گئی بعد اسکے بھی بباعث بے اتفاقی ارکان ریاست وکم سنی حاکم احوال کابل کا بہت
نہایت پریشانی پر تھا ایسے وقت مین محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیر ذی النون کا جو سلطان حسین بادشاہ
خراسان کے جانب سے حاکم ملک گرمسیر تھا بمعیت لشکر ہزارہ ونکدری چڑھ کابل پر آیا مرزا عبد الرزاق
طاقت لڑائی نہ سمجھکر افغانون مین بعلاقہ لغمان بھاگ گیا اور وہ کابل پر محمد مقیم قبضہ کرکے
دختر مرزا الغ بیگ سے نکاح کرلیا مگر رعایا کو راضی نہ رکھ سکا یہ حال سنکر ظہیر الدین بابر بادشاہ نے ۹۰۸ھ مین

بابر کا حال بعد وفات اپنے والد کے بابر بارہ برس کی عمر مین فرغانہ اور اندجان کے تخت کا مالک ہوا مگر شیبانی
خان اوزبک کے تسلط اور اپنے بھائیون کی بے اتفاقی سے باوجود ہمت اور جوانمردی ...

سلطنت مین استقلال نہین رکھتا تھا آخر اوس طرف سے مایوس تو تھا ہی حسب صلاح امیر محمد باقر
بامید حصول قبضہ افغانستان کو ہندوکش سے گذر کر کابل کیطرف روانہ ہوا محمد مقیم تاب مقابلہ
نہ لاکر اول حصاری ہوا اور آخر کو طالب امان ہو کر قلعہ خالی کر دیا ظہیر الدین محمد بابر نے تخت نشین
افغانستان ہو کر کابل مین قبل از فتح ہندوستان بائیس برس حکومت کی چند سال قندہار کے
مہم پر صرف ہوئے جہان شاہ بیگ اور رغوان اور محمد مقیم نے شکست کھا کر قندہار سے ہاتھ اوٹھایا
قوم ہزارہ اور مغربی افغانستان کو جہان تک ہوسکا درست کر کے مشرقی حصہ کیطرف توجہ کی
افغانان مہمند اور یوسف زئی سے لڑائیان ہوتی رہین ملک باجوڑ فتح کر کے قوم یوسف زئی
پر خراج مقرر کیا پھر ہندوستان کے واقعات موجودہ کو خیال مین لا کر حسب اشارہ دولتخان
لودہی بمعیت پندرہ ہزار سپاہ دہلی کی سلطنت پر دعوی کر کے روانہ ہوا دوسری طرف سے ابراہیم شاہ
لودہی ایک لاکھ سوار اور ایکہزار ہاتی لیکر بمقام پانی پت مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی چونکہ ابراہیم
فن جنگ سے ناواقف تھا ایک ہی جگہ فوج کھڑی کر دی تھی اور بابر ایک جری سپہ سالار سے بھی بہتر خود
اپنی لشکر کو کمان دیتا تھا معقولیت سے فوج غنیم کے انبوہ کثیر سے اپنی فوج کو لڑایا فوج مغلیہ کے اون دو
دستون نے جن کو تولقمہ کہتے تھے ہر دو جانب سے نکلکر سپاہ مخالف پر جا پڑے اور انکا تعاقب
ار جب انکی فوج مین تزلزل ہوا تب بازو راست و چپ والون نے بھی حملہ کیا اس خونخوار جنگ
مین ابراہیم شاہ مع پانچ چھ ہزار سپاہ خاصہ ایک موقع معرکہ مین مارا گیا اور باقی فوج منتشر ہو گئی بابر
فتح کے جھنڈے اڑاتا ہوا آگرہ تک پہونچا ۱۵۲۶ع مین اوس نے دار السلطنت ہندوستان
پر قبضہ کر کے تخت نشین دہلی کا ہوا اٹھائیس سال متفرق ملکون مین سلطنت کر کے سنہ ۹۳۷ مطابق
سنہ ۱۵۳۰ع مین بعمر پنجاہ سال کی آگرہ مین فوت ہوا اور اسکی نعش بموجب وصیت کابل مین لا کر
دفن کیگئی باپ کیطرف سے سلسلہ نسب تیمور شاہ تک اور مان کیطرف سے چنگیز خان تک

پہونچتا ہی۔ بابر کو ابتدائے جوانی مین شراب کا بہت شوق تھا چنانچہ کابل سے باہر سبزہ زار مین ایک چھوٹا سا حوض پتہر مین کھدوایا گیا اور وہ مئے ارغوانی سے بہر دیا جاتا تہا اور بابر اوسجگہ بزم نشاط کیا کرتا تہا چنانچہ یہ بیت اوسکی طبعزاد حوض کے کنارہ پر کندہ کی ہوئی تھی۔

نوروز نوبہار و مئے دلبر خوش است	بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مگر ہندوستان کی تخت نشینی کے بعد بابر نے شرابخواری سے توبہ کی اور سب نے چاندی کی پیالیاں جنمین بابر شراب پیا کرتا تہا اونکو گلوا کے فقرا اور مسکینونکو خیرات کردین گیارہ برس ہندوستان مین تائب رہا اور اسکے انتقال کے بعد اسکے خاندان مین شاہان مغلیہ کے بادشاہ جو ہندوستان مین تخت نشین رہے اونکے اسما نقشۂ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔

نقشۂ یازدہم سلاطین مغلیہ خاندان بابریہ چغتائی جو ہند مین فرمانروا ہی

نشان سلسلہ	نام سلاطین مع ولدیت	تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس: مدت عمر	مدت عمر و سنہ جلوس: سنہ جلوس	مدت سلطنت مع تاریخ وفات: مدت سلطنت	مدت سلطنت مع تاریخ وفات: تاریخ وفات	مدفن	جانشین	نامہائے ہمعصر شاہان انگلشیہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	نصیرالدین محمد ہمایون بن ظہیرالدین بابر بادشاہ	۴ ذیقعدہ ۹۱۳ھ	۴۹ سال [illegible]	۵ جمادی الاول ۹۳۷ھ	۲۵ سال ۱۰ ماہ [illegible]	۱۱ ربیع الاول ۹۶۳ھ	[illegible]	[illegible]	پہلے ہنری ہشتم دوسرے ایڈورڈ ششم تیسرے ملکہ میری معاصر شاہان انگلستان مین تھے
۲	جلال الدین محمد اکبر بن ہمایون	۵ رجب ۹۴۹ھ	۶۳ سال [illegible]	۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ	۵۱ سال [illegible]	[illegible] جمادی الاول ۱۰۱۴ھ	[illegible]	[illegible]	پہلے ملکہ میری دوسرے ملکہ الزبتھ تیسرے جیمز اول معاصر شاہان انگلشیہ تھے

۳	محمد سلیم نور الدین محمد جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ	۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ	۵۹ سال ۱۱ ماہ ۲ یوم	۲۰ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ	۲۲ سال ۱ ماہ ۲۳ یوم	۲۸ صفر ۱۰۳۶ ہجری	ضیق النفس	شاہدرہ لاہور	پہلے جیمس اول۔ دوسرے چارلس اول۔ بادشاہان انگلشیہ تھے۔
۴	ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بن نور الدین جہانگیر بادشاہ	غرہ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ	۷۶ سال ۴ ماہ ۲۰ یوم	۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ	۳۱ سال ۴ ماہ ۲۲ یوم	۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ	مرض الموت بقید عالمگیر	اکبر آباد	پہلے چارلس اول دوسرے جمہوریہ۔
۵	ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بن شاہجہان	۱۱ ذیقعدہ ۱۰۲۸ھ	۹۰ سال ۷ یوم	غرہ ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ	۵۰ سال ۲۷ یوم	۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ	مرض الموت	اورنگ آباد در خلد آباد	پہلے جمہوریہ دوسرے چارلس دوم تیسرے جیمس دوم چوتھے ولیم سوم پانچویں ملکہ این۔
۶	محمد اعظم شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر	در ۱۰۶۳ھ در دکن	۵۵ سال ۴ ماہ چند روز کم	۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ	ایکسال ۲۰ روز	در ۱۱۱۹ ہجری	جنگ میں زخمی ہوکر	قریب متصل ندی بہیڑ [illegible]	ملکہ این
۷	محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر	سلخ رجب ۱۰۵۳ھ در دکن	۷۰ سال ۶ ماہ	غرہ ذیحجہ ۱۱۱۹ھ در لاہور	۵ سال ایک ماہ	۲۰ محرم ۱۱۲۴ھ	۔	دہلی بدرگاہ قطب صاحب	ملکہ این
۸	معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ	۱۰ رمضان ۱۰۷۲ھ در دکن	۵۲ سال ۴ ماہ	۷ محرم ۱۱۲۴ھ	۱۰ ماہ ۸ یوم	۲۲ ذیقعدہ ۱۱۲۴ھ و بقول دیگرے ۱۶ محرم ۱۱۲۵ھ	۔	مقبرہ ہمایون در دہلی	ایضاً
۹	جلال الدین محمد فرخ سیر بن عظیم الشان بن بہادر شاہ	۱۷ رجب ۱۰۹۵ھ در دکن	۳۵ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم	۱۳ ذیقعدہ ۱۱۲۴ھ	۶ سال ۳ ماہ ۱۱ یوم	۹ ربیع الاول ۱۱۳۱ھ	۔	ایضاً	پہلے ملکہ این دوسرے جارج اول
۱۰	رفیع الدرجات محمد ابو البرکات بن شاہزادہ رفیع الشان بن بہادر شاہ	۷ جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ دہلی	۲۰ سال ایکماہ ۱۳ یوم	۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ	۳ ماہ گیارہ یوم	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ		ایضاً	جارج اول
۱۱	شمس الدین رفیع الدولہ بن رفیع الشان بن بہادر شاہ بادشاہ	۵ صفر ۱۱۱۳ھ در دہلی	۱۸ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ	۳ ماہ ۲۵ یوم	۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ		ایضاً	ایضاً

نمبر	نام								
۱۲	فردوس آرامگاہ ابو الفتح روشن اختر محمد شاہ بادشاہ بن خجستہ اختر بن محمد معظم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	جارج دوم
۱۳	خلد آرامگاہ مجاہد الدین ابو نصر احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	دہلی	ایضاً
۱۴	عرش منزل عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	ایضاً
۱۵	محی السنۃ شاہ جہان ثانی بادشاہ بن محی الملۃ بن مرزا کام بخش	.	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	جارج دوم و جارج سوم
۱۶	فردوس منزل عالی گوہر محمد شاہ عالم بادشاہ بن عزیز الدین عالمگیر ثانی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	پہلے جارج سوم دوسرے جارج چہارم
۱۷	بیدار شاہ بن احمد شاہ	[illegible]	۲۲ سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	جارج چہارم
۱۸	عرش آرامگاہ ابو النصر معین الدین محمد اکبر شاہ عالم بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	ولیم چہارم
۱۹	ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بن اکبر شاہ بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		ملکہ وکٹوریا قیصر ہند تا سانحہ غدر ہندوستان
									سنہ ۱۸۳۷ء میں انگلستان میں معاصر تھے اور بعد سنہ ۱۸۵۷ء کے اب تک ہندوستان میں حکمران ہیں

دارالخلافت دہلی کے معاصر سلاطین اسلامیہ کا مختصر حال

اب ہم تاریخ دکن کی اوس زمانہ کو پیش نظر کرتے ہین جسمین دارالسلطنت دہلی کے سلاطین افغانیہ
کے عہد مین کئی جگہ اور اسلامیہ خود مختار سلطنتین قائم ہوگئین تھین -

چنانچہ مظفرشاہ گجراتی کے خاندانکی بنیاد سلطنت ۷۹۳ھ کو ملک گجرات مین اور سلطان حسین المخاطب
بہ دلاور خان شاہان خلجیہ کے خاندانکی سلطنت ملک مالوہ اور منڈو مین اور محمد بختیار خلجی کی سلطنت
بنگال و ستارگانون و لکھنوتی و بہار وغیرہ مین اور ملک سرور خان جہان المخاطب بسلطان الشرق
کے خاندان کی سلطنت جونپور مین - اور امیر شجاع بیگ ارغون بن امیر ذوالنون کی سندھ
وٹھٹھہ مین اور شاہ میر المخاطب بسلطان شمس الدین کی کشمیر مین خود مختار سلطنتین قائم تھین -

سلطنت بہمنیہ کی بنیاد اور اوس خاندان کا مختصر حال -

ان سب مین دکن کی سلطنت ملقب بہ بہمنیہ بڑی مشہور تھی جسکا بانی ایک افغان سردار
ظفرخان نامی گذرا ہے جو محمد تغلق کے عہد مین تھا - دارالخلافت دہلی سے
جو حاکم فوج لیکر اس سے لڑنے آیا اون سبکو اس جوانمرد سردار نے مغلوب
کیا اور گلبرگہ اپنا تختگاہ قرار دیکر اوسکا نام حسن آباد مقرر کرکے سلطنت دکن کا
خودسر بادشاہ بنگیا -

یہ شخص پہلے ایک مفلس و نادار آدمی تھا کانگوے نامی ایک
برہمن منجم ملازم شاہزادہ محمد تغلق کے پاس دارالخلافت
دہلی مین رہا کرتا تھا اور اوسی زمانہ مین ایک روز سلطان المشائخ
حضرت نظام الدین محبوب الٓہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف مین عام و
خاص کی دعوت تھی شاہزادہ محمد تغلق بھی اس دعوت مین شریک تھا

جب یہہ شاہزادہ رخصت ہوا تو ظفر خان بھی اوسی ملسادہ حالت مین بیرون خانقاہ آکر کھڑا ہو گیا حضرت محبوب آلٰھی سلطان المشایخ رح نے ارشاد فرمایا کہ (سلطانی رفت وسلطانی آمد) اور ایک روٹی جو افطار خاص کیلئے طاق مین رکھی ہوئی تھی انگشت مبارک پر رکھکر اسکو دی اور فرمایا کہ یہہ چتر شاہی ہے غرضکہ اس اشارت کا مل البشارت کے تھوڑے ہی زمانہ بعد خان ممدوح کانگو برہمن کے ذریعہ سے جو اس پر مہربان رہا کرتا تھا شاہزادہ محمد تغلق کی سرکار مین اپنی امانت و دیانت داری کے باعث ملازمان شاہی مین شریک ہو گیا اور جب شاہزادہ محمد تغلق مالک تاج و تخت ہوا تو اوس نے تغلق خان حاکم دکن کے ماتحت اسکو بھیجدیا تغلق خان کے قتل کے بعد بادشاہ خود اسطرف متوجہ ہونیوالا تھا مگر اسکو خبرداروں نے خبر دی کہ گجرات مین طغی نام غلام نے بغاوت کی اور وہان فساد برپا ہو گیا ہے اسلئے بادشاہ نے پہلے گجرات کیطرف رخ کیا اور عماد الملک ترکمان کو لشکر دیکر دکن کے مہم پر مامور کیا آخر گروہ متمردین نے اسمعیل فتح خان کو بادشاہ بنا کر عماد الملک کا سخت مقابلہ کیا نتیجہ جنگ شاہ دہلی کے خلاف ہوا اور ملک دکن شاہی تصرف سے نکل گیا اور اسکے بعد اسمعیل فتح خان امور سلطنت سے خود ہی علاحدہ ہو گیا اور باتفاق اعیان دکن بادشاہت ظفر خان کو ملی ہے

اس نے بعد تخت نشینی سلطنت دکن کو زینت دیکر اپنے پرانے آقا کے یادگار مین اپنا لقب حسن علاء الدین کانگوی بھمنی مقرر کر کے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے یہی حکم دیا ۔ کہ پانچ من طلا اور دس من نقرہ حضرت مولانا برہان الدین غریب قدس سرہ کے معرفت تروح روح پرفتوح حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہان پہونچا وے پن المنتصر گیارہ سال دو ماہ نیکنامی سے سلطنت کر کے ۷۵۹ھ ہجریہ مین دنیا اہل دنیا کو چھوڑ کر عالم عقبیٰ کا راستہ لیا اسکے سال کی عمر پائی ہو

ذیکہو تاریخ فرشتہ

سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن کانگو بہمنی کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد سلطان محمد شاہ اسکا بیٹا تخت نشین ہوا یہ شخص حنفی مذہب کا پابند تھا اس نے احکام شرع کو رونق دی اور اپنے باپ کے وقت کا تمام خزانہ خیرات کیواسطے اپنی والدہ کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ زادہ اللہ شرفاً وتعظیماً مین بھیجدیا اور رائے تلنگ اور بیجانگر کے ساتھ اس نے بڑے بڑے معرکے کئے اور فتحیاب رہا اور اوسکو فرمان بردار و باجگذار بنایا دکن کے بتخانون کو توڑدیا اور بت پرستی موقوف کیا اور عبادت حق کے واسطے مسجدین بنوائین حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ کا مرید تھا سترہ برس اس نے بکمال دینداری واستقلال سلطنت کی آخر نوین ذیقعدہ ۷۷۶ھ مین وفات پائی ۔

سلطان مجاہد شاہ بن محمد شاہ بہمنی کا حال

اور اسکے وفات کے بعد اونیس برس کی عمر مین سلطان مجاہد شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس نے مملکت کو وسعت دی اور رائے بیجانگر کو مطیع کیا مگر آخر سترہوین ذیحجہ ۷۷۹ھ مین اسکو داود خان اسکے چچا نے قتل کرڈالا کل تین سال سلطنت کی ۔

سلطان داود شاہ بن علاء الدین حسن بہمنی کا حال

اور بعد قتل سلطان مجاہد شاہ کے داود شاہ تخت نشین ہوگیا لیکن اسکو تخت شاہی نامبارک ہوا کل ایک ہی مہینے اس نے حکمرانی کرنے پایا آخر اسکو مجاہد شاہ کے غلام نے قتل کرڈالا ۔

اور اس واقعہ کے بعد سلطان محمود بن حسن بہمنی تخت شاہی کا مالک ہوا ۔

سلطان محمود بن حسن بہمنی کا تذکرہ

یہ بادشاہ سلیم النفس حلیم الطبع کم آزار خوش طبع خوشخط خوش الحان وشاعر تھا اس نے اپنی تمامی عمر مین ایک ہی نکاح کیا علما کی صحبت مین رہا اور خواجہ حافظ شیراز کو ہزار اشرفیان روانہ کرکے پیغام طلب بھیجا

وہ ہنین آئے آخر اٹھیس سال نیکنامی کے ساتھ سلطنت کرکے تپ محرقہ سے اکیسوین رجب ۷۹۹ھ مین یہہ نیکنام بادشاہ رحلت کر گیا اور سیف الدین غوری اسکا وزیر تھا ایک سو سات برس کی عمر پاکر یہہ بھی اوسی روز وفات پائی۔

حال سلطان شمس الدین بن محمود شاہ۔

محمود کے وفات کے بعد اول غیاث الدین اوسکا بیٹا بادشاہ بنا اور سکو تغلچین امیر الامرا نے اندھا کر کے سلطان شمس الدین کو تخت نشین کر دیا اور خود وزیر بنا ساتھ اسکے فیروز خان اور احمد خان شہزادگان داؤد شاہ ناراض ہو گئے اور سمی سدہو ساغر کے حاکم سے مدد لیکر اس پر چڑھ آئے اور معرکہ آرا ہوئے آخر صلح ہو گئی مگر اسکے دو ہفتہ بعد ہی اونھون نے اسکو گرفتار کر کے اندھا کر دیا اور یہہ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفاً و تعظیما کو چلا گیا اور وہین رہا آخر ۸۱۶ھ مین انتقال کیا۔

سلطان فیروز شاہ بن داؤد شاہ کا حال

اور اسکے بعد فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ یہہ بادشاہ بڑا مالدار اور صاحب حشمت و جاہ و جلال گذرا۔ اسکے عہد مین سلطنت ترقی پر آئی اور راے بیجانگر کو اس نے شکست فاش دی اور اوسکی لڑکی نکاح مین لی اور چوبیس جنگین ہندون کے ساتھ کئے اور اون سب مین یہہ فتحیاب رہا قرآن شریف یہہ شخص خوشخط لکھتا اور فارسی شعر موزون و پر مضمون کہتا اور ایک ہفتہ مین تین روز یہہ بذات خود مدرسہ مین جایا کرتا تھا اور طلباء و نکو پڑھاتا اسکو ہر ایک زبان کا لغت یاد تھا زبان دانی مین استاد تھا اس نے سُنا کہ حضرت سید محمد گیسودراز بندہ نواز چشتی قدس سرہ نے اسکے بھائی احمد خان کو از روے کشف بشارت سلطنت دی ہے اسلیئے یہہ برہم ہو گیا اور اپنے فرزند حسن خان کو ولیعہد کیا اور بھائی احمد خان کا دشمن بن گیا اور اوسکے قتل مین کوشش کی مگر کوئی تدبیر اسکے پیش رس نگئی اور دیکھا کہ کل امرا دولت اور رعایا احمد خان کی حکومت پر راضی ہین

آخر بیماری سے مجبور ہو گیا اور بروز دوشنبہ بست و پنجم شوال کو پچیس سال سلطنت کر کے انتقال کیا جنت آشیانی اسکی تاریخ ہے مُلا داود بیدری نے کتاب تحفۃ السلاطین اسکے نام پر لکھی ہے

سلطان احمد شاہ بن داود شاہ بھمنی کا حال

اور فیروز شاہ بھمنی کے انتقال کے بعد سلطان احمد شاہ نے بادشاہت پائی اور حضرت سید محمد گیسو دراز اپنے مرشد کیلیے اس نے لاکھون روپیہ خرچ کر کے خانقاہ و گنبد وغیرہ بنوایا اور راے کرناٹک پر لشکر کشی اور اوس کو مغلوب کیا و ہوشنگ والی مالوہ کے ساتھ جنگ کر کے فتحیاب رہا اور شاہ نعمت اللہ ولی رح کے فرزند میر نور اللہ دین کو اس نے اپنے پاس بلایا اور اپنی لڑکی اونکے نکاح مین دی آخر تیرہ برس بالاستقلال سلطنت کر کے ۲۶ ماہ رجب ۸۳۴ھ مین وفات پائی اسکو درویشون و خدا پرستون سے کمال محبت تھی اسلیے سلطان احمد شاہ ولی البھمنی سے مخاطب ہوا۔

سلطان علاء الدین احمد شاہ بھمنی کا حال

اور اوسکے وفات کے بعد اسکا فرزند علاء الدین بادشاہ ہوا یہ شخص عالم اور فاضل و خدا پرست گذرا دیو راے راجہ کرناٹک نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا تھا اوسپر لشکر کشی کی اور غالب آیا تمام بت خانہ توڑ دیا اور عبادت خانہ بنوایا اور دار الشفا مین و مدارس اشاعت علم کے لیے تعمیر کروایا بڑا متقی و پرہیزگار دیندار شخص تھا اتقا کے سبب سے یہ بادشاہ مشرک سے ہم کلام نہین ہوا تیئس سال اس نے بکمال دینداری سلطنت کی آخر ۸۶۲ھ مین وفات پائی۔

سلطان ہمایون ظالم بن علاء الدین بھمنی کا حال

اور اسکے وفات کے بعد سیف خان اور ملو خان امرا اور شاہ خلیل و حبیب اللہ نعمت اللہ ولی کے پوتون کی تجویز سے حسن خان اس کا چھوٹا شہزادہ تخت نشین ہوا مگر ہمایون نے یورش کی اور حسن خان کو قید و جلال خان و سکندر خان سلطان مرحوم کے پوتے اور سیف خان اور ملو خان امیر الامرا اور حبیب اللہ

و شاہ خلیل کو قتل کر کے خود تخت نشین ہو گیا اور حسن خان کے ملازمون کو پکڑ کے زندہ آگ
مین جلا دیا اور بعضون کو اوبلتے ہوئے پانیمین ڈالکر مار دیا اسکی زبان سے بجز قتل کے اور کوئی
حکم خیر جاری نہین ہوتا تھا آدمیون کے سرون سے یہہ گیند کھلتا اور جب تیراندازی کا اس کو
شوق ہوتا تھا تو دو سو بیچارے رستے کے چلنے والے لوگ پکڑوا منگاتا اور تیرون سے اون کا
نشانہ بناتا تھا اہل دربار جب اسکے پاس جانتے تو پہلے اپنے گھر والون سے رخصت ہوتے
اور اوسکے روبرو دم بخود رہتے کہ ہر ایک پہچے دم کو دم آخری تصور کرتے اور زنا و بدکاری کا
یہہ حال تھا کہ جو کوئی شادی کرتا اوسکی دولطن پہلے اسکی خوابگاہ مین بھجوائی جاتی اور خود جس
عورت سے نکاح بھی کرتا تھا تو چار روز کے بعد اوسکو مار ڈالتا آخر یہہ ایک رات شراب
کی نشہ مین مست و بیخود سو رہا تھا ایک لونڈی اسکے سر پر آئی اور بیخبر پاکر ایک بڑی لکڑی
اوٹھا لائی اور ایسی زور سے ماری کہ اسکا سر پھٹ کر مغز نکل پڑا آخر تین سال ظلم کے ساتھ
سلطنت کر کے ۸۶۵ھ مین مر گیا۔

نظام شاہ بن ہمایون کا حال

اور اسکے بعد سلطان نظام شاہ اسکا فرزند چودہ برس کی عمر مین تخت نشین
ہوا اور ملک التجار محمد گاوان اسکا وزیر مقرر ہوا اس نے راجہ اوڑیسہ
اور سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ سے جنگ آزما رہا اور فتحمند ہوا اور گیارھوین شوال ۸۶۷ھ
مین اسکی شادی ہوئی اور یہہ بسبب زفاف دفعتًا مر گیا۔

ذکر شمس الدین محمد بن ہمایون۔

اور بعد انتقال سلطان نظام شاہ کے شمس الدین محمد نو برس کی عمر مین تخت نشین
ہوا اور خواجہ جہان ترک اسکا وزیر بنا اور ملک التجار محمود گاوان نے
امیر الامرائی پائی اور چند روز کے بعد خواجہ جہان بادشاہ کی والدہ کے اشارہ سے قتل ہوا
پھر محمود گاوان نے وزارت پائی اور بادشاہ نے جب سن بلوغ کو پہونچا اور ہوش سنبھالا تو

بڑے بڑے راجاؤن کے ساتھ جنگ کرار ہا اور محمود شاہ بادشاہ مالوہ کو شکست دی مگر باوجود اسکے اتفاقا اور دینداری کے اس نے اہل غرض کے عرض معروض پر محمود گاوان جیسے وزیر باتدبیر کو قتل کروایا اور یہی باعث زوال سلطنت بھمنیہ کا شروع ہوا اور آخر یہہ بادشاہ بیس سال سلطنت کر کے غرہ صفر ۸۸۶ھ ہجری مین بیمار ہو کر مر گیا۔

سلطان محمود شاہ بن شمس الدین کا حال

اور سلطان محمود شاہ بارہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا انتظام الملک بحری اور قوام الملک صغیر و کبیر دونون اور یوسف عادل شاہ و سید حبیب اللہ و محب اللہ اسکے امراء تھے لیکن بسبب نفاق باہمی امراء دولت کے سلطنت کا کام درہم برہم ہو گیا آخر اس نفاق باہمی کے باعث تمام صوبہ دار منحرف ہو کر خود سر ہو گئے اور آخر کار یہہ بادشاہ بکمال بیخبری اور عیاشی مین ۳۶ سال سلطنت کر کے ۹۲۴ھ ہجری مین مر گیا۔

سلطان احمد شاہ بن محمود دین محمد شاہ بن محمد شاہ بن ہمایون شاہ کا حال۔

اور اسکے انتقال کے بعد احمد شاہ تخت نشین ہوا مگر اسکے عہد مین کل صوبجات خود مختار ہو گئے تھے اسکا نام صرف خطبہ و سکہ مین جاری تھا اسکو سلطنت سے کچھ سروکار نتھا شاہی فوج کی تعداد چار ہزار سواروں سے زیادہ تھی اور امیر برید مختار کل ہو گیا تھا اور جب اس بادشاہ کو تنگی خرچ ہوئی تو تخت فیروزہ کا اس نے جواہر فروخت کر کے کھایا آخر اسپر امیر غضب مین آیا اور اس کو زہر دیکر ۹۲۷ھ مین مار ڈالا

سلطان علاؤ الدین بن احمد شاہ کا حال

اور جب اسکا کام تمام ہوا تو سلطان علاؤ الدین تخت نشین ہو کر چاہا کہ امیر برید کا کام تمام کر کے خود مختاری پاوے جب یہہ راز کھل گیا اور امیر برید مطلع ہوا تو اس نے اس کو ۹۲۹ھ ہجری مین قتل کر ڈالا۔

شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود کا حال۔

اور اسکے قتل کے بعد شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود برائے نام تخت سلطنت پر بیٹھا مگر اسکی منکوحہ کے ساتھ امیر برید نے

آشنائی پیدا کر لی تھی اس لئے امیر برید نے اس کو مار ڈالا۔

شاہ کلیم اللہ بن محمود شاہ کا حال

اور اس کے بعد سنہ ۹۲۰ ہجری میں شاہ کلیم اللہ سریر آرا ہوا اور یہہ آخری بادشاہ سلاطین بھمنیہ کا ہے اس نے محتاجی و ناداری میں ناخوش ہو کر شاہ بابر کو عرضی لکھی جب یہہ حال امیر برید کو معلوم ہوا تو اسکے قتل پر آمادہ ہو کر اوس کے در پے ہوا یہہ سنکر برہان نظام شاہ کے پاس چلا گیا اوس ناخدا ترس نے اس کو زہر دیکر سنہ ۹۳۶ میں اس کا کام تمام کر ڈالا اور سلطنت بھمنیہ اس پر ختم ہو گئی۔

اور سلطنت بھمنیہ کے خاتمہ پر دکن میں پانچ سلطنتیں علحدہ علحدہ قایم ہو گئیں اور جب تک ان سب کو شاہان مغلیہ نے خاطر خواہ فتح نکر لیا برابر حکمرانی کرتے رہے۔

ان پانچوں سلطنتوں کی اجمالی کیفیت یہہ ہے۔

بریدیوں کا حال۔ کہ بریدیوں نے بعد ختم سلطنت بھمنیہ کے انپا دار الحکومت محمود آباد بیدر قرار دیا اس کا بانی محمد قاسم برید نامی ایک شخص گذرا ہے جو پہلے شاہان بھمنیہ کے غلاموں سے تھا اس نے محمد شاہ بھمنی کے وقت امارت اور سلطان محمود شاہ کے عہد میں وزارت پائی اور بہانتک اختیار حاصل کر لیا کہ رفتہ رفتہ اس نے اپنے نام کا خطبہ جاری کیا اور جب یہہ مر گیا تو اس کا بیٹا امیر برید جانشین ہوا یہہ ایک رات کہیں شراب پی رہا تھا گیدڑوں کی آواز آئی اپنے ہمنشینوں سے پوچھا کہ گیدڑ کیا کہتے ہیں عرض کیا کہ حضور جاڑے کے صدمہ سے فریاد کرتے ہیں حکم دیا کہ صبح کو تین ہزار کمبلہ روئی بھر وا کر صحرا میں ڈالدو کہ اوڑھیں گیدڑ رہا کرینگے اسکے چند روز بعد پھر حالت شراب خوری میں اونکی آواز آئی پوچھا کہ اب یہہ کیا کہتے ہیں حاضرین نے عرض کیا اب یہہ حضور کے عطیات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور جب یہہ مر گیا تو امیر علی برید اس کا بیٹا جانشین ہوا اس کو جانشین ہو کر کچھہ عرصہ گذرنے نہیں پایا تھا کہ اس پر نظام شاہ بحری نے یورش کی

اور قطعہ اودسہ اور قلعہ کلبیان اور قندہار اس سے چھین لیا اور اس کے بعد اس کا جانشین علی بن علی برید مسند حکومت پر بیٹھا اس کی حکومت آخر ۱۰۱۸ سنہ ہجری میں بے وقعتی کے ساتھ رہی آخر عادل شاہ کا کل ملک پر تسلط ہوگیا اور حکومت بریدون کا خاتمہ ہوا۔

خاندان عادل شاہیوں کا مختصر حال۔

دوم سلطنت عادل شاہیوں کا بالاجمال تذکرہ جن کا پایہ تخت بیجاپور تھا خاندان عادل شاہیہ کا بانی یوسف عادل شاہ نامی ایک شخص گذرا ہے مذہب اسکا شیعہ تھا پہلے یہ بہمنیہ سلطنت کا امیر تھا بیجاپور کی نظامت اسکے سپرد تھی جب سلطنت بہمنیہ میں ضعف آیا تو یہ منحرف ہوکر خودمختار بادشاہ بن گیا اس نے اپنا دارالسلطنت بیجاپور مقرر کرکے ملک کو وسعت دی اور راے بیجانگر و امراے نظام شاہیہ سے معرکہ آرا رہا اور فتحیاب ہوا آخر ۲۰ برس حکومت کرکے ۹۱۶ سنہ ہجری میں مرگیا۔

سلطان اسمعیل عادل شاہ کا حال۔

اور اسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان اسمعیل شاہ کم عمری میں بادشاہ ہوا اور کمال خان دکھنی اس کا وزیر تھا اس نے چاہا کہ بادشاہ کو قتل کرکے خود تخت نشین ہو مگر یہ منصوبہ اوسکا پیش نگیا اور سلطان اسمعیل شاہ عادل کی ماں کو یہ حال معلوم ہوگیا تو اوس نے ایک غلام کے ہاتھ سے وزیر کا کام تمام کروادیا اور اسکے بعد صفدر خان وزیر کا بیٹا برسر فساد ہوا آخر یہ بھی مارا گیا اور ان واقعات کے بعد سلطان اسمعیل عادل شاہ کے راے بیجانگر و نظام شاہ سے کئی بار جنگ آرا ہوا اور فتحمند رہا آخر ۹۴۱ سنہ ہجری میں چوبیس سال سلطنت کرکے مرگیا

ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کا حال

اور اوسکے انتقال کے بعد پہلے ملو عادل بڑا بیٹا وہ جو بعد سلطنت ہوکر بادشاہ بنا مگر امرا نے اوسکو عیاش نکما جانکر اندھا کردیا پھر ابراہیم عادل شاہ چھوٹا بیٹا تخت نشین ہوا اور اس نے تخت سلطنت پر جلوس کرکے ملک کا انتظام کیا اور راے بیجانگر سے معرکہ آرا ہوا اور اوسکو شکست دی ۲۱ سال سلطنت کرکے آخر ۹۶۵ سنہ ہجری میں مرگیا۔

علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ کا ذکر۔

اور اسکے انتقال کے بعد اس کا بیٹا علی عادل شاہ مالک تاج وتخت ہوا اس نے رام راج والی بیجانگر سے ارتباط ہم پھونچایا اوس سے دوستی قایم کی اور اوسکو اپنے کمک کیلئے بلوایا اور باتفاق اوس کے سلطنت نظام شاہیہ پر یورش کی اور فتحیاب ہوا مگر اس معرکہ جنگ مین طرفہ تر یہ ہوا کہ ہندو لشکریون نے اپنے مذہبی جوش مین آکر اہل اسلام کے مقابر مقدس اور مساجد کی سخت بےحرمتی کی اور توڑ پھوڑ ڈالا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بیسویں جمادی الآخر سنہ ۹۷۳ ہجری بروز جمعہ علی عادل شاہ نے باتفاق اور سلاطین دکن یعنی ابراہیم قطب شاہ والی گلکنڈہ و نظام شاہ و علی بریدشاہ وغیرہ ریاست بیجانگر پر یورش کی اور رام راج کے راج کو غارت کردیا آخر راجہ بمقام تلی کوٹ واقع دربار کرشنا قتل ہوا اور اوس کا کل مال ودولت فتح نصیب غازیان ہوا المختصر اس بادشاہ نے سنہ ۹۸۸ مین ایک خوبصورت غلام لیا اور ایک روز شراب کی مستی مین اوسکو خلوت مین بلاکر اس سے وطی فی الدبر کا ارادہ کیا چونکہ وہ نیک سیرت صاحب غیرت تھا اس نے اسکو چھری سے مار ڈالا

سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی ابن طہماسپ بن ابراہیم عادل شاہ اول کا حال۔

اور اس کے قتل کے بعد سلطان ابراہیم عادل شاہ نو برس کی عمر مین سریر آرا ہوا اور وزارت کامل نامی دکھنی نے پائی اور تربیت و پرورش اسکی چاند بی بی والدہ علی عادل شاہ کے سپرد تھی اسکے چند سال کے بعد وزیر نے چاہا کہ اسکو مار کر تخت نشین ہو مگر یہ تجویز اسکی پیش گئی اور وزیر کے اس بد ارادہ پر آگاہ ہو کر امیر کشور خان نے وزیر کو قتل کر ڈالا آخر اس پر سلاطین نظام شاہیہ و قطب شاہیہ چڑھ آئے اور ایکسال تک

محاصرہ رہا بالاخر ابوالحسن بن شاہ طاہر کے حسن تدبیر سے اس نے دشمنون کے پنجہ سے رہائی پائی اور اسکے بعد اس نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کے حمایت لی اور اوسکے متابعت مین رہا اور آخر سنہ ۱۰۳۳ ھ مین مرگیا اور اسکے انتقال کے بعد محمود عادل شاہ تخت نشین ہوا اگرچہ شاہجہان بادشاہ

محمود عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ اور اوسکے بیٹے کا حال

ہندوستان کے زیر حمایت فرمان بردار رہا آخر سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین انتقال کیا اور اسکے انتقال کے بعد سکندر عادل شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس کے بے عنوانیان دیکھکر عالمگیر نے اسکے طرف توجہ کی چنانچہ لشکر عالمگیری بسر کردگی شاہزادہ محمد اعظم معہ غازی الدین بہادر فیروز جنگ سنہ ۱۰۹۷ ھ مین اسپر چڑھ آیا آخر چند ماہ محاصرہ مین رہکر سلطنت سے بید خل ہو کر قلعہ دولت آباد مین قید کردیا گیا اور سلطنت عادل شاہیہ کا اسپر خاتمہ ہوا اور ملک بیجاپور شاہی تصرف مین آگیا اور بندوبست ملک کے لئے روح اللہ خان بخشی و سید عبداللہ خان مقرر ہوئے۔

سوم سلاطین نظام شاہیہ کا مختصر حال جنکا دار السلطنت احمد نگر تھا

نظام الملک احمد شاہ بحری کا حال

بانی اسکا نظام الملک احمد شاہ بحری گذرا ہے۔ اسکا دادا بھیرنام قوم کا برہمن تھا سلطان احمد شاہ بھمنی جب بیجانگر پر حملہ کیا اور راجہ کو مغلوب کرکے کئی ایک ہندون کو قید کرکے لایا اون اسیرون مین اسکا باپ بھی تھا اور حسن نام پا کر غلامان شاہی مین داخل ہوا اور یہہ شاہزادہ کا ہم عمر تھا شہزادہ کی خدمت مین رہکر اس نے لیاقت پیدا کی اور جب شاہزادہ مالک تاج و تخت ہوا تو اس کو نظام الملک حسن بحری کا خطاب بخشا اور تلنگ کا انتظام اسکے سپرد کیا۔ اور محمود شاہ بھمنی کے عہد سلطنت مین جب بے انتظامی ہوئی تو اس نے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور منحرف ہوگیا اور خود مختار بادشاہ بنکر بہت سے قلعہ گردنواح کے مفتوح کیا اور ایک شہر آباد کیا اور اسکا نام احمد نگر رکھا اور اسکو بنیاد دارالسلطنت قرار دیا آخر اس نے سلطنت کا ٹھاٹھ جماکر سنہ ۹۱۴ ھ مین اس جہان فانی سے ملک عقبیٰ کا رستہ لیا۔

سلطان برہان نظام الملک بحری کا حال

اور اس کے بعد سلطان نظام الملک بحری تخت نشین ہوا یہ شخص پہلے مہدویہ مذہب پر تھا لیکن اسکے عہد مین ملا شاہ طاہر بزودی اسمٰعیلیے ایران سے آیا اور اس نے اسکے پاس حکمت علمی سے رسائی پیدا کی اور رفتہ رفتہ اسکی مزاج مین درآیا اور اس کو شیعہ مذہب کے طرف رجوع کر لیا اور یہہ شیعہ ہو کر اہل تسنن کا دشمن جانی بن گیا طرفین سے لڑائی جھگڑی رہی آخرش سنہ ۹۶۱ ہجری مین مرگیا۔

سلطان حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ کا حال۔

اور اسکے بعد سلطان حسین نظام شاہ اسکا بیٹا تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اسکے وقت پہلے شاہزادہ عبدالقادر اور شاہزادہ شاہ علی اور شاہ حیدر دعویدار سلطنت ہوئے آخر معرکہ جنگ مین اسیر ہو گئے۔ اور ان کے بعد سلطان علی عادل شاہ اور رام راج والی بیجانگر نے اسپر یورش کی اور شاہی اسباب و خزانہ لٹ گیا تاہم اس نے اون سے ایک مدت تک جنگ و پیکار رکھا بالآخر صلح ہو گئی اور لڑائی کا خاتمہ ہو گیا آخر یہہ بادشاہ بیماری مین ماخوذ ہو گیا اور سنہ ۹۷۲ مین مرگیا۔

مرتضیٰ نظام شاہ بن مرتضےٰ نظام شاہ کا ذکر۔

اور باتفاق امرار دولت مرتضیٰ نظام شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اسکے عہد مین اسکے بھائی برہان الدین و جمال الدین دعویدار سلطنت ہوئے اخیر قید کر دئے گئے۔ اور یہہ بھی خلل مزاجی کے باعث دیوانہ مشہور ہوا بالآخر اس کو سنہ ۹۹۶ مین اسکے بیٹے میران حسین نے قتل کر ڈالا۔

میران حسین بن مرتضےٰ نظام شاہ کا ذکر

اور باپ کو قتل کر کے میران حسین تخت نشین ہوا یہہ شخص زانی و بدکار اور ظالم و سفاک تھا۔ اسلئے مرزا جان امیرالامرا نے چاہا کہ شاہ قاسم اسکے چچا کے سر پر تاج شاہی رکھے یہہ خبر پاکر اس نے شاہ قاسم کو مارڈالا بالآخر بلوہ عظیم ہوا آخرش کل امرار دولت ملکیہ باتفاق مرزا جان کے اس کو قتل کر دیا کل دو مہینے تین روز اس نے بادشاہت کی۔

برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کا حال

اور اسکے بیٹے اسمٰعیل شاہ کو امرا نے ملکر بارہ برس کی عمر مین تخت نشین

کردیا اور جمال خان اس کا وزیر بنا۔ اور یہہ وزیر ہوکر مہدویہ مذہب کو رواج اور شیعہ مذہب والون کو نیست ونابود کردیا۔ مگر برہان نظام شاہ مرتضی نظام شاہ کے وقت سے اکبر بادشاہ پاس چلا گیا تھا اور اس نے یہہ خبر سنکر اکبر بادشاہ سے مدد لیکر اسپر لشکر کشی کرکے احمد نگر مین آیا اور فتحیاب ہوکر اول جمال خان کو قتل کردیا اور خود بادشاہ بن کر شیعہ مذہب کو سرسبز کیا اور ہزارون مہدوی مذہب والون کو قتل کردیا آخر اس نے چار سال سلطنت کرکے سنہ ۱۰۰۳ مین مرگیا

ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام کا حال اور بعد انتقال برہان نظام شاہ کے ابراہیم نظام شاہ مالک تاج وتخت ہوکر سلطنت عادل شاہی پر فوج کشی کی اور سلطنت عادل شاہیہ پر چڑھ آیا طرفین سے مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی آخر اس یورش مین یہہ پسپا ہوگیا اور عندالمقابلہ قتل ہوا کل چار ماہ سلطنت کی۔

بہادر شاہ اور احمد نظام شاہ وعلیشاہ وغیرہ کا بالاجمال حال اور اس واقعہ کے بعد احمد نظام شاہ جو ایک شاہزادہ نظام شاہی خاندان کا تھا میان منجھو امیر کی سعی سے قلعہ اوسہ مین تخت نشین ہوا۔

اور دوسرے چاند بی بی شاہزادی نے بہادر شاہ نام ایک شہزادہ کو قلعہ احمد نگر مین بادشاہ بنایا تیسرے امیر اخلاص خان موتی شاہ نامی ایک لڑکے کو دولت آباد مین بادشاہت دی چوتھے ابہنگ خان حبشی نے پرنڈہ کے علاقہ مین شاہ علی بن نظام شاہ اسّی سالہ کے سر پر حکومت کا تاج دہرا۔ ان چارون مین فساد پڑا اور انھین ایام مین عبدالرحیم خان خانان اکبر بادشاہ کے حکم سے احمد نگر مین آیا اور چاند بی بی نے اسکے ساتھ مردانہ جنگ کی بالآخر صلح ہوگئی اور بہادر شاہ بادشاہ قرار پایا اسکے بعد سنہ ۱۰۰۸ ہجری مین شاہزادہ دانیال بن اکبر بادشاہ نے احمد نگر پر چڑھ آیا اور یورش کی اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا جب محصورین تنگ آئے تو چاند بی بی کا یہہ منصوبہ ہوا کہ اس قلعہ کو چھوڑ کر دولت آباد جانا عین مصلحت ہے لیکن یہہ تجویز

اوسکی پوری سمجھ نہین پائی آخر جینہ خان امیرالامرا نے اس بات کو دوسرے افالب مین کل امیرون سے ظاہر کیا کہ چاندبی بی کی آمیزش شاہزادہ دانیال کے ساتھ ظاہر ہوتی ہی اور اسی بہانہ سے یہہ قلعہ اوس کو دینا چاہتی ہے صرف اس وہم وگمان پر سب نے بلوا کر کے اوس شیردل عورت کو مار ڈالا اور بہادر شاہ پکڑا گیا ۔

مرتضی نظام شاہ بن شاہ علی خلیفہ خان کا حال

اور ملک عنبر حبشی جو اسی سلطنت کا ایک بڑا منتظم اور بہادر سردار تھا اس نے باتفاق سرکردہ بیرالمخاطب بچنگیز خان کے سر پر بعد وفات شاہ علی کے دولت آباد مین تاج حکومت کا دہرا اسکے وقت اسکی حکومت مین رونق ہوئی شہر کہڑکی اس نے دولت آباد کے پاس آباد کیا آخر چند روز کے بعد مر گیا ۔

برہان نظام شاہ بن مرتضی نظام شاہ بن علیشاہ وغیرہ کا حال

اور اسکے بعد برہان نظام شاہ نے تخت سلطنت سنبھالا اور اس نے تخت نشین ہوکر امرائے شاہان چغتائی دہلی کو بالاگہاٹ سے نکال دیا اسپر جہانگیر بادشاہ کے حکم سے شہزادہ خورم نے لشکرکشی کی آخر ملک عنبر حبشی نے خراج مان لیا اور صلح کرلی ۔ اور جب ملک عنبر مرگیا تو اوس کے بیٹے فتح خان کی برہان نظام شاہ کے ساتھ عداوت ہوگئی اور اوسکو قتل کرکے اوسکے کمسن لڑکے کو حاکم بنایا آخر سنہ ۱۰۴۳ ہجری مین مہابت خان خانان بحکم شاہجہان برہان پور سے دولت آباد مین آیا فتح خان محصور رہا اور یاقوت حبشی مہابت خان سے معرکہ آرا ہوا آخر شمار گیا اور فتح خان وغیرہ قید ہوگئے اور سلطنت نظام شاہیہ کا خاتمہ ہوگیا اور اسکا کل ملک بعد فتح شاہجہان نے دارالخلافت دہلی مین ملالیا ۔

چہارم خاندان عماد شاہیون کا مختصر حال

سلطنت عماد شاہیہ واقع ملک برار جسکا دارالحکومت ایلیچ پور تھا اس سلطنت کا بانی فتح اللہ عماد الملک شاہ گذرا ہے یہہ شخص پہلے خواجہ جہان حاکم برار کا غلام تھا اوسکے انتقال کے بعد محمد شاہ بہمنی نے اسکو حکومت برار کی عنایت کی اور عماد الملک خطاب بخشا آخر سنہ ۸۹۵ ہجری

مین اس نے شاہان بھمنیہ سے متمرد و منحرف ہوکر خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ اور اسکے انتقال کے بعد علاء والدین اسی کا فرزند جانشین ہوا اور اوسکے بعد دریا عماد شاہ اوسکا بیٹا مسند آرا ہوا۔ پھر برہان عماد شاہ کم عمری مین اسکا جانشین ہوا اور تفال خان غلام مختار کل تھا اوس نے ابراہیم قطب شاہ کے اتفاق سے برہان عماد شاہ کو معزول کرکے خود مالک بن بیٹھا یہہ حال سنکر نظام شاہ بحری نے اس پر لشکر کشی کی اور ۹۸۱ھ مین قتل ہوا اور سلطنت عماد شاہیہ کا خاتمہ ہوگیا۔

پنجم سلطنت قطب شاہی جنکا پایۂ تخت گولکنڈہ تھا۔

سلطان قلی قطب شاہ کا حال۔ سلطان قلی اس سلطنت کا پہلا بادشاہ خاندان قطب شاہ کا بانی ہے یہہ شخص موضع سعد آباد سلطنت ہمدان مین ۸۶۰ھ مین پیدا ہوا اور بیس سال کی عمر مین ملکی دشمنون کے ڈر سے اپنے چچا اللہ قلی بیگ کے ساتھہ عراقی گھوڑون پر بارادہ سوداگری دار السلطنت بیدر مین آیا اور بوساطت امرا کے سلطان محمود بھمنی کے دربار مین باریاب ہوا اور چند روز ٹھر کر اللہ قلی بیگ خلعت انعام و اکرام پاکر دربار سلطانی سے رخصت ہوا اور یہہ سلطان کے پاس رہکر پرورش و تربیت پایا اور آخر مین بہہ وصول نشکش قلعہ گولکنڈہ پر مامور رہا اور ملک تلنگ کا ناظم تھا اور قطب الملک کا خطاب دربار بھمنیہ سے حاصل کیا سولہ سال تک اطاعت کا دم بھرتا رہا لیکن جب سلطان محمود بھمنی انتقال کیا اور سلطنت بھمنیہ مین ضعف آگیا تو اس نے منحرف ہوکر خود مختار بادشاہ بن گیا اور قلعہ گولکنڈہ اپنا تخت گاہ قرار دیا۔ اور سرحد گولکنڈہ سے دریا شور شرقی تک اور قلعہ پانگل و مچھلی پٹن اور راجمندری دراجکنڈہ و کونڈپلی و ویلور وغیرہ غرضکہ ستر قلعہ اپنے قبضہ و تصرف مین لایا اور راجہ ہرچند کو قید اور نلگنڈہ کو مفتوح کیا بہت خانجات توڑ پھوڑ ڈالا مملکت کو وسعت دی اور یہہ پہلا بادشاہ ہے جسنے ملک دکن مین مذہب شیعہ کو شایع کیا اور خطبہ اثنا عشریہ کا پڑھا گیا جمشید خان اسکے فرزند کو از روی سلطنت تھی اور اپنے باپ کی زیادہ عمر ہونے سے رنجیدہ خاطر ہوکر اس نے خفیہ میر محمود ہمدانی ملازم کو توالی کو اسکے قتل پر آمادہ کیا اوسنے ایک روز قابو پاکر

بادشاہ کو بحالت نماز مین زخم ایسے مارے کہ جس سے اوسکی روح پرواز ہو گئی یہہ واقعہ بہیر کے دن دوم جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ھ مین واقع ہوا نوے سال کی عمر پائی لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا جسکا گنبد اتبک موجود ہے

جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ کا حال۔

اور جب میر محمود ہمدانی نے سلطان قلی کا اسطرح سے کام تمام کیا اور شہزادہ جمشید خان کے پاس اکر اوس کو خردہ سُنایا اور بعض اہل فتنہ کے اتفاق سے حویلی پر ملک زادۂ قطب الدین کی جو بڑا فرزند سلطان قلی اور جانشین باپکا تھا جا کر زہر آلود سلائی اوسکے آنکھہ مین پہیر دی جس سے وہ اندھا ہو گیا اور بے کھٹکے جمشید خان تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اُس نے تخت نشین ہو کر خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور بعد اسکے اس نے اپنے چھوٹے بھائی شہزادہ ابراہیم کے نام اوسکی طلبی کے لئے دیورکنڈہ کو فرمان روانہ کیا چونکہ وہ پہلے ہی کل حقیقت اس کی سن چکا تھا اُس نے جلد اپنے لوگون کو لیکر دارالسلطنت محمد آباد بیدر چلا گیا اور جب وہان پونچا امیر ملک برید نے اس کو مہمان رکھا اور اپنے متفرق فوج جمع کر کے شہزادہ ابراہیم کو ہمراہ لیکر بارادہ جنگ قلعہ گولکنڈہ کا رخ کیا اور یہان اکر قلعہ کا محاصرہ کیا جمشید قطب شاہ نے بھی دشمن سے مقابل آراہوا۔

قریب تھا کہ امیر ملک برید اور اوسکا بھائی خان جہان برید قلعہ کو فتح کر لے مگر اس اثنا مین شاہ طاہر بُرہان نظام شاہ جو جمشید قطب شاہ کی کمک کیلئے چلا آتا تھا اوس نے مقام کوہیر مین آکر بسیا جنگ ڈالی اور وہان کا قلعہ قطب شاہ کے نام سے اپنے تصرف مین لیا۔

ملک برید نے جب یہہ خبر سُنی قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ چھوڑ کر اٹکی وٹیرم سے ہوتے ہوئے دارالسلطنت بیدر کی طرف روانہ ہوا۔ اوس نے راہ مین شہزادہ ابراہیم سے اوس کا عمدہ قیمتی گہوڑا وہاتی مانگا تو شہزادہ ملک برید سے آزردہ خاطر ہو کر بیجانگر مین چلا گیا۔ رام راج والی بیجانگر نے اسکی خاطر و مدارات کی۔ اور یہہ وہین رہا۔

اور اس واقعہ کے بعد جمشید قطب شاہ ایک لخت عیش و عشرت و شراب و کباب مین ڈوبگیا آخر کار عارضہ سرطان مین مبتلا ہو کر سنہ ۹۵۷ہ مین دار البقا کا رستہ لیا اور اپنے باپ کے مقبرہ کے پاس سپرد خاک ہوا یہہ بادشاہ شعر بھی کہتا تھا چنانچہ ایک دو ابیات اسکے طبعزاد حوالہ قلم ہین۔

گاہ عشق تو یافت بالائی	اے تبو ختم ملک زیبائی
ہر یکے در کمال رعنائی	کاکل و چنبین زلف خال لبت

وله

لب میگون چو سر جام حرام است مرا	بے لب لعل بتان بادہ حرام است مرا
وین چہ سودا است کہ بار زلف چو تو نام است مرا	یا سر زلف توسودا ے سیاہی دارم

سلطان ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ کے سلطنت کا حال

اور جب جمشید قطب شاہ مرگیا تو تخت نشینی مین جھگڑا پڑا بعض نے سبحان قلی قطب شاہ ہفت سالہ بچہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا مگر اس کی کم عمری کے نظر کرتے جگدیو راو نایکواڑی معہ دیگر نایکواڑیان قلعہ مجھر نگر کا باہم مشورہ ہوا کہ شہزادہ دولت خان کو قلعہ بہونگیر سے لاکر تخت نشین کر دین یہہ مشورہ سنکر والدہ سبحان قلی نے سیف خان عین الملک کو مدار المہامی سلطنت کے لئے تجویز کیا اور اوسکو احمد نگر سے بلوا بھیجا۔ اور جگدیو راو نایک واڑی مصطفی خان اور جگپت راو کی مخالفت کیوجہ سے معہ اپنے فوج کے دار السلطنت گلکنڈہ سے بہونگیر چلا گیا اور وہان پہونچکر عہدہ دارون سے ملکر شہزادہ دولت قلی کو قلعہ سے نکال کر تخت نشین کر دیا اور بہت سے تعلقات اپنے تصرف مین لایا۔

اتنے مین سیف خان عین الملک گلکنڈہ مین پہونچکر عنان مدار المہامی اپنے ہاتھ مین لی اور بندوبست ملک مین مشغول ہوا۔ اور جگدیو راو کی گرفتاری کی فکر کی یہہ خبر سنکر جگدیو راو بار سال تحایف و ہدایا تفال خان والی برار سے امداد چاہی وہ بر سر کمک آگیا اور تعلقہ سٹیرم مین سیف خان عین الملک کے لشکر سے مقابل آ راہو گیا اور لڑائی شروع ہوئی آخرش لشکر دشمن کو شکست ہوئی اور عین الملک

غالب آیا اس نے قلعہ بھونگیر تک تعاقب کر کے اوسکا محاصرہ کیا آخر شہزادہ وجگدیو راؤ سے
صلح ہوئی اور ان ہر دو کو قید کر کے قلعہ گلکنڈہ مین چلا آیا اس معرکہ کے بعد عین الملک کا
غرور و تکبر حد سے زیادہ گذر گیا اور جمیع امرا کو اس نے بیدخل کر دیا۔ اسکا ارکان دولت نے
یہہ حال دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ شہزادہ ابراہیم کو بیجانگر سے طلب کر کے اوسکے سر پر تاج
شاہی دہرین اوسا اوسکے طلب مین عرضیان بھیجین یہہ حال سنکر شہزادہ ابراہیم سید حاجی و خان اعظم
کو لیکر روانہ ہوا اور رہا نگل پہونچا تو اسکے پاس تین ہزار سوار و پانچ ہزار پیدل کی جمعیت فراہم
ہو گئی اور آگے بڑہا تو بہت سے لیان و ارکان دولت قطب شاہی گلکنڈہ سے اسکے پاس چلے آئے
عین الملک نے جب یہہ کیفیت سنی متفکر ہو کر بحر خان و جگپت را او ر حاجی خان کو قلعہ گلکنڈہ
مین چہوڑا اور خود خداوند خان حبشی اور عالم خان و اخلاص خان حبشی و قبول خان و تاج خان
کو ساتھہ لیکر ابراہیم قطب شاہ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو کر قلعہ کہن پورہ تک جا پونچا۔
اتنے مین ابراہیم قطب شاہ کا فرمان نایک واڑیون کے نام آپہونچا اور نایک واڑبان جگدیو راؤ
کی اشارہ پر ابراہیم قطب شاہ کے مطیع ہو کر بعید قلعہ گلکنڈہ کے بندوبست مین شرکت ظاہر کر کے
جگپت راؤ کو قید اور جگدیو راؤ کو رہا کر لئے اور بحری خان و اخلاص خان و حاجی خان خیر خواہان
عین الملک کو قتل اور اون کے سرون کو نیزے پر چڑہا کر تشہیر کر دیا اور شہزادہ سبحان قلی کو مع
تمام خزانہ و اسباب ضبط کر کے ایک عرضی ہمراہ امین خان حبشی مع سرہائے خیر خواہان عین الملک کے
ابراہیم قطب شاہ کے پاس روانہ کئے۔ یہہ خبر سنکر عین الملک کے ہوش اڑ گئے اور پریشان
ہوا آخر بہت سا لعقد و جنس لیکر مع پانچ ہزار سوارون کے براہ کولاس ممالک محروسہ کی سرحد کے
باہر بھاگ نکلا۔ اور ابراہیم قطب شاہ داخل قلعہ ہو کر تخت نشین ہو گیا۔ بروز دوشنبہ
بارہوین رجب ۹۵۷ھ مین بڑی شان و شوکت سے قلعہ گولکنڈہ مین جلوس فرما ہو کر ایک

خلعت اور انعام و اکرام سے سرفراز اور ملک کی بندوبست کیا اور اس بادشاہ کا یادگار تالاب ابراہیم پٹن و تالاب لنگور دکیتوہ بدویل و کالا چبوترہ و گلکنڈہ و تالاب حسین ساگر بصرف دو لاکھ ہون باہتمام حضرت حسین شاہ ولی ہے اور پل قدیم ہے۔ پل قدیم کے تعمیر کیوجہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ اسکا بیٹا محمد قلی مُسماۃ بھاگمتی نام ایک طوایف پر عاشق تھا اور وہ موضع چچلم جہان اب آبادی شہر حیدرآباد واقع ہے رہا کرتی تھی اُس ایک روز حسب عادت قلعہ گولکنڈہ سے نکل کر ندی پر آیا اور اوسوقت ندی طغیانی پر تھی اسکو غلبہ عشق نے بیچین و بیخود کردیا ندیمین گھوڑا ڈالدیا اور پار ہوگیا خفیہ نگار نے اس سانحہ کی اطلاع بادشاہ کو دی حکم ہوا کہ بہت جلد پل تیار ہوجائے میر تعمیر اوسکی تعمیر مین متوجہ ہوا اور دوسرے موسم بارش تک تقریب دو لاکھ ہون کے صرف ہوئے اومین چار ہزار روپیہ باقی رہگئے تھے حکم دیا کہ اسکا کھانا پکوا کر غریبون کو کھلوادیا جائے۔ ایک شخص نے بنا پل کی تاریخ صراط المستقیم لکھکر بادشاہ کے نذر گذرانی تو دیکھکر خوش ہوا اور پانسو اشرفیان اوسکے صلہ مین مرحمت کین اور اسی بادشاہ کے عہد مین ایک پہاڑ کوہ مولا کے نام سے مشہور ہوا۔ اسکا قصہ مورخین نے یون لکھا ہے کہ اس پہاڑ پر ایک بُت خانہ تھا۔ ایک روز بادشاہ اتفاقاً چاندنی رات تو محل میں تفریحاً بالا حصار پر سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا شمال کے جانب ایک روشنی سی نظر آئی پوچھا کہ یہ روشنی کیسی ہے اور رای راو نامی ایک برہمن اسکے ہمنشین نے عرض کی کہ حضور اس پہاڑ پر جناب مولا علی کا علم ہے۔ لہذا انہیون نے روشنی کی ہے۔ بادشاہ نے کہا ہم بھی جمعرات کو جاینگے صبح ہوتے ہی برہمن نے جا کر بت کو نکلوا کے ایک علم استادہ کروادیا اور اطراف مین اوسکے سبز کٹہرا بند ہوا یا اور بادشاہ جب وہان گیا چونکہ حضرت علی علیہ السلام کی تیرہوین رجب مین ولادت ہوئی ہے اسلیے اس نے اس روز بڑا پر تکلف جشن حیدری ترتیب دیا اور غریبون کو کھانا پکوا کر کھلوایا اوس روز سے پہاڑ پر ایک بڑی دہوم دہام سے میلہ ہوا کرتا ہے ؎

ربیع الثانی کو اسکا وصال ہوا قلعہ گلکنڈہ کے قریب اسکا گنبد و زیارت گاہ خلق اللہ ہے دیکھو مخزن الاعراس ۱۲ منہ
زمین رو پیہ آٹھ آنہ کا ہوتا ہے اور سونے کا سکہ تھا ۱۲ منہ

اور اسی بادشاہ کے عہد مین بیجاپور سے تبرک نعل صاحب کا آیا۔ اور لنگر بارا امام تعمیر ہوا اور تیس سال نو مہینے اس بادشاہ نے سلطنت کی آخر اکاون برس کی عمر پاکر سنہ ۹۸۸ھ کو رحلت پائی مرد شجیع دو دلیر اور معاملہ فہم و قدر دان علم و ہنر تھا لنگر قصبہ اثر مین مدفون ہوا۔

محمد قلی بن ابراہیم قلی قطب شاہ کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا محمد قلی قطب شاہ تخت نشین ہوا۔ اور میرزا محمد امین اسکا وزیر تھا۔ اسی بادشاہ کا یادگار شہر حیدر آباد ہے۔ اور اسکی آباد ہونیکی وجہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ بھاگمتی طوایف جو اس کی داشتہ تھی اوسکا خیال تو تھا ہی حکم دیا کہ قلعہ گولکنڈہ جاہ و حشمت کے شایان نہین ہے و نہ امرا و دولت و ارکان سلطنت کو جیسا کہ چاہیے آرام ہے۔ مین چاہتا ہون کہ ندی کے اوس طرف ابو انھائی شاہی کی بنیاد ڈالی جائے اور آبادی شہر چار راستون و چار بازارون پر قرار پائی جسمین چار طاق و چودہ ہزار دوکانین اور بارہ ہزار محلے ہون چنانچہ ان تعمیرات کے بحال رکھنے کے لیے ایک بڑی رقم جمع ہوئی میر ابو طالب خزانہ دار نے لکھا ہے کہ ان تعمیرات کی تیاری مین دو کرور روپیون سے زیادہ صرف ہوئے۔

وسط شہر مین چار کمان رفیع الشان اور ہر کمان کے محاذی رستہ کشادہ ترتیب پاگیا۔ رستہ شمال کے طرف ایک بڑا دار الشفا اور اوسکے پہلو مین حمام۔ و شمال و غرب کے جانب خاص محل شاہی پر تکلف اور چار کمان کے مابین میدان چھوڑ کر ایک حوض بنایا گیا۔ و کمان شرقی پر نقار خانہ اور کمان غربی دروازہ خاص محل شاہی کا تھا جسمین لکڑی صندلی اور میخین سونیکی نصب تھین۔ نزاکت دخوبی اسکی اس سامان پر قیاس کرنا چاہیے اور خاص بلدہ مین جامع مسجد اور اوسکے پہلو مین ایک حمام متصل کمان جنوبی۔ اور ندی کے کنارے پر ندی محل اور بنی باغ آخر چار شنبہ کے جلسہ کے لیے اور ایک وزیر کا گزر ہوا تو اوسکے دفع کرنے کے لیے دولت خانہ کے قریب سنہ ۱۰۰۰ھ آمہ مین خرچ ساٹھ ہزار روپیہ امام بارہ بنوایا جسکو اب بادشاہی عاشور خانہ کہتے ہین اور اسکے متصل ایک مسجد

ایک مسجد بنوائی جو اب موتی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے سوا چند محل اور رنگین محل و عمارات کے لیئے داد محل و عمارات کو ملور و محمدی محل و حیدری محل و حسنی و حسینی و جعفری محل غرضکہ اس بادشاہ کو منظور تھا کہ آبادی شہر شل شہ مقدس صورت پکڑی چنانچہ اس لیئے اس نے بجائے روضۂ حضرت امام ضامن علی موسی رضا ع کے چار مینار تعمیر کروایا جسکی بنیاد میں قریب دو لاکھ ہن کے صرف ہوا یہہ چار مینار سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں تیار ہوا چونکہ یہہ بادشاہ عمدہ تعمیرات و صنعت معماری سے اوسکو زیب دینیکی کوشش کرتا رہا اور اسکی سعی اور امرا و عمائد بھی اسکی پیروی کرنے لگے اور ہر ایک امیر اپنی حویلیون و باغون کو آراستہ کرنیکے لئی کام مین ایک دوسرے پر سبقت لیگیا غرض قصبۂ نرکھوڑہ و ابراہیم پٹن و بیٹن چیرو اور شہر کے اطراف چار سمت دس دس کوس تک باغات و عمارات کی تعمیر ہوئی۔ اور بھاگ نگر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جسکا چار لاکھ ہن محاصل وصول ہوتا تھا وہ کل رقم غریب لوگون پر تقسیم و علما و سادات کو تسلیم کر دیتا اور ساٹھہ ہزار روپیہ لنگر امام مین اور بارہ ہزار ہن زوارین و مجاورین کو دیا جاتا تھا اسکے عہد مین عاشور خانجات عشرہ محرم مین تمام ممالک محروسہ مین آباد اور لوگ تعزیہ پرست ہو گئے اگرچہ یہہ شیعہ مذہب تھا مگر اس نے یہہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص صحابہ ثلاثہ رض کی نسبت تبرا کہیگا اوسکی زبان کاٹی جائیگی۔ ایک سائل اسکی سواری کے نزدیک آیا اور عرض کی یہہ ہاتی معہ ہودج جسپر بادشاہ سوار ہے بارہ امام کے نام سے مجکو دیدے اس نے فی الفور دیدیا۔

الحاصل اس نے تیس سال ۸ مہینے بکمال نیکنامی اور عیش و عشرت کے ساتھ سلطنت کر کے آخر شراب خوار مین مبتلا ہو گیا جسکے سبب سے روز بروز انواع اقسام کے بیماریوں مین مبتلا ہو کر آخر ۲ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ اور پچاس برس عمر پا کر مر گیا اور لنگر قبضۂ اثر مین سپرد خاک ہوا۔

سلطان محمد قطب شاہ بن محمد ابن ابراہیم قطب شاہ کا حال	اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان محمد قطب شاہ تخت نشین ہوا۔ یہہ بادشاہ تخت پر متمکن ہو کر مثل اپنے چچا سلطان محمد قلی قطب شاہ کے

ایک نیا شہر بسانا چاہا۔ چنانچہ شہر کے مشرق طرف قلعہ کی بنیاد ڈالی اور نو لاکھ ہن کی منظوری دی اور اوسمین عمدہ عمدہ عمارتین و عالیشان محل تیار کیے جسکا نام سلطان نگر رکھا۔

اور خاص شہر مین بہی اوسکا ارادہ ہوا کہ ایک عمدہ مسجد بنائی جائے۔ چنانچہ سنہ ۱۰۲۲ھ مین جمیع علما و فضلا کو بلوا کر فرمایا کہ جس شخص کی نماز تہجد قضا نہوئی ہو وہ اس مسجد کی بنیاد کا پہلا پتھر رکھے چنانچہ یہہ کہکر پہلے اپنے ہاتھ سے پتھر رکھکر بنیاد مسجد کی قایم کی۔ قریب تیس ہزار ہن اوس کی تیاری مین خرچ ہوے اور وہ مسجد اسکے بعد سلطان عبداللہ و سلطان ابوالحسن تاناشاہ کے عہد تک تیار ہوتی رہی آخر بعہد دولت عہد عالمگیر مین بانی تعمیر اس مسجد کی سنہ ۱۱۰۴ھ مین عمل مین آئی۔ اب وہ مسجد مکہ مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اور قلعہ گلکنڈہ کے باہر متصل گنبد دن کے اور ایک دوسری عمارت سلطان پور کے نام سے بنوائی۔ مگر ہنوز سلطان نگر آباد ہونے نہین پایا تہا کہ اس عرصہ مین یہہ بیمار ہوگیا اور حال رحلت سلطان محمد قطب شاہ کا مورخین نے یون لکہا ہے کہ جسوقت اسکو شہزادہ عبداللہ پیدا ہوا تو نجومیون نے باتفاق یہہ بیان کیا کہ اس شہزادہ کا دیکہنا بادشاہ کو تہوڑے ہی بارہ برس تک نہ دیکہنا چاہئے ورنہ بادشاہ کیواسطے جان کا اندیشہ ہے چنانچہ شہزادے کی بارہ برس تک علٰحدہ پرورش ہوتے رہی اور جب بارہ برس گذرے تو شہزادے کو آرزوے قدمبوسی شاہ ممدوح کی ہوئی اور بادشاہ کی شفقت پدری نے بہی جوش کیا چنانچہ ایک روز تاریخ نیک تجویز کر کے دیدار فرزند سے مسرت حاصل کی اور جشن شاہانہ ترتیب دیا گیا اوسی سال یہہ عارضہ تپ محرقہ مین بیمار ہوا ہر چند علاج کیا گیا مگر کچھ فائدہ مترتب نہوا آخر چودہ سال چھہ روز سلطنت کر کے بروز چہار شنبہ ۳ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۵ھ مین بہ ۳۴ سال ایک مہینہ بیس روز کی عمر مین یہہ نیک نام بادشاہ انتقال کر گیا۔ اور گنبد واقع لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان عبداللہ قطب شاہ سریر آرائے

قطب شاہ سے ہوا۔ یہ بادشاہ ہو کر امرا و دولت کا عزل و نصب شروع کیا۔ چنانچہ منصور خان کو منصب میر جملگی پر سربلندی بخشی اور خواجہ افضل ترک کو جاگیر چار لاکھ ہن پہ سرفراز رکھا اور تا سم بیگ کو توال شہر اور اوسکی نیابت مین حسن بیگ کو مقرر کیا۔ اور ایلچی بیگ کو سپہ سالار کر کے زمیندار کلبرگہ پر مامور کیا۔ اور خیرات خانکو خلعت مصاحبت سے سرفراز کیا۔ مگر اس بادشاہ کی مدت عمر سیر و تماشہ و عیش و عشرت و تعمیر عمارات مین گذری۔ چنانچہ اس نے سیر و تماشہ کیلئے باغ لنگم پلی بنوایا اور گوشہ محل تیار کروایا جسمین ہزار رجبر ذکی بنیاد ڈالی اور اوسکے پاس ایک بڑا حوض سیر و تماشہ کے لئے بنوایا۔ اور اسی بادشاہ کے عہد مین معماران چین نے آکر بادشاہی عاشور خانہ کی رنگ آمیزی کی اور اسی بادشاہ نے ایک حکم جاری کیا کہ عشرہ محرم مین تمام قلمرو کے اندر نقارہ نہ بجے اور تنبولی پان و قصاب گوشت نہ بیچین اور تمامی لذات سے امیر و غریب باز رہین چنانچہ یہہ طریقہ ہندو اور مسلمان دونون مین جاری ہو گیا۔

اور اسی بادشاہ کیوقت سے رسم لنگر شے کا عشرہ محرم مین رواج پایا جسکا قصہ مورخین نے یون لکھا ہے کہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ ایک روز بسواری ہاتھی پندرہوین ذیحجہ کو قلعہ کیطرف جا رہا تھا اتفاقاً ہاتی بسبب مستی جنگل کیطرف چلا اور جو لوگ اسکے ہمراہ تھے وہ درہم برہم ہو گئے یہ حال سُنکر حیات بخشی بیگم اسکی والدہ روئی اور صحرا کے درختون مین ایک ایک صراحی و کھانیکا توشہ بندھوا دیا اور ایکدروز بہت گڑگڑا کر بواسطہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے منت مانی کہ اے اگر میرا فرزند صحیح و سالم مجھ سے آملا تو مین سونیکی زنجیر فیل تیار کروا کر اپنے فرزند کے کمر مین باندہ کر لنگر نکالونگی اور وہ نقرہ اکو تقسیم کر دیونگی اتفاقاً ہاتی گرفتار ہو آیا اور سلخ ذیحجہ مین سلطان خیر و خوبی سے داخل محل ہوا فی الفور بیگم مذکور نے راتون رات زنجیر تیار کروائے اور بارہ بجے سنجت کر کے اوسکے دوسرے روز جلوس شاہانہ سے لنگر کھینچے علم کو روانہ کی چنانچہ اتبک یہہ رسم

دکن مین جاری ہے - اور ۱۰۴۵ھ مین اسی بادشاہ کے نام شاہجہان نے فرمان صادر کیا کہ ملک
دکن مین تبرا ہوا کرتا ہے اور اُسکے علاوہ خطبہ مین شاہ ایران کا نام پڑھا جاتا ہے یہہ دونون
طریقہ مذموم ہین اگر موقوف نکرینگے تو تمہارا ملک ضبط و شاہی تصرف مین شامل کر لیا جائیگا -
غرض جب یہہ فرمان بہ سعیت عبد اللطیف گجراتی کے صدور پایا تو ہر دو طریقون کی سخت ممانعت کر دائی
اور ایک عمدہ پیشکش شاہجہان پاس بھیجی -

عالمگیر کا سلطان عبد اللہ پر لشکر کشی کا باعث - ایک روز میر محمد امین فرزند میر محمد سعید عرف میر جملہ المخاطب بہ معظم خانخان نشۂ
بادۂ جوانی و دولت مین مست ہو کر مسند شاہی پر بحالت نشۂ شراب مین سو گیا اور قے کی - سلطان عبد اللہ
قطب شاہ کو اوسکی یہہ حرکت ناگوار گذری تو دربار بند کر دیا اسلئے میر جملہ بر دشتہ خاطر ہو کر اورنگ آباد
چلا گیا اور شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر سے جا ملا اور اوسکے وساطت سے دربار شاہجہانی مین بس
امر کی عرضداشت لکھی اور استدعا یہہ تھی کہ فرمان شاہی میر جملہ کے طلب مین بنام سلطان عبد اللہ قطب شاہ
صادر ہو اور اوسمین یہہ بھی ذکر رہے کہ میر جملہ اور اوسکے متعلقین سے سلطان عبد اللہ قطب شاہ تعرض نکرین
غرضکہ فرمان شاہی ہمراہ قاضی محمد عارف کشمیری صدور پایا - سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے اس کا
کچھ خیال نکیا بلکہ میر جملہ کا گھر بار ضبط اور اوسکے فرزند محمد امین کو قید کر دیا - یہہ خبر سنکر شاہجہان نے
عالمگیر کو سختی سے حکم دیا اور عالمگیر یہہ حیلہ چاہتا ہی تھا اُس نے ایک حکمنامہ اس مضمون کا سلطان عبد اللہ
کے نام روانہ کیا کہ میرا فرزند سلطان محمد جاتا ہے کہ اڑیسہ کی راہ سے اپنے چچا شہزادہ شجاع پاس
بنگالہ جاوے مگر اوسکا گذر حیدر آباد پر سے ہوگا پس ایسا بند و بست اور انتظام رہے کہ وہ تمہاری
سرحد سے بحفاظت و آرام سے عبور کر سکے -

سلطان عبد اللہ نے صاف دلی سے اس پیام کو یقین سمجھکر تیاری سامان ضیافت مین
مشغول ہوا القصہ عالمگیر نے آٹھوین ربیع الاول ۱۰۶۶ھ مین پہلے اپنے فرزند سلطان محمد کو

حیدرآباد کے طرف روانہ کیا اور خود بھی سوم ربیع الثانی کو اوس کے پیچھے کوچ کیا۔
سلطان عبداللہ قطب شاہ نے جب یہہ سُنا تو جلد محمد امین اور اوسکی والدہ کو رہا کرکے روانہ کیا اور محمد امین
مع اپنے والدہ کے بارہ کوس کے فاصلہ پر شہزادہ سلطان محمد سے ملاقی ہوا اور اپنی سرگذشت
عرض کی شہزادہ نے یہہ سُنتے ہی حیدرآباد کا کوچ کیا ادہر سلطان عبداللہ قطب شاہ نے مجرد
سُننے اس خبر کے پنجم ربیع الثانی کو نقد و جنس لیکر داخل قلعہ گلکنڈہ ہوگیا۔ اور شہزادہ سلطان محمد
تالاب حسین ساگر کے کنارہ خیام پذیر ہوا۔ المختصر فوج قطب شاہیہ نے مستعدی سے مقابلہ
کیا اور لڑائی شروع ہوئی ادہر شہزادہ نے بھی دلیرانہ خوب لڑا آخر فوج قطب شاہیہ نے
پیٹھ دکھائی اور میدان جنگ شہزادہ کے ہاتھ رہا حیدرآباد کو فتح کرکے کارخانجات پر
قبضہ کرلیا۔ اس واقعہ کے بعد سلطان عبداللہ قطب شاہ نے قلعہ گلکنڈہ سے جواہر قیمتی
و زنجیر فیل شہزادہ سلطان محمد کو پیشکش کیا مگر باطن میں تیاری جنگ و استحکام قلعہ میں مشغول رہکر
محمود خان شاہ سے خواہان کمک ہوا۔ اور اتنے میں عالمگیر بھی آپہنچا اور شاہزادہ سلطان محمد سے ملحق ہوکر قلعہ گولکنڈہ کے روبرو مورچے
قایم کرکے طرح جنگ ڈالی قلعہ سے بھی گولہ پر گولہ برستا تھا اور دوسری بہی اوسکا جواب مستعدی سے دیا جاتا تہا طرفین کے
بہادران دلاور نے داد جوانمردی دئے اور بہ انگشت نمون ہوا المختصر مصلحت وقت سلطان عبداللہ
قطب شاہ نے ناگذیر اپنے داماد میر احمد کو عالمگیر کے حضور میں روانہ کیا اور زر بقایا
پیشکش ناضیہ معمولی و حال اور مال و اسباب منضبطہ میرزا محمد امین پیش کیا اور خود بھی عالمگیر کے پاس
چلا آیا اور خواہان صلح ہوا۔ آخر صلح اس شرط پر واقع ہوئی کہ سلطان عبداللہ قطب شاہ اپنی
لڑکی شہزادہ محمد سلطان محمد کے قید نکاح میں دیوے اور اسکے سوا ایک کڑور روپیہ نقد داخل
کرے چنانچہ ان شرطوں کو سلطان عبداللہ نے قبول و منظور کرلیا اور عالمگیر نے بعد اس
صلح کے مراجعت فرمائی الحاصل سلطان عبداللہ قطب شاہ نے ساٹھ سال کی عمر اور چالیس برس

سلطنت کرکے بروز یکشنبہ تیسری محرم ۱۰۸۳ھ ہجری مین کاروبار سلطنت کو چھوڑ کر عالم عقبیٰ کا رستہ لیا اور لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔

سلطان ابو الحسن تانا شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد سلطان ابو الحسن تانا شاہ اسکا داماد میر مظفر کی سعی سے پنجم محرم ۱۰۸۳ھ مین تخت نشین ہوا اور میر مظفر نے خدمت وزارت پائی یہہ بادشاہ خاندان قطب شاہیہ کا ڈوبتا ہوا آفتاب اور سلطنت شمعہ کا گل ہوتا ہوا چراغ ہے اس نے تخت پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ فرد گوشوارہ خزانہ عامرہ مرتب ہوکر جلد پیش ہو۔ میر مظفر وزیر نے پیش کی اور بعد ملاحظہ حکم دیا کہ اس کو چار حصون پر منقسم کرین ایک حصہ ہمارے عیش و عشرت کیلئے اور دوسرا حصہ خیرات کردیا جائے اور تیسرا حصہ تنخواہ سپاہ مین پیشگی تقسیم ہونا چاہیئے اور حصہ چہارم ضرورت کیلئے خزانہ مین جمع رہے۔

وزیر آداب بجالایا اور عرض کی کہ مملکت دکن مین ہمیشہ معرکہ جنگ رہا ہے اور لڑائیاں در پیش رہے ہین اگر شاہی خزانہ اسطح خالی رہیگا تو ان مہمات عظیم کا کیونکر بندوبست ممکن ہوسکیگا سلطان ابو الحسن نے یہہ سنکر کہا کہ شاہان سلف نے جمع کرکے بحفاظت رکھا آخر چھوڑ گئے مگر ہم اپنے ساتھ لے جائینگے۔

الغرض اسکے تھوڑی ہی زمانہ بعد سلطان ابو الحسن سید مظفر وزیر نیک تدبیر سے ناراض ہوگیا اور اس کو معزول کرکے مادنا پنتلو کو وزارت سے سرفراز کیا اور اسنے اپنے بھائی اکنا کو اپنا پیشکار بنایا۔ یہہ دونون رفتہ رفتہ سلطنت کے مختار کل ہوگئے اور شاہی اہلکاران قدیم کو موقوف اور اپنے ہمقومون کو بڑے بڑے کامون پر مامور کیئے اور اہل اسلام کو بنظر حقارت دیکھنے لگے بیرون شہر سنت گیر مین ایک دیول ہنود کا اکثر اوقات سوار ہوکے وہان جاتے تھے اور جبوقت ہنود کا تہوار آتا حشمت وجلوس سے سوار ہوکر سادات وشرفا کو

اپنی سواری کے ہمراہ لیجاتے تھے غرضکہ ابوالحسن رات دن شرابخواری وعیش وعشرت مین
غرق رہا کرتا تھا اور یہہ دو نون کل امور سلطنت پر مقتدر تھے عدل وانصاف کا نام نہ تھا
سادات ومشایخ وفضلا وشرفا کو انہون نے تنگ کر رکھا تھا اور عالمگیر کو بھی اس کی خبر لگ
رہی تھی آخر سلطان ابوالحسن کو تین چار مرتبہ نصیحتاً لکھا کہ اپنی بُری عادتون سے باز آؤ اور
رعایا کی استمالت کرو اور خوش وخرم رکھو لیکن اسپر اس نے کچھہ بھی خیال نکیا۔
القصہ عالمگیر نے پہلے تسخیر بیجاپور کا ارادہ کیا چنانچہ شہزادہ محمد اعظم اور غازی الدینخان بہادر
فیروز جنگ مع لشکر جرار بیجاپور کے طرف روانہ ہوئے۔ مہم مین طوالت ہوئی خود عالمگیر نے
اورنگ آباد سے نکلکر احمد نگر ہوتے ہوئے شولاپور کا رخ کیا اس اثنا مین سلطان ابوالحسن تانا شاہ
کا ایک خط عالمگیر کے نظر سے گذرا جسمین لکھا ہوا تھا کہ مین مراسم بندگی اتبک بجالایا مگر تم نے
سکندر عادل شاہ کو یتیم جانکر بیجاپور کا محاصرہ کر کے اوسکو تنگ کیا ہے اب مجھپر بھی واجب
ہو گیا ہے کہ جیسے لشکر راجہ سنبھاجی مرہٹہ کا سکندر عادل شاہ کی مدد کر رہا ہے مین بھی اوس کی
کمک کرون اسلئے اپنے سپہ سالار خلیل اللہ خان پلنگ حملہ کو مع چالیس ہزار سوارون کے مامور
کیا ہون دیکہون کہ تم کس کس سے مقابل آرہا ہو سکتے ہو بمجرد ملاحظہ اس خط کے عالمگیر پہلے بذات خود
سلطان ابوالحسن کے طرف متوجہ ہوا پہلے شہزادہ عالم شاہ بہادر شاہ اور خان جہان بہادر وغیرہ
کو روانہ کیا۔ انہون نے جاکر سرحد کے قلعون سے چھیڑ چھاڑ شروع کردئے۔ اور سلطان ابوالحسن کے
طرف سے خلیل اللہ خان نے باتفاق شیخ منہاج درستم راو چچازاد برادر مادنا کے قصبہ سیڑم وملکھیڑ
پر مقابل آرہا ہو گیا۔ دو نون جانب کے سپاہ نے داد مردمی وشجاعت دی مگر میدان جنگ لشکر
سلطانی کے ہاتھہ رہا اسپر بھی شہزادہ نے کہلا بھیجا کہ سیڑم وملکھیڑ وپرگنہ اٹرگی وغیرہ جس پر
فوج شاہی نے قبضہ کرلیا ہے سلطان ابوالحسن اگر اس سے دست بردار ہو جائے تو مین

یہین سے تمہاری سفارش مصدر سلطانی مین عرضداشت روانہ کرکے صلح کرداتا ہون۔
اس بات کو خلیل اللہ خان نے قبول کر لیا مگر شیخ منہاج اور رستم راو نے نامنظور کی آخر پھر
لڑائی شروع ہوئی اور اوسی روز ابوالحسن کے طرف سے ان کی کمک کے لئے اور بھی لشکر آ
پھونچا طرفین سے رزمگاہ گرم ہوئی بیکڑو بکا شیخ منہاج ورستم راؤ مجروح ہو گئے اور دکہنیو نکے
پانون میدان کارزار سے اکھڑے اور راہ فرار لی اور لشکر سلطانی نے برابر انکا تعاقب کیا
ہوا چلا آیا اس لڑائی مین صورت یہہ ہوئی کہ اکثر سرداروںمین نفاق پڑ گیا اور دکہنی فوج تتر بتر
ہو گئی۔ چنانچہ دکہنیون کا لشکر پسپا ہو کر سلطان ابوالحسن پاس پھونچا تو خلیل اللہ خان کی نسبت کہا
کی کہ اسکے سبب سے ہمکو شکست ہوئی اور مادنا نے بھی سلطان ابوالحسن کے ذہن نشین کیا خاموشی
عالمگیر سے ملگیا ہے۔ اس پر ابوالحسن بدظن ہو گیا اور اوس کے قتل کے درپے ہوا خلیل اللہ خان نے
یہہ سنکر بخوف جان خود ۱۰۹۶ھ مین شہزادہ سے جا ملا اور ششش ہزاری منصب چہہ ہزاری سوار
وخطاب مہابت خانی سے سرفرازی حاصل کی۔ یہہ حال سنکر ابوالحسن پوشیدہ سرشام محل شاہی سے
نکلکر تمام صنادیق جواہرات وہمن و اثر سیون کے ساتھ لیکے قلعہ گلکنڈہ مین داخل ہوا۔
اور جب ابوالحسن کا اسطرح قلعہ مین چھپکے سے چلے جانیکی خبر مشہور ہوئی تو تمام رات شہر مین حشر
برپا ہو گیا کئی ہزار شرفا پریشان حال اپنا اپنا مال واسباب گھرونمین چھوڑ کے صرف عیال واطفال
لیکر قلعہ مین چلے گئے۔ اوباشان شہر نے قابو پاکر شہر کی غارتگری مین دست درازی شروع
کی۔ اور بیشمار مال و دولت ومحلات شاہی کا غارت گرون نے لوٹ لیا یہہ خبر سنکر شہزادہ نے
بے کھٹکے محلسرای ابوالحسن مین داخل ہوا اور احکم الحاکمین کا شکریہ بجالایا اور تاراجی شہر کا حال سنکر
چوبدارون کو مامور کیا جب غارتگرون نے نہ سنا تو کوتوال لشکر کو بااتفاق اپنے دیوان کے
پانسو سوار دیگر گرداوری وبندوبست شہر کیلئے مقرر فرمایا اور خلایق کو اوباشون کی دست

درازی سے امن ملی۔ القصہ شہزادہ نے قریب اسی ہزار ہن نقد وجنس پر ابوالحسن تاناشا
کے قبضہ کر لیا تو سلطان ابوالحسن تاناشاہ نے ایک معذرت نامہ عفو قصور کیلئے شہزادہ پاس
روانہ کیا اور جب معذرت نامہ شہزادہ کے نظر سے گذرا تو صورت صلح اس امر پر قرار پائی کہ ابوالحسن ایک کروڑ
بیس لاکھ روپیہ اب دین اور اسکے سوا جو سالانہ مقرر ہے وہ دیا کرین اور مادنا اور اکنا جو باعث فساد
اور سبب خرابی سلطنت حیدرآباد ہین اون کو بید خل کر کے قید کر دین اور گہڑ ہی سیڑم وکوہیر
و دوسرے محلات مفتوحہ جو فوج شاہی کے تصرف مین آچکے ہین اون سے ہمیشہ کیلئے
دست بردار ہوجائین صلح کی یہہ شرطین قرار پائین مگر تاناشاہ کو مادنا و اکنا کا جدا ہونا کب گوارا
تہا اس کے نسبت ابھی پوری طور پر گفتگو صاف ہونے نہین پائی تھی کہ شہزادہ بصدور
فرمان شاہی بیجاپور کے طرف رخ کیا۔ اور اس اثنا مین اتفاقاً ایک مرتبہ مادنا و اکنا جنکے
سر پر قضا آگئی تھی تنجانہ کے نزدیک جو متصل دیوار قلعہ کے تہا کچہہ مشورت کر رہے تھے
دشمنون نے قابو پاکر سر تن سے جدا کر کے شہزادے شاہ عالم پاس روانہ کر دیا۔
الحاصل اورنگ زیب عالمگیر بعد فتح بیجاپور گلبرگہ شریف مین آکر زیارت حضرت خواجہ بندہ نواز
سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ سے مشرف ہوا۔ اور وہان سے پہلے ایک حکمنامہ بنام
سعادت خان صادر کیا کہ بہت جلد ابوالحسن تاناشاہ سے زر نذرانہ وصول ہو۔ تاناشاہ نے
جب یہہ سنا مجبور ہوگیا اور زر نذرانہ کے عوض نایاب جواہرات دیا۔ اس نے وہ بجنسہ
عالمگیر کے پاس بہیجدیا۔ لیکن جب تاناشاہ کو معلوم ہوگیا کہ اورنگ زیب عالمگیر خود ہی
اس طرف آنے والے ہین تو سعادت خان سے استرداد جواہرات کیلئے لکھا۔ خان موصوف
نے صدہا تقریب کی کہ یہہ سنکر چپ ہو رہا۔ المختصر تاناشاہ نے ایک عرضی لکہی۔
خلاصہ اسکا یہہ تہا کہ اختیار یا بے اختیاری سے جو کچہہ خطا ہوئی فدوی اس کی سزا کو پہونچا۔

اب امیدوار معافی کا ہون۔ عالمگیر نے بعد ملاحظۂ عرضی فرمان صادر فرمایا کہ تمہارے سے تقصیرات بے گنتے صادر ہوتے رہے ہین منجملہ اون کے پہلے یہہ کہ کافر کو اقتدار دیا۔ اور فضلا کو بے اختیار کیا علانیہ بادہ خواری کی نہ اسلام سے کام رکھا نہ عدل اور ظلم مین فرق سمجھا نہ فسق و عبادت سے واقف ہوے کافر حربی کی اعانت کی سمجھانے پر بھی ایک لاکھ ہُن سمھاجی کے حوالے کیے گئے اب ان تقصیرات پر امید لطف و کرم دنیا مین تو کیا عقبیٰ مین بھی ناممکن ہے۔ پس جب تاناشاہ نے یہہ جواب سنا پریشان ہو کر شیخ مہناج اور شرزہ خان و مصطفےٰ خان عرف عبدالرزاق خان مع دیگر نامور سردارون کو مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔

اور حیدر آباد سے دو منزل کے اوپر دونون لشکرونکا آمنا سامنا ہو گیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اس اثنا مین غازالدینخان فیروز جنگ کا عریضہ عالمگیر کے نظر سے گذرا کہ بعد تسخیر بیجاپور قلعہ ابراہیم گڑہ پر بھی خاطر خواہ قبضہ ہو گیا ہے اور جان نثار بھی حسب الحکم سلطانی اینجا پہونچا ہے۔ چنانچہ یہہ خبر لشکریان تاناشاہی مین مشہور ہوئی تو رہی سہی ہمت پسپا ہو گئی الغرض لڑتے بہڑتے شاہ فتح نصیب نے آگر قلعہ گلکنڈہ کے روبرو دمدمے اور مورچے قائم کر کے قلعکا محاصرہ کر لیا۔

مگر تاناشاہی فوج نے بھی لشکر شاہی سے دلیرانہ مقابلہ کیا اور قلعہ سے بھی سوا آتش برستی رہی اور لشکر شاہی سے بھی پے در پے دلاورانہ حملے ہوتے رہے اس زور و شور سے فوج شاہی کے حملون کو دفع کیا کہ سب کے منہ پھیر گئے سیکڑون ہی کا کھیت پڑا اور خواجہ عابد قلیچ خان بہادر نے داد شجاعت دی اور اس جوانمردی سے دلاورانہ حملہ کیا لیکن تقدیر سے آطھی ایک گولہ آلگا تو بازو جدا ہو گیا آخر جام شہادت نوش فرمایا۔ اگرچہ شاہی لشکر اور سلطنت کے سامان کے سامنے ایک صوبہ کی کیا بساط تھی

تاہم نو مہینے کے قریب طول کہنچا۔ بالآخر تدبیر دن کے جال بچھائے گئے اور خفیہ سازشون کی سرنگلین لگائین گئین اور اکثر سرداران تاناشاہی مثل شیخ منہاج اور شیخ نظام وغیرہ بہت سے ادہر کے بے وفا ادہر آن ملے اور شاہ مصلحت پناہ نے بھی ادن دل شکنون کے دل بڑہانے کے لئے کسیکو پنجہزاری اور کسیکو ہفت ہزاری منصبدارون مین شریک فرمایا چنانچہ شیخ نظام شش ہزاری منصب اور پنجہزار سوارون سے بخطاب مقرب خانی سے سرلبند ہوا المختصر ۲۴ ذیقعدہ ۱۰۹۸ھ شنبہ بجہ پکہرات کے وقت شہزادہ محمد اعظم اور کئی سپہ سالار معہ لشکر شاہی قلعہ کے ایک دروازہ پر گئے جہان عبداللہ خان پنی سردار کے ماتحت فوج کا مورچہ قایم تہا وہ ملگیا اور چپکے سے دروازہ کہولدیا۔ فصیلون مین بھی معرکہ جنگ کیوجہ سے سوراخین پڑ گئین تہین ادہر سے بھی روح اللہ خان و ممتاز خان و رستم خان و جان نثار خان وصف شکن خان وغیرہ سرداران لشکر شاہی معہ فوج کے سیلاب کیطرح قلعہ مین گہس گئے اور دفعتہ قلعہ مین ایک غل اٹہا اور ہلچل پڑ گئی۔ جو جانباز تمام دن توپ و تفنگ سے سینہ لبینہ رہے تھے پھر برسر مقابلہ ہوئے اور باقی رات تلوارین مار مار کر کاٹی کہ وفاداری کے چہرے گلنار اور جان نثاری کے پہول شاداب ہوگئے مگر مصطفےٰ خان عرف عبدالرزاق کی نمک حلالی و رفاقت کی تہوڑی سی داد جوانمردی دیکی زخم کاری کہاکے بیہوش گر پڑا۔ غرض جب صبح نے رانکا گریبان چاک کیا اور ستارون نے آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر دامن سحر مین منہ چہپایا تو فتح یابون نے ادبار کا ڈنکا بجا دیا۔ اور تاناشاہ کو موت سامنے دکہائی دی۔ ساتھ ہی حرم سرا سے فریاد و زاری کا غل اٹہا اسوقت دیوان خاص سے اٹہکر گہر مین گیا۔ اور دیوارون پر عیش و عشرت کے ادا سے وسوگواری برس رہی تہی ہر طرف حسرت بھری نگاہون سے آہ سرد بھر کے دیکہا اور ہر ایک کو سامنے بلا کر تشفی و دلاسا دیا اور ایک ایک سی خوشنوا کر رخصت ہوا

اور باہر آکر بہہ پر مسند شاہی پر بیٹھ گیا - اتنے مین اس کو خبر دارون نے خبر دی کہ حضور چند
سرداران شاہی شہزادہ کے دربار سے رخصت ہوکر ادہر آرہے ہین - چونکہ اسکے
کہانیکا بھی وقت تہا بکاول کے نام حکم بھیجا - اس عرصہ مین سرداران شاہی ہتیارون مین
اونچی بنے اور تلوارین علم کئے ہوئے آہی پہونچے اس نے سلام وعلیک مین سبقت
کی اور اتنے مین بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے تاناشاہ نے اجازت لی اور
سرداران شاہی بھی شامل ہو گئے ایک سردار نے طعن سے کہا کہ یہہ کیا وقت کہانیکا ہے
تاناشاہ نے کہا کہ ہان مین اسیوقت کھانا کہایا کرتا ہون اس نے کہا کہ یہہ تو مین جانتا
ہون - مگر اس حال مین آپ کا جی کھانیکو کیونکر چاہتا ہے کہا البتہ علی العموم تو لوگون کا
یہی حال وخیال ہے - مگر انسان کو خدا پر نظر رکہنی چاہیئے جو شاہ وگدا دونون کا خالق ہے
باپ دادا نے نہایت فارغ البالی سے عمر گذاری مین نے چند روز نہایت فقیری و
تنگدستی اٹھائی - پہر خدا کی عنایت ہوئی تو اس مقدار کو درجہ شاہی پر پہنچا دیا کہ جسکا وہم و
گمان بھی نہ تہا - الحمد للہ کہ اب کوئی آرزو باقی نہ رہی - لاکہون ہی حاصل کئے اور کروڑون
ہی دے ڈالے - عالم سلطنت مین جو ناشائستہ عمل ہوئے اس کی تنبیہ وتادیب کے لئے
خداوند عالم نے بادشاہت لے لی - اور اب مین بارگران سلطنت سے سبکدوش ہوا اور
امر سلطنت خلیفہ عادل کے سپرد ہوئی -

یہہ کہکر بعد فراغ طعام آن بان سے سوار ہوکر چلا - قلعہ کے دروازہ پر شاہزادہ محمد اعظم
ایک خیمہ مین کرسی نشین تہا اور دم دم کی خبرین اس کو پہونچ رہین تہین اس کے پاس
لے آئے شاہزادے نے اس کی خاطر جمعی کی اس نے اپنے گلے سے نایاب موتیون کی
ایک مالا اتار کر شاہزادہ کو نذر کی - القصہ شاہزادہ نے تاناشاہ کو دربار شاہی مین

لے آیا۔ عالمگیر نے تعظیم و توقیر کی اور شاہی خیام میں نظر بند رکھا اور تھوڑے ہی روز بعد اس کو مع اہل و عیال ہمراہ جان سپار خان بہادر قلعہ دولت آباد میں روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ جو کچھ مبلغ ابوالحسن کے کھانے اور پہننے و لباس وغیرہ میں مطلوب ہو بفراغت تمام دیا جاوے اور اس کو کسی بات کی تکلیف ہونے نپائی۔ سلطنت قطب شاہیہ کا نقش مٹ گیا اور ملک شاہی تصرف میں آگیا۔

مورخین نے ابوالحسن تاناشاہ کی مدت عمر یوں تقسیم کی ہے کہ چودہ سال طفلی میں اور چودہ سال تحصیل علم میں اور چودہ سال سید راجو حسینی رح کے حلقہ مریدین میں اور چودہ سال حکومت میں اور چودہ ہی سال قید میں گذار کر کے آخر اسہال کبدی شب پنجشنبہ بارہویں ربیع الثانی سنہ ۱۱۱۲ ہجری میں انتقال ہوا اور حسب وصیت متصل روضہ مقدس حضرت سید راجو قتال حسینی والد ماجد حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہما اورنگ آباد میں مدفون ہوا

رستم دل خان صوبہ دار کا حال

الغرض اورنگ زیب عالمگیر بعد فتح دار السلطنت قطب شاہیہ اپنا خطبہ و سکہ بٹھا کر رستم دل خان کو صوبہ داری حیدر آباد پر سرفراز کر کے خود بدولت بڑے دبدبہ و جاہ و حشمت سے فتحیابی کے نقارہ بجاتا ہوا بیدر سے ہوتے ہوئے روانہ ہو گیا اور رستم دل خان تئیس سال تک حیدر آباد کا مستقل صوبہ دار رہا۔ اس نے ملک کا عمدہ انتظام کیا اور بے چراغ گاؤں کو از سر نو بسایا اور مالگذاری کا بندوبست کیا۔

اس عرصہ میں شاہ فتح نصیب عالمگیر اورنگ زیب مرہٹوں کی گوشمالی میں مصروف ہوا۔ چنانچہ سنہ ۱۱۱۱ ہجری میں پالکنڈہ والا مقرب خان دکنی کی کوشش سے سنبھاجی مرہٹہ مادۂ فساد گرفتار ہو کر قتل ہوا اور قلعہ ستارہ جو مسکن و ملجا مرہٹوں کا تھا مفتوح ہو گیا۔ مگر پھر بھی مرہٹے ہر طرف لوٹ مار میں مصروف تھے جن سے لشکر شاہی بھی تنگ تھا۔

غازی الدین بہادر فتح جنگ ہے ۱۲

سید ابوالحسن عرف تاناشاہ پہلے شاہ راجو حسینی کے مرید تھے... (حاشیہ: ہاتھ سے لکھی ہوئی عبارت، بیشتر ناخوانا) [illegible]

المختصر شاہ فتح نصیب اورنگ زیب عالمگیر بعد تسخیر بیجاپور و حیدرآباد دکن سے مراجعت فرمائے احمدنگر ہوکر قیام کیا اور دکن کے ملکون کا انتظام درپیش تھا کہ بڑھاپے کے سبب سے بیمار ہوا اور جب وقت قریب آپہونچا تو ملک کو تین حصون پر منقسم کرکے شاہزادون کو تقسیم کیا۔ چنانچہ شاہزادہ بہادر شاہ کو ہند اور شاہزادہ اعظم شاہ کو دکن اور شاہزادہ کام بخش کو بیجاپور دیا اور ان تینونکو وصیت نامہ لکھدیا۔ اور آپ ۲۸ ذیقعدہ بروز جمعہ ۱۱۱۹ھ ہجری مین اُس ملک فنا سے پچاس سال ۲۷ روز بیراسئے دینداری مین سلطنت کرکے رخصت ہوا۔ بڑا شجاع متقی دیندار دانائے روزگار اور معاملات مالی و ملکی واہین کار آزمودہ شخص تھا۔ روضہ شریف خطہ حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ اورنگ آباد مین سپرد خاک ہوا۔ عالمگیر از جہان رفت۔ اس کی تاریخ رحلت ہے اور اسکے وفات کے بعد زیب النسا شاہزادی نے بعجلت تمام شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو بذریعہ قاصد اس حادثہ کی اطلاع دی اور لکھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہان پہونچو۔

عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادون کا باہم لڑ جھگڑ کے مر مٹ جانا۔

یہہ خبر سُنتے ہی فوراً اعظم شاہ لشکر شاہی سے ملحق ہوا اور بعد ادائے مراسم ماتم داری دہم ذیحجہ بروز عید تخت پر جلوس فرماہوکر لشکر شاہی اور رعیت کی استمالت وخاطرداری شروع کی اور خزانہ پر قبضہ کرلیا امراء دولت وارکان سلطنت کو حکم دیا کہ دربار عام مین حاضر ہون۔ ہر ایک کو رُتبے کے موافق سرفراز کیا آصف الدولہ اسد خان کو بدستور عہدہ وزارت پر بحال اور اُسکے فرزند ذوالفقار خان کو حسب سابق سپہ سالاری پر برقرار رکھا۔ اور بہادر شاہ بڑا فرزند عالمگیر جو صوبہ دار بنگالے پر تھا اس نے جب خبر انتقال شاہ مغفور کی سُنی تو یکم ماہ محرم بروز شنبہ ۱۱۱۹ھ ہجری کو اکبرآباد مین جلوس فرما ہوا۔ اور

اور اعظم شاہ کو لکھ بھیجا کہ ملک دکن وسیع ہے لہذا تمکو مناسب ہے کہ بموجب وصیت مغفرت پناہ کے اسپر اکتفا کر اور ملک ہند کی سلطنت ہمارے سپرد ہے صلح بہتر ہے جنگ سے۔ اتحاد باہمی مین فوائد بیشمار ہین۔ اعظم شاہ نے اسکے درجواب لکھا کہ دو بادشاہ ایک ولایت مین نہین رہ سکتے ہین۔ یہہ سنکر بہادر شاہ نے اسباب جنگ فراہم کرکے آمادہ جنگ ہوا۔ ادہر اعظم شاہ نے معہ سامان جنگ کوچ کیا اور گوالیار پہونچا۔ اور اسد خان کو مع دیگر امرا ساتھ لیا اور دھول پور اکر قیام پذیر ہوا۔ بہادر شاہ یہہ سنکر بذات خود اسطرف چلا اور جاجو کے قریب مقام کرنیکا قصد تھا ہنوز اسکے خیام ایستادہ ہونے نہین پائے کہ بیدار بخت شہزادہ اعظم شاہ مع چند امرا نامور مثل ذوالفقار خان وغیرہ کے آپڑا اور دکہنیون نے جو اسکے ہمراہ تھے لوٹ مار شروع کی اور خیمون مین آگ لگادی یہہ سنکر بہادر شاہ نے طرح جنگ کی ڈالی۔ طرفین سے معرکہ جنگ گرم رہا قریب تھا کہ میدان جنگ سے بہادر شاہ کے قدم اکھڑے اتنے مین اسکا بڑا فرزند جہاندار شاہ عین موقع جنگ پر بر کمک آپہونچا اعظم شاہ کے دونون فرزند اس معرکہ جنگ مین کام آئے اور اعظم شاہ نے بھی داد شجاعت دی مگر فوج مخالف سے کسی ایک کی گولی اسکے ماتھے پر لگی فوراً ہاتی سے گر کے جان بحق تسلیم کی اور بہادر اس واقعہ کے بعد خود تخت سلطنت پر جلوس فرما ہو گیا۔

ادہر بیجاپور مین شاہزادہ کام بخش کو جب خبر رحلت فرمائی عالمگیر شاہ مغفور کی پہونچی تو اس نے دو ہی مہینے کے اندر بیجاپور کے بندوبست سے فراغ حاصل کرکے امرا کو منصب و خطابات سے سرفراز و ممتاز کیا اور بیجاپور مین شاہانہ جلوس کرکے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔

بدکن زد سکہ خورشید و ماہ		بادشاہ کام بخش دین پناہ

اور اسکے بعد کام بخش نے سات آٹھ ہزار سوار فراہم کرکے قلعہ حسن آباد گلبرگہ پر لشکر لیجا کر قبضہ کر لیا

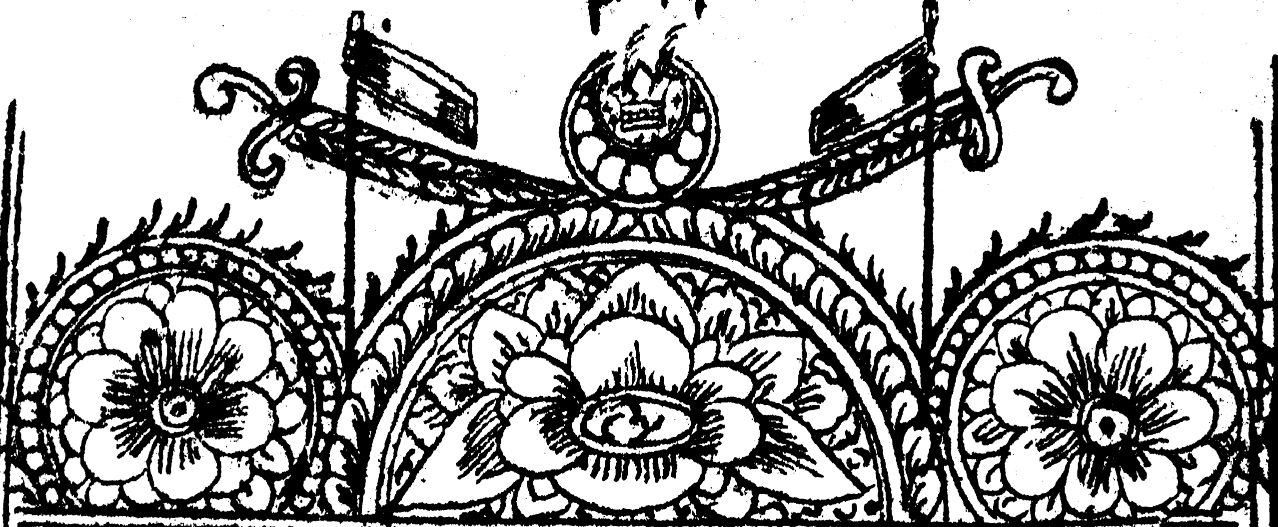
حیدرآباد پر کام بخش کی یورش اور اسکا قبضہ

اور قلعہ واگن گیرا کو مفتوح کرکے حیدرآباد کا رخ لیا اور یہان آکر

حیدر آباد پر دفعتہً یورش کی اور رستم دلخان صوبہ دار کو پکڑ کے قید اور حیدر آباد پر اپنا قبض و دخل کر لیا یہہ سنکر بہادر شاہ نے سنہ ۱۱۲۰ میں کام بخش کے نام پہلے ایک خط بمضمون کا لکھا کہ اے عزیز من تم اپنے حد سے قدم بڑھایا۔ حیدر آباد پر یلغار یورش کر کے رستم دل خان خیر خواہ سلطنت کو ناحق قید کر لیا یہہ بات اچھی نکی خیر جو کچہہ ہونا تہا سو کیا مگر اب بھی بہتر اور مناسب وقت ہے کہ سکہ او خطبہ دکن ہمارے نام کا جاری ہے اسکے سوا پیشکش معمولی ہر سال کا ارسال کیتے ہین تو بھی اختیار دونون صوبونکا مین نے تم کو بخشا اچھی طرح سے ملک کا انتظام اور بندوبست کر کے رعایا کی استمالت کرو اور خوش وخرم آسودہ حال رکھو۔ کام بخش نے اسکا کچہہ جواب ندیا بلکہ رستم دلخان کو سختی سے مارڈالکر اہلی محل مین دفن کروادیا اور معتبر خان ایلچی بہادر شاہ کو خفت کے ساتہہ قید کر کے جواب خط خصومت آمیز لکہکر روانہ کیا الغرض جب یہہ خط بہادر شاہ کی نظر سے گذرا۔ اس نے باوجود موسم برشکال دکن کے طرف لشکر کشی کی اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا قصبہ ناندیڑ۔ جو شمالرویہ گوداوری ندی پر واقع ہے وہان پر اواخر شوال سنہ ۱۱۲۰ مین آپہونچا۔ اس مقام پر گوبند سنگہ نامی سکہون کے گرو کو جو بمین سو جمعیت سکہون کے سات ہمرکاب بہادر شاہ آیا ہوا تہا او سکو کسی پٹہان نے مارڈالا چنانچہ اسکی سمادہ ابتک ناندیڑ مین واقع ہے۔ غرضکہ بہادر شاہ ناندیر سے کوچ کر کے ادنیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۲۰ مین حیدرآباد سے تین کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اسوقت کام بخش کی فوج متفرق اور پراگندہ تھی صرف اسکی رفاقت مین پانچ چہہ سو سوارون کی تعداد تھی وہ بھی برگشتہ خاطر۔ اور بہادر شاہ کے ہمرکاب اسّی ہزار جمعیت کی تعداد تھی۔ بہادر شاہ نے پہلے شاہزادہ رفیع الشان جہاندارشاہ کو رنگ ہنگ بکہنیکیلئے روانہ کیا۔ اور اسکے پیچہے خان خانان اور ذوالفقار خان کو دس ہزار سواران جرار دیکر بہیجا۔ کام بخش باوجود تہوڑے سے فوج ہونیکے خود ہی مقابل آرا ہو گیا۔

اور طرح جنگ کی ڈالی - اور بان اندازون کو حکم دیا کہ ایک بار گی لشکر مخالف پر بان چھوڑین اور ادھر سے بھی ذوالفقار خان نے مقابلہ کا حکم دیا اور خانخانان بھی وسکا شریک حال ہوگیا اور توپخانہ شاہی سے بھی آتش برسانا شروع ہوگئی - کام بخش نے پینتیس ہزار سے دلاورانہ مقابلہ کیا مگر اس لڑائی کا نتیجہ اسکے خلاف اور میدان شاہی جنگ آوروں کے ہاتھ رہا آخرش شاہزادہ کام بخش مع اپنے دونون فرزند محی السنہ اور فیروزمند کے زخمون مین چور ہوکر گرفتار ہوگیا اور تینون بہادر شاہ پاس لائے گئے لیکن تین چار پہر کے عرصہ مین کام بخش اور فیروزمند کا انہین زخمون سے کام تمام ہوگیا ان دونون کی نعشین دہلی بھیجی گئین اور مقبرہ ہمایون مین سپرد خاک کردئے گئے - اس واقعہ کے بعد ذوالفقار خان المخاطب نصرت جنگ کی سفارش سے دلاور خان نے صوبہ داری دکن پر سرفرازی پائی اور بہادر شاہ نے دارالخلافت دہلی کیطرف مراجعت فرمائی مآثرالامرا مین لکھا ہے کہ دلاور خان کے بعد دارالسلطنت حیدرآباد کی صوبداری پر ابوالمنصور خان مامور ہوا - اور اسکے بعد فرخ سیر کے عہد مین نواب آصفجاہ نظام الملک بہادر نوراللہ مرقدہ نے کل دکھن کی صوبداری مستقلانہ مرتبہ حاصل کی الحاصل مطلب ان واقعات کے تھوڑے ہی زمانہ بعد محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کے عہد سلطنت خاندان مغلیہ کے زوال سے مرہٹون کی ریاست تو خود سر ہو ہی گئی تھی - اسکے علاوہ اور کئی صوبہ بھی دارالخلافت دہلی سے الگ ہوکر ان کی ریاستین علیحدہ علیحدہ قایم ہوگئین اور سلطنت دہلی مین ضعف آگیا بادشاہ کی حکومت صرف نام ہی نام کی رہگئی چنانچہ راجپوتانہ اور صوبہ اودہ اور صوبہ بنگالہ وغیرہ خود مختار بن بیٹھے ان سب سلطنت حیدرآباد دکن کو رو سادکنین سب سے پہلے رئیس نواب نظام الملک آصفجاہ فتح جنگ بہادر مغفرت مآب نوراللہ مرقدہ گذشتہ صدیکی شروع مین انگریزون کے کاروبار ملکی مین اخلت کرنے کے زمانہ سے پہلے خود مختار ہوگئے کہ مقابلتہً خاندان کے بعد خاندان کسیقدر بعد عروج کو پہنچا یا - اب زمانہ حال مین بھی ایک سلطنت مذہب اسلامیہ ہندوستان مین ملجا و ماوا اہل اسلام ہے جسکا حال ہم ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہین فقط

دارالخلافت دہلی سے صوبونکا علیحدہ اور خود سر ہوجانا -



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حال سرپرستان دولت آصفیہ دار السلطنت حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الفتن
ذکر خیر نواب نظام الملک آصف جاہ فتح جنگ بہادر مغفرت مآب نور اللہ مرقدہ

آپکا اسم گرامی میر قمر الدینخان ہے اور آپکے نانا نواب عمدۃ الملک سعد اللہ خان بہادر صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے اور جد امجد خواجہ عابد خان بہادر اور ان کے پدر بزرگوار عالم متبحر اور سمرقند کے مشائخین اور بزرگوں میں نامآور تھے اونتیس ۲۹ سال جلوسی شاہجہانی میں سنہ ۱۰۶۵ھ کو خواجہ عابد خان بہادر نے ہندوستان میں آکر شاہی ملازمت اختیار کرلی اور اوسکے بعد زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لیگئے اور بعد مراجعت سفر حرمین شریفین شاہزادہ محمد اورنگزیب کے ملازمان شاہی میں شریک ہوکر بڑی بڑی کارہائے نمایان کے مقتدر ہوئے اور جب اورنگزیب تخت سلطنت پر بیٹھا تو آپکو محکمہ صدارت کی صدر نشینی سے سرفراز فرمایا اور اوسکے تھوڑے ہی زمانہ بعد (قلیچ خان بہادر) کے خطاب اور پنجہزاری منصب سے ممتاز فرمایا جس زمانہ میں عالمگیر قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کئے ہوئے سلطان ابوالحسن تاناشاہ خاندان قطب شاہیہ کے بادشاہ سے نبرد آرا تھا ایک گولہ توپ کا عین معرکہ جنگ میں اس زخم دوران قلیچ خان بہادر کے سینہ پر لگا جس ضرب نے اس فرد یگان کی بہادری اور مستانہ دلیری کے شانہ اس دلاور کے صفحہ ہستی کو بھی الٹ دیا۔ غرہ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۰ھ ہجری کی چوتھی تاریخ دولت آصفیہ جد اعلےٰ اس خرابہ ہستی سے فضائے عالم قدس کیطرف رہگذر ہوا۔ آپ کا مقبرہ قلیچ خان کے نام سے نواح قلعہ گولکنڈہ میں موجود ہے اور قلیچ خان کی درگاہ سے بلند آوازہ اس مسند نشین کے خلف الرشید میر شہاب الدینخان اوسی زمانہ میں ملازم شاہی تھے

سنہ ۲۳ جلوس عالمگیری مین باضافہ منصب خطاب خانی و بہادری مع فیل و نرکش مین لاماثل ممتاز ہوئے اور سنہ ۲۴ جلوسی مین جب شاہزادہ محمد اکبر عالمگیر ایسے اولوالعزم اور بلند اقبال بادشاہ سے قسمت آزما ہوا تو بعد فیصلہ مہم جنگ اس بہادر کے والاحسبی اور عالی نسبی کے صلہ مین ہفت ہزاری ہزار سوار کے منصب سے ممتاز فرماکر (نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ) خطاب گرانمایہ خلعت مرحمت فرمایا اور بعد فتح مہم بیجاپور فرزند ارجمند پیریو رنگ خطاب صدر پر اور زیادہ کیا گیا۔

جب بہادر شاہ بہادری بخت مالک دیہیم و تخت ہوا تو پہلے ہی سال جلوسی مین ملک مالوہ کی صوبہ داری نواب محتشم کی نام نہاد ہوئے مگر چار سالہ حکمرانی کی بعد بفرمان قضا و قدر سنہ ۴ جلوسی مین رہگراے عالم جاودانی ہوئے آپکے متعلقین آپکا جنازہ دارالخلافہ دہلی مین لائے اور متصل اجمیری دروازہ اونہین کے بنائے ہوئے خانقاہ مین سپرد خاک کیا چنانچہ آپ کا مقبرہ ابتک مشہور عام و خاص ہے۔

آپکے خلف ارشد میر قمرالدینخان بہادر آصفجاہ مغفرتمآب ہین سنہ ۱۰۸۲ ہ مین ملک عدم سے کشور وجود مین تشریف لائے چہرۂ انور سے آثار امارت اور ریاست ہویدا تھے تھوڑے ہی زمانہ بعد دربار سلطانی سے چین قلیچ خان بہادر کے خطاب اور چار ہزاری منصب سے سربلند ہوئے اور بعد وفات عالمگیر بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ جب بہادر شاہ تخت نشین ہوے تو آپ کو خان دوران خان بہادر کا خطاب عنایت کیا اور صوبہ داری اودہ اور فوجداری لکھنو پر سرفرازی ہوئی مگر آپنے دارالسلطنت کو نچھوڑا اور جب فرخ سیر بمعاونت بخت تاج و تخت کا مالک ہوا تو سنہ ۱۱۲۳ یعنے اول سال جلوس مین نظام الملک بہادر فتح نواز جنگ اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور صوبہ داری دکن سے بین الاقران

ممتاز ہوئے صوبہ داری دکن پر تین ہی سال گذرے تھے کہ صوبہ داری دکن سید حسین علیخان امیر الامرا کے سپرد ہوئی اور نواب آصفجاہ بہادر کو بہ سبب برہمی امیان سلطنت و ارکان دولت کے فوجداری سنبل مرادآباد پر بادل ناخواستہ ہو جانا پڑا اور بحکم شاہی زمینداران کوہ شوالک کی تادیب قرار واقعی کی گئی چند روز بھی نہ گذرے تھے کہ سید حسین علیخان حاکم بہادر اور اسکا بھائی سید عبداللہ خان حاکم الہ آباد جو اثنا عشری مشرب اور متعصب فی المذہب تھے فرخ سیر کو شطرنج کا بادشاہ بنا رکھا تھا اور تمام ارکین کا عزل و نصب بلکہ تمام امراے ہند کی قسمت انھین دونون بزرگون کے ہاتھ مین تھی چھ برس تک تو فرخ سیر انھین دونون کے اشارے پر چلتا رہا آخر بادشاہی عہد حکومت مین آئے اور آہستہ آہستہ ان دونون انجنون کے بڑھتے قوت کو گھٹانا شروع کیا جب ان بزرگون نے اسی برائے نام بادشاہ کے یہ دردنی رفتار دیکھی حق نمک اور پاس ملازمت کو بالاے طاق رکھکر جابرانہ حکومت اور غاصبانہ قوت سے کام لیا اور تاج سلطنت فرخ سیر سے چھین کر رفیع الدرجات کے سپرد رکھدیا مگر یہہ تاج مبارک نہوا تین مہینے اسپر بھی نہ گذرے تھے معاملہ گذرا بہادر شاہ کا دوسرا بیٹا رفیع الدولہ تخت سلطنت پر بٹھایا گیا دو مہینے کے بعد اوسکی قسمت نے بھی پلٹا کھایا اور مثل یوسف اسپر چاہ زندان ہوا۔

تیسرا بادشاہ جسکو سیدون نے تخت نشین کیا بہادر شاہ کا پوتا روشن اختر تھا جو محمد شاہ لقب سے ملقب ہوا سادات بارہہ جو سلطنت کے کلیدار اور بادشاہ کے نفس ناطقہ تھے نواب آصفجاہ کی دانش اور ہمت اور دلیری زور و جرأت کو ہمیشہ رشک کی نظر سے دیکھتے تھے دلی مین رہنا نواب کا مصلحت نہ سمجھا ملک مالوہ کے صوبہ داری پہ روانہ کیا سنہ ۱۱۳۲ھ مین جب ارکان سلطنت و اعیان دولت عارضہ رشک حسد و مرض نفاق سے فاسد غیر قابل علاج داخل

اور سادات بارہ نے کارپردازان دولت کے استقبال کی فکر کرنے لگے نواب آصف جاہ بہادر
جو منتخب روزگار اور عقل و دانش مین فرد منتخب تھے ایسی حالت مین کہ آتش فتنہ و فساد ہر طرف بھڑک
رہی تھی اور ہر متنفس اسی آتش بے زینہار مین گرفتار تھا دہلی مین اپنا قیام پنجاہ سالہ عزت و آبرو کا کھونا
تھا اور بزرگون کے پیدا کی ہوی عزت کا خاک مین ملانا تھا بادل ناخواستہ عین موسم برشکال مین
براہ ملک مالوہ قلعہ آسیر پر قابض ہوے اور ناصر جنگ اور نصیر جنگ بیٹے دونون فرزندون کو مع
متعلقین قلعہ مین چھوڑ کر بہ افواج خاص معہ توپخانہ دار السرور برہانپور کا ارادہ کیا اور لال باغ
مین خیمہ زن ہوئے محمد انور خان بہادر قطب الدولہ ناظم برہانپور نے ملازمت حاصل کی اور آپکے
سایہ عاطفت و ظل دولت مین رہنا قبول کیا۔ اسی اثنا مین خبر آمد آمد سید دلاور خان بخشی فوج کی
باشارہ امیر الامرا سید حسین علیخان نواب آصف جاہ بہادر کے گوش زد ہوی نواب محتشم اوسیوقت
مردان کار سپاہ جنگ آزما کو ہمراہ لیکر دریاے نربدا کے اوسطرف خیمہ زن ہوئے اور آتش جنگ
جدال طرفین سے بھڑک اوٹھی سید دلاور خان عین معرکہ جنگ مین مردانہ مارا گیا اور نواب محتشم
مظفر و منصور برہانپور پر قابض ہوے امیر الامرا نے جب دار السلطنت مین یہ خبر دلخراش
سنے اوسیوقت اپنے ہمشیرزادہ سید عالم علیخان مبارز نامور و سید عالی گہر کو تاکیدی فرمان
بھیجا کہ بہادران جرار و ناموران آزمودہ کار کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد سے بعزم مجادلہ آصف جاہ کے
مقابل صف آرا ہو ہر چند نواب قمر رکاب نے چاہا کہ سید مرتضوی گہر کے خون مین شمشیر خون
آشام کو رنگین نکرے مگر وہ بہادر کب مانتا تھا زبان تیغ سے جواب دینا چاہا کہ دونون طرف
فوجین حرف مدغم کیطرح مل گئین اور تیغ و سنان نے اپنے جوہر دکھانے شروع کی چونکہ نصرت
و ظفر روز ازل سے نواب برجیس علم کے خانہ زاد تھی اور دولت و اقبال پرستار
فوج حریف نے شکست کھائی اور سید عالم علیخان مردانہ شہید ہوا نواب قمر رکاب مظفر و منصور

داخل اورنگ آباد ہوئے اور ملکی انتظام کیطرف مصروف تھے مگر جب امیر الامرا نے یہ حادثہ جانگزا سنا تھا
بادشاہ کو ساتھ لیکر بارادہ مقابلہ دکن کیطرف روانہ ہوا اگرچہ بادشاہ سیدون کے ہاتھ مین
نگراون سے بالکل غافل بھی نہ تھا اور راز کی قید حکومت سے آزادی کا خواستگار تھا اور سیدو کے
دشمن بھی تاک مین لگے تھے جب عظیم الشان فتح پور سیکری پہونچا اور سید حسین علیخان امیر الامرا
سوار ہو گیا تھا اور ابھی تو بادشاہ سوار ہونے نہ پایا تھا کہ باشارہ محمد امین خان بخشی میر حیدر
کاشغری نے سید حسین علیخان کو پالکی مین بزخم خنجر قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۱۱۳۲ھ ذوالحجہ مین ہوا اور عزت خان
امیر الامرا سید حسین علیخان کے بھانجہ نے بادشاہ کے قتل مین کوشش کی مگر ناکام مارا گیا پھر بادشاہ
دارالخلافت دہلی کیطرف متوجہ ہوا۔

قطب الملک سید عبداللہ خان نے جب اپنے بھائی سید حسین علیخان کے مارے جانیکی خبر سنی تو
اوس نے ایک تیموری شاہزادی کو بادشاہ بنا کر دہلی اور آگرہ کے درمیان شاہ پور کی
لڑائی مین شکست کھائی جبسے ان سیدونکا بقیہ زور و بل بھی ٹوٹ گیا مورخین ان
دونو سیدون کو جو شیعہ مذہب تھے ہندوستان کا بادشاہ گر کہتے ہین۔

الغرض بادشاہ نے اعتماد الدولہ کو اپنا وزیر کیا تھا اعتماد الدولہ وہی امین خان بخشی تھا
جسکے اشارہ سے میر حیدر کاشغری نے سید حسین علیخان کو قتل کیا تھا پس کے خلاق ناحق
نے اوسکو بھی وزارت سے متمتع ہونے دیا اجل نے اوس کا کام بھی تمام کیا اور شاہ نے
بعد مرگ اعتماد الدولہ نواب آصف جاہ کو دکن سے طلب کیا پانچوین جمادی الاول ۱۱۳۴ھ
خلعت وزارت و صدارت کل سے ممتاز بین الاقران والاماثل ہوئے۔

سال پنجم جلوسی مین معز الدولہ حیدر علیخان خراسانی ناظم گجرات کی باغیانہ سرکشی بارگاہ
شاہی مین مسموع ہوئی نواب آصف جاہ بہادر مع دس لاکھ روپیہ نقد صوبہ احمد آباد

اور گجرات پر بضمن وزارت وصوبہ داری ملک کن حیدر علیخان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے حیدر علیخان رانا ئے اودہپور کی عملداری مین بھاگ گیا نواب آصف جاہ بہادر نے حامد خان اپنے چچا کو پیشگاہ حضور سلطانی سے معزالدولہ صلابت جنگ کے خطاب سے سرفرازی دلوا کر فیابت صوبہ داری گجرات پر مقرر فرمایا اور نیابت صوبہ داری مالوہ پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے چچازاد بھائی کو مقرر کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوسے اور بعد باریابی پیشگاہ سلطانی سے خلعت انعام شاہی سے ممتاز ہوئے۔

اگرچہ اوس صوبہ مین اب بھی فساد باقی تھا مگر جب دربار شاہی نواب آصف جاہ بہادر کے حسن انتظام سے صاف ہوا تو بادشاہ کی رنگین طبیعت نے اپنا اصلی رنگ دکھانا شروع کیا خنیاگران زہرہ طلعت کیطرف مائل ہوا نغمہ و سرود کی مجلس گرم ہوگی دربار عام تھا رعیت بھی پشتون سے عیش وعشرت کی خوگر اور شاہی انعامات سے مالا مال ہو گئی گھر گھر لولیان حور پیکر سے دن عید رات شب برات ہو گئی ایسی کس مپرسی کیحالت مین ارباب فضل کمال کو کون پوچھتا تھا ہزارون آدمی جمع تھے مگر بادشاہ کی طبیعت کو اسطرف مائل دیکھکر سب اوسی رنگ مین رنگ گئے عالم رقص سرود مین کبھی کبھی خود بدولت بھی شعر گوئی کیطرف راغب ہو جاتے فارسی اردو دونون زبان مین طبع آزمائی کرتے چنانچہ دو شعر ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین۔

	ولہ	
یار در برصبح بر سر فکر بر جایش کنید		عاشقان شب میرو و زنجیر در پایش کنید
پیری مین نہ کسطرح کرون سیر جہان کی		دن ڈہلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

نواب امیر خان ایک قدیم الخدمت اور خاندانی امیرزادہ تھا جو دلیرانہ ہمت اور امیرانہ دماغ رکھتا تہا ساتہ اسکے لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی کا یہ عالم تھا کہ ہنگام بذلہ سنجی پہلجھری کیطرح منہ سے پھول جہڑتے تھے خلوت اور دربار مین ایسی گل افشانیان کرتا کہ اہل دربار لوٹ لوٹ

جاتے تھے لطیفہ ایکدن بادشاہ نے پوچھا کہ امیرخان یہ جو پوت - سپوت - کپوت زبان زد خلایق ہے اس کی اصل کیا ہے عرض کی کہ حضور اسی دربار مین تینوں قسم کے لوگ موجود ہین - بادشاہ نے پوچھا کیونکر کہا پوت تو یہی ہے جیسے حضور یعنے سلطان ابن سلطان - اور سپوت محمد امین نام ایک مغل تھا جو ایران سے آیا یہان حضور کے تصدق سے وہ مرتبہ پایا کہ باپ دادا کا فخر ہوگیا اور کپوت یہہ خانہ زاد کہ باپ دادوں حضور کے بزرگون کی جان نثار مین اعلی اعلی عہدون پر ممتاز رہے اور فدوی اسی حالت مین گرفتار ہے - لطیفہ ایک دن امیرخان حضور مین اپنے بزرگون کی جان نثاریان اور شاہجہان اور عالمگیر کی قدر دانیان بیان کر رہا تھا - میرا باپ کابل مین ناظم تھا اور اپنی عقل و تدبیر سے اسقدر مورد عنایت تھا کہ کئی مہمین دکن مین فتح ہوئین اور عالمگیر نے یہہ فتوحات اوس بہادر کے نام پر لکھے یہہ خاندان اوسی سور بہادر کا ناخلف یادگار اور بایں کمبخت گرفتار حضور شاہی مین حاضر ہے -

غرض کہ بازاریون اور رسوتیون کی صحبت تھی اور عیش و عشرت کے جلسے تھے مہتاب باغ اور حیات بخش کے باغون کو سجا کر ارم کا جو اس سرزمین ہند مین بنایا تھا نہرون مین نواڑے پڑے رہتے بادشاہ اونمین بیٹھتے ناچ رنگ کے جلسے جمتے اور شراب کے دور چلتے جب برسات آتی تو ان کے ہان بہار آتی قطب صاحب کے جنگل سبزی سے ہرے بھرے ہوجاتے ہین یہہ شہر چھوڑ کر وہان جا رہتے حکم تھا کہ ابر سیاہ ہمارا نقیب ہے جب گرجنے کی آواز آیا کرے اسیوقت کمر بندی ہوجایا کرے ؛

تمام امراء ایک ملک و علاقہ پر متعین تھے مگر بہار دربار کے لطف اٹھانیکو نائب اپنے وہان چھوڑتے اور خود دربار مین چلے آتے - ظاہر ہے کہ جہان اہل دربار ایسے ایسے

جیسا انھین نے وہان ملکی انتظام کا بیا ٹھکانا - تازہ گل یہہ کھلا کہ وزیر اور سپہ سالار کے توڑنیکے
لئے سب نے تجویز کی چونکہ نواب آصفجاہ بہادر دیرینہ سال اور عالمگیر کے آنکھین دیکھے ہوئے
تھے بادشاہ کو صلاحیت پر لانا چاہا - اور آئین شاہی جاری کرنے شروع کئے خلوت اور جلوت
مین بادشاہ کے وقتون کی تقسیم کی اور کار و بار ملکی پیش کرنے لگے رنگین مزاج مصاحبین
گھبرائے - نواب تحکم کے فکر مین مصروف ہوئے رنگیلے بادشاہ کو یہہ تو خود ہی یہہ کام
دبال معلوم ہوتے تھے کچھ امیرون کے بھکانے سے نواب آصفجاہ کے معروضات پر توجہ نفرمائے
جب نواب معز نے دربار کا یہہ رنگ دیکھا حیدرآباد کی صوبہ داری کو ایسی وزارت پر ترجیح دی
اور بعذر ناسازی آب و ہوا مرادآباد جانیکی اجازت لیکر خیام پذیر ہوئے اسی اثنا مین اتفاقاً
سنہ ١١٣٦ مین عماد الملک مبارز خان ناظم حیدرآباد مقرر ہوکر روانہ ہوگیا یہہ خبر سنکر نواب
آصفجاہ بہادر مغفرت مآب پاشنہ کوب معہ خدم و حشم اورنگ آباد پہونچے عماد الملک مبارز خان
جنگ آرا ہوا اور بست و سوم محرم سنہ ١١٣٧ ھ اپنے دونون فرزندون اسعد خان اور مسعود خان
کے معرکہ جنگ مین کام آیا اور خواجہ محمود خان و حامد اللہ خان فرزندان مبارز الدولہ عماد الملک
اسیر ہوئے نواب فلک رکاب بفتح و فیروزی وارد حیدرآباد ہوئے -
جلال الدین محمود خان صوبہ داری حیدرآباد سے معزول ہوا اور عماد الملک کے بڑے بیٹے
خواجہ احمد خان کے اشک شوئی کے اور منصب ششہزاری اور چہ ہزار سوار سے بخطاب
شہامت خان بہادر ممتاز فرمایا اور خواجہ محمود خان فرزند اصغر کو منصب پنجہزاری اور سہ ہزار
سوار و خطاب مبارز خان سے سرفراز کیا اور حامد اللہ خان کو منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار
مشرف فرماکر امراے دولت آصفیہ مین داخل کیا اسی اثنا مین فرمان شاہی سنہ ١١٣٨ مین معہ خطاب
آصفجاہ اور منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار براہ دلجوئی آیا سنہ ١١٥٠ مین حسب خواہش سلطانی

نواب آصفجاہ بہادر نے اپنے فرزند نواب ناصر جنگ بہادر کو اپنا قایم مقام اور انور اللہ خان کو اون کا مدار المہام کر کے روانہ دار الخلافت ہوئے۔

انھین دنونمین راجہ جی سنگھ صوبہ دار اکبر آباد اور باجی راؤ صوبہ دار مالوہ خودسر ہوگئے تھے ان دونون سرکشون کی تادیب کے لئے حضور سلطانی سے نواب آصفجاہ بہامغفرت مآب مامور ہوئے اکبر آباد پھونچکر محی الدین صاحب اپنی عزیز کو نیابت صوبہ داری اکبر آباد پر چھوڑ کر خود ملک مالوہ کیطرف نہضت کی الغرض دریا رجمن سے اوتر کر اٹاوہ اور مانک پور ہوتے ہوئے بندیلکھنڈ مین جا پھونچے وہان کا راجہ چونکہ بااطاعت پیش آیا پھر وہان سے کوچ کر کے نواح بہوپال مین پھونچگئے باجی راؤ وہان پر جو بے شمار لشکر لئے ہوئے پڑا تھا مقابل آرہوا۔

چونکہ ایکطرف کی دست برد سے سلطنت کے اعضا متزلزل تھے اودہر سے نادر شاہ جیسا جلاد ہند کیطرف متوجہ تھا اور اسکے کارنمایان اور عجیب فتوحات کے شہرت سے عام خاص واقف تھے اسلئے بادشاہ دہلی کے طلب پر آصفجاہ بہادر کو رجعت قہقری کرنی پڑی۔ نادر شاہ اصل مین نام اوس کا نادر قلی امام قلی کا بیٹا تھا ایک کم مایہ شخص تھا جو بحیرہ خرزر کے کنارے پر رہتا تھا مگر اپنی دلیری اور مردانگی سے ایک نامور شخص ہوگیا اور جب مغربی افغانون کے سردار محمود اور اوسکے بیٹے سردار اشرف نے ایران پر حملہ کر کے وہان پر اپنا تسلط کر لیا تھا اوسوقت نادر شاہ نے شاہ ایران کیطرف سے افغانون کو شکست پر شکست دی اور ملک ایران کو اونکے پنجے سے چھڑایا مگر پیچھے آپ ہی سلطنت فارس کو دبا بیٹھا اور افغانون کے حملہ کا انتقام لینے مین ہرات اور قندہار کو بھی فتح کر لیا پھر اس لچر حیلے سے کہ ہمارے بعض دشمن سلطنت مغلیہ مین پناہ گزین ہین کابل پر چڑھ آیا یہان لشکری سے لیکر اہل قلم تک سایس سے لیکر رئیس تک ایسے خواب خرگوش مین مبتلا تھے کہ ان مشوش خبرون سے بھی کان پر جون نہ رینگی

کہ نادر شاہ کے آنیکی خبرین دہلی مین پہنچین تو امرائے دربار سنکر خفا ہوئے اور یہ کہتے کہ لوگون کے کہہ بہت مبالغہ ہے یہ دور سے نادری باتکی دہائی دیتا ہے اور جب نادر شاہ نے کابل کو آن گہیرا تو وہان کے حاکم نے نہایت اضطراب سے عرضی لکہی جسوقت خریطہ پہنچا بادشاہ مہتاب باغ مین عالم آب کا تماشا دیکہہ رہا تھا۔ اور سامنے سیہی بیگم جورون کے قطارہ کہڑی تہی طبلہ پر تہاپ چڑہ رہی تہی اور جام شراب ارغوانی گردش مین تہا وہ عالم مستی مین عرضیان کابل کی عرضداشت پیش ہوئی بادشاہ کو اوسوقت بدمست تہا عرضی کو لیکر گوشت اوسکا شراب مین ڈبو دیا اور یہہ مصرعہ پڑہا کہ ع این دفتر بیمعنی غرق مَی ناب اولی ۔ چونکہ نواب معتمد آصفجاہ بہادر کی دانائی وتجربہ کاری کو حریف بہی مانتے ہوئے تہے جب اہل دربار سے کچہہ نہ بن پڑا تو ناگزیر آپ کو بہ تعجیل دکن سے طلب کیا ۔

نواب آصفجاہ بہادر نے بمصلحت وقت باجی راو سے صلح کرکے دارالخلافت مین داخل ہوئے ۔ اودہر نادر شاہ نے کابل کو فتح کرکے بادشاہ کو نامہ لکہا اور اپنا ایلچی دربار شاہی مین بہیجا یہان دربار شاہی مین یہہ بحث تہا کہ جواب کیا لکہا جائے اور القاب کیا لکہا جائے کیونکہ وہ اصل مین نادر قلی ہے کوئی خاندانی بادشاہ نہین ہے اتنے مین خبر آئی کہ اوسکا لشکر اٹک اوتر آیا ۔ یہان بہی کوچکی تیاریان ہونے لگی اور رفتے رفتے کرنال پہنچے سب نہر کے کنارہ برات کیطرح پڑے تہے برہان الملک کا انتظار ہو رہا تہا کیونکہ اوسکی فوج لوہیانہ کی ہمت گرمی سے بہت نامور تہی اتفاقاً جسدن وہ لشکر مین شامل ہوا اوسدن نادر شاہ بہی قریب پہنچگیا تہا اور یہان کسیکو خبر بہی نہ تہی چنانچہ اوسی دن گہسیارے خستہ و فگار بدحواس دوڑے آئے کہ ہم جنگل مین گہاس کہودنے گئے تہے نادر کے قزاولون نے کئی آدمیون کو گرفتار کرلیا ۔ امرا نے پہر گفتگو شروع کی اتنے مین خبر آئی کہ جیغہ قزلباش نادری برہان الملک کے

پر ہاتھ صاف کر گئے برہان الملک تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ صاحب اب کونسی بات باقی ہے جسکا انتظار کیا جائے یہ کہکر اسی وقت روانہ ہوگیا۔

اور خان دوران نے بھی برہان الملک کا ساتھ دیا اور آدہ کوس کے فاصلے سے برہان الملک کے پہلو مین اپنی فوج جما دی۔

نادر شاہ بھی سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور فوج کے تین حصے کر کے ایک کو اپنے پاس رکھا اور دو کو دونون کے مقابلہ مین مقرر کیا قزلباشون نے بڑہ کے حملہ کرنا شروع کیا تھوڑی ہی دیر مین عیش پرورده فوجین پریشان ہوگئین بہت سے سردار مارے گئے اور خان دوران زخمی ہوکر میدان سے پلٹا شکست کی خبر اڑتے ہی خان دوران کے خیمے ڈیرے لٹ گئے۔

ادہر برہان الملک اور اسکے چند رفیق میدان مین رہ گئے تھے وہ جو انمرد ہاتھی پر بیٹھا تیر مار رہا تھا کہ قزلباشون نے چارون طرف سے گھیر لیا ایک جوان نیشاپوری اس کا ہموطن گھوڑا اڑا کر پہنچا۔ اور آواز دی کہ۔ اے محمد امین دیوانہ شدہ بکہ جنگ میکنی و بچہ اعتماد جنگ میکنی۔ یہ سنتے ہی برہان الملک نے ہاتھ روک لیا۔ قزلباش نے نیزہ زمین پر گاڑ کر گھوڑی کی باگ ڈور اس سے باندھی اور جھپٹ کر ہاتھی پر جا چڑھا اور ہودج کے اندر جا بیٹھا۔ برہان الملک ایرانی دستورون سے واقف تھا۔ کمان ہاتھ سے رکھدی اور اپنے تئین تقدیر کے حوالے کیا قزلباش ہاتھی کو مغلیہ نشین اپنے لشکر مین لیگئے۔ نادر شاہ نے برہان الملک کی خطا معاف کی اور چونکہ شام ہوگئی تھی مع فوج اپنے خیمہ گاہ کو پھرا اور برہان الملک دسترخوان پر مصلحت آمیز گفتگو کا سلسلہ چھیڑا۔ یہ خبر ان لشکر میں پہونچی نواب آصف جاہ بہادر دلیرانہ نادر شاہ کے پاس پہنچ گئے اور اپنی حرمت بہ نظر ... تقدیر ... [illegible]

لعل بہا لینے پر نادر شاہ کو مجبور کیا اور بعد عہد و پیمان رخصت ہو کر محمد شاہ سے سارا واقعہ
عرض کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ مین حضور سلطانی سے خان دوران اور امیر الامرائی کا
خطاب بیش بہا عنایت ہوا دوسرا دن چونکہ ملاقات کے لئے ٹھیرا تھا اسلئے بادشاہ ہندوستان
اوہر سے بڑے تزک و احتشام سے روانہ ہوئے اُدہر سے نادر نے اپنے بیٹے کو استقبال
کے لئے بھیجا وہ رستہ مین آکر ملا بادشاہ نے تخت رواں کو زمین پر رکھوا کر ملاقات کی
اُس نے فرزندانہ طور سے معانقہ کیا۔ اور ہمرکاب ہو کر نادر شاہ کے پاس لیگیا۔ نادر شاہ
تالب فرش استقبال کو آیا اور اپنی مسند پر نہایت تعظیم سے بٹھایا بعد اسکے برادرانہ اور
دردمندانہ باتین شروع کین بجائے ساغر می جام چاے خطای گردش مین آیا۔ نادر شاہ
اسوقت برک کی قبا۔ اسپر قراقلی یعنے سیاہ پوست برہ کا خفتان۔ اُسپر ایک برکی جبہ
پہنے بیٹھا تہا سر پہ کلاہ پاپاخ تھی۔ ادہر محمد شاہ شبنمی کرتہ ڈہاکہ کی ململ کا جامہ پہنے تھے اور
سر پر جو دستار تھی وہ بھی فرق نازک کو گران تھی گو بادکش مصروف مروحہ رانی تہا مگر محمد شاہی
جامہ پسینے سے تر تھا استعجابًا۔ نادر شاہ سے کہا کہ رخت شما بسیار گرم است۔ بر تن
گرانی نمیکند ؟ نادر شاہ نے جواب دیا کہ برادر جان من ؟ ہمین رخت گرم ست کہ مارا از
ایران تا باینجا رسانید۔ لطافت لباس شماست کہ نگزاشت از دہلی تا باینجا حرکت کنید
القصہ بادشاہ نے بطیب خاطر یہان سے مراجعت کی۔ برہان الملک نے جب نواب
آصف جاہ کے خلعت و خطاب کا حال سُنا تو نہایت کشیدہ خاطر ہوا اور یہ امر
اوسکو بہت ناگوار گذرا نادر شاہ سے عرض کیا کہ حضور نے یہ کیا غضب کیا جو ہندوستانی
تاروتی خزانہ چھوڑ کر دو کرور روپیہ پر رضامند ہوگئے یہ رقم تو فقط غلام ادا کرسکتا ہی
اور شاہی خزانے ذامراء و مہاجنوں کے گھرانون کے کیا ٹھکانے ہین۔ شہر یہان سے

چالیس کوس سے حضور وہان تک تکلیف فرمائین۔ نادر شاہ اس فتوح غیبی کا امیدوار ہو کر عہد نامے کے خلاف دغابازی سے داخل ہو گیا۔

پانچ چار دن کے بعد عید قربان آئی مسجد مین خطبہ نادر شاہ کے نام سے پڑھا گیا چونکہ دوہرا دربار تھا اسلئے بڑی دھوم کا تزک و احتشام ہوا مگر قربانی اس عید کی عجیب و غریب ہوئی یعنی نماز عصر تک تمامی شہر مین امن و امان سے عیش و عشرت کے جلسے تھے بازاری سے لشکری تک سرگرم نشاط تھے کہ دفعتہ بھنگیر خانے مین سب بیٹھے بیٹھے ایک بھنگیلا بول اٹھا کہ واہ محمد شاہ نگیلے۔ آخر بادشاہی بیچ کہل ہی گیا۔ دوسرا بولا کیا۔ اس نے کہا حرم سلیمین موقع تاک کر ایک قلماقنی سے نادر کو مروا ڈالا یہہ ہوا دفعتہ اڑی اور رہوا کیطرح تمام شہر مین گھوم گئی اتفاقاً نادری سپاہی جو ایک ایک دو دو گلی کوچون مین بے تکلف پھر رہے تھے ان کو قتل کرنا شروع کر دیا نادر کو خبر ہوئی تو حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر قایم رہو اگر تم پر چڑھ آئین تو جواب دو نہین تو خاموش بیٹھے رہو الغرض رات بھر برابر تلوار چلتی رہی۔ صبح تک سات سو اون ولایتی شمار ہوا جو جان تیرین ندر اجل کر چکے تھے نادر حیران ہوا کہ کرنال کے معرکہ مین کل تین سو لاتی مرین اور بہت آدمی زخمی ہون اور شہر مین بے صدہا سپاہی سطح ضایع ہو جائین دنیا اسکے آنکھون مین تاریک ہو گئی فوراً گھوڑی پر سوار ہوا اور شہر کو دیکھتا بھالتا چلا کہ شاید مجھے زندہ و سلامت دیکھکر یہہ طوفان بے تمیزی تھم جائے اس پر بھی پتھر اور بندوقون کی بارش ہوئی ایک مصاحب زخمی ہوا جدہر نظر اوٹھ جاتے ہی قزلباشون کے نعشین سڑک پر نظر آتی ہین یہہ حال دیکھکر آنکھون مین خون اوتر آیا اور قتل عام کا حکم دیکر ترپولیے تک آیا اور روشن الدولہ کی مسجد مین پہونچکر قتل عام کی علامت ظاہر کی یعنی تلوار کہینچ کر مسجد مین بیٹھ گیا۔ گلیون مین خون کے نالے بہ گئے۔ آگ کے شعلے ہر گھر سے اوٹھتے تھے اور گھر کے ساتھ بیٹھتے تھے۔

نادر شاہ کا غصہ تھا یا خدا کا قہر دلی والوں پر نازل ہوا تھا ایک بڈھا خواجہ سرا محمد شاہ کے پاس رقتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ حضور کے باپ دادا کی تمام رعیت قتل ہو گئی یہہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا یہہ شعر پڑھنے لگا ؎

دیدہ عبرت کشا قدرت حق را ببین	شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

دو پہر کے قریب جب شہر مین کہرام مچگیا تب نواب آصفجاہ بہادر کو مجبور کیا کہ ایسی حالتین ہم لوگون کا یاور کوئی نہین ہے نواب معہ تلوار حمائل کئے ہوئے دلیرانہ نادر شاہ کے سامنے پہونچے اور عرض کیا کہ ؎

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی	مگر کہ زندہ کنے خلق را و باز کشی

نادر نے شرما کر سر جھکا لیا اور تلوار نیام مین کرلی اور کہا کہ بریش سفیدت بخشیدم ہیبت شہر مین ایرانی نقیب و چاوش امان امان کہتے ہوئے دوڑے ایک ساعت مین وہ ہنگامہ فرو ہوا سلطنت کے کاروبار کے ساتھ دونون بادشاہون کی صحبتین پھر بدستور جاری ہوگئین

لطیفہ ایکدن نادر شاہ کے پیٹ مین گرانی معلوم ہوئی محمد شاہ سے حال بیان کیا سیوقت علویخان حکیم آیا اور نبض دیکھکر دواخانہ کے داروغہ کو اشارہ کیا ایک مرصع کشتی پر زرنگار خوان پوش پڑا ہوا ایک خوان پوش اٹھایا تو ایک مرصع مرتبان مین گلقند۔ الماس چمچہ برابر رہا انگا جمنی کا کانٹا رکھا تھا سمیت وزن کے اندازے کے لئے ساتھ موجود تھا۔ حکیم سوچتا تھا کہ کسقدر گلقند اسمین سے نکالے اور وزن کرکے کھانے کو دے نادر شاہ نے خود ہی مرتبان اٹھا لیا اور کھولکر دیکھا اور بعد اسکے دو انگلیان اندر ڈالکر چاٹ لین اور سب مرتبان خالی کر دیا چونکہ اوسمین خوشبودار دوائین ملی ہوئی تھین اچھا معلوم ہوا اور کہا کہ حلوا ہے خوب بگر بیا تم

لطیفہ ایک دن نادر شاہ ہوا کھانے کو سوار ہوا محمد شاہ نے کہا کہ ایسا نہین ماتی نہین ہوتا

لئے انھین ہاتی پر سوار کر جب ہودج مین جا کر بیٹھا تو آگے فیلبان کو دیکھا۔ پوچھا۔ این کیست لوگون نے کہا کہ۔ فیلبانست این را میرانند۔ فیلبان سے کہا کہ۔ عنانش بمن بدہ۔ اُس نے عرض کیا کہ فیل عنان ندارد و بہ اشارہ سر ہا ہم راہ میرود۔ ناک چڑہا کر بولا۔ نیشانید کہ دوائیم مرکبی کہ عنانش بدست غیر باشد سواری را نشاید۔

لطیفہ محمد شاہ کے ارباب نشاط مین ایک کنچنی تھی نور بائی اسکا نام تھا اور ناچ گانے کے علاوہ حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی کا یہہ عالم تھا کہ گویا مُنہ سے پھول جھڑتے تھے ایکدن نادر شاہ نے بھی اسکا گانا سنا چنانچہ بہت محظوظ ہوا اور کچھہ انعام دیکر کہا کہ نور بائی روی ہند را سیاہ کن بیا کہ با ایران بریم۔ یہہ سنتے ہی بائی جی کا دم بند ہو گیا۔ اور سارے لطیفہ گوئیاں بھول گئین۔ دلمین ڈرین کہ خوش ہو کر ساتھہ نہ لیچلے۔ غرض اسیوقت یہہ غزل گائی

من شمع جانگدازم تو صبح دل کشائی	سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی
نزدیک این چنینم دور آنچنانکہ گفتم	نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

نادر اُس کا مطلب سمجھکر اپنے ارادے سے باز آیا۔

الغرض دو مہینے دلی کا مہمان رہکر اور خاطر خواہ نقد و جنس مع تخت طاؤسی تیس کرور کی دولت لیکر روانہ ہوا اور ڈیرہ جات کابل اور پنجاب کے ان علاقون کو جنکا روپیہ کابل کی فوج مین لگتا تھا ہندوستان سے نکال کر ایران کی سلطنت مین داخل کیا۔

محمد شاہ دولہا۔ پھر بزم نشاط مین آبیٹھا اور پھر روز و شب جلسہ پر تھاپ پڑنے لگے نواب آصف جاہ بہادر سے نہ دیکھا گیا سوچتے تھے کہ اس مجمع سے کیطرح نکل چلون کو اسی عرصہ مین نواب ناصر جنگ بہادر اپنے فرزند ارجمند کی بغاوت کی خبر گوش گذار کی ہیوقت رخصت حاصل کر کے حیدر آباد کا راستہ لیا۔ بیسوین جمادی الاول ۱۱۵۴؁ کو نواح اورنگ آباد

مین آ پہونچے ادہر سے نواب ناصر جنگ بہادر عبدالعزیز خان کے بھگانے سے نتحیاب خان قلعدار کو ہمراہ لیکر مع چار ہزار سواران ہنود متصل عیدگاہ صف آرا ہوئے چونکہ موج ناصر جنگی ناتجربہ کار تھی آصفجاہی لشکر سے تاب مقاومت نہ لاسکی آخر میدان جنگ سے قدم اوکھڑ گئے لیکن نواب ناصر جنگ نے میدان نبرد سے قدم نہ ہٹایا اور نواب لشکر کیطرف متوجہ ہوئے ادہر سے سرست خان نبی جمعدار ایلچپوری چار سو پیادون سے مقابل آرا ہوا نواب ناصر جنگ بہادر شیر غران کیطرح اس جماعت مین در آئے کنور جان چند نے عابد خان کو کہ ہاتھی کے نیلیان بیٹھا تھا ضرب بندوق سے مار ڈالا القصہ نواب ناصر جنگ بہادر تیرون کی بارش برساتے ہوئے زندہ و سلامت حضور پدر مین چلے آئے اور فتنہ برخاست ہوگیا اس واقعہ کے بعد ۱۱۵۶ھ مین نواب آصفجاہ بہادر نے ملک کرناٹک کے تسخیر کا ارادہ کیا اور قلعہ ترچناپلی رامراو گھوڑپڑی سے خالی کرا لیا اور قوم نوابیت سے ملک رکاٹ نکال لیا۔ اور ۱۱۵۷ھ مین منور خان دکہنی کے بھائی نبی منور خان سے قلعہ بالکنڈہ لے لیا۔ غرضکہ نواب مغفرت کے اقبال ازل آور سے حیدر آباد نے رونق پائی اور طول و عرض اسکا بڑے بڑے سلطنتون سے ٹکر کھانے لگا چنانچہ ملک دکن نربدا سے انتہای صوبہ بیجاپور اور حیدر آباد سے لیکر دریاے شور سیت بندر رامیشور تک آصفجاہیہ عملداری پھیلگئی اور ۱۱۶۱ھ مین جب احمد خان ابدالی والی کابل نے شاہجہان آباد پر حملہ کیا اور اوسکی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو نواب آصفجاہ بہادر مغفرتمآب اورنگ آباد سے کوچ کر کے برہان پور تک آئے وہان معلوم ہوا کہ شاہ دہلی کو فتح نصیب ہوئی اور احمد خان ابدالی نے شکست کھا کر کابل کا راستہ لیا۔ اسی اثنا مین ناسازی مزاج کے سبب سے اورنگ آباد جانیکا ارادہ کیا مگر بیماری روز بروز بڑہتی گئی اور ضعف و اضمحلال کو روز بروز ترقی

ہوتی گئی ناچار برہانپور مین توقف کیا آخر اوسی عارضہ مین ۷۹ سال کی عمر ۲۹ برس ریاست کرکے چوتھی جمادی الاخرہ سنہ ۱۱۶۱ عصر کے وقت انتقال کیا آپ کا جنازہ خلدآباد مین لائے شیخ الشیوخ مولانا برہان الدین غریب کے پائین مزار دفن کیا۔

اور اسی سال محمد شاہ فرمانرواے ہندوستان اور اعتماد الدولہ قمرالدینخان وزیر نے بھی انتقال فرمایا۔ مولوی میر غلام علی آزاد حسینی چشتی بلگرامی نے ان کی رحلت کی تاریخ جو لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند		فتاد حیف سہ در یگانہ از کف دہر
براے رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ		نماند شاہ زمان با وزیر وصف دہر
گفت تاریخ چون کشیدہ ام	دلہ	موت شاہ و وزیر و آصف جاہ

نواب مغفرتمآب بڑے تجربہ کار تھے جو باتین تجربون سے اون کو ثابت ہوئین اونکا تذکرہ حصہ اول مین کر دیا گیا ہے۔ آپ کی اولاد مین سب سے بڑے فرزند امیرالامرا نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ ہین اور دوسرے نواب نظام الدولہ میر احمد خان ناصر جنگ بہادر اور تیسرے امیرالممالک آصف الدولہ نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ اور چوتھے نواب آصفجاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر اور پانچوین امیرالامرا سید محمد شریف خان شجاع الملک بسالت جنگ اور چھٹے معتقد الدولہ میر قلیخان بہادر ناصر الملک المعروف بہ مغل علیخان بہادر بہایون جاہ مگر ان سب مین ناصر جنگ اور فیروز جنگ عینی بھائی تھے مغفرتمآب کی یادگار عمارتونمین شہر پناہ برہان پور رجب سنہ ۱۱۳۱ مین تعمیر ہوئی اسکے علاوہ آبادی و مسجد اور کاروان سراے اور دولت خانہ عالی اور پل نظام آباد جسکو بخشنہ کہتے ہین (جو اس زمانہ مین ویران پڑا ہے) اور شہر پناہ دار السلطنت حیدرآباد

اگرچہ عماد الملک مبارز خان نے اس کی تعمیر شروع کئے تھے جو ناتمام رہگئی اوس کے عہد کی صرف دروازہ چادر گہاٹ اور رو بیر پورہ کے جانب جو بلا کنگرہ ہے باقی تمام فصیل بلدہ نواب منفر تمآب کے عہد مین کنگرہ دار تعمیر ہوی اور اورنگ باد مین عمارت لو کھنڈرہ بھی انھین کے یادگار رہے ہے۔

ذکر سریر آرائی عالیجناب نواب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ شہید۔

ابنواب منفر تمآب کے بعد سریر آرائی دکن ہوئے آپ کی ہیبت و جلالی نے چنگیزی سطوت و صولت کو دبادیا دربار مین امرا بصورت تصویر کہڑے رہتے تھے۔ تخت نشین ہوتے ہی انتظام مالی اور ملکی اور تقسیم خدمات کے طرف توجہ کی چنانچہ پورن چند دیوان کو معزول کرکے نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان صوبہ دار برار کو اپنا وزیر اور مختار کل مقرر فرمایا اور رگھو ناتھ پنڈت کو پیشکاری کی خدمت سے سرفرازی بخشی۔

تمام عہدہ داران قدیم خانہ نشین ہوے اور بے نشاط یکجہ گئے آپ کو بادشاہ ہندوستان نے دارالخلافہ مین طلب فرمایا تو صمصام الدولہ کو نیابتاً صوبہ داری دکن پر مامور فرماکر خود ستر ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل ہمرکاب لیکر دہلی کے طرف روانہ ہوئے اور دریاے نربدا پر پہونچے تھے کہ دربار شاہی سے مراجعت کا فرمان آپہونچا۔

اسی عرصہ مین مخبرون نے خبر دی کہ ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ ہمشیر زادہ نواب ناصر جنگ بہادر صوبہ دار بیجاپور نے بغاوت پر کمر باندہی ہے۔ اور مظفر جنگ بہادر کی بغاوت کا سبب معتبر مورخین نے اسطرح لکہا ہے کہ نواب مظفر جنگ بہادر صوبہ دار بیجاپور تھے آپ زمینداران چیلدرگ کی بغاوت سنکر اوس طرف روانہ ہوے اور

پہونچتے ہی ماہی گنڈہ کا محاصرہ کرلیا اور چونکہ حسین دوست خان رگھوجی بہوسلا کی قید سے نجات پا چکا تہا یہہ بھی او شخصین محصورین مین موجود تھا چونکہ یہہ شخص ملک کرناٹک کے حالات سے بخوبی واقف تہا اس نے موقع پاکر ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ بہادر کے پاس اپنا اعتبار پیدا کرلیا اور اونکی مزاج مین کسیقدر دخیل ہوکر اون کو برانگیخت کرکے ملک کرناٹک پر حملہ کرنیکی اشتعالک دی اور اوس کے بہکانے پر مظفر جنگ بہادر بھی مستعد ہوگئے ۔

یہہ وہ زمانہ ہے جو ہند کے فراسیسی سردار و منین ڈو پیلے بڑا مدبر اور منتظم گذرا ہے جس نے دس سال چندرنگر کی گورنری کی اور پھر ۱۷۴۱ء مین پانڈی چری کا گورنر اور ہند کے کل فراسیسی بستیون کے علاقہ کا گورنر جنرل ہوگیا اور یہہ عہدہ پاتے ہی ہند سے انگریزون کو نکالنے اور فراسیسی سلطنت کی بنیاد قایم کرنے کی تدبیر کرنے لگا پھر چند ای روز مین ایک ایسا موقع اسکے ہاتھ آگیا کہ اس نے اس خیال کے پورا کرنے کی کوشش کی ۱۷۴۴ء مین انگریزون اور فراسیسون مین لڑائی شروع ہوگئی اور آٹھ برس تک یہہ جنگ قایم رہی ۔ مگر انگریزون اور فراسیسون مین جو لڑائی ۱۷۵۱ء مین چہڑی وہ اکثر ملک کرناٹک ہی مین ہوتی رہی اور جب تک انگریزون نے ۱۷۶۱ء مین پانڈی چری پر اپنا خاطر خواہ قبضہ نکرلیا رفع نہ ہوئی ۔

اول اول فراسیسون کا بادشاہ خوب زبر رہا کیونکہ اُن کے مشہور سردار ڈوپلے اور نامی گرامی جنرل لابورڈنسے نے ملکر ۱۷۴۶ء مین مدراس پر جو اس علاقہ مین انگریزونکا صدر مقام تھا مستقر کرلیا ۔

الغرض نواب مظفر جنگ بہادر اور حسین دوست خان نوایت نے ملک کرناٹک کے طرف بڑہے اور فراسیسونکو بھی ہمراہ لے لیا او سوقت ضلع کرناٹک کی صوبہ داری اور فوجداری

پر نواب شہامت جنگ انورالدینخان نواب ناصر جنگ بہادر کیطرف سے فرمانروا تھا
یہہ سنتے ہی پانچہزار سواروں سے مقابل آرا ہوا اور مقام امبور پر لڑائی ہوئی تو
انورالدینخان اس جنگ مین کام آیا یہہ واقعہ ۶ شعبان ۱۱۶۲ ہجری مین ہوا اور مظفر جنگ
ارکاٹ کو ملا گیا اس مشہور معرکہ مین فرانسیسی فوج کا جنرل بوسی تھا جو ایک بڑا مشہور افسر گذرا ہے
اب کچھہ عرصے تک مظفر جنگ بہادر صوبہ دار اور چندا صاحب نواب کرناٹک رہے ۔
یہہ چندا صاحب پچھلے ستارا مین مرہٹون کا قیدی تھا مگر اس استحقاق سے کہ دوست علی کا
داماد تھا کرناٹک کی نوابی کے دعوی پر بدستور اڑا رہا آخر انکا عروج بہت عرصے تک نرہا
تھوڑے ہی دن بعد محمد علیخان والاجاہ فرزند انورالدینخان شہامت جنگ نے انگریزون
سے اعانت چاہی اور نواب ناصر جنگ بہادر بھی شیر غران کیطرح انکی سرکوبی کے لئے آپہنچے
ایکطرف تو محمد علیخان والاجاہ اور ان کے حامی انگریز اور نواب ناصر جنگ بہادر تھے
اور دوسرے طرف چندا صاحب اور مظفر جنگ تھے جن کے معاون فرانسیس ہوے
ان دونون مین نائرہ جدال مشتعل ہوگیا اور لڑائی طول پکڑتے گئی جس کا انجام نواب
ناصر جنگ بہادر کے حق مین مفید ہوا مظفر جنگ کو قید کر کے محمد علیخان والاجاہ فرزند
شہامت جنگ کو فرمان فرمانروائی عنایت کیا اور خود بندوبست پھلچری کیطرف
عازم ہوے اور فوج کو بسرکردگی محمد علیخان والاجاہ و بخشیان فوج مثل صف شکن خان
مجاہد جنگ میر آتش دکن اور ترک طہماسپ خان و ظفر یار جنگ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا ۔
نواب خود بھی روانہ ہوے اور پھولچری کے میدان مین طرفین صف آرا اور نبرد آزما
ہوے آٹھ مہینے تک یہہ لڑائیان ہوتے رہین ادھر فرانسیسی توپخانہ سے آگ برستی
تھی اور ناصر جنگ کی فوج بھی ثابت قدمی سے مستعد بکار تھی ایکدن فرانسیسی سپاہ

۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ اسی حالت بارش وطوفان شب تیرہ مین ناصر جنگ کی لشکر پر شبخون مارا
نواب ناصر جنگ بہادر نے باتفاق افاغنہ کرناٹک چاہا کہ ان سرکشون کی تادیب کرین
بدین غرض قریب صبح صادق فیل خاصہ کو بڑہایا مگر مشیت ایزدی ناصر جنگ کے خلاف
حرکتین تھی جب فیل خاصہ ہمت بہادر خان نمک حرام کے ہاتھی کے پاس پہونچا اور یہہ
نمک حرام فریق مخالف سے ملا ہوا تھا موقع پاکر ضرب بندوق سے نواب فلک کاب کا
کام تمام کیا اس فتح نمایان سے جو خوشی فراسیسون کے گورنر جنرل ڈوپلے اور اوسکے
سپہ سالار بوسی کو ہوی اس کا اندازہ اوس مینار سے ہو سکتا ہے جسکو فراسیسون نے
تعمیر کی اور ایک شہر (ڈوپلی فتح آباد) کے نام سے آباد کیا۔ اس لڑائی نے تبلادیا کہ
آج کل انگریزونکا ستارہ ہبوط مین ہے۔

بہرحال نواب ناصر جنگ شہید کے نعش مبارک اورنگ آباد مین لائے اور نواب
مغفرت مآب کے پہلو مین سپرد خاک کیا اس رستم جگر نواب کی مرگ ناگہانی سے خاندان آصفیہ
خصوصًا دار السلطنت دہلی پر سخت صدمہ پہونچا چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی اوستاد
شہید نے (آفتاب رفت) مین تاریخ شہادت نکالی ہے
۱۱۶۴
آپ کی شہادت کے بعد افغانان کرناٹک نے نواب مظفر جنگ بہادر کے سر پر تاج
حکومت رکھا مگر مبارک نہوا انہون نے رام داس پنڈت کو دیانتہ خطاب دیکر مستقل
دیوان کیا اور ایک ہزار سپاہ قوم فراسیس اور بیس ہزار دیسی پلٹن ہمراہ لیکر حیدرآباد کیطرف
کوچ کیا اثناے راہ مین متصل ملک کڑپہ قریب مقام راے چوٹی کے اونہین پٹھانون
سے چل گئی آخر ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری روز یکشنبہ کو طرفین مین لڑائی ہوئی۔
مظفر جنگ نمک حرام ہمت بہادر خان کے تیر سے جانبر نہوا مگر یا لک کا خون بدلا لیا

نگیا ہمت بہادر خان بھی مار اگیا اوسی ساعتمین جہنم واصل ہوا۔ اور میر نظام علیخان بہادر نے ہمت بہادر خان کے خواصی نشین رستم خان کو قتل کیا اور ہمت بہادر خان کا سر نیزہ پر چڑھا کر لشکر یونمین گہوما گیا غرض اس تدبیر سے وہ فتنہ فرو ہوا۔ مظفر جنگ بہادر کی حکومت دو مہینے رہی۔ بعد اس واقعہ کے ارکان دولت کی راے ہوئی کہ نواب میر نظام علیخان بہادر جن کی شجاعت اور رستمانہ جرئت اس معرکہ مین ظاہر ہو چکی ہے۔ سریر آراے دولت آصفیہ ہون مگر شبیر جنگ نواب نیر الملک کے جدا جد کے راے ہونے سے آخر فراسیسون نے سید محمد خان صلابت جنگ فرزند سوم نواب مغفرت مآب کو ۱۱۶۴ھ مین شہر اورنگ آباد مین تخت نشین کیا اور ادن کا سپہ سالار فراسیسی بوسی ہوا۔

جب نواب ناصر جنگ بہادر کے شہادت کی خبر دار الخلافہ دہلی مین پہونچی امیر الامرا میر محمد پناہ نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر جو سب سے بڑے فرزند نواب مغفرت مآب آصفجاہ کے تھے۔ اور دار الخلافہ مین رہا کرتے تھے دعویدار سلطنت ہوی چنانچہ سند صوبہ داری دکن حضور سلطانی سے لیکر حیدر آباد کے طرف متوجہ ہوئے اور اثنار راہ مین ہلکر مرہٹہ کو بھی ہمراہ لے لیا ۳ ذیقعدہ ۱۱۶۵ھ کو اورنگ آباد کے متصل پہونچکر خیام پذیر ہوئے اور دفعۃ عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہوے اور انتقال کیا آپ کا جنازہ دوش بدوش دہلی مین لائے اور وہین دفن کیا انہین کے فرزند میر شہاب الدین ہین جو نواب اعتماد الدولہ قمر الدینخان وزیر دار السلطنت دہلی کے نواسے تھے اور کم عمری کے سبب سے نواب صفدر جنگ وزیر دار الخلافہ کی سپردگی مین تھے یہہ لڑکا بڑا ہی زیرک اور فہم و فراست مین یگانۂ روزگار تہا

ایک روز نواب صفدر جنگ بہادر کے ہمراہ دربار سلطانی مین چلا گیا بادشاہ اس کی گفتگو سے بہت محظوظ ہوا آخر محل سلطانی مین بادشاہ نے تربیت فرمائے رفتہ رفتہ وزیر الممالک عماد الملک نواب غازی الدینخان بہادر کے خطاب سے ممتاز ہوا جب احمد شاہ ابدالی نے دار الخلافت دہلی پر ۱۱۷۰ھ مین حملہ کرکے دہلی مین لوٹ مار کرنیکے بعد نجیب الدولہ روہیلے افغانون کو وزیر سلطنت مقرر کرکے قندہار کو واپس چلا گیا تو اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نجیب الدولہ کو غازی الدینخان نے مرہٹون کی مدد سے نکال دیا انکی فوری ترقی پر صفدر جنگ کو بھی استعجاب ہوا صفدر جنگ کا یہہ شعر اسیطرف اشارہ کرتا ہے۔

رفتہ رفتہ اشک چشم در گلو زنجیر شد	طفل دو منگیر ما آخر گریبان گیر شد

ذکر سریر آرائی امیر الممالک نواب سید محمد خان بہادر آصف الدولہ صلابت جنگ

آپ فرزند سوم نواب مغفرتمآب آصفجاہ بہادر کے ہین جری اور دلاور سے تھے شہر خجستہ بنیاد بلدہ اورنگ آباد مین تخت نشین ہوے رگناتھ داس کو دیوانی سرفراز فرمایا اور فرنگیون سے صلح کرکے چند روز کے بعد بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد کا ارادہ کیا بعد پھر اورنگ آباد کیطرف رجعت قہقری کی۔ چونکہ موسم برشکال تھا برسات کے دن وہین ختم کیے مرہٹون سے ہمیشہ جنگ جدال کا سامنا درپیش تھا اس لیے بعد اختتام موسم بارش گیارہوین ذیحجہ ۱۱۶۴ احمد نگر کیطرف رخ کیا اور احمد نگر مین پہونچکر بالاجی باجی راو پیشوا کی تنبیہ کیلیے پونے کے جانب روانہ ہوے یہہ خبر سنکر بالاجی باجی راو پچاس ہزار

سواروں سے سنعد بجنگ ہوا۔ اس لڑائی کا یہہ باعث تھا کہ پیشوا نے احمدنگر پر قبضہ کرلیا تھا آخر ۲۱ محرم سنہ ۱۱۶۵ھ مین بمقام راجاپور لڑائی شروع ہوئی اس معرکہ مین سپہ سالار لشکر مشہور افسیر بوسی تھا بالآخر لشکر پیشوا کے میدان جنگ سے قدم اوکھڑ گئے اور صلابت جنگی فوج نے اوس کو شکست دی اور بالاجی راو بسواری اسپ بے زین بھاگ گیا اوس کا تپخانہ مسمار کردیا اور میدان کارزار نواب صلابت جنگ بہادر کے ہاتھ رہا اور مظفر و منصور دارالسلطنت بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کیطرف روانہ ہوئے۔

رگناتھ داس دیوان بھالکی کے نواح مین چند مفسدون کے ہاتھ سے مارا گیا نواب صلابت جنگ بہادر نے اوسکے بعد رکن الدولہ سید لشکر خان کو خدمت مدار المہامی سے سرفراز فرمایا۔

جب نواب غازی الدینخان بہادر امیر الامرا فیروز جنگ دارالخلافہ دہلی سے بحصول سند صوبہ داری دکن آرہی تھی تو ہلکر مرہٹہ بھی شامل ہوگیا تھا اوس کو انھون نے ملک خاندیس کی حکومت کیلئے سند لکھدی تھی نواب صلابت جنگ بہادر نے بھی بحال رکھا۔

اور سنہ ۱۱۶۷ ہجری کے چودھوین صفر کو صمصام الدولہ شاہ نواز خان نے خدمت دیوانی سے سرفرازی حاصل کی انہین دنو نمین نواب میر نظام علیخان بہادر کو بھی صوبہ داری برار پہ جانا پڑا اور میر محمد شریف خان بہادر شجاع الملک صلابت جنگ امیر الامرا کو ملک بیجاپور پر مگر شجاع الملک ذی قعدہ کے مہینے مین سند صدر کو بیجاپور سے طلب ہوکر خدمت دیوانی پر مقرر کیے گئے

اور صمصام الدولہ قلعہ دولت آباد مین جارہے تھے ان کو بھی نواب میر نظام علیخان بہادر نے بڑارے واپس آکر قلعہ دولت آباد سے طلب کرکے حضور مین پیش کردیا اسی عرصہ مین پشواش راو فرزند بالاجی راو نے حوالی شہر مین آکر فتنہ اور فساد مچا دیا یہ خبر سنکر نواب صلابت جنگ بہادر بذات خود اس کی سرکوبی اور رفع شر و فساد کے لئے متوجہ ہوئے چنانچہ سندکہیٹر تک روانہ ہوئے اور وہان راجہ رام چندان سے ملگیا اور پشوا نس راو صلح کا خواہان ہوا لہذا صلح ہوگئی اسکے بعد موسیٔ بسی فرانسیس اور حیدر جنگ مرہٹون سے علیحدہ ہوکر لشکر نواب صلابت جنگ بہادر مین شامل ہوگئے اور نواب ممدوح الشان مع الخیر بلدہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد کے طرف روانہ ہوئے ۔

اسکے بعد حیدر جنگ جو بسی فرانسیس کا ایک لاڈلا سردار تھا فرانسیسون کا ستارہ عروج دیکھا تو اس نے اپنے ڈہنگ جمانا چاہا ۔ جسکا اصلی منشا یہ تھا کہ آصفیہ خاندان کی خرابی ہو اور اپنا اصلی مقصود ہاتھ لگے مگر اوسکی بداندیشی اوسیکے سامنے آئی چنانچہ حیدر جنگ نے اسی ارادہ سے ابراہیم خان کاردی اور دوسرے افسران فوج و سردارون کو ہمراز کیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کا خزانہ لیکر اپنا شریک کرلیا سب اول صمصام الدولہ شاہ نواز کو قید کرلیا ۔ چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر کا اسکو کھٹکا لگا ہوا تھا اس لئے ان کو حیدر آباد بھیجنا چاہا تاکہ سمند خیالات اور توسن فکر کے دوڑانے کے لئے اون کو وسیع میدان ہاتھ آئے مگر اوس کی آرزو پوری نہونے پائی ۔ آخر یہ راز طشت بام ہوگیا اور اسی خیمہ مین قتل کیا گیا حیدر جنگ کے قتل کی خبر باکسطرح پھیل گئی مخالفین ہر طرف سے بارادہ فساد اوٹھ کھڑے ہوئے

نظام علیخان بہادر خود بدولت اوس مجمع کیطرف تشریف لائے کہ شاید فتنہ فرو ہوجائے
مگر موسی بسیی فرانسیس نے جو حیدر جنگ کا یار غار تھا پانسو جوانون کو ساتھ دفعتہ بندوقون کی
فیر کی چونکہ اقبال یاور تھا اور فتح و ظفر ہمرکاب تھے مظفر و منصور بسلطان پور مین داخل ہوئے
اس واقعہ کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے قصبہ باسم کے طرف متوجہ ہوئے
اور رجاتوجی فرزند رگہوجی بھوسلا کو ادبیانہ گوشمالی دی اور بعد ختم برشگال صلابت جنگ بہادر
امیر الممالک کے جانب نہضت کی ۔
چونکہ بوجہ پستی ہمت و کم حوصلگی نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک سلطنت رانی کی
قابلیت نہ رکھتے تھے بادل ناخواستہ عنان حکومت الممالک اپنے ہاتھ مین لیلی اور امیر الامرا
شجاع الملک بسالت جنگ کو صوبہ بیجاپور کیطرف روانہ کیا ۔
اسی اثنا مین مخبرون نے خبر دی کہ بالاجی راو والی پونہ کے برادر عم زاد سداشیو راو بہادر
نے قوی جنگ فرزند ترکتاز خان قلعہ دار احمد نگر پر بعوض چند مواضعات جاگیر کے اپنا
قبضہ کر لیا ہے ۔
اور ردوم جمادی الاول ۱۱۷۳ء باتفاق ابراہیم خان گاردی برطرف شدہ سرکار نظام فوجین
لیکر پونے سے نواح ادگیر مین آگیا ہے ۔
لہذا یہہ خبر سنتے ہی فوج برجستہ بسرکردگی محمد اسمعیل خان پنی کے روانہ کیگئی
جسنے جمعیت مرہٹہ کو تہ تیغ کیا اور مخالف کے گیارہ نشان چھین لیے اس واقعہ کے
بعد نواب نظام علیخان بہادر اوسہ کے قلعہ کے جانب سے دہارور کے طرف متوجہ ہوئے
اور ۱۵ جمادی الاول ۱۱۷۳ء مین دشمن نے لشکر نظام کے ہراول پر دفعتہ حملہ کر چہاپا مارا
چونکہ غنیم کے مقابلہ مین ان کی تعداد بالکل تہوڑی تھی شکست کھائی اور سعید الدولہ بسالت جنگ بہادر

سردار لشکر مع بعض لیران فوج مجروح ہوئے کہ لب تشنہ حوض کوثر پر دم لیا۔
اس واقعہ کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک نے بمصلحت ملک و تقاضائے وقت ساٹھ لاکھ سالانہ کا ملک دیکر مرہٹوں سے صلح کر لیا اور یہ آتش تیز جو تمام قلمرو میں بھڑک کے ہوئی تھی اسطرح فرو ہوئی۔
چند روز کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر مع نواب نظام علیخان بہادر اورنگ آباد کیطرف روانہ ہوئے اثنائے راہ مین شاہ گڑھ کے قریب مرہٹوں سے پھر لڑائی شروع ہوئی مگر لڑتے بھڑتے اورنگ آباد مین داخل ہو گئے۔
دو سال کے بعد ۲۳ ربیع الثانی ۱۱۷۵ھ مین پونہ کے تاخت و تاراج کرنے کا ارادہ ہوا مع لشکر جرار اوسطرف رخ فرمایا راہ مین قبضہ لوکر کو مع تکبدہ غارت کیا اور پونے پر چڑھائی کی اون دنون مین راجہ رامچندر فرزند چندر سین اور مغل علیخان ہواخواہان کار دولت آصفیہ سے روگردان ہوکر فوج غنیم سے مل گئے تاہم لشکر نظام نے دشمنان دین و ملت کو بیحد مجبور کیا مگر جمادی الثانی ۱۱۷۵ھ مین ستائیس لاکھ روپیہ کا ملک مقبوضہ بیدر و اورنگ آباد اور کچھہ صوبہ بیدر دست بردار ہونا پڑا۔
بعد اس واقعہ کے پونے کے متصل تعلقہ میچ محلہ متعلقہ خاص رامچندر مین خیمہ زن ہوئے اور کچھ گھوڑون کے ٹاپون سے غارت کر دیا گیا چونکہ موسم برسات قریب آ ہو گیا تھا لہذا بیدر کے جانب متوجہ ہوئے اور اوس صوبہ دلکش مین بہار [illegible] کی چونکہ زمانہ پر آشوب تھا اور مرہٹون کی بغاوت فرو نہوئی تھی اور ادھر نواب صلابت جنگ امیر الممالک کی کم ہمتی اور پست حوصلگی نواب میر نظام علیخان بہادر کو ثابت ہو چکی تھی لہذا امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کو زادیہ ناکامی مین بیٹھنا پڑا اور زمانہ نے

نواب میر نظام علیخان بہادر کو قلعہ بیدر میں مسند نشین کیا۔
جنکی بدولت ایک مستقل سلطنت کی بنیاد ملک دکن میں قایم ہوگئی نواب صلابت جنگ بہادر نے
گیارہ سال حکمرانی کئے اور قلعۂ بیدر میں ایک برس تین مہینے نظربند رہے اخر ۲۰
ربیع الاول ۱۱۷۷ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار محمد آباد بیدر میں واقع ہے۔
ع۔ امیر الممالک بجنت شده آپکے رحلت کی تاریخ ہے۔
۱۱۷۷

ذکر خیر سلطنت نواب میر نظام علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ غفرانمآب

آپ فرزند چہارمی نواب آصفجاہ مغفرتمآب کے ہین غرہ شوال ۱۱۴۲ھ سنہ ولادت ہے
اور تاریخی نام حفیظ الدین ۱۱۷۵ہجری مین سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے انکی تاریخ
سلطنت رانی اور وقایع عہد حکومت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اولوالعزم فرمانروا
مین جو خوبیان ہونی چاہیئے وہ سب اونکی ذات مین مجتمع تہین عزم استقلال حلم اصابت رائے
متانت فکر اتقا التزام صوم وصلوٰۃ اونکی فطرت مین تہا۔
اور جب آپ تخت نشین ہوئے تو راجہ پرتاب ونت کو اپنا دیوان مقرر فرمایا اور شولاپور کے
زمیندار ون سے پیشکش لیکر حیدرآباد روانہ ہوئے نواب میر نظام علیخان بہادر کا بڑا حصۂ
عمر ٹیپو اور حیدر علی اور ٹیپو سلطان سے جنگ وجدال مین گذرا ہے جنکا زمانے مین
یورپ کے دو نہایت زبردست قومین یعنے انگریز اور فرانسیس دکن کی حکومت کے لئے
کرناٹک مین باہم خونخوار لڑائیان لڑرہے تھے جسکا ذکر آیندہ اپنے موقع پر کیا جائیگا

تخت نشینی کے دوسرے سال ۱۱۷۶ہجری مین دریا بھیمرا کے اوسطرف عبور عبور فرمایا تو ادھر سے رگناتھ راو مرہٹہ صف آرا ہوکر شکست خوردہ اولٹا پھر گیا لشکریان نظام چلے گئے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے بڑار اور قصبہ پٹن تک جا پہونچے۔

ادھر دشمن نے فوج نظام سے میدان خالی پاکر قلعہ حیدرآباد کا رخ کیا اور یہان آکر محاصرہ کرلیا چونکہ اوسوقت حیدرآباد کا نایب ناظم شجاع الدولہ بہادر دلیر خان تھا اس نے فوراً قلعہ کے برجون پر توپین چڑھا دین اور شہر پناہ کی مرمت کرکے مستعد جنگ ہو بیکار ہوگیا اودھر نواب میر نظام علیخان بہادر نے پونہ پہونچکر اوسکو ایسا لوٹا کہ خانہ مفلس کیطرح بیچراغ ہوگیا الغرض مع متاع قلعہ اوسے مین پہونچکر اورنگ آباد کا ارادہ کیا یہ آغاز ۱۱۷۷ہجری مین ۲۸ محرم کو مع نصف لشکر اور چند امراء دولت آصفیہ گنگا پار ہوکر اسطرف خیمہ زن ہوئے اودھر سے راجہ پرتاب ونت وٹھل داس دیوان سرکار نظام بھی مع بقیہ لشکر اور سرداران آصفیہ ندی کے کنارے آپہونچا چونکہ گنگا طغیانی پر تھی اور راو نے ہینہ کی فکر درپیش تھی رگناتھ راو موقع پاکر سیل بلا کیطرح آپہونچا اور سخت حملہ کیا اور راجہ پرتاونت دیوان سرکار اس لڑائی مین کام آیا طرفین کے لوگ اس معرکہ مین مارے گئے آخر نواب میر نظام علیخان بہادر ۶ صفر مین اورنگ آباد تشریف لائے اور رگناتھ راو بھی تعاقب کرتا چلا آیا اور شہر کا محاصرہ کرلیا آخرکار طرفین مین صلح ہوگئی اور رگھوناتھ راو میرٹھ تک پونہ کیطرف چلا گیا۔

اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ میر موسیٰ خان بہادر احتشام جنگ خدمت دیوانی سے سرفراز ہوا۔ خوشگوار ہم رکن الدولہ جو بجانب مشرق مائل بجنوب بلدہ حیدرآباد واقع

انہین کا یادگار ہے -

الغرض نواب میر نظام علیخان بہادر غرہ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ مراجعت فرمائے بلدۂ حیدر آباد ہوکر بہت جلد پیشکش لینے کی غرض سے ارکاٹ کا ارادہ فرمایا اور راستہ مین چند روز امیر الامرا شجاع الملک کے علاقہ مین خیمہ زن رہے شجاع الملک بصلاح بسنت خان قلعہ دار قمر نگر کرنول ۵ صفر ۱۱۷۸ھ مین اکر شرف اندوز ملازمت ہوا پھر وہان سے معہ لشکر جرار تیرپتی کے جانب باگین اوٹھائین آپ کی خبر آمد سنکر سراج الدولہ والاجاہ ارکاٹ سے چینا پٹن کیطرف بہاگ گیا تہا لہذا امیر الملک تیر جنگ بہادر کو اوسکے پاس روانہ کیا چند روز بعد بارسال زر نقد معہ تحائف والاجاہ خواہان معافی تقصیر ہوا اسکے بعد بہت جلد اٹرہ لشکر ظفر پیکر نے رخ کیا چونکہ قطب الدولہ حسین علیخان فوجدار سیکاکول و راجبندری خود ہی چلا آرہا تہا راستہ مین شرف اندوز ملازمت ہوکر سعادت حاصل کی لہذا یہین سے نواب میر نظام علیخان بہادر مراجعت فرمائے بلدۂ حیدر آباد ہوئے اور بعد انقضائے ایام برشکال نواب میر نظام علیخان بہادر برار کیجانب روانہ ہوا اور صوبہ برار مین پہونچکر مکاسہ داری جانوجی سے پیشکش وصول کرکے اورنگ آباد کیطرف معاودت فرمائے اور سواد جالنہ پور مین رایات لشکر نظام منصوب ہوئے پھر ۱۱۸۲ھ مین حیدر آباد پہونچکر انتظام و بندوبست متعلقات امور ریاست مین مصروف رہے اسکے بعد سنہ ۱۱۸۲ھ مین نواب میر نظام علیخان بہادر نے سیر رنگ پٹن ملک میسور کیطرف عزیمت فرمائی ـــ

یہ زمانہ ہے جسمین انگریزون کو روپیہ کی اشد ضرورت تھی چنانچہ وارن ہیسٹنگز ہند کا اول گورنر جنرل گذرا ہے جسکے عہد مین چیت سنگہ راجہ بنارس اور بیگمات اودہ پر جو سختیان کیگئی تھین اوسکی وجہ یہی لکھی جاتی ہے کہ اسوقت انگریزون کو کئی بڑی لڑائیوں کے

سبب روپیہ کی سخت ضرورت تھی یعنے مرہٹیون اور سلطان میسور اور نوابنیسون اور ولندیزون
ایک ساتھہ لڑائی کا سامنا تھا اسلئے وارن ہسٹنگز گورنر جنرل نے سخت تدبیرین فراہمی
خزانہ کے لئے عمل مین لایا اور خاصکر چیت سنگہ راجہ بنارس و بیگمات اودہ کے
ساتھہ بڑی سختی کی اوس کا مختصر حال یہہ ہے کہ بنارس پہلے نواب وزیر والی اودہ کے
علاقہ مین تھا مگر ۱۷۷۵ء سے کونسل کلکتہ کے اکثر ممبرون نے جو گورنر جنرل کے
مخالف تھے اس کے مرضی کے خلاف بنارس کا علاقہ نواب اودہ سے چہین کر سرکار
انگریزی کی عملداری مین شامل کر لیا تہا اس کے بعد یہہ علاقہ ساڑھے بائیس لاکھ روپیہ
سالانہ خراج پر وہان کے ہندو زمیندار کے سپرد کرکے اسکو سرکار انگریزیکے سایہ حمایت
مین لے لیا اور ایک رئیس باجگزار قرار دیا تہا اب ۱۷۸۰ء مین جو سرکار کو سلطان میسور اور
مرہٹون سے لڑائیان درپیش آئین اور مصارف جنگ کیلئے روپیونکی اشد ضرورت
ہوئی تو گورنر جنرل نے راجہ چیت سنگہہ کو لکہا کہ تم کو ساڑھے بائیس لاکھ سے زیادہ خراج
دینا ہوگا اور سرکار کے ملک کے لئے کچہہ سپاہی بہیجنے پڑینگی راجہ نے اسکے بجا آوری
پہلو تہی کرنی چاہے اسلئے گورنر جنرل اس سے زبردستی اپنے حکم کی تعمیل کرانے کو بنارس
چلا آیا اور آخر اس کو چیت سنگہہ کی ناشکری سے ایسا غصہ آیا کہ اس کو گرفتاری
کرنیکا حکم دیا مگر بنارس کے لوگ راجہ چیت سنگہہ کی نہایت عزت و عظمت کرتے تھے
گورنر جنرل کا حکم سنا فوراً ہتہیار باندہ کر اوٹھہ کھڑے ہوئے اور جو سپاہی
راجہ کو گرفتار کرنے آئے تھے ان کو مار ڈالا اور پہر گورنر جنرل کے مکان کو آگہیر لیا
راجہ تو شہر سے نکل بہاگا اور گورنر جنرل نرغہ مین پہنسیا چونکہ اس کے پاس
اگرچہ اسوقت لڑنے کے قابل سپاہی نہ تھے مگر پہر بھی اوسکے حواس بجا رہے

وہان سے نکل کر جمون تون چنار گڑہ جا پہونچا پہر چار دن طرف سے فوج سمیٹ کر
راجہ کی جمعیت سے جو ۲۴ بیس ہزار آدمی کی بہیڑ بہاڑ تھی خوب جنگ کی اوس کو شکست
دیکر قلعہ بھی گڑہ جسمین راجہ چہپا تھا فتح کر لیا راجہ یہان سے بہاگ کر گوالیار چلا گیا اور
قلعہ مین راجہ کا جسقدر خزانہ تھا وہ سب گورنر جنرل کی فوج نے منگوا لیا غرض گورنر جنرل
کے ہاتھ نہ راجہ آیا اور نہ خزانہ۔ اسکے بعد گورنر جنرل چیت سنگہ کے بہتیجے کو راجہ
بنارس مقرر کر کے کلکتہ کو واپس چلا گیا اوس کے ایک برس بعد بیگمات اودہ سے گورنر
جنرل کو زر کثیر وصول ہوا اسکی کیفیت یہہ ہے کہ جب نواب وزیر اودہ نے ۱۷۷۵ء
مین انتقال کیا تو بیگمات یعنے اسکی بی بی اور والدہ نے یہہ کہا کہ نواب متوفی وصیت
کر کے مرا ہے کہ اودہ کا سارا خزانہ ہمکو دیا جائے اسپر وارن ہیسٹنگز کو تو اس امر کا
یقین نہ آیا مگر کونسل کے ممبرون نے اس دعوی کو تسلیم کر کے سارا خزانہ بیگمات کو دلوا
دیا اور نواب جانشین کو مزاحمت کرنے سے روکا اور نواب کے پاس فوج کی تنخواہ
بانٹنے اور کمپنی کا روپیہ ادا کرنے کو کوڑی نہ رہی اس کے بعد نواب نے گورنر جنرل
سے کہا کہ کمپنی کا جو روپیہ مجکو دینا ہے اس کے ادا کرنے کی مجہہ مین استطاعت
نہین ہے مگر ہان بیگمات کے پاس جو خزانہ ہے وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو مین ادا کر سکتا ہون
بیگمات پر اس وقت بھی الزام لگایا گیا تہا کہ انہون نے مال و سپاہ دونون سے
چیت سنگہہ کو مدد دی۔ الحاصل گورنر جنرل نے نواب اودہ کو اجازت دیدی
کہ بیگمات سے (۷۶) لاکہ روپیہ چہین کر سرکار کا روپیہ ادا کرے۔ اگرچہ یہہ تحقیق نہین
کہ بیگمات نے جو سارا خزانہ اپنے تحت مین کر لیا تہا اس کا ان کو کسقدر حق تھا مگر
وارن ہیسٹنگز کا یہہ فعل انصاف پر مبنی نہین خیال کیا جا سکتا۔ المختصر ملک

میسور کی لڑائیان

میسور مین جو جنوبی ہند کے اندر واقع ہے وہان پر اوسوقت حیدر علی نام ایک بڑا نامور بہادر سردار تھا جس کی لیاقت کے باعث اوس ریاست کو بڑی قدرت و دقعت حاصل ہو گئی تھی حیدر علی ابتدا مین راجہ میسور کے ہان فوج کا ایک کپتان تہا سنہ ۱۷۶۱ء مین راجہ اور اوس کے وزیر کو اوسکی ریاست سے خارج کرکے آپ میسور کا سلطان بن بیٹھا اس کو دولت آصفیہ سے خطاب بھی ملا تہا اس نے ایک فوج کثیر اور خزانہ خطیر فراہم کرکے قلعہ بیدنور پر جسمین بیشمار خزانہ جمع تہا قبضہ کر لیا یہہ خزانہ آیندہ لڑائیون مین اس کے بڑے کام آیا کچھ عرصہ بعد مادہو راو پیشواے چہارم نے حیدر علی کے علاقہ پر یورش کی اور اُس کو شکست فاش دی اسوجہ سے حیدر علی نے وہ سارا ملک جو شمالی سرحد پر فتح کیا تھا مرہٹون کو واپس دیدیا اور بتیس ۳۲ لاکھ روپیہ ادا کیا مگر اگلے سال حیدر علی نے اس نقصان کی کچھ کسر نکال لی کیونکہ وہ ملیبار کے زرخیز ملک پر جو اوس کی ریاست کی مغرب مین تھا فوج لیکر چڑہ گیا اور اوس کا اکثر حصہ فتح کر لیا اس موقع پر حیدر علی سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی جو اوس کے شان کے لایق نہ تھی وہ یہہ ہے کہ اس نے زمورن یعنے راجہ کلی کوٹ پر یورش کی تو اس نے قلعہ سے نکلکر اس کی اطاعت منظور کر لی تھی مگر پھر بھی حیدر علی نے اس کے شہر پر یکایک قبضہ کرکے اس کو لوٹ لیا اس پر راجہ نے اس اندیشہ سے کہ مبادا حیدر علی اس سے بڑھکر کوئی اور بدسلوکی کرے اپنے محل مین آگ لگا کر وہین اپنے تئین ہلاک کر ڈالا - اور گورنمنٹ مدراس و حیدر علی کے باہم سنہ ۱۷۶۶ء مین پہلے لڑائی شروع ہوئی اس جنگ مین اول تو مادہو راو پیشوا اور سرکار نواب میر نظام علیخان بہادر انگریزون کے حامی اور مددگار تھے مگر پیچھے حیدر علی نے ان دونون سے صلح کر لی اور حیدر علی کا منشا یہہ ہوا کہ سب ملکر انگریزون سے لڑین آخر

معرکہ جنگ طرفین سے گرم ہوا اوسوقت انگریزی فوج کا سپہ سالار کرنیل ہمٹ تھا
اسکے پاس فقط سات ہزار آدمی تھے اور حیدر علی و سرکار نظام کی فوجی تعداد ستر ہزار تھی
المختصر محمد علی والاجاہ نے رکن الدولہ مدارالمہام سرکار نظام کو اپنے پاس بلوایا اور بعد
گفت و شنود سرکار انگریزی و سرکار نظام کے مابین صلح کرادی۔
تاہم حیدر علی اور انگریزون سے جنوبی ارکاٹ مین دو سال تک برابر لڑائی قایم رہی
جسمین نتیجہ جنگ دونون کے حقمین مساوی رہا۔
حیدر علی ایک ایسی چال کھیلا جو اس کے حق مین مفید ثابت ہوئی یعنے سوارون کا ایک گروہ
منتخب کرکے بلابلا مدراس کے تیر و تھما جس سے کونسل مدراس پر اس قدر ہیبت چھا گئی کونسل انگریزیکو
اوس نے صلح کرتے ہی بنی مگر اس مین یہہ شرط قرار پائی کہ لڑائی سے پہلے جو صورت تھی وہی
باقی رہی جس سے پہلی لڑائی کا یون خاتمہ ہوگیا۔
اسکے بعد مادہو راؤ پیشوا نے حیدر علی پر پہر چڑہائی کی اور متواتر شکستون سے قریب تھا
کہ حیدر علی کا کام تمام ہوجائے مگر اُس نے اوسوقت مرہٹون کو اپنا سارا شمالی ملک اور بہت سا
روپیہ دینا منظور کرکے اُن سے اپنا پنڈہ چہڑایا مگر مادہو راؤ کا مرنا تہا کہ مرہٹون مین پہوٹ پڑگئی
اس وجہ سے حیدر علی نے جسقدر ملک و مال دیا تہا اوس سے المضاعف آیندہ چہہ سال کے
عرصہ مین حاصل کرلیا۔

سنہ ۱۷۸۰ء مین پہر بار ثانی صرف حیدر علی و انگریزون کے مابین لڑائی شروع ہوگئی
اس کی مختصر کیفیت یہہ ہے کہ اوسوقت انگریز مرہٹون کی اول لڑائی کے مخمصون مین
پھنس رہے تھے حیدر علی ایسے موقع کا منتظر تھا سرکار نظام اور مرہٹون کو گانٹھ کر انگریزون پر
چڑہ آیا امداد اول مرکون مین ظفر مند رہا چنانچہ انگریزون سے کئے بہت سے قلعہ فتح کرلیا اور کرنیل

حیدر علی سے دوسری لڑائی

بیلی کو معہ دوسو جوانون کے قید کردیا پہر حسب تحریر سپہ سالار مترونگے وارن ہیٹنگز نے کلکتے سے
کمکی لشکر سمندر کی راہ بہیجا اور وہ مدراس مین سپہ سالار کے پاس اوتر آیا اور لڑائی کا رنگ بدل گیا
چنانچہ سر آئیر کوٹ نے جو ایک بڑا بہادر کاروان جرنیل تہا پورٹو نووہ۔ پالی پور۔ اور بسولن گڑہ
پر تین مرتبہ میدان داری کی اور حیدرعلی کو شکست دی مگر اوسی سال یہہ شخص بیمار ہوکر چلا گیا اور
لڑائی بدستور قایم رہی اس عرصہ مین کبہی انگریز فتحمند ہوجاتے تھے اور کبہی سلطان میسور غالب
ہوجاتا تہا آخر ۱۷۸۲ع مین حیدرعلی کا یکایک انتقال ہوگیا اور اسکا فرزند ٹیپو اوسکی جاہ سلطان
میسور مقرر ہوا اس کو انگریزون سے سخت عداوت تہی اور تیزی طبیعت سے برق کی خاصیت
رکہتا تہا معرکہ آرائی اور نبرد آزمائی مین حیدرعلی کا ہمسر تہا مگر علمیت اور فطرتی شجاعت مین
اوس سے کہین بڑہکر تہا غرضکہ یہہ تخت نشین ہوکر انگریزون سے ڈیڑہ سال تک برابر لڑتا رہا
جب فوج انگریزی کرنل فلرٹن کے ہمراہ اسکے پایہ تخت سرنگ پٹن کے طرف بڑہنے
لگی تو ٹیپو سلطان نے گورنر مدراس سے صلح کرلی اس طرح دوسری لڑائی کا خاتمہ ہوا۔
القصہ نواب میر نظام علیخان بہادر بعد صلح انگریزون کے ہمیشہ حامی اور معین رہے جسکا
ذکر آیندہ ہوگا اور جس سے ثابت ہوجایگا کہ سرکار نظام سے کسقدر انگریزون کو نفع پہونچا
جسکو آج زمانہ کی آنکہین کس حالت مین دیکہہ رہے ہین۔ الحاصل ابراہیم بیگ ظفرالدولہ نے جنکی سفارش
والاجاہ نے کی تہی پانسو سوار اور دو ہزار پیدل باضافہ منصب سرفراز فرماکر محالات ولایت و [illegible]
بعہدہ علم پر مامور فرماکر خود بدولت واقبال ۶ ذیحجہ سنہ ۱۱۸۱ھ کو حیدرآباد تشریف لائے چونکہ اس سفر مین لشکر بسیار خستہ حال
دوسری شعبان سنہ ۱۱۸۳ھ مین تادیب سرکشان جنوب رویہ کے تادیب اور تنبیہ کے لیے روانہ ہوئے اور
دریای کشنا سے اوترکر قلعہ گرکنڈ کو مفتوح کیا اور راجہ رامچندر بجرم بغاوت اسیر کرکے قلعہ کلیان
ضبط کرلیا گیا پہر قلعہ نرمل کو تسخیر کرکے ظفرالدولہ ضابطہ جنگ کے تفویض فرمایا اور خود بدولت

مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے انہیں دنوں میں اسمعیل خان بنی نائب ناظم برار مقرر کئے
اور ۱۱۸۶ھ میں مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی شادی دختر امیر الامرا شجاع الملک بہادر سے
قرار پائی اور اوسکا رسم بڑی دہوم دہام سے ہوا اور انہیں دنوں میں پرانے امرا و منصبدار ونکے
عزل و نصب و تبدیل و تقرر عمل میں آیا۔

اسی اثنا میں وارہو راو کے مرنے پر نراین راو اوسکا فرزند جانشین ہوا مگر اوس کا چچا
رگہوناتھ راو متفکر و خیل ہو گیا تہا گو یا خود راجہ بن بیٹہا اور تمام سیاہ و سفید کا مالک ہو گیا
مگر ایسا شخص خالی کب بیٹھ سکتا تہا سرکار نظام کے ملک پر فوج کشی کی یہہ سنتے ہی نواب
میر نظام علیخان بہادر ۲۳ شعبان ۱۱۸۷ھ کو معہ لشکر اوس کے سرکوبی کے لئے
متوجہ ہوئے اور راستہ میں رکن الدولہ اوسکے دوسرے ہی دن جو تصفیہ معاملات
برار گئے ہوئے تھے قریب موکل لشکر میں آکر شامل ہو گئے وہان سے نواب
میر نظام علیخان بہادر قلعہ بیدر میں فروکش ہوئے اور رگہوناتھ راو بھی برسر مقابلہ
آپہونچا تہا ایک مہینے تک لڑائی کا بازار گرم رہا آخر طرفین میں صلح ہو گئی دوسرے
روز رگہناتھ راو کو نواب میر نظام علیخان بہادر نے باریابی کی عزت بخشی اور وہ آکر شرف اندوز
ملازمت ہوا اس لڑائیکا یون خاتمہ ہو گیا اس کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے
ہمنا آباد کا ارادہ فرمایا۔

اسی عرصہ میں فرمان شاہی رنگامت فاخرہ بادشاہ ہندوستان کے تیگاہ سے آئے چونکہ شاہی
زمانہ انحطاط کے عالم میں تہا دہ اکبری شوکت اور عالمگیری سطوت رخصت ہو چکی تھی صرف
برائے نام سلطنت کا نام باقی تہا تاہم نواب میر نظام علیخان بہادر نے فرمان شاہی کی
قدر فرمائی اور اوس کا استقبال کیا۔

ہمراہی رگہوناتھ راو

میسور مین جو جنوبی ہند کے اندر واقع ہے وہان پر اوسوقت حیدر علی نام ایک بڑا نامور بہادر سردار تہا جس کی لیاقت کے باعث اوس ریاست کو بڑی قدرت و وقعت حاصل ہو گئی تھی حیدر علی ابتدا مین راجہ میسور کے ہان فوج کا ایک کپتان تہا سنہ ۱۷۶۱ء مین راجہ اور اوس کے وزیر کو اوسکی ریاست سے خارج کر کے آپ میسور کا سلطان بن بیٹھا اس کو دولت آصفیہ سے خطاب بہی ملا تہا اس نے ایک فوج کثیر اور خزانہ خطیر فراہم کر کے قلعہ بیدنور پر جسمین بیشمار خزانہ جمع تہا قبضہ کر لیا یہہ خزانہ آیندہ لڑائیون مین اس کے بڑے کام آیا کچہہ عرصہ بعد مادہو راؤ پیشواے چہارم نے حیدر علی کے علاقہ پر یورش کی اور اُس کو شکست فاش دی اسوجہ سے حیدر علی نے وہ سارا ملک جو شمال مین فتح کیا تہا مرہٹون کو واپس دیدیا اور بتیس ۳۲ لاکہہ روپیہ ادا کیا مگر اگلے سال حیدر علی نے اس نقصان کی کچہہ کسر نکال لی کیونکہ وہ ملیبار کے زرخیز ملک پر جو اوس کی ریاست کی مغرب مین تہا فوج لیکر چڑہ گیا اور اوس کا اکثر حصہ فتح کر لیا اس موقع پر حیدر علی سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی جو اوس کے شان کے لایق نہ تھی وہ یہہ ہے کہ اس نے زمورن یعنے راجہ کلی کوٹ پر یورش کی تو اس نے قلعہ سے نکلکر اس کی اطاعت منظور کر لی تہی مگر پہر بہی حیدر علی نے اس کے شہر پر یکایک قبضہ کر کے اس کو لوٹ لیا اس پر راجہ نے اس اندیشہ سے کہ مبادا حیدر علی اس سے بڑہکر کوئی اور بدسلوکی کرے اپنے محل مین آگ لگا کر وہین اپنے تئین ہلاک کر ڈالا۔ اور گورنمنٹ مدراس و حیدر علی کے باہم سنہ ۱۷۶۶ء مین پہلے لڑائی شروع ہوئی اس جنگ مین اول تو مادہو راؤ پیشوا اور سرکار نواب میر نظام علیخان بہادر انگریزون کے حامی اور مددگار تہے مگر پیچہے حیدر علی نے ان دونون سے صلح کر لی اور حیدر علی کا منشا یہہ ہوا کہ سب ملک انگریزون سے لیکر آخر

معرکہ جنگ طرفین سے گرم ہوا اوسوقت انگریزی فوج کا سپہ سالار کرنل سمٹ تھا اسکے پاس فقط سات ہزار آدمی تھے اور حیدر علی و سرکار نظام کی فوجی تعداد ستر ہزار تھی المختصر محمد علی والاجاہ نے رکن الدولہ مدار المہام سرکار نظام کو اپنے پاس بلوایا اور بعد گفت و شنود سرکار انگریزی و سرکار نظام کے مابین صلح کرادی -

تاہم حیدر علی اور انگریزون سے جنوبی ارکاٹ مین دو سال تک برابر لڑائی قایم رہی جسمین نتیجہ جنگ دونون کے حقمین مساوی رہا -

حیدر علی ایک ایسی چال کھیلا جو اوس کے حق مین مفید ثابت ہوئی یعنے سوارون کا ایک گروہ منتخب کرکے بالا بالا مدراس کے قریب ہوگیا جس سے کونسل مدراس پر اس قدر ہیبت چھاگئی کونسل انگریزیکو اوس نے صلح کرلی ہی تھی مگر اس مین یہ شرط قرار پائی کہ لڑائی سے پہلے جو صورت تھی وہی باقی رہی جس سے پہلی لڑائی کا یون خاتمہ ہوگیا -

اسکے بعد مادھو راؤ پیشوا نے حیدر علی پر پھر چڑھائی کی اور متواتر شکستون سے قریب تھا کہ حیدر علی کا کام تمام ہوجائے مگر اس نے اوسوقت مرہٹون کو اپنا سارا شمالی ملک اور بہت سا روپیہ دینا منظور کرکے اُن سے اپنا پنڈ چھڑایا مگر مادھو راؤ کا مرنا تھا کہ مرہٹون مین پھوٹ پڑگئی اس وجہ سے حیدر علی نے جسقدر ملک و مال دیا تھا اوس سے المضاعف آیندہ چھ سال کے عرصہ مین حاصل کرلیا -

میسور کی دوسری لڑائی

سنہ ١٧٨٠ع مین پھر بار ثانی صرف حیدر علی و انگریزون کے مابین لڑائی شروع ہوگئی اس کی مختصر کیفیت یہہ ہے کہ اوسوقت انگریز مرہٹون کی اول لڑائی کے مخمصون مین پھنسے ہوے تھے حیدر علی ایسے موقع کا منتظر تھا سرکار نظام اور مرہٹون کو گانٹھکر انگریزون پر چڑھ آیا اور اول مرتبہ کون جین ظفر مند رہا چنانچہ انگریزون کے بہت سے قلعے فتح کرلیا اور کرنل

بیلی کو معہ دو سو جوانون کے قید کر دیا پھر حسب تحریر سپہ سالار مشرو کے وارن ہیٹنگز نے کلکتے سے
ملکی لشکر سمندر کی راہ بھیجا اور وہ مدراس مین سپہ سالار کے پاس اوتر آیا اور لڑائی کا رنگ بدل گیا
چنانچہ سر آئیر کوٹ نے جو ایک بڑا بہادر کاردان جنرل تہا پورٹو نووو - پالی پور - اور سولن گڑھ
پر تین مرتبہ میدان داری کی اور حیدر علی کو شکست دی مگر اوسی سال یہہ شخص بیمار ہو کر چلا گیا اور
لڑائی بدستور قایم رہی اس عرصہ مین کبھی انگریز فتحمند ہو جاتے تھے اور کبھی سلطان [illegible] غالب
ہو جاتا تہا آخر ۱۷۸۲ع مین حیدر علی کا یکایک انتقال ہو گیا اور اسکا فرزند ٹیپو اوسکی جگہہ سلطان
میسور مقرر ہوا اس کو انگریزون سے سخت عداوت تھی اور تیزی طبیعت سے [illegible] کی خاصیت
رکھتا تھا معرکہ آرائی اور نبرد آزمائی مین حیدر علی کا ہمسر نہا مگر علمیت اور فطرتی شجاعت مین
اوس سے کہین بڑہکر تھا غرض کہ یہہ تخت نشین ہو کر انگریزون سے ڈیڑہ سال تک برابر لڑتا رہا
جب فوج انگریزی کرنل فلرٹن کے ہمراہ اسکے پایہ تخت سرنگ پٹن کے طرف [illegible]
لگی تو ٹیپو سلطان نے گورنر مدراس سے صلح کر لی اس طرح دوسری لڑائی کا خاتمہ ہوا
القصہ نواب میر نظام علیخان بہادر بعد صلح انگریزون کے ہمیشہ حامی اور معین رہے جسکا
ذکر آیندہ ہوگا اور جس سے ثابت ہو جایگا کہ سرکار نظام سے کسقدر انگریزون کو فیض پہونچا
جسکو آج زمانہ کی آنکھین کس حالت مین دیکھ رہے ہین - الحاصل ابراہیم بیگ ظفر الدولہ کو [illegible]
والاجاہ نے کی تھی پانسو سوار اور دو ہزار پیدل باضافہ منصب سرفراز فرما کر محالات [illegible]
بعہدہ [illegible] پر مامور فرما کر خود بدولت و اقبال ذیحجہ ۱۱۹۸ھ حیدرآباد تشریف لائے چونکہ اوس عرصہ مین [illegible]
دوسری شعبان ۱۱۹۳ھ مین تادیب سرکشان جنوب رویہ کے تادیب اور تنبیہ کے [illegible] اور
دریا کشنا سے اوتر کر قلعہ گرگنٹہ کو مفتوح کیا اور راجہ [illegible] بجرم بغاوت اسیر کر [illegible]
ضبط کر لیا گیا پھر قلعہ نرمل کو تسخیر کر کے ظفر الدولہ ضابطہ جنگ کے تفویض فرمایا اور خود بدولت

مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے انہیں دنوں میں سمعیل خان بنی نائب ناظم برار مقرر کئے گئے
اور سنہ ۱۱۸۶ھ میں مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی شادی دختر امیر الامراشجاع الملک بہادر سے
قرار پائی اور اوسکا رسم بڑی دہوم دہام سے ہوا اور انہیں دنوں میں پرانے امرا و منصبداروں کی
عزل و نصب و تبدیل و تقرر عمل میں آیا۔

اسی اثنا میں دارہو راو کے مرنے پر نرائن راو اوسکا فرزند جانشین ہوا مگر اوس کا چچا
رگہوناتھ راو مستقل و خود سر وخیل ہوگیا تہا کہ گویا خود راجہ بن بیٹھا اور تمام سیاہ وسفید کا مالک ہوگیا
مگر ایسا شخص خالی کب بیٹھ سکتا تہا سرکار نظام کے ملک پر فوج کشی کی یہہ سنتے ہی نواب
میر نظام علیخان بہادر ۲۳ شعبان ۱۱۸۷ھ کو معہ لشکر اوس کے سرکوبی کے لئے
متوجہ ہوئے اور رستہ میں رکن الدولہ اوسکے دوسرے ہی دن جو تصفیہ معاملات
برار کے گئے ہوئے تھے قریب موکلہ لشکر میں آکر شامل ہوگئے وہان سے نواب
میر نظام علیخان بہادر قلعہ بیدر میں فروکش ہوئے اور رگہوناتھ راو بھی برسر مقابلہ
آپہونچا تہا ایک مہینے تک لڑائی کا بازار گرم رہا آخر طرفین میں صلح ہوگئی دوسرے
روز رگہناتھ راو کو نواب میر نظام علیخان بہادر نے باریابی کی عزت بخشی اور وہ آکر شرف اندوز
ملازمت ہوا اس لڑائیکا یون خاتمہ ہوگیا اس کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے
ہمنا آباد کا ارادہ فرمایا۔

اسی عرصہ میں فرمان شاہی و خلعت فاخرہ بادشاہ ہندوستان کے تیگاہ سے آئے چونکہ شاہی
زمانہ انحطاط کے عالم میں تہا وہ اکبری شوکت اور عالمگیری سطوت رخصت ہوچکی تہی صرف
برائے نام سلطنت کا نام باقی تہا تاہم نواب میر نظام علیخان بہادر نے فرمان شاہی کی
قدر فرمائی اور اوس کا استقبال کیا۔

اسکے بعد ہمن آباد سے نکلکر حسن آباد گلبرگہ کا ارادہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ شریف پہونچکر قلعہ کی سیر فرمائی اور حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نواز خلیفۂ حضرت مخدوم خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی زیارت سے مشرف ہوکر بارادہ کالا چبوترہ دریا بہیما کے متصل قلعہ ادگیر پہ نزول اجلال فرمایا اور اوسکے دوسرے ہی روز رایچور کے متصل بہیما کے اوس جانب خیام پذیر ہوسے اور ناصر الملک جو انمیا نگڈہ ادہونی مین نظر بند تہا بار بار ہوکر رائچور کو گیا پہر نواب میر نظام علیخان بہادر بغرض وصول پیشکش موضع کوٹورہ مین رونق افروز ہوئے۔

اسی جگہہ حیدر آباد سے صاحبزادہ بلند اقبال کی پیدا ہونیکی خبر پہونچی نواب میر نظام علیخان بہادر نے میر اکبر علیخان سکندر جاہ کے نام سے موسوم فرمایا۔

اسی عرصہ مین مخبرون نے خبر دی کہ رگناتہہ راو نے نقض عہد کیا اور قلعہ محمد آباد بیدر سے بہت سا روپیہ لوٹ لیا مرہٹون کے معاون و مددگار بہی پریشان حال جانہ ہوئے اور استعانت چاہے۔

نواب میر نظام علیخان بہادر نے بعد سنہ واقعہ ۲۲ ذیحجہ ۱۱۸۰ہ مین بعد زیارت مخدوم شیخ علاو الدین انصاری رح دریا بہیما سے عبور کرکے رگناتہہ راو کیطرف متوجہ ہوئے اور قلعہ مرغ کے قریب جا پہونچے رگناتہہ راو نواب مستطاب کی آمد سنکر بہاگ کہڑا ہوا پہر آغاز ۱۱۸۱ہ مین نواب ممدوح الشان معہ لشکر قلعہ پرینڈا ہوتے ہوئے اطراف احمد نگر مین جا پہونچے مگر پہر رگناتہہ راو برہان پور کیطرف بہاگ گیا آخر نواب میر نظام علیخان بہادر احمد نگر ہوتے ہوسے کیلنا پر جا پہونچے اور یہان سے ظفر الدولہ اور ساباجی کو نظام آباد کے گہاٹ سے اوترکر پہلے جانیکا حکم دیا اور اوسکے تہوڑے

ون بعد خود بدولت تاپتی ندی کے طرف سے آہوباغ برہان پور جا اوترے اور
رگہناتہہ راو دریاء نربدا کے اوس کنارہ پر بہاگ گیا ۔
انہین دنون مین نراین راو کی بی بی کو لڑکا پیدا ہوا اور راوسکا نام سواجی نارا ین راو
رکہا گیا چونکہ ایام بارش آ گئے تھے لہذا اورنگ اباد پہونچکر قیام پذیر رہے اور بعد
ختم برشکال ضابطہ جنگ بہادر کو رگناتہہ راو کی تعاقب مین روانہ فرمایا اوسوقت رگناتہہ راو
ملک خاندیس مین رعایا کو لوٹتا پہر رہا تہا ۔ اسکے بعد پہر نواب میر نظام علیخان بہادر
سلطان پور و تہانیسر ہونے ہوئے برہان پور جا پہونچے اور ضابطہ جنگ شریک لشکر ہو گیا
اسی عرصہ مین خبر ملی کہ فرزندان رگہوجی بہوسلا مین جہگڑا واقع ہوا اور مودہاجی نے سباجی کو
مار ڈالا لہذا نواب میر نظام علیخان بہادر آخر ماہ محرم سنہ ۱۱۸۹ھ مین ناگپور تشریف لائے مودہاجی
حاضر خدمت ہو آیا اسلئے اوسکے معاملات کا تصفیہ فرمایا اسکے واپسی کے وقت لشکر بسمت
ایلچپور کوچ کر رہا تہا کہ مختار کل الدولہ مدار المہام سرکار کو فیضو نامی سپاہی نے قتل کر ڈالا اور اسمعیل خان
پنی کو بہی مخالفت کی وجہ سے فوج نے زندہ نہ چہوڑا ان واقعات کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر
وہین خیمہ زن ہوئے اور صمصام الملک فرزند صمصام الدولہ شاہ نواز خان کو خدمت دیوانی
پر اور ظفر الدولہ کو باضافہ منصب و بخطاب مبارز الملک بہادر اور سید عاقل خان بہرام جنگ وارغہ
بہر کارگان کو منصب پنجہزاری ذات و تین ہزار سوار و خطاب برہان الدولہ و خدمت نظامت
صوبہ بیدار پر سرفرازی بخشی اور خود بدولت وسط جمادی الاول مین اورنگ آباد داخل ہوئے
بعد چندروز رگہناتہہ کے تنبیہ کے لئے مبارز الملک کو معہ جمعیت مرہٹہ کے مالوہ کے جانب
روانہ فرمایا اور خود بدولت بغرض وصول پیشکش شولاپور کے جانب متوجہ ہوئے چنانچہ دریاے
مالوہ پر خیمہ زن ہو کر بعد ختم ایام عشرہ محرم سنہ ۱۱۹۰ھ قلعہ کلیان مین فروکش ہوئے وہین مبارز الملک بہی

دولت ملازمت حاصل کی پہر وہان سے شولاپور کیطرف باگین اوٹہائین راجہ ونکیٹا نایک بحری بہادر قوم بیدر حاضر حضور اقدس ہوکر شرف اندوز ملازمت ہوا وہان سے حیدر آباد واپس ہوے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی اتالیقی مین صمصام الملک مدار المہام کو مامور کرکے اون کو حسن آباد گلبرگہ کی جانب رخصت دی۔

سنہ ۱۱۹۲ء ذیحجہ مین حیدر آباد سے کوچ کرکے گنگن پہاڑ ہوتے ہوے کونکنڈہ تک سیر فرماکر پہر داخل دار الامارت ہوئے اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر معہ نواب صمصام الملک دریا کرشنا کے کالے چبوترہ تک دورہ فرماکر رجب مین داخل حیدر آباد ہوے۔

اسکے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر دو سال تک تفریح طبع یعنے سیر و شکار مین مصروف رہے نواب شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر کا اہتمام تہا۔ شیر و چیتے و ہرن وغیرہ کا شکار فرمایا۔ چونکہ موسم گرما تہا لہذا نواب تیغ جنگ بہادر نے جابجا آبدار خانہ تیار فرماے جسمین لشکریون کو گلاب بڑا ہوا سرد شیرین پانی ملتا تہا اسی زمانہ مین معین الدولہ سہراب جنگ نے عرض کیا کہ نواب مبارز الملک ظفر الدولہ بہادر سخت علیل ہوگئے ہین چنانچہ حضور نے نظام الملک مسیح الدولہ حکیم خواجہ محمد باقر خان اور ماد نامی جراح کو اون کے معالجہ کیلئے نرمل کو روانہ فرمایا ان کو تیسری منزل پر خبر ملی کہ مبارز الملک کا انتقال ہوگیا لہذا واپس چلے آئے۔

چونکہ قلعہ نرمل کو احتشام جنگ فرزند ظفر الدولہ نے خوب مستحکم اور مضبوط کرلیا تہا لہذا نواب میر نظام علیخان بہادر نے سنہ ۱۱۹۶ھ مین اوسطرفہ کا عزم فرمایا اور کولاس تک رونق افروز ہوے اسی اثنا مین صمصام الملک نے انتقال کیا اور بلحاظ موسم برسات تہوڑا سا پیشکش لیکر مراجعت فرماے بلدہ ہوے۔ انہین ایام مین شجاع الملک کا بھی انتقال ہوا اونکی جگہہ اون کے فرزند مہابت جنگ دارا جاہ بہادر کو تعلقہ ادہونی بیجاپور مرحمت فرمایا

سنہ ۱۱۹۷ میں خود بدولت قلعہ نرمل کیطرف عازم ہوئے اور وہان پہونچکر محاصرہ
کر لیا احتشام جنگ عفوہ تقصیر کا خواہان ہوا بجائے قلعہ نرمل نظامت صوبہ برار
پر مامور کیا گیا۔ اور حفاظت قلعہ نرمل وجگتیال برہان الدولہ کے ذمہ قرار پائی اور
مبارز الملک کا مال نقد وجنس داخل سرکار کر لیا گیا بعد اس تصفیہ کے مراجعت فرمائے
بلدہ ہوئے اور صمصام الملک کے خدمت دیوانی پر غلام سید خان بہادر سہراب جنگ
معین الدولہ شبیر الملک کو سرفراز فرمایا۔
اسکے بعد بہت عرصہ تک بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین بدولت اقبال قیام پذیر رہے
اور تمام ہمت اصلاح ملک وفلاح رعایا مین صرف فرمائے اور انہین دنونمین میر ابو القاسم
میر عالم بہادر کی روانگی بجانب کلکتہ عمل مین آئی چنانچہ معہ عاقل الدولہ میر عباس علیخان
نظام یار جنگ ومیر عبد العزیز خان بہادر اور غلام نبی خان بہادر ومرزا ابو تراب خان بہادر
موسات زنجیر فیل سواری وستر مہار شتر وساٹھ سواران سلحداری براہ جگناتھ کلکتہ تشریف
لے گئے اوسوقت لارڈ کارنوالس گورنر جنرل تہا اوس سے پانچ ملاقاتین بڑی گرم
جوشی سے ہوئین اسیطرح گورنر جنرل بہادر ان کے مستقر پر ملاقات کے لئے آئے
اسکے بعد میر عالم بہادر کے سواہمراہین منصبداران سرکار نظام کو تحایف زر وجواہر سے
گورنر جنرل بہادر نے ممنون فرما کر روانہ فرمایا الغرض میر عالم بہادر وہان سے رخصت ہوکر
بعد طے منازل حیدرآباد پہونچکر تحایف مرسلہ گورنر جنرل بہادر حضور مین پیش کئے
جسکے صلہ مین خلعت فاخرہ وخطاب میر عالم بہادر حاصل کیا اوسوقت سے سرکار نظام و
سرکار کمپنی مین مستحکم سلسلہ محبت واتحاد قایم ہوگیا۔
اس عرصہ مین ٹیپو سلطان کی حکومت اور دولت بہت بڑہ گئی تھی اس جہہ سے

اندر اوس نے ایک بار قلعہ اوہونی پر حملہ کیا مگر مہابت جنگ داراجاہ بہادر فرزند شجاع الملک کے حسن تدبیر سے محفوظ رہا اودہر مہابت جنگ بہادر نے اس واقعہ کے حالت سرکار نظام کو بذریعہ عرضداشت مفصل تحریر کیا اودہر پنڈت پردہان نے ٹیپو سلطان کے ظالمانہ کارروائیون کے شکایت کے ایکطرف صاحبان انگریز اوسکے دشمن ہوگئے اسوجہہ سے کہ اوس نے کانڑا کورگ اور ملیبار کے ضلع فتح کرلئے تھے اور آخرمین اوس نے تراونکور پر جو ہند کے انتہائے جنوب مین واقع ہی حملہ کیا اور جب وہ تراونکور کی سرحدی دیوار پر جو راجہ نے اپنی ملک کی حفاظت کیلئے کھینچ لی تہی حملہ آور ہوا تو راجہ کے فوج نے اسکو ہٹادیا ٹیپو سلطان اوسکو سعلوب کرنیکی فکرمین تہا مگر راجہ تراونکور انگریزونکا دوست تہا اسلئے۔ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل نے اسکو ٹیپو سلطان کے ہاتہہ سے بچانیکا مصمم عزم کرلیا اور نواب میر نظام علیخان بہادر بہی اودہر سے اوسکے حامی ہوگئے۔ القصہ حضور نواب میر نظام علیخان بہادر نے اوّل تو ٹیپو سلطان کو بخیال حیدر علی نایک کے اوسکو دوستانہ نصحت فرمائی مگر جب کچہہ نتیجہ نہ نکلا تو آخر سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین معہ لشکر جرار قلعہ پانگل کے طرف ارادہ فرمایا اور وہان سے مرشدزادہ بلنداقبال نواب سکندر جاہ بہادر کو اور اونکی ہمراہی مین نواب مشیر الملک اور چند سرداران لشکر کو معہ فوج جرار سرینگپٹن پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور خود بدولت اوسی قلعہ مین تین سال تک قیام پذیر رہے۔ غرضکہ لشکر نظام بسالاری نواب سکندر جاہ بہادر سرینگپٹن کے طرف بڑہی اور راو پنڈت پردہان دہری پنڈت پہڑکیہ بہی دیر مین اکر شریک لشکر سرکارین ہوگیا۔ اور لارڈ کارنوالس فوج کی سپہ سالاری کیلئے خودہی کلکتہ سے مدراس

آپہنچا المختصر بنگلور جو ٹیپو سلطان کی عملداری مین دوسرے درجہ کا مضبوط اور بڑا شہر ۱۷۹۱ء مین مفتوح ہوا پہر دو مہینے بعد ٹیپو سلطان اور اسکی ساری فوج کو مقام اری کیرا پر کامل شکست ہوی اور اس واقعہ کے بعد میسور کے پایٔے تخت سری رنگا پٹن کا فتح ہونا کچہہ دشوار نہ تہا۔ کیونکہ اسکی بیرونی فصیل تک قبضہ کر لیا گیا تہا لیکن ٹیپو سلطان اور گورنر جنرل کے مابین صلح ہوگئی انگریزون کو تین کروڑ روپیہ نقد اور اوسکے مقبوضہ ملک سے ونڈیگل۔ بڑا محال اور ملیبار کے اضلاع انگریزون کے ہاتہہ آئے اور سرکار نظام کو صرف ایک کرور روپیہ نقد اور ایک کروڑ کا ملک کڑپہ وسدہوٹ وگنجی کوٹہ ہات لگا اور کورگ کا علاقہ گورنر جنرل بہادر نے اوسکے راجہ کو دیدیا اسطرح میسور کی اس تیسری لڑائیکا ۱۷۹۲ء مین خاتمہ ہوگیا اور نواب سکندر جاہ بہادر مع نواب مشیر الملک و فوج ہمراہی نصرت و فیروزی کے ساتہہ دار السلطنت حیدرآباد کے طرف مراجعت فرما ہوے ۔۔

اور اوس طرف سے نواب میر نظام علیخان بہادر بعجلت تمام دار السلطنت حیدرآباد مین آپہونچے۔ چونکہ مزاج نواب میر نظام علیخان بہادر کا ناساز ہوگیا تہا لہذا ایک سال تک اصلاح طبیعت مین مصروف رہے اور سفر مغرب کے طرف توجہ نہ فرمائی ۔

قحط سالی کا حال

اور ۱۲۰۵ھ کو ملک دکن مین خشک سالی نمودار ہوی اور قحط بڑا یہانتک کہ ۱۲۰۶ھ مین ایک سیر جوار ایکروپیہ کو ملنے کی نوبت پہونچی بلکہ تین روز تک بازار بند رہا ایک ایک دانہ کو ہر شتاب بنگیا تہا لاکہون آدمی مرگئے ہزارون ہی جانین ضایع ہوئین ہزارون محتاج اس خدائی گروہ کا کہانتک

بندوبست کیا جاتا) حضوری دیوڑہی پر فراہم ہوگئے مجبوراً دروازہ بند کردیا گیا لیکن بلوائیون نے دروازہ کو آگ لگادی اور اندر گھس پڑے بہزار دقت بلوہ منتشر کیا گیا اور اوسی روز نظامت شہر ہمت یارخان بہادر سے نکالکر بدیع اللہ خان بہادر ناظم جنگ کے سپرد ہوی اور مہاجنون کو حکم دیا گیا کہ غلہ کا ایسا بندوبست کہ بندگان خدا کو تکلیف نہو اور بنی نوع انسان اسطرح ضایع نہونے پائین ۔
انہین ایام مین سیف الملک مالی میان فرزند مشیر الملک نے عارضہ اسہال سے انتقال کیا چونکہ اونکی گہر کا یہی ایک چراغ باقی رہ گیا تہا اس صدمہ نے اونکو بہی بٹہادیا ۔
اسعرصہ مین نواب میر نظام علیخان بہادر کو خبرداروں نے خبر دی کہ مہاجی سندہیا حسب قرارداد صلاح نامہ ہر معرکہ جنگ مین شریک لشکر نظام رہنے کے لئے مع فوج آرہا ہے لہذا خود بدولت واقبال محمد آباد بیدر کیطرف متوجہ ہوے اور وہان پہونچ کر بانتظار آمد سندہیا سیر وشکار مین مصروف رہا ایک ہفتہ نہ گذرا تہا کہ مخبرون سے مسموع ہوا کہ مہاجی سندہیا مرگیا اور دولت راو اوسکا بیٹا اوسکی لشکر پر قابض ہوا ۔ اور نانا پہڑ نویس جو اسکا وزیر اعظم اور نفس ناطقہ ہوگیا ہے چونکہ اسکے رگ وپی مین فتنہ وفساد کا زہریلا اثر سرایت کرگیا تہا دولت راو کو صلح نامہ کی تعمیل کیطرف کب متوجہ ہونیدیتا چنانچہ دولت راو سندہیا کو اس نے برانگیختہ کرکے آخر سرکار نظام سے جنگ پر مستعد اور آمادہ کردیا ۔
اور اوس زمانہ مین سرجان شور گورنر جنرل ہند موافق ہدایت کمپنی کے ایسی

لڑائیون مین قدم نہ ڈالتا تہا مگر ان لڑائیونمین اپنا مطلب نکال لیتا تہا لیکن اس
عدم مداخلت کے طریق سے مرہٹون کو اپنے دلکی ہوس نکالنے کی جرأت پیدا
ہوی وہ موقع یہہ ہوا کہ مرہٹون کو سرکار نظام سے جنگ کرنیکی دلیری پیدا ہوگئی

کہرلہ کی لڑائی کا حال

چنانچہ قلعہ کہرلہ کے متصل ایک میدانمین نواب میر نظام علیخان
بہادر تیرہوین شعبان ۱۲۰۹ہجری کو تشریف لائے ہوے تھے مرہٹون نے
لڑائی شروع کردی اور میدان کارزار پار سونکا آتشکدہ بن گیا اسوقت
سرکار نظام کی فوجی تعداد ایک لاکہہ تہی۔ پہلے ہی مقابلہ مین میدان جنگ
سرکار نظام کے ہاتہہ رہا مگر دوسرے حملہ مین مشیر الملک کی سوء تدبیرون سے
نتیجہ جنگ سرکار نظام کے حق مین غیر مفید ہوا لشکریون کے قدم اوکہڑ گئے اور
اور سرکار نظام کو بادل ناخواستہ قلعہ مین پناہ گزین ہونا پڑا۔ اور ایک طرف سے پنڈارے
جو ایک لٹیری قوم اور اونکی بڑی بڑی جمعین مدت سے مرہٹون کی فوج کے
پیچہے پیچہے مثل کیدڑون کی طرح رہا کرتے تہے انکو موقع ملا دل کہولکر لشکر
کو لوٹا اور امید سے زیادہ مال و دولت سے بے نیاز ہوگئے۔

المختصر بائیس دن تک اہل قلعہ اور مرہٹون سے جنگ ہوتی رہی آخر کار پنڈت
پردہان کے ذریعہ سے طرفین مین بدین شرط صلح ہوئی کہ مشیر الملک بانی فساد اونکا
قیدی رہے۔

الغرض نواب میر نظام علیخان بہادر بعد اس واقعہ کے بارہوین رمضان کو دار السلطنت
حیدرآباد کے جانب کوچ فرمایا اور راستہ ہی مین میر عالم بہادر جو بعض امور ضروری
کے لئے پونہ گئے تہے معہ راجہ شیام راج اور راجہ رگہوتم راو شرف اندوز ملازمت

اور مشیر الملک کے غایب مین نیا بتا راجہ شیا مراج مقدمات مالی و ملکی فیصل کرتے تھے انہون نے رگھوتم راو کے کہنے سُننے سے فوج مین تخفیف کی اور انگریزی فوج جو دار السلطنت مین رہا کرتی تھی وہ بہی بشورہ میر عالم بہادر روانہ کر دی گئی تھی تخفیف شدہ فوج نے میدان خالی پاکر مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کو بغاوت پر برانگیختہ کرکے اونکی ملازمت اختیار کرلی۔

مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی باغیانہ حرکت

چنانچہ ۹ ذیحجہ ۱۲۰۹ھ کو مع غالب جنگ و سیف جنگ وغیرہ قلعہ محمد آباد بیدر پر جاکر قابض ہو گئے۔ اور ادہر سے سدی عبد اللہ خان جبشی مع اپنی فوج کے مرشدزادہ بہادر کے تادیب کے لئے پیچھے پیچھے روانہ ہوا لیکن اسپر ایک روز بحالت غفلت سداشیو ریڈی دفعتًا ایسا ٹوٹ کر گرا جس سے یہہ سخت مجروح ہوا اور اسکی جمعیت منتشر ہوگئی اور اسکی اہل و عیال سداشیو ریڈی کے ہاتھہ پڑگئے۔

یہہ خبر سنتے ہی نواب میر نظام علیخان بہادر نے پہلے تو شفقت پدری کے لحاظ سے ایک عنایت نامہ عالیجاہ بہادر کے پاس بہیجا لیکن مفتریون نے اوسکی تعمیل کیطرف اونکو رجوع ہونے نہین دیا۔ پہر ناگزیر فوج انگریزی لبسرکردگی میر عالم بہادر اور جمعیت مسیو ریمو فرانسیس و افسران پایگاہ مثل سردار الملک کہاسی میان وغیرہ مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کو لے آنیکے لئے مامور کئے گئے۔ اور سید محمد باقر خان تیغ یہہ اور محمد اعظم خان و لیسین خان وغیرہ جمعداران پایگاہ بہی اونکے شریک ہو گئے اور جب یہہ فوج متفقہ قلعہ محمد آباد بیدر کے قریب جا پہونچے تو باغیون نے انکا دلیرانہ مقابلہ کیا۔

بالآخر چارون طرف سے لشکر نظام نے باغیونکو ایسا گہیرا کہ سب منتشر و متفرق ہو گئے

ہوگئے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر نے قلعۂ بیدر مین پناہ لی اور سدا شیوردی جو
اصلی بانی اس ہنگامہ کا تہا قلعہ محمدنگر مین قید کردیا گیا اوسکو رعد جنگ فرزند سیدی
عبداللہ خان حبشی نے قتل کرڈالا اور سیف جنگ و غالب جنگ عفو قصور کے
طالب ہوے جو ایک معقول وظیفہ پر خانہ نشین کردیگئے مگر بدیع اللہ خان
کا پتہ نملا کہ وہ کدہر بہاگ گیا مرشدزادۂ عالیجاہ بہادر اورنگ آباد کے طرف چلے
گئے تہے وہان سے اونکو لیکر آرہے تہے کہ کہیڑکی منزل مین دریائے گنگا پر
باتفاق تقدیر سخت بخار آگیا آخر اوسی عارضہ سے قضا کرگئے بعض کا قول
ہے کہ مارے شرم کے زہر کہاگئے اوسی زہر سے انکا کام تمام ہوا بالآخر انکی نعش
میر عالم بہادر و موسی ریمو بکمال حسرت و افسوس دارالسلطنت حیدرآباد مین لے
آئے اور درگاہ سید حسن برہنہ صاحب رح مین مدفون ہوئے۔

نواب میر نظام علیخان بہادر کو سخت رنج وغم ہوا اور اسکے دوسرے ہی سال خود بدولت
بالائے بام آتش بازی کا تماشہ ماہ شعبان مین ملاحظہ کررہے تہے باتفاق تقدیر
دفعتاً لقوہ اور فالج عاید حال ہوگیا حکیم حمایت اللہ خان و حکیم عبدالجلیل خان
معالج رہے اور مشیرالملک بہادر بہی پونہ سے آگئے معالجہ مین کوشش کی
آخرکار ۱۲۱۳ھ ہجری مین مزاج اصلاح پذیر ہوگیا۔
اور اسکے تہوڑے ہی زمانہ بعد ٹیپو سلطان سے جنگ کا سامنا ہو ۔

میسور کی چوتہی لڑائی کا حال۔

اوسکا مختصر واقعہ یہہ ہے کہ زمان شاہ درانی جو کابل اور پنجاب
کا بادشاہ اور ہندوستان کے دشمن احمد شاہ ابدالی کا
کا پوتا تہا اس نے ٹیپو سلطان کی حمایت کیلئے شمالی ہند پر یورش کرنیکا قصد کیا

اور فرانس کا ٹرا نامی گرامی سپہ سالار نپولین بونا پارٹ اس وقت مصر پر جنگ آرا تہا اور ٹیپو سلطان نے انگریزون کو سرزمین ہند سے نکال دینے کے لئے برملا اس سے مدد مانگی تہی بلکہ یہہ کہا تہا کہ مین فرانس کی جمہوری سلطنت کا جان ودل سے شریک اور متفق ہون۔

الغرض یہہ خبر سنکر لارڈ ولزلی گورنر جنرل بہادر نے سب سے پہلے سرکار نواب میر نظام علیخان بہادر سے استعانت چاہی اور نواب محتشم کو معین و حامی بناکر سب سیڈی ایری قاعدہ پر عہدنامہ مرتب کرلیا۔

یعنے سرکار انگریزی اور ہندوستانی ریاستون کے باہم ایک رابطہ قایم ہے جو سب سیڈی ایری سسٹم (امدادی انتظام) کے نام سے مشہور ہے اس موقع پر اس کی کچہہ صراحت کرنا مناسب معلوم ہوا۔

اوّل تو یہ ڈہنگ وارن ہسٹنگز گورنر جنرل نے نواب آودہ کے ساتہہ برتا تہا پہر لارڈ ولزلی نے کُل ہندوستانی ریاستون کے ساتہہ اسی قاعدہ پر رابطہ قایم کیا اس قاعدہ کو جب کوئی ریاست عہدنامے کی رُو سے منظور کرتی تہی وہ سرکار انگریزی کی حکومت کو ہند مین سارے حکومتون پر غالب مانتے تہی اور سرکار انگریزی اسکی حفاظت اور سلامتی کی ذمہ دار ہوجاتی تہی پہر اس ریاست کی طرف سے یہہ بہی اقرار ہوا کرتا تہا کہ ہم سرکار انگریزی کی منظوری بغیر نہ کسی سے جنگ کرینگے اور نہ صلح اور اپنے ہان کنٹنجنٹ فوج رکہینگے اور اُس سے ضرورت کے وقت سرکار انگریزی کی مدد کرینگے۔ اس انتظام کی یہ بڑی شرطین تہین مگر جیسا موقع و محل ہوتا تہا۔ اسکے موافق تغیر و تبدل بہی ہوجاتا تہا

لارڈ کاوالس اور سرجان شور کے عہد مین سرکار انگریزی کا ہندوستانی ریاستون کے ساتھہ جسطرح کا رابطہ تہا اسکی علت غائی یہہ تہی کہ ہندوستانی ریاستون کی قوت آپسمین تُلی رہے کہ ایک دوسرے سے بہت کم یا زیادہ نہو جائے۔ مگر یہہ نیا قاعدہ اس سے عمدہ تہا اور اب جابجا اسی کے مطابق عملدرآمد ہے۔

الحاصل نواب میر نظام علیخان بہادر نے ۱۲۱۳ ہجری مین ایک جنگی برجستہ فوج بسرکردگی نواب میر عالم بہادر ٹیپو سلطان کی استیصال کے غرض سے سرنگپٹن دارالسلطنت میسور کے طرف روانہ فرمائی جسکا حاکم کرنل ولزلی برادر گورنر جنرل مقرر ہوا اور اسکے بعد گورنر جنرل بہادر بہی اسکے اہتمام کیلئے بذات خود مدراس چلا آیا۔ الغرض ایک فوج بنام زد کرناٹک کمپو جسکا سپہ سالار جنرل ہیرس تہا اور دوسرا کمپو بنام زد احاطہ بمبئی جسکا سپہ سالار جنرل سٹوارٹ تہا پہلی فوج مدراس کے طرف سے اوتری اور دوسری ساحل ملیبار کی جانب سے اوترائی ان لشکریون نے ٹیپو سلطان کی خوب ہی خبر لی اور پے درپے شکست دی اور سداسیر و ملاولی پر ان دونون میدانون مین ٹیپو سلطان نے شکست کہائی اور یہہ دونون کمپو بڑہتے بڑہتے میسور کے تخت گاہ سرنگپٹن پر جا پہونچے اور اوس کا محاصرہ کرلیا۔

جسوقت لشکر متفقہ نے قلعہ سرنگپٹن پر حملہ کیا اوسوقت ملازمان ٹیپو سلطان نے انگریزون سے سازش کرکے قلعہ مین داخل کرلیا اوسوقت ٹیپو سلطان علی الصباح حسب عادت قلعہ کی شمالی فصیل کیطرف کہ جہان سے لشکر انگریزی

اور لشکر سلطانی کی جنگ و جدل بخوبی نظر آتی تھی نیلے گئے اور اس مقام پر دوپہر تک ٹھہر کر کھانا کھایا اسوقت تک یہہ گمان ہی تھا کہ لشکر انگریزی اسقدر جلد حملہ اور ہوگا۔ جب ہرکارے نے خبر دی کہ تمام دمدمے اور کوچونمین انگریزی فوج آگئی ہے اسوقت بھی اسکے چہرے سے کوئی ہراس ظاہر نہوا مگر اخباری کو یہ حکم دیا کہ سید غفار اور فوج متعینہ سرنگ کو ہوشیار اور خبردار کردے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ٹیپو سلطان کو اطلاع پہونچی کہ توپ کے گولے کی ضرب سے سید غفار نے جان بحق تسلیم کی یہہ خبر وحشت اثر گوش زد ہوتے ہی ٹیپو سلطان اپنے استقلال کو قایم نرکھہ سکا پریشان ہوا اور خاص حضوری فوج کو حکم دیا کہ فوراً مسلح بجنگ ہوجائے اور اپنے خاص نوکرون کو یہہ ہدایت کی کہ وہ قرابین جو سلطان کے استعمال کیلیے نزدیک رکھی گئی تھی بار کرین الحاصل ٹیپو سلطان ایک جماعت منتخب اور مخصوص سردارون کو لیکر بعجلت تمام فصیل کے طرف جہان نقب لگائی گئی تھی آپہونچا اور وہان اپنی فوج کے ایک حصہ کو لشکر انگریزی کے ہراول کے سامنے مفرور پایا اور دیکھا کہ ہراول مذکور فصیلون پر چڑھ کر قابض و متصرف ہوگئے۔

اسوقت ٹیپو سلطان نے مفرور حصہ کو فراہم کیا اور اپنی خاص جماعت مین شریک کرکے اونکے دلونکو اسطرح بڑہایا کہ اے بہادر سپاہیو وقت حملہ آوری کا ہے اور میدان کارزار گرم اور دشمن برسر مقابلہ ہے۔

اور یہہ کہکر ٹیپو سلطان بہادرانہ بذات خاص معرکہ آرا ہوگیا اور کئی ایک یوروپین جو بیرون نقب تھے انکو گولی سے مارگرادیا جب فوج انگریزی ٹیپو سلطان کی قیامگاہ تک پہونچ گئی اوسوقت سلطان کے پاس سے اکثر بے وفا لوگ

بہاگ نکلے اور ٹیپو سلطان فصیل شمالی کیطرف متوجہہ ہوا اور چند شجیع وجوانمرد بہادران دلاور سرداروںکو ساتہہ لیکر ایک فصیل پر سے جوانمردانہ مقابلہ کیا اور کئی بار لشکر انگریزی کے ہراول کو جو آگے بڑھ رہا تہا روک ہی دیا۔ مگر اوسوقت تہوڑی انگریزی فوج خندق عبور کرکے آگے نہین آئی ہوتی تو سلطانی جوانمردون نے بہت ہی بڑا کشت وخون کیا ہوتا۔

الحنتصر چارون طرف سے انگریزی لشکر کی آمد شروع ہوگئی۔ اور گولیونکا مینہہ برسنے لگا اور سلطان بہت سے زخم کہاکر گرپڑے اور اونکے قریب کئی باوفا سپاہی بہی حق نمک سے سبکدوش مقتول ہوگئے۔ اسکے بعد اون کے نوکرون نے سلطان کو لسواری میانہ لیجانیکا قصد کیا اتنے مین ایک سوالجر نے اونکی تلوار کی حمایل کو جو بہت قیمتی تہی نکالنا چاہا تو سلطان نے اوسکو زخمی کیا۔ سوالجر نے ضرب بندوق سے اوسیوقت ٹیپو سلطان کو شہید کیا۔ انگریزون نے اون کو لال باغ کے اندر ایک عمدہ مقبرے مین فوجی رسوم وشاہی تعظیم کے ساتہہ دفن کرادیا۔ یہہ واقعہ ۱۲۱۴ ہجری مین ہوا۔

ایک شاعر نے ٹیپو سلطان کی تاریخ شہادت یہہ لکہی ہے۔

شاہ ما چون بملک برتر شد	داخل محلس پیمبر شد
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ	نسل حیدر شہید اکبر شد

۱۲۱۴

القصہ جب اس جنگ چہارم کا یون خاتمہ ہوگیا تو ملک مفتوحہ مین سے وہ ضلع جو دارالسلطنت حیدرآباد کے قریب تہے وہ سرکار نظام کے حصہ رسد آئے اور اضلاع کانڑا۔ کوام۔ مئور۔ اوردنیار۔ انگریزی عملداری

مین شامل کرلئے گئے۔ اور ریاست میسور کی حکومت کیلئے یہہ تجویز قرار پائی کہ وہان کے قدیم۔ راجہ کی اولاد مین سے ایک لڑکے کو جو گدی کا وارث تہا مسند نشین کر دیا جائے۔ جسکا راج اب تک اوس خاندان مین چلا آتا ہے۔ اور ملک میسور کا انتظام جنرل ولزلی برادر گورنر جنرل کے سپرد کیا گیا۔

حقیقت یہہ ہے کہ سرکار نظام کی حمایت و وفاداری اور سلطنت میسور کی فتحیابی سے انگریزون کی حکومت صرف دکن ہی مین نہین بلکہ تمام قلمرو ہند مین غالب مان لی گئی جسکو زمانہ کی آنکہین آج اس سرسبزی و شادابی پر دیکہہ رہی ہین۔

اور نواب میر عالم بہادر بعد اس کارروائی کے معہ فوج انگریزی ملازم سرکار نظام کنٹجنٹ داخل دار السلطنت حیدرآباد ہوسے اور حضور اقدس و اعلی نواب میر نظام علیخان بہادر مین عزت باریابی کی حاصل کی اور جمعیت انگریزی ماموره سرکار نظام کیلئے حسین ساگر کے اوس طرف چہاونی ڈالی گئی جو اسوقت الوال کے نام سے شہرت پذیر ہے اور اوسکی تنخواہ مین ملک مفتوحہ ٹیپو سلطان سے جو حصہ ملا تہا مقرر کیا گیا۔

نواب سکندرجاہ بہادر کے شادی کا حال۔

اور اسی ۱۲۱۴ ہجری مین نواب سکندرجاہ بہادر کے ساتہہ جہان پرور بیگم دختر عالی میان سیف الملک فرزند مشیر الملک ارسطوجاہ بہادر کا عقد ہوا جسمین لاکہون ہی روپیہ صرف کیا گیا۔

میر عالم بہادر کے قید کا ذکر۔

اور بعد ختم ان جشنون کے میر عالم بہادر ملک مفتوحہ گڑپہ و کنجی کوٹہ و قلعہ سدہوٹ کے انتظام کیلئے گئے اسی اثناء

مین بوجہ انقلاب زمانہ ارسطو جاہ بہادر نے ایک چال ایسی کھیل گئے کہ میر عالم بہادر کو وکالت سرکار انگریزی کی خدمت سے موقوف کروا کر قلعہ درور مین قید ہی کروا دیا اور خدمت وکالت مدار المہامی کا ضمیمہ ہوگی ۔

میر عالم بہادر بظاہر اس سزا کا مستحق نہ تھا شاید۔ ٹیپو سلطان کے اسلامی حکومت برباد کرنے کے جرم مخفی مین یہہ سزا نصیب ہوی ہو تو عجب نہین ۔

وفات حسرت ایات نواب میر نظام علیخان بہادر

اسکے چوتھے برس مرشدزادہ کیوانجاہ بہادر کا جشن تسمیہ خوانی منعقد ہوا تھا کہ عین جشن مین نواب میر نظام علیخان بہادر کا مزاج ناساز ہوگیا ہرچند علاج کیا گیا مگر کوئی سودمند نہوا آخر ۱۲۱۸ہجری ۲۸ ربیع الثانی کو ستر سال کی عمر پائے چوالیس سال حکمرانی کرکے انتقال فرمایا بعد نماز جنازہ اپنی والدہ عمدہ بیگم کے پہلو مین دفن کیے گئے ۔

تاریخ رحلت

بر روح پاک میر نظام علی مدام خوانند یا وضو ہمہ اشخاص فاتحہ	زین مصرع عجیب دو تاریخ انتخواب مستوجب بہشت و باخلاص فاتحہ ۱۲۱۸ھ ۱۲۱۸ھ

نواب غفرانماب کے بھائیون کا حال ۔

چونکہ نواب غفرانماب کے بھائیون ایک امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ بہادر تھے اور دوسرے معتقد الدولہ حسین قلیچ خان ناصر الملک ہمایون جاہ مغل علیخان بہادر تھے جنکی مختصر کیفیت یہہ ہیکہ شجاع الملک بہادر فرزند پنجمی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر بعہد امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر بیجاپور کی صوبہ دار تھی فیروزنگڈہ ادہونی و رائچور آپ کی جاگیر تہی ۱۱۹۶ہجریہ مین انتقال کرگئے اونکے بعد اون کے فرزند مہابت جنگ داراجاہ

بہادر بعہد نواب غفرانمآب اوسی جگہ پر ممتاز رہے چنانچہ اونہون نے ۱۲۰۸ھ مین ٹیپو سلطان
سے میدان کارزار گرم کیا اِن کے انتقال کے بعد انکی اولاد مین قابلیت حکمرانی نرہی
لہذا تمام جاگیر خالصہ مین شامل کرلیگئی۔

اور نواب ناصر الملک ہمایونجاہ مغل علیخان بہادر فرزند ششمی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر
قلعہ محمدآباد بیدر مین نظربند تھے جس وقت عالیجاہ بہادر باغی ہوکر بیدر گئے تھے اون کو
قوت دی مگر آخر مین سمجھایا گرچہ اون کے پند و نصیحت نے کچھہ اثر نہ کیا تو نواب غفرانمآب
نے انکو بعزت تمام دارالسلطنت مین طلب فرمایا چنانچہ ابتک اونکی اولاد عزت کے ساتھہ بسر
کرتے ہین۔

غفرانمآب کی اولاد مین سب سے بڑے عالیجاہ بہادر تھے جنکی بغاوت کا پہلے تذکرہ ہوچکا ہے
دوسرے نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندرجاہ بہادر جنکا ذکر خیر آیندہ ہونے والا ہے۔ اور
فرزند سومین نواب فریدونجاہ میر سبحانعلیخان بہادر۔ انکا انتقال ۱۲۲۰ھ مین ہوگیا۔
اور فرزند چہارمین نواب جہاندارجاہ میر ذوالفقار علیخان بہادر جو نیک مزاج اور حلیم الطبیعت
تھے اونہون نے ۱۲۲۲ھ مین ملک بقا کا رستہ لیا۔
اور نواب میر جمشید علیخان جمشیدجاہ بہادر فرزند پنجمی غفرانمآب کا پندرہ برس کی عمر مین انتقال
ہوگیا تھا۔
اور ششمی فرزند نواب میر تیمور علیخان اکبرجاہ بہادر و ہفتمی نواب میر جہانگیر علیخان سلیمانجاہ بہادر
اور ہشتمی فرزند غفرانمآب کے نواب کیوانجاہ بہادر تھے جو بذل و سخاوت مین شہرۂ آفاق تھے
انکا ۱۲۲۳ھ مین انتقال ہوا۔
الغرض بعد وفات نواب غفرانمآب کے فرزندوںمین سے نواب فلک رکاب میر اکبر علیخان بہادر

سکندر جاہ آصف جاہ ثالث نے مسند حکومت کو رونق دی جنکا حال سلطنت ہدیۂ ناظرین ہے

ذکر خیر سلطنت نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ آصفجاہ ثالث

آپ ۱۲۱۸ھ ہجری مین تخت نشین ہوئے۔ شجاعت سخاوت آپ کے فطرت مین ہتی سپاہ اور رعایا کو بہت دوست رکہتے تہے ہر معرکہ جنگ مین اپنے بہائیون سے نمایان طور پر جرنیلی قابلیت اور شاہی لیاقت کا ثبوت پیش کیا۔ چنانچہ نواب غفرانمآب کے روبرو قابل قدر فتح حاصل کی ۔ الغرض بعد وفات نواب غفرانمآب اعیان دولت وارکین سلطنت نے بصلاح نواب مشیر الملک اسطوجاہ مدار المہام سرکار عالی در دولت پر حاضر ہوئے اور تخت نشینی کے لیے عرض کیا آپ نے اس بار گران سے بمصلحت انکار کرنا چاہا مگر کارپردازان سلطنت نے سمجہا بجہا کر بٹہا ہی دیا آپکی جلوسی سواری شاہی خدم وحشم کے ساتہہ شاہی محل مین داخل ہوئی اوس وقت آپکی خواصی مین رگہوتم راؤ پیشکار رہتا۔

چنانچہ مین ربیع الآخر ۱۲۱۸ھ مین تخت نشین ہوئے اور ان معاہدون کا جو مابین سرکار نظام وسرکار انگلشیہ کے قرارداد ہوئے تہے انکو بلاکم وکاست بحال رکہا۔

فریدون جاہ بہادر کو تین ہزار روپیہ ماہانہ کے عوض چار ہزار روپیہ ماہانہ اور دوسرے بہائیون کو جو تین تین ہزار روپیہ ماہانہ پاتے تہے چہہ چہہ ہزار روپیہ کی ماہوار مقرر فرمائی۔

چند روز کے بعد مشیر الملک ارسطوجاہ بہادر نے سرور نگر مین ایک مینا بازار قائم کیا جسمین بتقریب ضیافت نواب سکندر جاہ بہادر بہی رونق افروز ہوئے چنانچہ بازار مذکور مین لکہو روپیہ تجارتی مال سوداگرون سے خرید کیا گیا اور اوسی زمانہ مین جشن تسمیہ خوانی کیوانجاہ بہادر کا جو بوجہ رحلت فرمائی نواب غفرانمآب کے ناتمام رہگیا تہا ترتیب دیا گیا اور منجانب حضور پرنور دس ہزار روپیہ کی نقط مہندی بہیجی گئی ہتی اسی پر اور سامان جشن کا تکلف خیال کرنا چاہیے

۲۸ محرم ۱۲۱۹ھ مین نواب مشیر الملک ارسطو جاہ بہادر بخار مین مبتلا ہوکر آٹھہ ہی روز کے عرصہ مین انتقال کیا رحلت کے بعد راجہ رگھوتم راو پیشکار مدار المہامی کا کام دو مہینے تک انجام دیتے رہے اونہین دنون مین سفیر انگریزی نے بہی اُمور سلطنت مین دخل دینا شروع کر دیا۔

میر عالم کی وزارت کا حال

آخر پنجم ربیع الاول ۱۲۱۹ھ مین میر عالم بہادر جو قید کئے گئے تھے نواب سکندر جاہ بہادر نے اونکو طلب فرماکر خلعت مدار المہامی سے سرفراز کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سفیر نے پھر کبھی معاملات سلطنت مین دخل نہ دیا۔

۱۲۲۰ھ مین میر عالم بہادر نے جشن سالگرہ مبارک نواب سکندر جاہ بہادر ترتیب دیا جسمین بہت بڑا تکلف کیا تھا چنانچہ اوسی جشن سالگرہ مین میر جعفر علیخان بہادر و میر حسن علیخان بہادر کو جعفر یار جنگ و اسد نواز جنگ اور تین تین ہزاری منصب و رسالہ سواران صرفخاص اور نظام یار جنگ بہادر کو حسام الملک و محمد قمر الدینخان خوشنویس اوستاد حضور کو اکبر یار جنگ اور منصب سہ ہزاری و رسالہ صرف خاص اور منیر الدینخان قاضی دار السلطنت کو سکندر جنگ و منصب سہ ہزاری و رسالہ سواران و خطابات معزز سے سرفراز فرمایا۔

اونہین دنون مین راجہ مہیپت رام جو بسر کردگی چالیس ہزار فوج بعہد نواب غفرانمآب انسداد شورش پنڈارون کے لیے روانہ ہوا تھا حسب الطلب نواب سکندر جاہ بہادر دار السلطنت مین واپس آیا چونکہ ان دنون مین خود غرضون کے خلاف واقعہ مخبری سے حضور کا مزاج معدی میر عالم بہادر کیطرف سے مکدر تھا اس نے موقع پاکر بطمع خدمت مدار المہامی اوسی برانگیختہ کردیا بالآخر سرٹم صاحب وکیل انگریزی نے عزت باریابی حاصل کرکے میر عالم بہادر کی سفارش کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راز سربستہ کھل گیا اور راجہ مہیپت رام شہر بدر قلعہ سگر شاہ پور کے جانب روانہ کیا گیا اس نے وہان پر فوج جمع کرکے سرکار سے مقابلہ کیا ادہر سے فوج انگریزی ملازم سرکار نظام

بہی اوسکی سرتابی کے لیئے فوراً روانہ کیگئی آخر بعد جنگ دیکہار و قتل مسٹر گارڈن بہاگ نکلا
اور ملہار راو ہلکر کے لشکر مین جا گہسا اور راجہ ہیبت رام کی جگہ گوبند بخش برادر راجہ چندولعل
سرداری لشکر پر سرفرازی پائی - اسی زمانہ مین ستینہ ہیا اور دوالی برار سے انگریزون کی لڑائی
کے بعد ہلکر اور راجہ بہرت پور سے لڑائی درپیش تہی جس سے مرہٹونکا زور بل ٹوٹ گیا -
انہین دنوان مین میر عالم بہادر نے راجہ چندولعل کے لیے خدمت پیشکاری کے لیے تجویز
کی مگر راجہ سورج پرتاب معروف راجہ بہیراں جو مختار دفتر مال و پیشدست میر عالم بہادر تہا
اوس نے اس تجویز سے باز رکہا آخر میر عالم بہادر نے اپنے اور حضور کے درمیان مین
چندولال کو سفیر مقرر کیا - اور جب راجہ سورج پرتاب مرگیا تو ۲۲ صفر ۱۲۲۱ ہ - بروز چہارشنبہ
خدمت پیشکاری سے سرفرازی پائی -
اور ۲ شوال ۱۲۲۳ ہ مین میر عالم بہادر نے انتقال کیا یہ شخص نہایت نیک نیت تہا خلق خدا
کو بڑا صدمہ ہوا آخر اونکی نعش میر مومن کے دائرہ مین دفن کی گئی -
میر عالم بہادر نے اپنی وزارت مین مسافرون کے آرام کے لیے شہر چینا پٹن مدراس سے
لیکر اورنگ آباد و پونہ و بمبئی تک کے رستہ مین سرائین بنوائین اور دارالسلطنت حیدرآباد مین
تالاب میر عالم جسمین تین لاکہہ روپیہ صرف ہوا تہا ابتک موجود ہے اور باغ بارہ دری کنارہ
رود موسی اور منڈی میر عالم کی ابتک یادگار ہے اور بعد وفات میر عالم بہادر کے خدمت

سرفرازی خدمت دیوانی منیر الملک بہادر

دیوانی پر اون کے داماد منیر الملک بہادر نے سرفرازی پائی
اور ۲ رمضان ۱۲۲۶ ہ مین دمدار ستارہ گوشہ شمال و مغرب مین شام سے پہر رات تک ایسا ایک
مہینے تک طلوع ہوتا رہا اور اسی سال مین جسونت ہلکر بہی مرگیا اور پونے مین
مناقشہ شروع ہوا

پنڈاروں کا قلع قمع اور سنہ ۱۲۲۹ء میں پنڈاروں نے تمام ممالک محروسہ سرکار عالی میں
فتنہ و فساد اور لوٹ مار کا ہاتھ دراز کیا راستہ بند اور ہزاروں گانوں بے چراغ ہو گئے
پنڈارے ایک لٹیری قوم تھی اور انکی بڑی جمعیتیں مدت سے سیندھیا اور ہلکر وغیرہ مرہٹوں
کی فوج کے پیچھے پیچھے مثل گیدڑوں کے رہا کرتی تھیں اور ان غارتگروں نے دریائے
نربدا کے متصل کچھہ زمین بھی پیدا کر لی تھی۔ یہ لوگ کئی سال سے وسط ہند کے لیے اور
خاص کر ملک سرکار نظام کے لیے بوجہ اونکی طرفداری انگریزوں کے گویا ایک وبائے
عالمگیر بن رہے تھے چنانچہ باجی راؤ پیشوا جو پونے میں رہتا تھا مرہٹوں کی اس سازش کا
کا سرغنہ اور اپا صاحب راجہ ناگپور بھی اسمین شریک ہو گیا تھا۔

آخر لشکر نظام اور مسٹر مالکم صاحب مع فوج انگریزی انسداد پنڈاروں کے لیے متوجہ ہوئے
انجام یہ ہوا کہ سیندھیا نے سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کر لی جسکی وجہ سے اسکی اولاد
آجتک گوالیار میں راج کرتی ہے۔ اور امیر خان جو پنڈاروں کا سردار تھا اوس نے بھی ہتھیار
ڈال دیا اسی سبب سے اونکی اولاد ابتک ٹونک میں مسند نوابی پر حکمران ہے مگر باجی راؤ
برسر مقابلہ ہوا اور پونے میں رزیڈنسی کوٹھی پر حملہ کر کے اسکو لوٹ لیا لیکن کچھہ بہت دم
خم نہ رکھتا تھا اس لیے تھوڑے ہی عرصہ میں میدان جنگ سے بھاگ نکلا اور ہر چند کئی
مقاموں پر مقابلہ کیا مگر اس سے کچھہ نہ ہو سکا آخر گدی سے اوتارا گیا اور اوسکی ریاست سرکار
انگریزی کی عملداری میں شامل ہو گئی صرف ستارہ کے آس پاس کا تھوڑا سا ملک راجہ ستارا کو
جو سیواجی کی نسل میں تھا دیدیا گیا۔

باجی راؤ کے مغلوب ہونیکے تھوڑے ہی روز بعد اپا صاحب نے ناگپور میں جو انگریز تھے اون پر
حملہ کیا مگر خود شکست کھا کر قید ہو گیا پھر چند روز بعد قید سے نکل پنجاب کیطرف بھاگ گیا اور

سکھو نمین کچھہ مدت تک بحالت گمنامی رہ کر مر گیا۔

جب امیر خان نے انگریزون کی اطاعت قبول کر لی تو پھر اور پنڈارے سردار بھی ایک ایک کر کے مغلوب و مطیع ہو گئے ان سردارون مین چیتو سب سے آخر مغلوب ہوا تھا اس نے ایک بار هلکر کی فوج مین پناہ لی اور اس فوج نے راجہ نابالغ کی سرپرست رانی تلسی بائی کو اس شک پر کہ وہ انگریزون کی طرفدار ہے قتل کر کے انگریزون کے مقابلہ کا ارادہ کیا چنانچہ اسوجہ سے ۱۸۱۷ء مین مہدپور کے میدان پر ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی اسمین فوج انگریزی فتحمند رہی اور هلکر کی فوج کے مرہٹون و پنڈارون نے کامل شکست کھائی اسکے بعد ملہار راؤ هلکر نے تو انگریزون سے سب سیدھی اسے ری قاعدے پر عہدنامہ کر لیا اور چیتو بھاگ کر آوارہ پھرتا رہا اور اسکا جتھا ٹوٹتا گیا انجام یہ ہوا کہ ملک خاندیس مین اسیرگڈھ کے پاس جنگل مین اسکو ایک شیر نے ہلاک کر ڈالا اس لڑائی کے بعد مرہٹون کے سارے ملک بلکہ سارے وسط ہند مین سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا اور لیٹرون سے امن و چین ہو گیا۔

مبارز الدولہ و سپاہیان انگریز سے لڑائی اور ۱۲۳۰ سترہوین رمضان کو فیما بین مردمان ہمراہی نواب مبارز الدولہ بہادر اور سپاہیان فوج انگریزی کے ایک حیاط پر مناقشہ ہو کر یہ نوبت پہونچی کہ جمعیت انگریزی نے مبارز الدولہ کی حویلی پر چڑھائی کی اور لڑائی شروع ہو گئی چونکہ نواب مبارز الدولہ بہادر ایک مرد دلاور و جری تھے انہون نے بھی انکا جواب دیا اور برابر ثابت قدمی سے لڑتے رہے اس اثنا مین ایک حبشی افسر پلٹن پر حملہ کیا اور اوسکا کام تمام کر کے توپ کو الٹ دیا یہ خبر سنتے ہی نواب سکندر جاہ بہادر نے معرفت راجہ چندو لال لشکر انگریزی کے افسر کو کہلا بھیجا کہ جلد یہان سے فوج چلی جائے اور نواب سکندر جاہ بہادر نے مبارز الدولہ بہادر کو اپنے پاس طلب فرما لیا اور انکو مصلحت وقت کے لحاظ سے قلعہ گولکنڈہ

مین نظر بند کیا تہوڑی مدت کے بعد پہر قلعہ سے بلوالیا اور حویلی عالیجاہ کی اون کے لیے مرحمت ہوئی —

انہین دنون مین راجہ چندو لال بخطاب مہاراجگی و علم و نقارہ و منصب شش ہزاری چہہ ہزار سوار سے اسی کارگذاری کے صلہ مین سرفراز ہوے —

ملاحظہ فوج جعفر یار جنگ بہادر اور ۱۲۳۲ھ مین یازدہم ذیحجہ کو نواب سکندر جاہ بہادر باغ قدسیہ مین رونق افروز ہوئے تو نواب جعفر یار جنگ بہادر نے اپنی جمعیت و توپخانہ کو ملاحظہ اقدس و اعلیٰ سے گذرانا چنانچہ بعد ملاحظہ جمعیت کے حضور نے خوشی ظاہر فرمائی —

بدہوائی مین جہگڑے کا حال ۱۲۳۴ھ مین امساک باران سے گرمی کی زیادہ شدت ہوئی اور وبا کا زور ہُوا اس ہیضہ کے زور و شور مین ایک روز ہنود سوانگ بنائے ہوئے پُوجا کرنیکے لیے دیول کو جارہے تھے اور اون کے ساتھ سامان پوجا پاٹ بکری و مرغ وغیرہ تہا یہ لیکر بڑی دہوم دہام دہبیڑ بہاڑ سے گاتے بجاتے مکہ مسجد کے سامنے سے گذرے مکہ مسجد کے شہدون نے انکا سب سامان پوجا لوٹ لیا اور ایک جہنڈا انکا مسجد مین کہڑا کردیا ہنود اور مسلمانون مین یہ فساد شروع ہوا اور تین دیولین توڑ ڈالی گیئن قریب تہا کہ تیغ و خنجر سے کام لیا جائے مگر راجہ چندو لال کی فہمایش سے وہ فتنہ فرو ہوگیا —

عہدیون کی لڑائی کا حال پہلے خنجل گوڑہ پر عہدیون سے وصول زر قرضہ پر لڑائی ہوئی حضرات مہدوی بعہد نواب غفرانمآب خنجل گوڑہ مین آباد ہوئے نواب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کے علاقہ پائیگاہ مین دس ہزار سوار بحکم اعلیحضرت غفرانمآب مامور کئے گئے اور اون مین دلدار خان مہدوی جمعدار معہ دو سو سواران مہدویہ کے مامور ہوکر خنجل گوڑہ مین قیام پذیر ہُوا دلدار خان حضور سے بہی تہا اور رسالہ نواب مشیر الملک بہادر مین بہی رفتہ رفتہ چار ہزار مہدوی

افغان نوکر ہو گئے اور چنچل گوڑہ ان کے تاجرون اور نوکر پیشہ سے خوب آباد ہو گیا اور
داد وستد کا سلسلہ بھی جاری ہوا انہین لوگون مین سے ایک پیرزادہ سلطان میان نامی
ارسطو جاہ کی سفارش سے دو ہزار سوار پیادون کا سردار بنا اور محلات کنگ گری وگنگاوتی
اوسکو سرکار سے عنایت ہوئی اور بعہد مدار المہامی ارسطو جاہ بہادر میر عالم بہادر انکا ستارہ
چمکتا رہا تھا بعد انتقال دلدار خان افغانان مہدویہ نے اپنا قرضہ سختی سے وصول کرنا شروع
کیا چنانچہ سلطان میان پیرزادے بھی قرضدار تھے ان سے اوسیطرح معاملہ کیا گیا اور بُری
طرح سے پیش آئے آخر ۲۸ رمضان ۱۲۳۲ھ بوقت شب سات شخص قوم سلیمان زئی کے سلطان میان
پیرزادہ کے مکان پر آئے اور اون سے لڑنا شروع کردیا پیرزادہ صاحب نے بھی اونپر حملہ کیا
اور طرفین سے چند جانین ضائع ہوئین - اس واقعہ کے بعد ۱۲۳۸ھ مین یسین خان فرزند دلدار خان
جمعدار نے ایک روز شیر آباد مین ایک معلم سے کہا کہ ہمارا دین کیون نہین قبول کرلیتے ہو

مولوی عبد الکریم صاحب کی شہادت کا حال

اسپر یہ دونون مذہبی تکرار کرتے مولوی عبد الکریم صاحب
پاس مسجد جلو خانۂ میر عالم بہادر مین جسکو اب منڈی میر عالم کہتے ہین آئے اور یسین خان جمعدار
مہدویہ نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ فضائل مہدی بیان فرمائین مولوی صاحب نے فرمایا
کہ کس مہدی کے کیونکہ بقول تمہارے ایک مہدی ہین جنکی مہدویت ہمارے نزدیک
ثبوت کو نہین پہونچتی ہے اور دوسرے مہدی وہ ہین جنکا ظہور ہونے والا ہے یہ بات
سُنکر یسین خان کو مذہبی حرارت سے غصہ چڑھ آیا اور بحالت غضب کہنے لگا کہ ہمارے
مہدی سچے ہین جو انکا قائل نہین وہ برگشتہ مطلق ہے جب مولوی صاحب نے یسین خان کو آمادہ
فساد دیکھا تو مسجد سے باہر چلے جانے کے لیے کہا اور لوگون نے اوسکو باہر کردیا مگر اس
کشاکشی مین اوسکے کہین پیشانی پر کھرونچا آگیا اور ایک دو قطرے خون کے بھی نکل آئے

وہ حوض جلوخانہ پر بیٹھ گیا استنے مین ایک مہدوی زادے کی نظر اوسپر پڑی اور آدمی دیکھکر اپنے ہم قوم مین خبردی قریب شام بلا تعداد مہدوی لوگ جلوخانہ مین بھر گئے اور ہنگامہ مچادیا چونکہ سلخ ذیحجہ ۱۲۳۴ھ تھی اور منیر الملک بہادر حیتہ مین علم استادہ کرنے چلے آئے تھے جب یہ سُنا تو مہدویون کو منع کیا چنانچہ حکیم خواجہ احمد خان نے ان لوگون کو سمجھایا مگر کب باز آتے تھے استنے مین دائم خان بہادر اور حسن خان بہادر جمعداران مندوزی اہل نشتن بھی آگئے اور مولوی صاحب سے عرض کیا کہ اس موقع پر یہان سے اوٹھ چلئے مولوی صاحب نے کہا کہ جب مین مدینہ طیبہ مین مقیم تھا جناب سلطان الانبیا صلعم نے خواب مین ارشاد فرمایا کہ اسے عبدالکریم تو حیدرآباد جا وہان تیری آرزوے شہادت برآئیگی لہذا مین یہان سے اب اور کہین نہین جاسکتا اور نہ اس مسجد کو چھوڑ سکتا۔ القصہ عنایت خان پرورزی نائی یہ سوار تھا مسجد مین گھسنے کا ارادہ کیا دائم خان اور حسن خان بہادر دونون نے اسکو روک دیا اور کہا کہ بھائی عنایت خان تمکو یہ مناسب نہین ہے کہ مسجد مین فساد برپا کرو اگر فساد کروگے تو یاد رکھو کہ قیامت تک فریقین مین تلوار چلتی رہے گی مولویصاحب پر اس قدر ظلم کرنا قرین مصلحت نہین اور نہ یہ فعل جوانمردی مین داخل ہے لیکن عنایت خان نے نہ مانا آخر دونون مین سے تلوارین نکل پڑین عنایت خان مارا گیا اور دائم خان نے بھی جام شہادت نوش کیا حسن خان نے بھی سخت حملہ کیا اور خود بھی زخمی ہوا چند مہدی زادے قتل کئے گئے آخر بہت سے مہدوی لوگ اندر گھس آئے اور بندوقون کا فیر کیا تاج محمد خان اور ایک عرب نے عین نماز سنت مغرب مین شہادت پائی اور یسین خان اور مہدوی زادے مولوی صاحب کی تلاش مین تھے استنے مین مولویصاحب

نہایت استقلال سے آواز دی کہ ادہر آؤ مہربان مین یہان منتظر وقت ہون یہ سنتے ہی
لیسین خان مولوی صاحب کے سینۂ بے کینہ پر چڑھ بیٹھا اور خنجر سے اونکو شہید کر ڈالا
اور اپنے چودہ مقتولونکی لاشے اوٹھا لیگئے۔ اور سید نصرت مہدوی زادہ
داروغہ ہرکارگان نے بہت جلد حضور مین جاکر اس واقعہ کو ظاہر کر کے عرض کیا
کہ مولوی صاحب خود ہی اپنی جہالت سے مارے گئے۔
دوسری محرم بروز چہارشنبہ سید نورالاولیا صاحب نے علماء دارالسلطنت کو اطلاع دی
کہ ایک رکن رکین مذہب سنت وجماعت کا ناحق خون ہوگیا جسکا انسداد فی الوقت
نہو سکا اس لیئے جایز ہوسکتا ہے کہ اس واقعہ کا بالاتفاق تدارک کیا جائے چونکہ
ایک ایسا عالم جید اسطرح شہادت پاچکا ہے تو ایسا ہی دوسرے کی بہی نوبت
آنے والی ہے یہ سنتے ہی ذوالفقار خان بہادر شریعت پناہ بلدہ و قاضی شیخ
حیات اللہ و مولوی حافظ میر شجاع الدین صاحب اور مولوی غلامی صاحب مکہ مسجد
مین جمع ہوگئے اور بروز جمعہ جہاد کا وعظ پکار دیا یہ سنتے ہی راجہ چندو لال نے
غوث خان جمعدار کی زبانی کہلا بہیجا کہ گو آپ صاحبون کا جمع ہونا درست ہے
مگر مکہ مسجد شاہی محلات کے قریب ہے اس سے بہتر ہوگا کہ جامع مسجد مین فراہمی کی
صورت ہو اور ہم بہی آپ کے ہمراہ ہین المختصر ایک لاکھ آدمیون کا ہجوم ہوگیا
اور ایک نشان محمدی بہی استاد کیا گیا اب ہجوم عام و بلوۂ عظیم مین کون کسکی
سنتا تہا اودہر مہدوی زادے بہی تیغ و بندوق و ساز و سامان جنگ سے جہاد کے مستعد
ہوگئے اور ادہر سے نیاز مند خان بہادر اور منصور خان بہادر و صالح محمد خان
و عبدالرحیم خان و بیر احمد خان و محمد خان گلگیانی وغیرہ جمعدار بہی اوٹھ کہڑے ہوے

اور دروازۂ یاقوت پورہ سے نکل چنچل گوڑہ جا پہونچے اوسوقت فریقین سے گفتگو یہ ہوئی کہ مہدوی نزادے یسین خان کے دینے پر رضامند ہو گئے مگر اوس سے قصاص مین روشن میان طلب کئے گئے چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر غفرانمآب کے عہد مین یہ لوگ ہمیشہ جنگ مین رہے تھے اب انکو ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھا رہنا کب گوارا تھا قصہ کوتاہ لڑائی چھڑ گئی پہلے نیاز بہادر خان اور شمشیر خان مہدوی سے لڑائی ہوئی نیاز بہادر خان نے شمشیر خان کا کام تمام کردیا اور خود بھی زخم اوٹھا کر شہید ہوا پھر سبزہ میان بہاچہ منصور خان نے مہدویون پر سخت حملہ کیا اور بعد قتل کئی ایک مہدویون کے خود بھی شہید ہو گیا منصور خان نے بھی بہت سے مہدوی زادون کو قتل کرکے شربت شہادت نوش کیا اور مرزا نصیر بیگ ولایتی نے بھی مہدوی زادون کو تہ تیغ کرکے خود بھی شریک شہدا ہوا محمد خان گگیانی اور غلام جیلانی خان فرزند کنو میان جمعدار و شیخ حیات اللہ اصل بانی قصہ نے سیکڑون لاشین میدان جنگ مین گرادین اور خود زندہ رہا اس عرصہ مین جمعیت عرب بھی آپہونچی اور اونہون نے بھی مہدویون کو نشانہ بندوق بنالیا بچارے اکثر مہدوی زادے میدان لڑائی سے نکل اپنے گھرون مین جاکر پناہ لی اور رات بھی ہو گئی تھی لیکن اتنے مین اس واقعہ کی خبر نواب سکندر جاہ بہادر کے گوش زد ہوئی دفعتًا غضب سلطانی جوشش زن ہوا آدھی رات گذری تھی کہ بنام راجہ چندولال حکم صادر ہوا کہ معًا جمعیت انگریزی متعینہ لوال کو حکم دیا جائے کہ وہ فی الفور آکر چنچل گوڑہ کو صبح تک خاک مین ملادین چونکہ راجہ چندولال بھی مہدوی زادون سے داغ کھائے ہوا تھا فورًا حکم کی تعمیل کیگئی چار ہزار فوج مع توپخانہ انگریزی و مارتنٹ صاحب و مادثن صاحب وکیل سرکاری و سدرلین صاحب بتعجیل تمام آکر چنچل گوڑہ

کو گھیر لیا اور حکم کے منتظر رہے کہ ہیچ کو باغیون نے ہتیار ڈالدیئے بالآخر راجہ چندولال کی سفارش پر اونکی جان بخشی ہوئی مگر حکم دیا گیا کہ آج سے تیسرے دن تک کل قوم مہدوی شہر سے چلے جائین چنانچہ کچھہ تو بجانب کرنول اور کچھہ ہندوستان کیطرف اور بعض غربا دیہاتون مین جا بسے اور جب چنچل گوڑہ مہدوی زادون سے بالکل خالی ہوگیا اور اونکا خاطر خواہ اخراج ہوچکا تو شاہ یار الملک بہادر کو معہ پلٹن کے چنچل گوڑہ مین رہنے کے لیے حکم دیا گیا صرف سلطان میان کے فرزند محمد صاحب میان اور کرار نواز خان بہادر جو تعلقات گنگاوتی و ملدرک مین تھے یہ دونون سردار قوم شریک بغاوت نہ تھے باقی رہ گئے

شہادت عزت یار خان صدر الصدور کا حال

اور ۱۲۳۸ھ مین عزت یار خان بہادر صدر الصدور اور صاحب دستخط سرکار وطبیب تھے اثنا راہ چارکمان مین چار مہدویون نے نبض دکھانے کے بہانے سے قریب جاکر اونکو خنجر سے شہید کیا ایک اونمین سے نکل گیا اور باقی تین راستے مین بھاگ رہے تھے اور جب مبارز الدولہ صاحبزادے کے دروازہ پر سے گذرے ان تینون کا کام تمام کردیا گیا - یہ خبر سنکر نواب سکندر جاہ بہادر طالب الدولہ حسن علیخان بہادر کوتوال شہر کو حکم دیا کہ گھر گھر تلاشی ہو جہان کہین مہدوی پائے جائین گرفتار کیے جائین اور آیندہ کے لیے بندوبست کردیا جائے کہ آنے نہین پائین -

لطیفہ

راجہ چندولال کو اکثر شعر و سخن کا زیادہ شوق تھا ایک روز چندا نامی کنچنی جو بہت بڑی مالدار اور صاحب طبل و علم تھی ماہ لقا بائی خطاب تہا حاضر جوابی مین لاجواب تھی اور موزونیت طباعی مین زبانزد خاص و عام تھی اس کے روبرو راجہ چندولال نے یہ مطلع پڑھا

ہم چین کہان جب سے مری آنکھ لڑی ہے	ملنے کی بخومی تو بتا کون گھڑی ہے

چندا نے فی البدیہہ جواب دیا۔

پہلے ہی سے چلا کے مرغ دلکو ستا گئے	اے مرغ سحر چپ ہو اہی بات لڑ گئی

وفات حسرت آیات نواب سکندر جاہ بہادر   المختصر ان واقعات کے دو سال بعد نواب سکندر جاہ بہادر کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا جس سے آپکو محبت زیادہ تھی اور اوسی اشتداد غم مین آپکا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گیا آخر ایسے رعایا پرور رحمدل رئیس کو بیماری نے آگھیرا ہر چند علاج کیا گیا مگر کچھہ سودمند نہ ہوا ۴۲ سال کی عمر ۲۶ سال حکمران رہکر ۷ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ بروز جمعہ انتقال ہوا خلق خدا مین ایک شور عظیم گریہ و بکا کا تہا آخر صحن مکہ مسجد مین دفن کئے گئے آپکا مزار پرانوار آپ کے جدہ ماجدہ کے پہلو مین ہے۔

تاریخ رحلت

چون سکندر جاہ از آفاق رفت	ہر مکان شد از غمش بیت الحزن
برکشیدم آہ گفتم سال او	راہی فردوس شد شاہِ دکن
کرد شاہِ دکن ز دہر کنار	در ہزار و دو صد و چہل و چہار

آپ کے صاحبزادگان بلند اقبال سے سب مین بڑے نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصف جاہ رابع اور دوسرے نواب بشیر الدین علیخان بہادر صمصام الدولہ اور تیسرے نواب میر گوہر علیخان بہادر مبارز الدولہ اور چوتھے میر تفضل علیخان بہادر میر بادشاہ پانچوین نواب میر تہور علیخان بہادر منور الدولہ اور چھٹے نواب میر ذوالفقار الدولہ بہادر اور ساتوین نواب میر محمود علیخان بہادر اور آٹھوین نواب میر داور علیخان بہادر قمر الدولہ نوین نواب میر فتح علیخان بہادر مظفر الدولہ تھے اور آٹھہ ہی صاحبزادیان تھین

ان سب مین سے بعد انتقال نواب سکندرجاہ بہادر رمغفرت منزل کے نواب فرخندہ علیخان بہادر ناصرالدولہ جو سب سے بڑے دیندار عالم متقی تھے سریرآرائی دولت آصفیہ ہوے جنکا ذکر خیر وحال سلطنت ہدیہ ناظرین ہے -

ذکر خیر سریرآرائی سلطنت آصفیہ نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصرالدولہ آصفجاہ رابع خلداللہ ملکہ ودولتہ

آپ ۱۲۰۹ھ مین پیدا ہوئے اور بعد انتقال نواب مغفرت منزل کے اوسیوقت راجہ چندولال نے آپ کے نام سے منادی کردادی اور بعد زیارت خود بدولت سریرآرائے دولت آصفیہ ہوئے اور اپنے جلوس میمنت مانوس سے رونق تازہ دی ارکان دولت واعیان سلطنت وسفیر سرکار انگلشیہ حاضر دربار شاہی ہوئے نواب منیرالملک بہادر اور نواب شمس الامرا بہادر وراجہ چندو لال اور مارٹن صاحب بہادر رزیڈنٹ سرکار انگریزیہ نے نذرین پیش کین اور ایک جدید عہدنامہ حسب عہدنامہ سابقہ مابین سرکار عظمت مدار دکار دولت مدار مرتب ہوا -

انہین دنون مملکت دکن مین خشک سالی نے اپنا زور دکھلایا دوسال تک قحط رہا منجانب حضور سلطانی حکم صادر ہوا کہ بنی نوع انسان کی حفاظت کیجائے اور غلہ کے بہم پہونچانے اور مہیا رکھنے کے لیئے بندوبست کامل کیا جائے -

اور خود بدولت بغرض سیر وشکار سرورنگر ونظام نگر وقلعہ محمد نگر کیطرف معہ محلات شاہی وخدم وحشم متوجہ ہوئے -

۱۲۴۴ھ مین بروز عید الفطر دربار آراستہ ہوا اور ارکان دولت واعیان سلطنت نے نذرین پیش کین وخلعت وجایزہ سے سرفراز ہوئے -

اور بعد برخاست دربار شاہی چند سپاہی ہمراہیان محمد صاحب میان خلف نواب سلطان میاں صف شکن جنگ دیوان عام مین آکر اپنی تنخواہ کے لیے محمد صاحب میان کو روکا اور بقیہ تنخواہ کے خواستگار ہوئے بعد گفتگو طویل نوبت جنگ کی پہونچی اور خود معہ دو سپاہی کے حق نمک شاہی سے سبکدوش ہوئے۔

اور ۱۲۴۶ھ مین پل چادر گہاٹ بحکم نواب ناصرالدولہ بہادر تیار ہوا۔ تخمیناً پچاس ہزار کا صرفہ ہوا

تاریخ بنائے پل

ناصرالدولہ شاہ آصف جاہ	کہ عدلش سے کہے ندید نگاہ
شد چو حکمش براجہ چندو لعل	زود سازند پل بہ شام و پگاہ
باسر عقل سیحبر اسٹورٹ	پل بناکرد سہل مہر دباہ ۱۲۴۶ھ

مبارزالدولہ کی شورش

انہین دنون مین نواب مبارزالدولہ بہادر نے چند روز پیشتر روہیلون کی جمعیت نوکر رکھی ہتی باتفاق زمانہ کئی مہینے کی تنخواہ دستیاب نہوئی مرشد زادہ بہادر نے چاہا کہ کارپردازان سرکار کو توجہ دلاکر متنبہ کرون چنانچہ اسی بنا پر کچھ شورش مچائی اہلکاران سلطنت نے انکو جمعیت انگریزی کے ساتھ قلعہ محمد نگر مین روانہ کر دیا پہر دو سال کے بعد اپنے مسکن و مقام پر بحصول اجازت سلطانی واپس آگئے۔

۱۲۴۶ھ مین موسی ندی کو طغیانی ہوئی اور فصیل بازو کے پل قدیم شکست ہوگئی بازار گہانسی و حوض چار محل و بازار سدی عنبر وغیرہ بہہ گیا۔ اسی سال جشن سالگرہ مبارک قرار پایا اور بتقریب جشن سالگرہ راجہ چندولال کو راجایان راجہ خطاب ہوا اور شش ہزاری پنجہزار سوار و جاگیر منصب سے سرفرازی ہوئی۔ علی ہذا اور امراء دولت بہی آصفیہ خطابات و مناصب سے مفتخر ہوئے۔

سکھہ اور عربون کی لڑائی کا حال

۱۲۴۷ھ مین مابین سپاہیان جمعیت عروب اور سکھون کے خونریز لڑائی ہوئی اسکا قصہ یون ہے کہ عبداللہ بن علی مدبر جنگ اور شیخ احمد عبادی بہر یار جنگ بہادر جمعداران عرب کے علاقہ مین اور دو ہزار جوانان عرب تازہ وارد کی بھرتی ہوئی یہ امر جمعیت سکھون کو ناگوار گذرا چونکہ اونکو اپنی سپہ گری پر گھمنڈ تھا ہر ایک کی قوت کو اپنے سامنے ہیچ جانتے تھے عربون سے چھیڑ چھاڑ شروع کی ایک روز اپنے غرور مین آکر جلوخانہ راجہ چندو لال مین عربون سے باتیغ و خنجر مقابلہ کیا عرب تو ایک بلا کے پتلے اور دانشمند ہین ایکبار کچھہ تھوڑے ہی سے سکھون کے قتل پر اکتفا کرکے خاموش ہو رہے مگر سکھون نے جب پھر شرارت شروع کی تو بار ثانی شجاعان عرب نے سکھونکی خوب ہی خبر لی کم و بیش دوسو جوانان سکھہ کا سر کاٹ اور بال پکڑ کے شہر مین تشہیر کرکے انکا ساز و سامان لوٹ لیا تھا راجہ چندو لعل نے انکی بزدلی دیکھہ کر موقوفی کا حکم دیا حضور سلطانی سے بھی سکھون پر عتاب نازل ہوا اور حکم دیا گیا کہ یہ لوگ شہر بدر کردئیے جائین چنانچہ سکھون نے اپنی بود و باش اننت گری مین اختیار کر لی اور اب تک بھی چند سکھون کے مکان اننت گری مین موجود ہین۔

اس واقعہ کے بعد عربون کا زور و شور شروع ہو گیا ان لوگون نے سلسلہ ملازمت کے علاوہ داد و ستد کا طریقہ جاری کر دیا اور زر قرض کے وصول کرنے مین سختیان شروع کین جنکی سختی کا کوئی متحمل نہین ہو سکتا تہا سیکڑون روپیہ کے مالک اور لاکھون روپیہ کی جاگیر و مقطعہ جات پر قابض ہو گئے اور بعد سود سے نفع اوٹھایا اور ایک ایک جوان عرب دو دو تین تین جگہہ پر مامور ہو کر تنخواہ پانے لگا۔

۱۲۵۱ھ مین راجہ چندو لال بہادر نے اپنے نواسہ راجہ نریندر بہادر فرزند راجہ دہراج کی

شادی کا جشن ترتیب دیا اور اِس تقریب مین حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر بہی ضیا فتار وق
افروز ہو کر بانیان جلسہ کو معزز اور ممتاز فرمایا۔

جوانان لین و روہیلون وعربونکا مناقشہ انہین دنون مین جوانانِ لین و روہیلون کے
درمیان ہنگامہ برپا ہوا اصل اسکی یہ ہوئی کہ ایک روہیلہ کارروان مین ایک دوکان پر
غلہ لے رہا تہا اتنے مین کہین ایک جوان لین کا بہی غلہ خریدنے آنکلا ان دونون
سپاہیون مین تکرار ہوگئی اور دونون زخمی ہوئے یہ حال دیکہکر دونون طرف کے لوگ
جمع ہوگئے اور لڑائی چھڑگئی ادہر غلام حسین کمندان لین زخم کہا کر گہر آیا اور پچاس
جوانان لین ادس کے مار ےگئے اوس نے بیس ہزار جوانان پلٹن فراہم کرکے مع توپخانہ
دروازۂ پل قدیم کے باہر سنتوش پورہ اور کاروان تک فوج کو جا دیا۔ ادہر روہیلہ بہی کم
سے کم چار ہزار جمعیت روہیلون سے جمع ہو کر شاہ شبلی صاحب رح کی درگاہ اور پہاڑیون
مین مورچے قائم کرکے مستعد بجنگ ہوگئے قریب تہا کہ معرکہ جنگ گرم ہو یہ سنتے ہی
راجہ چندو لال نے سرداران عرب مثل عبداللہ بن علی مدبر جنگ اور شیخ احمد علی عبادی
ببر یار جنگ کو مقام معرکہ پر روانہ کر دیا اور اِن دونون سرداروں نے فریقین مین صلح کرادی
اس قصہ کا یون خاتمہ ہوگیا اس کے ایک سال بعد ۱۲۵۲ھ مین روہیلون اور عربون کے
درمیان صورت قضیہ واقع ہو کر ہر دو فریق باہم لڑمرے تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ایک
روز حسینی باورجنگ کے مکان پر ایک عرب اور ایک روہیلہ اپنا قرض مانگنے آئے
ان دونون مین تکرار سے تلوار کی نوبت پہونچی اور طرفین کے چار جوان باہم لڑکر
قتل ہوئے اس کے ساتھ ہی شہر مین ہنگامہ مچگیا اور بہت سے عرب روہیلون کے
ہاتھ سے ہلاک ہوئے بالآخر سرداران عرب نے راجہ چندو لال کو ایک معقول رقم نذرانہ

دیگر روہیلون کو شہر بدر کروادیا چنانچہ یہ لوگ دیہاتون مین جاکر زمینداروں کی نوکری اختیار کرلی اور بعض اپنے وطن چلے گئے۔ اب تو کوئی روہیلہ آنے ہی نہین پاتا ہے اگر کوئی بھولا بھٹکا آ ہی گیا تو فوراً بذریعہ پیڈر روانہ کردیا جاتا ہے ۔

اہل حدیث دکن مین آنیکا حال

سنہ ۱۲۵۵ھ مین مملکت دکن مین اہل حدیث آ گئے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولوی سید احمد صاحب جو طریقہ نبویہ کے زندہ کرنیوالے تھے جب شیر سنگھ والی پنجاب سے لڑکر شہید ہو گئے تو انہین کے خلفا ملک ہندوستان مین منتشر ہوکر اپنے سچے دین اسلام کو جو رخنہ اندازونکی وجہ سے افراط وتفریط ہوئی تھی اوسکو بتاتے اور تاریکیون سے نکالتے پھرتے تھے جنکا اصلی منشا یہ تھا کہ حکومت اسلام اور اس پاک مقدس دین مین جو دنیا پرستون کی بدولت نوایجاد خرابیان واقع ہوگئین ان مرفوع کیجائے اور اسلامی قوت اور اسلامی عزت کو ترقی ہو اور وہی صاف چشمہ جسکی نہر سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے نکلی تھی مومنین کے دل وجگر مین جوش مارے ۔

چنانچہ انہین کے خلفاؤن مین سے دو شخص ایک مولوی ولایت علیصاحب اور دوسرے مولوی سلیم صاحب دارالسلطنت حیدرآباد مین آئے اور احادیث کے ترجمے و رسالہ کے ذریعہ سے اپنا اصلی مطلب نکالنا شروع کردیا اسپر کسی نے شرک کا الزام قائم کیا کسی نے کافر کا خطاب دیا۔ آخر مولوی عنایت علی صاحب تو اور کہین چلے گئے مگر مولوی سلیم صاحب نے مرشدزادہ نواب مبارزالدولہ بہادر تک اپنی رسائی پیدا کرلی اور اونکی طبیعت کو مکروہات اور دنیوی خیالون سے پھیر دیا مرشدزادہ بہادر بھی علم دوست تھے اس سیلے اونکے پورے مطیع ہوگئے ادہر مولوی سلیم صاحب نے یہ موقع غنیمت جانکر خفیہ بذریعہ خطوط اپنے ہم خیالون کو جو دہلی پٹنہ اور ۔ لاہور ۔ مدراس ۔ بمبئی ۔ سورت مین اس طریقہ کے پیرو لوگ کم سے کم دو لاکھ آدمیونکی

تعداد کا اندازہ تہا اونکو خط لکہہ بھیجا کہ ایک خاص تاریخ مین تمامی قلمرو ہندوستان مین ایکبارگی آتش فتنہ مشتعل کردین اور ہر جگہ تیغ وخنجر سے کام لین چنانچہ نواب غلام رسول خان والی قلمرو کرنول نے بہی گیارہ سو ضرب توپ تیار کرلی اور ایک لاکہ روپیہ کا گولہ بارود فراہم کرلیا مگر یہ تدبیر پیش رفت نہوئی راز کہل گیا اور مولوی سلیم صاحب کی دستاویز مہری دستیاب ہوگئی اور صاحبان انگریز بمبئی سے حسین ساگر مین آگئے فوراً میجر اسٹوارٹ صاحب بہادر رزیڈنٹ سرکار انگریزی نے دربار شاہی مین حاضر ہوکر اسکا مفصل حال عرض کیا یہ سنکر نواب ناصر الدولہ بہادر کو سخت حیرت اور استعجاب ہوا نواب ممدوح الشان کے حکم سے جمعیت سرکار عالی نے مبارز الدولہ بہادر کو قلعہ گولکنڈہ مین نظر بند کیا اور مولوی سلیم صاحب مع اپنے گروہ کے قید کیئے گئے۔

قلع قمع قلعہ قمر نگر کرنول اس انتظام کے بعد دفعتاً کڑپہ سے انگریزی پلٹن کرنول پر جا پہنچی اور نواب غلام رسول خان سے قلعہ کے ملاحظہ کا حیلہ کیا نواب نے قلعہ خالی کرکے قریب آٹھ سو جوانان عرب وروہیلہ کی جمعیت سے زہرہ بیٹہ مین جا بیٹھے فوج انگریزی نے اونپر توپون کے گولے اوتارے سخت لڑائی ہوئی اور طرفین کے لوگ قتل ہوئے بالآخر نواب کرنول کو گرفتار کرلیا اور بسواری میانہ چناپٹن لیجارہے تھے کہ راستہ مین مذہبی گفتگو پر نواب نے گالی دی اسپر اونکو وہین جمعدار سے قتل کرڈالا اور انکا تمام مال واسباب سرکار انگریزی نے ضبط اور اٹھارہ لاکہ روپیہ محاصلات کا ملک داخل دولت انگلشیہ کرلیا اور اون کے پس ماندون کے لیئے کسیقدر روزینہ مقرر کردیا۔

اس ذراسی ناقابلیت اندیشی سے ایسا ملک جو چہوٹی سی سلطنت اسلامیہ کا نمونہ تھا اس طرح جبر صاحبان انگریز کے تسلط مین چلا گیا اور نواب کے فرزند باُمید سرفرازی ریاست ذلیفہ لینے پر

رضا مند نہ ہوئے۔ نواب کے خاندان کے تین صاحبزادیوں کی شادی سنہ ۱۲۵۱ھ مین بڑی دہوم دہام سے ہوئین۔

انتقال نواب منیر الملک بہادر اور اسی سال مین نواب منیر الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نے پچیس لاکہ روپیہ کا قرضہ چہوڑ کر انتقال کیا جنکا قرضہ سرکار عالی نے ادا فرمایا مگر اونکی جائداد تا لاب میر عالم اور کل جائداد بعنوان کفالت داخل سرکار کر لیگئی اور کسیقدر جاگیر پرورش خاندان کے لیئے چہوڑ دی گئی چونکہ اوس زمانہ مین اونکے خاندان کے سردار سراج الملک فرزند نواب منیر الملک بہادر صغیر السن تھے اس لیے سنہ ۱۲۶۳ھ مین نواب ناصر الدولہ بہادر نے کل جائداد نواب سراج الملک بہادر کے تفویض فرمایا۔

سرفرازی وزارت براجہ چندولال بعد وفات منیر الملک بہادر کے راجہ چندولال بہادر خدمت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے اور باستقلال تمام اقتدارات مدار المہامی عمل مین لائے راجہ چندولال کی خیرات ابتک زبانزد خلائق ہے ہر روز دو ہزار روپیہ اور ہر منگل کے دن زر شاہی دس ہزار روپیہ سے کم خیرات نہین دیا جاتا تہا اور گوکل اشٹمی کے تہوار مین ایک لاکہہ روپیہ صرف کیا جاتا تہا علاوہ برین جو کوئی کم سے کم بارہ سو روپیہ نذرانہ گذرانتا اوسکی سو روپیہ سے کم ماہوار نہین ہوتی تہی چنانچہ انہین کارروائیون سے بہت لوگون نے سلسلہ ملازمت پیدا کر لیا مگر ساتہہ ہی اسکے یہ بہی ہوتا تہا کہ اونکی تنخواہین ماہ بماہ نہین ملتی تہین اور ملک کا انتظام گتہ داری پر محول تہا۔ القصہ اِن کے عہد وزارت مین داد و دہش کا بازار گرم تہا اور انتظام مملکت و صرفہ خزانہ شاہی انہین کے اختیار سے ہوا کرتا تہا غرض انہین اسباب سے چندولال کا حیدرآباد مشہور ہو گیا اور جب محلات شاہی اور منصبداران دولت کی ماہواریان نملین تو نواب ناصر الدولہ بہادر نے راجہ چندولال کو معزول کر دیا۔ اور راجہ چندولال نے

سنہ ۱۲۶۱ھ مین اس جہان فانی سے کوچ کیا کسی نے مادہ تاریخ یہ کہا ؎

سخی داتا گیا دنیا سے اب ہائے

۱۲۶۱

اور سراج الملک کو مدار المہام کیا پھر نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر اور اون کے بعد راجہ رام بخش
پھر دوبارہ سراج الملک کو دیوانی سے سرفرازی بخشی۔

سنہ ۱۲۶۸ھ بائیسوین ذی قعدہ کو ایک اشتہار اس مضمون کا جاری کیا گیا کہ دسہرہ ایام
عشرۂ محرم مین واقع ہوا ہے اگر اہل ہنود رسوم دسہرہ اور استادگی جھنڈہ وغیرہ عاشورہ
مین کرینگے تو احتمال فتنہ و فساد کا درمیان اہل اسلام اور ہنود کے ضرور ہے اس سبب سے
تمامی ہنود کو بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ لوگ ایام عشرہ مین جھنڈے وغیرہ
کھڑا کرنا موقوف رکھین اور بعد گذرنے ایام عشرہ ۱۵ محرم سنہ ۱۲۶۹ھ کو رسوم دسہرہ عمل مین
لائین۔ اگر کوئی اقوام ہنود سے باوجود جاری ہونے اشتہار ہذا کے خلاف کریگا
تو وہ لائق سزا ہے پس اس باب مین تاکید مزید جانکر موجب اس حکم کے عمل کرین۔

شیعہ و سُنی کی لڑائی کا حال و معزولی کوتوال اور طالب الدولہ حسن علیخان کے عہد کوتوالی

اور نواب سراج الملک بہادر کی وزارت مین شیعہ و سُنی مین مذہبی امورات پر تکرار واقع ہوئی
تو فریقین مین سخت لڑائی ہوئی یہانتک کہ مرزا عباس شالی بنڈے برادر کالے نواب
میر صلابت علی کے مکان مین جو چادر گھاٹ کے پل کے قریب ہے مارے گئے اور اون کے
مکانون کو آگ لگادی گئی اور بہت سا مال و اسباب لوٹا گیا اس کے سوا اور بہت سے
شیعہ مارے گئے بالآخر نواب ناصر الدولہ بہادر نے حسن علیخان کو کوتوال شہر کو معزول فرما
محمد وزیر کو کوتوال شہر مامور کر کے حکم دیا کہ جلد تر اس ہنگامے کا بندوبست کر دیا جائے
تا امنیت خلق اللہ مین خلل واقع ہنو۔ اور نواب سراج الملک کی عہد وزارت مین بہ سبب باقی

ملک برار دئیے جانے کا حال | رہیجا نے تنخواہ افواج کنٹنجنٹ کی حسب مطالبہ لارڈ ولزلی

گورنر جنرل بہادر باوجود عدم رضامندی مجبوراً سالانہ پچاس لاکھ روپیہ محاصل کا ملک برار زرخیز بطور امانی اس شرط پر سرکار انگریزی کے تفویض کیا گیا بعد وضع اخراجات کے باقی رقم سرکار نظام کے خزانۂ عامرہ مین داخل ہوا کرے۔

اس کے تھوڑے ہی زمانہ بعد آخر ۱۲۶۹ھ مین نواب سراج الملک بہادر نے بھی اس جہان فانی کو چھوڑ کر ملک عقبی کا راستہ لیا۔

سرفرازی وزارت بہ نواب مختار الملک | اور اُن کے انتقال کے بعد نواب ناصر الدولہ بہادر نے اون کے بھتیجے میر تراب علیخان بہادر سالار جنگ مختار الملک کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اس وزیر ارسطو تدبیر نے آغاز سال وزارت مین سب سے پہلے عربون کا زور توڑنا شروع کیا اور جنکے قبضہ مین ملک کی بڑی آمدنی تھی اوس کے نکالنے کی تدبیر کی چنانچہ تیرہ لاکھ روپیہ کا علاقہ عمر بن عوض سے مسترد کر لیا گیا اور عربون کا قرضہ ادا کرکے پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک واپس کر لیا پہلے ہی سال وزارت مین چالیس لاکھ روپیہ کی مالگذاری کا ملک مرہونہ چھڑا لیا گیا اور دو ہزار نفر جمعیت عرب و روہیلون مین سے تخفیف کر دئیے گئے۔

اسی سال فوج کنٹنجنٹ سرکار نظام و روہیلونکی سرکشی کے دفع کرنے کو اور ایکہزار فوج معہ توپ خانہ کوہالکی سرکوبی کے لیے مامور ہوی۔

سنہ ۱۲۷۱ھ مین قحط پڑا اور بنی نوع انسان کی حفاظت کے لیے بندوبست کیا گیا اور اسی سال طریقہ گتہ داری کا عمل موقوف کیا گیا اور تشخیص مالگذاری کے لیے امانت و دیانت دار اہلکار مقرر کئے گئے۔

سنہ ۱۲۷۲ھ مین ملک کی رونق شادابی پر نظر آنے لگی اور سلطنت کا اعتبار بھی زیادہ بڑھ گیا

اسی سالمین بردہ فروشی کا طریقہ بند کر دیا گیا ۔

المختصر نواب ناصر الدولہ بہادر ایک روز بطور سیر ماہ شعبان مین تشریف فرمائے سرور نگر ہوئے
دفعتاً ۲۲ ماہ مذکور کو بعارضہ اسہال علیل ہوگئے اور روز بروز بیماری زیادہ ہوتی گئی آخر
۲۸ ماہ مذکور کو سرور نگر سے بلدہ کا ارادہ فرمایا چونکہ مزاج مین بدرجہ کمال ضعف تہا اثنا راہ
مین میانہ سواری لحمہ لحمہ اوتارتے ہوئے داخل محلسرائے شاہی ہوئے بیماری کا وہی حال
رہا ۱۹ روز تک بیمار رہے آخر ۲۲ رمضان ۱۲۷۳ھ کو چار گہڑی رات گذری تہی کہ اس جہان فانی
سے رحلت فرمائی ۶۴ سال چند ماہ کی عمر پائی ۲۸ سال دس ماہ پانچ روز حکمران ریاست رہے
یہ رئیس بڑے دیندار خدا پرست پرہیزگار متقی عالم وعادل تہے آپ نے اپنی ساری عمر مین
انگریزی کپڑا کسی قسم کا نہین پہنا ۔ اور جب بزرگان دین کی زیارت کے لیے سواری جایا کرتی
تہی بعد نذر نیاز کے مراجعت کے وقت کسی کو روپیہ کسی کو اشرفی خیرات کرتے ہوئے آتے
تہے جنکی وفات کا صدمہ عظیم رعایا و اہل ملک کو پہونچا شہر مین کہرام مچگیا آخر بعد ادائے نماز جنازہ
صحن مکہ مسجد دار السلطنت حیدرآباد مین دفن کیا گیا ۔ چنانچہ مولوی حافظ محمد شمس الدین فیض
عارف کامل و شاعر حق گفتار نے جو تاریخ وفات نواب ناصر الدولہ غفران منزل کہی ہے وہ
ہدیہ ناظرین ہے ۔

قطعہ تاریخ وفات

درین دیر خراب آباد بے بنیاد عالم کش	قضا گردید روزے باریاب ناصر الدولہ
جہانی گشت محزون زانتقال آنجہان پرور	اجل شد طوق گو در رکاب ناصر الدولہ
چو بر باب آنجنان آمد سنش ای فیض رضوان گفت	بخلد لم یزل آمد جناب ناصر الدولہ

اور آنجناب کی اولاد مین سے اول نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ بہادر ہین جنکا ذکر

خیر آئندہ ہونے والا ہے - اور دوم نواب سر جہانگیر علیخان بہادر روشن الدولہ تھی

ذکر خیر سریر آرائے نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ آصف جاہ خامس خلد اللہ ملکہ و دولتہ

نواب افضل الدولہ بہادر سلخ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ بروز دوشنبہ پیدا ہوئے اور ۲۴ رمضان ۱۲۷۳ھ بروز سہ شنبہ سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے اور دربار منعقد ہوا ارکان دولت و اعیان سلطنت و امرائے عظام و راجہ مہاراجہ ڈڈیوڈس صاحب رزیڈنٹ دولت انگلشیہ معہ چند نامور انگریزی عہدہ دار حاضر دربار شاہی ہوئے۔

نواب سر سالار جنگ مدار المہام سرکار عالی و راجہ راجایان مہاراجہ نرندر پرشاد نبیرۂ راجہ چندولال اور امرائے دولت و ارکان سلطنت و رزیڈنٹ صاحب بہادر کی نذرین گذرین اور ہر ایک مورد الطاف خسروانہ ہوکر دربار برخاست ہوا۔

نواب افضل الدولہ بہادر نے تخت نشینی کے بعد تین سو حافظ قرآن شریف اور پچیس اشخاص بخاری شریف اور مشکوۃ شریف و حصن حصین کے پڑھنے والے اور گیارہ جماعتین مولود خوانون کی اور پانچہزار جوانان علی غول کے جدید مامور فرمائے۔

اور ہمیشہ بعد نماز صبح کے وہ لوگ جو حافظ قرآن مقرر کئے گئے تھے ختم کرتے تھے اور بعد ختم شیرینی تقسیم ہوتی تھی اور خود بدولت بھی کبھی کبھی ختم قرآن مین تشریف لاکر شریک رہا کرتے تھے اور کسیکو تعظیم کے لیے اوٹھنے کا حکم نہ تھا۔ غرضکہ نواب افضل الدولہ بہادر بڑے جید عالم اور خدا پرست دیندار پکے موحد خدا ترس درویش دوست اور علماء و فضلاء و قراء و حفاظ کی بڑی توقیر و قدر کرتے تھے درویشون اور حاجتمندون کے ساتھ ایسا سلوک فرمایا کہ ہر ایک کو امیر و غنی بنادیا جاگیرین عنایت کین اور جہاز تیار کرواکے حاجیون کے

لیے وقف فرمایا سخی رحیم اور فیاضی کا یہ حال تھا کہ جو سائل سامنے آیا اوسکا دامن زر و جواہر سے بہر دیا جاتا تھا۔
اور لہو ولعب سے بالکل پرہیز رہتا چنانچہ حکم دیا کہ تمامی کلال خانہ شہر بدر کر دیے جائیں اور کوئی خرید و فروخت سیندہی و شراب شہر مین کرنے نپائے جبکا رواج آجتک چلا آرہا ہے اور ترمیم چار کمان کیلئے حکم ہوا اور مکہ مسجد کا صحن جو چونے کا تہا سنگ بست کر دیا گیا اور محل مبارک مین عمدہ عمدہ مکانات خوشنما وضع بنائے گئے اور ایک چو محلہ جسکے چارون طرف چار مکان مسمی بہ آفتاب محل و مہتاب محل و تہنیت محل و افضل محل بہت ہی خوشنما طیار ہوئے جنمین لاکہون روپیہ کے شیشہ آلات وجہاڑ کانچ وغیرہ سے آراستہ ہوئے اور ہر عشرہ شریف میں تین لاکہہ روپیہ خیرات مین صرف کیا جاتا تھا اور ہر دوازدہم شریف و یازدہم شریف و ماہ صیام مین بریانی کی دیگین باورچی خانہ شاہی سے مسجد واین درگاہون مین روانہ کیجاتین ہین چنانچہ آجتک یہی معمول جاری ہے۔ نواب افضل الدولہ بہادر کے جود وسخا اور عدل و کرم و خصائل پسندیدہ کا تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا مین پہلے ہی ہدیۂ ناظرین کر دیا گیا ہے۔

مفسدی کے اسباب اور اسکا خلاصہ اور سرکار نظام کی وفاداری دولت انگلشیہ کیساتھ

نواب افضل الدولہ بہادر کی اوائل تخت نشینی کا زمانہ تہا جسمین بوجہہ غدر ہندوستان انگریزون کے اوپر چارون طرف سے آفت برپا تہی اقلیم ہندوستان کی فوجین بدل گئین جسمین جانبا امن و امان کا نشان تک نہ تھا تار ٹوٹ گیا ڈاک و ریل اُٹھ گئی جسکی لاٹھی اوسکی بھینس کا معاملہ تہا قتل و غارت ہو رہا تھا دنیا عالم تاریکی مین پہنسی ہوئی تہی کلکتہ صدر مقام دولت انگلشیہ سے لیکر دہلی تک بغاوت بشدت تمام پہیلی ہوئی تہی لکہنو اور دہلی باغیون کے بہاری مرکز تہے۔

خلاصہ اس بغاوت کا یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک خبر بے بنیاد وحشت ازبام ہو کر پھیل گئی کہ دولت انگلشیہ نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ سارے راجاؤن اور نوابون کو بیدخل کر کے ہندوستان کو اپنی عملداری مین شامل کر لے۔

اور دوسرے یہ عندیہ ہے کہ کیا ہندو اور کیا مسلمان سب کے مذہب کو بگاڑ دے۔

باتفاق زمانہ ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ کے شروع مین ہندوستانی فوج کے لیے نئی قسم کی رفلین بندوقین بھی ملین تھین ان کے کارتوس کو بندوقون مین بھرنے سے پیشتر چربی وغیرہ سے چکنا ضرور ہوتا تھا مفسدہ پردازون نے اس امر کو ایک بڑی حجت گردان کر یہ ظاہر کیا کہ ان کارتوسون مین سور اور گائے کی چربی لگی ہے جس سے ہندو اور مسلمان دونون کا ایمان جاتا رہے گا۔

غرضکہ اول اول میرٹھ کی چھاؤنی مین ایک نہایت خوفناک مفسدہ برپا ہوا اور پھر آناً فاناً سارے ہندوستان اور آس پاس کے صوبون مین پھیل گیا اس فساد کے بڑے واقعات یہ ہین۔

پہلے میرٹھ دہلی کانپور اور اور مقامات مین ماہ مئی و جون جولائی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ مین غدر مچنا اور ہندوستانی سپاہیون کے ہاتھ سے فرنگیون کے زن و بچے تک کا قتل ہونا

دوم ماہ جون سے دہلی کا محاصرہ شروع ہونا اور آخرکار ستمبر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۴ھ مین فوج انگریزی کا شہر دہلی کے حصن حصین پر ہلا کر کے اوسکو فتح کرنا۔

سوم لکھنؤ مین جو انگریز تھے انکا اپنی پناہ گاہ کو بچائے رکھنا۔

اور پھر جنرل ہیوبلاک اور اوٹرم کے ماتحت ستمبر ۱۸۵۷ء مین فوج انگریزی کا اون کی مدد کو پہونچنا۔

چہارم سرکالن کمبل صاحب جو پیچھے لارڈ کلیڈ خطاب ملا اُس کے ماتحت فوج انگریزی کا دوسری مرتبہ لکھنؤ کے انگریزونکی مدد کے لیے جانا اور آخر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ ھ مین اودھ اور اوس کے آس پاس کے اضلاع مین بغاوت کا بالکل مٹ جانا ۔

پنجم ۱۸۵۸ء کے شروع مین سر ہیوروز کے معرکہ آرائیون سے وسط ہند کا باغیون سے پاک ہو جانا مفسدی کے وقت جو انگریز اس ملک مین متفرق موجود تھے وہ باغیونکی تعداد کے مقابلہ مین بہت ہی تھوڑے تھے لیکن اون کے تذکرے مفسدی کی تاریخ کو بڑی زینت حاصل ہے اورانہین ایام مین گورنر بمبئی نے رزیڈنٹ حیدرآباد کو لکھا کہ دہلی باغیون نے فتح کر لی اور سیکڑون انگریز قتل و برباد ہوگئے اور اس وقت مصیبت مین اگر سرکار نظام کیطرف سے اُمید وفاداری ہوئی تو ہم لوگون کا کچھ ٹھکانا ہی نہین ہے ۔

گورنمنٹ ہند اور رزیڈنٹ حیدرآباد کرنل ڈیوڈسن نے اس امر کو پورے طور سے تسلیم کر لیا تہا کہ اگر حضور نظام نے ذرا ہی حرکت کی یعنے ایسے وقت مین انگریزون سے مخالفت کی تو پہر انگریزی قبضہ بالکل جاتا رہیگا چنانچہ اوس وقت مراسلات جو درمیان رزیڈنٹ اور گورنمنٹ ہند کے ہوئے شاہد حال ہین ۔

الغرض یہ سنتے ہی نواب افضل الدولہ بہادر نے انگریزونکی طرفداری مین قدم بڑہایا اور انکی جان و مال و آبرو کی حفاظت و حمایت دولت انگریزیہ کے لیے لشکر سرکار نظام مامور ہوا چنانچہ کنٹنجنٹ نظام سرزمین ہند و گوالیار اور قلعہ کالپی وغیرہ ملک مالوہ پر پہونچی اور چند منحرف راجگان ہند کی سرتابی کر کے اپنی فتحمندی کا نقارہ بجایا اور بڑی خیرخواہی و ثابت قدمی سے جنگ و پیکار کر کے شعلۂ فتنہ و فساد کو سرد کر دیا ۔

اور اسی زمانہ غدر و خوف خطر کے موقع پر اپنے ملک اور ہم وطنون کی خیرخواہی و سرکار انگریزی

کی وفاداری و ثابت قدمی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا گیا اگرچہ دارالسلطنت حیدرآباد
مین بھی چند مفسدہ انداز کوٹھی رزیڈنسی پر حملہ کئے تھے مگر تاب آتشکاری نہ لا کر بھاگ کھڑے
ہوئے چنانچہ طرہ باز خان اور علاؤالدین گرفتار کیے گئے طرہ باز خان نے تو ادسی زمانہ مین
قید حیات سے نجات پائی اور علاؤالدین نے دریا رشور کی سزا پائی۔
زمانہ بغاوت ہندوستان کے حال مین جہان ایسے ایسے عمدہ دلچسپ تذکرون کے سُننے سے
دلکو تسکین ہو سکتی ہے اسیطرح باغیونکی کمال غداری کے واقعات سُننے سے بڑا رنج ہوتا ہے
باغیون نے اکثر موقعون پر نہ صرف انگریزہی کے قتل پر اکتفا کیا بلکہ اون کے بہت سی بیکس
عورتون اور بچون کو بھی وحشیانہ حرکت سے ہلاک کیا۔
مگر حق تو یہ ہے کہ ان قاتلون کو اسکی پاداش مین جو سزا ملی ہے اوسمین انگریزون کیطرف سے
بھی سخت ترین انتقام اور محض فضول بیرحمی عمل مین آئی۔
سراج الدین محمد بہادر شاہ ابو ظفر اس اہتمام پر کہ وہ باغیون کے سردار بنے پکڑے گئے
اور اونکا ایک پوتا اور دو بیٹے بعد فتح دہلی گولی سے ناحق مارڈیگئے اور اکثر سردار و ناکردہ گناہ
پھانسی پر لٹکا دیئے گئے اور بادشاہ دہلی اخیر بتجویز مقدمہ کے بعد رنگون بھیجدیے گئے
انہون نے ۱۹ سال تعلق سلطنت اور ۷ سال قید جملہ ۲۵ سال ۱۰ ماہ ۳۰ روز سال جلوس سے بروز
سہ شنبہ ۱۸ جمادی الاول ۱۲۷۹ھ مین قید حیات سے نجات پائی۔
لیکن سپاہیونکی بغاوت سے جو خرابیان اور دقتین پیش آئین اون سے یہ بھی نتیجہ پیدا
ہوا کہ انگلستانی پارلیمنٹ نے مصمم ارادہ کرلیا کہ آیندہ حکومت ہند کمپنی سے متعلق نہ رہے
بلکہ خاص ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند کے قبضہ اختیار مین آجائے اور ملکہ ممدوحہ کیطرف سے
ایک ویسرائے یعنی نائب السلطنت ہند مین اور ایک وزیر انگلستان مین مملکت ہند کا انتظام کرے

چنانچہ اس تجویز کے بموجب لارڈ کیننگ بہادر ہند کے سلطنت انگریزیہ کا اول ویسرائے مقرر ہوا اور
اوس وقت سے ابتک ہر گورنر جنرل اس خطاب سے ممتاز ہوتا ہی۔

الحاصل ۱۸۵۸ع مین بغاوت کا مفسدہ آہستہ آہستہ سب جگہ سے رفع ہوگیا اور باغیون کے دو چار
گروہ جو باقی رہ گئے تھے اونکو بھی تعاقب کرتے کرتے تباہ و برباد کردیا۔

اوس وقت گورنر جنرل بہادر نے نواب افضل الدولہ بہادر سرکار نظام مین لکھا کہ ایسے نازک وقت
مین حق وفاداری وثابت قدمی جو آپ کی طرف سے عمل مین آئی گورنمنٹ آف انڈیا اس سے نہایت
شکر گذار ہے اور وعدہ کرتی ہے کہ آیندہ ان وفاداری کے نسبت اور طریقہ سے بھی خوشنودی ظاہر
کی جائے گی۔

اور لارڈ کیننگ بہادر ولایت جانیکے قبل اور جو بڑے بڑے سرکاری کام اخیر زمانے مین انجام دئیے
اونمین سے ایک یہ بھی تہا کہ سرکار انگریزی کے باجگذار فرمان روایان ہند جو زمانہ بغاوت مین
سرکار کی وفاداری وخیر خواہی مین سرگرم رہے تھے اونکو سندین بھی عطا کین۔ جن سے وہ دولت انگلشیہ
کے روسا ماتحت قرار پائے اور اونکی یہ خاطر جمع ہوگئی۔ کہ جو قول و قرار اونہون نے سرکار انگریزی کے
ساتھ کئے ہین۔ اگر وہ ان سب کو وفاداری سے پورا کرینگے اور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصر ہند کی اطاعت مین
ثابت قدم رہین گے تو اونکی امور آسایش وریاست وحکومت عزت وعظمت مین کچھہ خلل نہ آئے گا اور
فرزند نرینہ کے نہ موجود ہونے کی حالت مین اونکو کسیکو متبنی کرکے وارث ریاست مقرر کرنے کا بھی
اختیار ہوگا۔

نواب مختار الملک بہادر وزیر سرکار نظام اور رزیڈنٹ صاحب بہادر پر قاتلانہ حملہ

۱۸۵۹ع مین نواب مختار الملک بہادر وزیر دولت آصفیہ سرکار نظام
اور کرنل ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیڈنٹ دربار سلطانی سے
واپسی کے وقت ملاقاتی کمرے کے نزدیک پہونچتے ہی جہانگیر خان نامی ایک شخص نے ان دونون پر

قرابین کا فیر کیا یہ دونون سردار تو بچ گئے اور جہانگیرخان تلوارون کے سایہ مین کرلیا گیا اور وہ ایک مہنیے تک زندہ رہکر قید حیات سے نجات پائی۔ مگر یہ راز نہ کھلا کہ اوسنے ایسی حرکت کیون کی۔ نواب افضل الدولہ بہادر کو اس واقعہ سے سخت حیرت ہوئی چنانچہ نواب ممدوح الشان نے رزیڈنٹ کو فوجی حلقہ مین بحفاظت تمام تا بکوٹھی رزیڈنسی پہونچا دیا۔

اسی سال بادشاہ دہلی کا قدیم سکہ جو یہان مروج تھا حسب ایما گورنر جنرل لارڈ کیننگ صاحب بہادر تبدل ہوکر ایک طرف نظام الملک آصفجاہ دوسری جانب ضرب حیدرآباد قرار پایا اور سرسالارجنگ کو انہین دنون مین دربار دولت آصفیہ مین مختار الملک وزیر اعظم کا خطاب ملا اور اسی برس ۱۸ صفر سنہ صدمین و مدار ستارہ نمایان ہوا۔ انہین ایام مین عبور و مرور خلق اللہ کے لیے بنا پل دروازہ افضلگنج کی رکھی گئی اور سنہ ۱۲۷۶ھ مین پل تیار ہوا۔

تاریخ تیاری پل

بعہد افضل الدولہ بہادر	نظام الملک آصف جاہ دوران
الٰہی تا بود تابان مہ و خور	بود خورشید اقبالش درخشان
کہ دیوان او مختار الملک است	کہ نیکی را بود ہر حال خواہان
بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر	سفیر نیک دل ذی شوکت و شان
زحسن رائے سر این پل	بنا شد ہمچو طاق ہفت ایوان
صراط مستقیم رود موسے	زمعنی مصرع تاریخ برخوان
۱۲۷۶	

اور آبادی افضل گنج نہایت عجلت کے ساتھ شروع ہوئی اور ایک بہت بڑی مسجد تعمیر ہوئی اور اسکے پہلو مین ایک بہت بڑا دارالشفا سنہ ۱۲۷۸ھ مین کھولا گیا۔ علاج کے لیے پہلے حکیم میر وزیر علیخان بہادر سلطان الحکما اور اون کے بعد مرزا علیخان بہادر حکیم الممالک مقرر کیے گئے ان کے بعد ڈاکٹر بومنٹ رزیڈنسی

سرجن وہان کا مہتمم ہُوا - اور اوس کے ماتحت حکیم تراب خانصاحب اور دو عیسائی عورتین متعین ہوئین اور اِس شفا خانہ مین بیماران مرجوعہ کے لیے سرکار سے دوا و غذا اور اونکے آرام و آسایش کا کُل سامان مہیا رکہا گیا ممالک محروسہ مین جابجا تعلقات و صدمقام پر دواخانجات کہولے گئے - عدل و انصاف کے لیے عدالتین قائم ہوئین - اور تعلیم کے لیے مدارس قایم کیے گئے خاص دارالسلطنت مین مدرسہ دارالعلوم و مدرسہ اعزہ و مدرسہ عالیہ و مدرسہ طبابت - علی ہذا تمامی ممالک محروسہ سرکار نظام مین مدارس کہولے گئے -

اور ۳۱ دسمبر ۱۸۶۰ء مطابق ۱۲۷۷ ہجری مین سرکار انگریزی سے ایک جدید عہدنامہ کے رو سے ملک شوراپور جو وہان کے راجہ کی بغاوت و سرکشی سے ضبط ہُوا تہا سرکار نظام کو دیا گیا - اور اوس کے سوا رایچور دوابہ اور دہاراسیون و نلدرگ بہی مسترد کیا گیا اور پچاس لاکہ روپیہ قرضہ سرکاری کے مطالبہ سے سرکار برٹش انڈیا دست بردار ہُوئی اور ۲۲ صفر ۱۲۷۸ھ مین نواب افضل الدولہ بہادر کو (نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) خطاب اور ملکہ معظمہ کیطرف سے جواہرات و طرہ و دیگر بہیجے ہار سرپیچ - جیغہ کلغی اور دو تلوارین و ایک پیش قبض اور ایک سپر جواہر نگار دوشالہ کمخواب تحایف ۲۳ ماہ مذکور کو پیش ہوے -

اور نواب مختار الملک بہادر و نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے لیے بہی گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے تیس ہزار کے قیمتی تحائف آئے - اسی سال ۲۴ ذیحجہ کو بار ثانی ایک اور دُمدار ستارہ طلوع ہُوا -

۱۲۷۹ھ مین بارش نہونے کی وجہ سے قحط واقع ہُوا ایک روپیہ کو ایک سیر چانول بکنے لگے نواب افضل الدولہ بہادر نے حفاظت بنی نوع انسان کے لیے پانچ لاکہ روپیہ کا غلہ خرید کرواکے غریبون کی جانین بچائین -

سنہ ۱۲۸۱ھ مین ایک مجلس مالگذاری دارالسلطنت مین قائم کی گئی مگر چند ہی سال بعد اوسکا شکست ہُوا اور صدرالمہام مالگذاری و صدرالمہام عدالت و صدرالمہام کوتوالی و صدرالمہام متفرقات مامور ہوے بار ثانی ۱۲۸۲ھ مین قحط سالی نے زور دکھلایا اوس کے انتظام و حفاظت مخلوق الٰہی کے لیے پانچ لاکھ روپیہ صرف کیا گیا اور جمعیت و لشکریہ کی تنخواہین بھی بڑھادی گئین۔

تقسیم ملک اور اوسکا انتظام سنہ ۱۲۸۳ھ مین ممالک محروسہ سرکار نظام پانچ صوبہ اور سترہ ضلع پر تقسیم کیا گیا ہر صوبہ پر ایک صدر تعلقدار یعنی کمشنر اور ہر ضلع پر ایک اول تعلقدار یعنی کلکٹر اور دو دو تین تین ماتحت تعلقدار ان کے مقرر ہوے اور ہر ایک تعلقہ پر ایک تحصیلدار مامور کیا گیا۔ اور اسی زمانہ مین صیغہ جوڈیشل اور صیغہ تعمیرات و صیغہ طبابت و محکمہ صفائی اور محکمہ تعلیمات قائم کئے گئے پنجم ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ ہجری اعلیٰحضرت قدر قدرت ظل سبحانی حضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور نواب میر محبوب علیخان بہادر مدظلہ العالی نے ولادت پائی اور اسی سال چوتھی جمادی الاول بعد از مغرب پورا چاند گہن ہُوا۔

سنہ ۱۲۸۵ھ ۲۸ ربیع الثانی بروز سہ شنبہ پہر دن چڑھے سورج گہن شروع ہُوا۔ اور اوسکا عمل دوپہر تک رہا چونکہ تمام قرص کا گہن تھا اندہیرا ہو گیا تھا تارے صاف نظر آنے لگے تھے یہ حالت کوئی دس پل رہی ہو گی کہا جاتا ہے کہ ایسا گہن دو سو برس پہلے ہُوا تھا اور اسی سال ابتدا ذی قعدہ مین نواب افضل الدولہ بہادر کا مزاج ناسازہو گیا حکیم شفائی خان اور حکیم نادر علی معالج تھے۔ اخیر مین حکیم محمد اشرف اور فیض اللہ خان بھی شریک معالجہ ہو گئے تھے۔ لیکن کچھہ فائدہ نہ ہُوا آخر ایسا حاتم دل رئیس تیرہ ۱۳ ذی قعدہ بروز جمعہ سنہ ۱۲۸۵ھ مین دنیا و اہل دنیا کو اپنی ماتمداری مین مبتلا کر کے رحلت فرمائی دروازے محلسرا اور شہر پناہ کے بند ہو گئے اور طیاری تجہیز و تکفین کی شروع ہوئی اور بعد ادائے نماز جنازہ مکہ مسجد مین دفن کئے گئے

کل بارا سال ایک ماہ بیس روز حکمران ریاست رہے اور ۴۲ سال کی عمر پائی۔ اس مدت سلطنت میں ایسے ایسے کار خیر و برکت ہوئے جسکا ظہور آجتک رعایا و اہل ملک کو ہر روز نظر آرہا ہے گراہی اون کے عہد کے خیر و ثواب رعایا و اہل ملک کے نزدیک باقی ہو۔

حق تو یہ ہے کہ یہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تہا۔ بہت سے اہل ہنر اونکی کمال پروری سے دارالسلطنت حیدرآباد میں کہنچ آسے۔ اور شہر حیدرآباد علم و ہنر کا معدن ہنگیا رعایا اون کے عہد سلطنت کو عیش و امن کا گہوارا سمجہتی ہتی۔

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ مغفرت مکان

رفت المالک ماح الجنۃ	ولمد وحی فاح الجنۃ
قلت تاریخ وفات لمرحوم	افضل الدولہ لراح الجنۃ

بعد رحلت فرمائی نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کے بعد از مغرب ۸۵ نام نامی گرامی اعلیحضرت قدر قدرت خدا و ندنعمت حضور پرنور بندگان عالی متعالی حضرت ظل سبحانی نواب میر محبوبعلیخان بہادر خلداللہ ملکہ و سلطنتہ سے منادی ہوی اور آپ دو سال سات مہینے سات دن کے عمر میں جلوہ جلوہ افروز تخت سلطنت آصفیہ ہوے۔

ذکر خیر سریرارای خاقان زمان اعلیحضرت قدر قدرت ظل سبحانی گردون قباب حضور پرنور بندگانعالی حضرت نواب میر محبوبعلیخان بہادر فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ خلداللہ ملکہ و سلطنتہ

نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کی زیارت کے روز ارکان دولت و اعیان سلطنت بالاتفاق بموجب مشورہ نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم دولت سرکار نظام ۵ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ دوپہر کے وقت اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پرنور بندگان عالی متعالی نواب

میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے۔ سانڈرس صاحب رزیڈنٹ معہ دو افسرون کے حاضر ہو کر رسم ماتم پرسی ادا کی وارکان دولت نے تعزیت کی نذرین گذرانین۔ اور جلوس میمنت مانوس اعلیحضرت کا ۱۶ تاریخ بروز دوشنبہ منعقد ہوا بعد ارکان دولت واعیان سلطنت اور رزیڈنٹ صاحب مع مسٹر فرینر صاحب اور ڈاکٹر بالفورصاحب اور ڈاکٹر ونڈ و صاحب کے علاوہ ۳۰ جلیل القدر سردار بھی حاضر دربار ہوے اور نذرین مبارکباد کی گذرین۔

نواب مختار الملک امور سلطنت کے لیے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرا تا سن شعور نائب حضور قرار پائے۔

۱۲۸۳ھ ہجری مین جشن رسم تسمیہ خوانی اعلیحضرت اقدس واعلی پر تکلف سے ترتیب دیا گیا چنانچہ اس تقریب مین شب کو جلسہ مین علماء فضلاء دوران وارکان دولت واعیان سلطنت حاضر دولت خانہ شاہی تھے ہر ایک نے بحسب مراتب جوڑے وخلعت وانعام واکرام سے سرفرازی پائی اور اسی شب بیئے کثرت روشنی سے شب ماہ کا مقابلہ کیا خصوصًا محلات شاہی اور عمومًا تمامی شہر مین بلکہ روشنی چار مینار کرہ آتشین بھی علی ہذا افضل گنج سے تا بہ کوٹھی رزیڈنٹ صاحب بہادر شادیانہ خوشی کے بجتے تھے گویا دن عید اور رات شب برات تھی اور کل دفاتر سرکار عالیہ مین دو روز تعطیل رہی۔

اور مولانا افضل العلما مولوی محمد زمان خان صاحب الکھزار روپیہ ماہانہ پر اور اونکی تحت مین مولوی حاجی محمد انوار اللہ صاحب اور مولوی محمد مصیح الدین صاحب اور نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر و حافظ انوار الدینخان بہادر محبوب نواز جنگ و محمد مظفر الدینخان بہادر خوشنویس اور مرزا نصر اللہ خان بہادر دولت یار جنگ اصفہانی۔ اور تحصیل علم انگریزی کے لئے بھی کلارک صاحب بہادر اور

کروان صاحب بہادر و ہاڈسن صاحب اعلحضرت اقدس د اعلی کے تعلیم کے لئے
مامور ہوئے ۔

اعلحضرت کے مصاحبونکا حال ۔

اور سب سے پہلے مصاحبت مین امراءعظام سے نواب محتشم الدولہ بہادر ۔ اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامرا
امیر اکبر محمد مظہر الدینخان بہادر بشیر الدولہ اور نواب امیر کبیر شمس الامرا
سر خورشید جاہ بہادر اور نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک
وقار الامرا بہادر اور نواب ظفر جنگ بہادر وغیرہ ۔
اور مقربان بارگاہی و اتالیقی کے لئے نواب معزز یار جنگ و نواب فیروز یار جنگ
اور نواب فرخندہ یار جنگ بہادر اور نواب اقبال یار جنگ اور نواب
شہسوار جنگ اور نواب صدر الدینخان شرف یاب جنگ بہادر
اور نواب مستحکم جنگ محبوب یار الدولہ اور نواب اکرام جنگ بہادر ۔
اور نواب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر جنگ افسر الدولہ اور نواب محبوب یار جنگ ناظم الدولہ وغیرہ مامور

مختار الملک کا پہلا دورہ

اور نواب مختار الملک کا پہلا دورہ ۱۲۸۷ء میں معہ رزیڈنٹ صاحب
بہادر اورنگ آباد کیطرف ہوا اور بعد معائنہ ملک بندر بمبئی تک گئے اور وہان پر گورنر بمبئی کے
مہمان رہے اور پھر اورنگ آباد آکر کان گانو کی طرف گئے اور وہان پر لارڈ میو صاحب
بہادر گورنر جنرل سے ملاقات کی اور پھر کچھہ روز بعد کلکتہ جاکر ویسرائے بہادر کے مہمان رہے
اسی سال حسن آباد گلبرگہ شریف سے حیدرآباد تک ریل کی بنیاد شروع ہوئی اور اسی سال مین
نواب مختار الملک وزیر اعظم سرکار دولت آصفیہ مدار المہام اعلحضرت خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو حضور
ملکہ معظمہ قیصر ہند سے (نائٹ گرانٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا تمغہ ملا ۔

پھر سنہ ۱۲۹۲ مین نواب مختار الملک بجانب اعلیحضرت بادشاہی لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر گورنر جنرل ہند کے دربار مین شریک ہونیکے لیے بمبئی گئے اور اسی سال شہزادہ جارج رونق افروز ہندوستان ہوئے ۔

جلوسی سواری اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ

اور سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین اعلیحضرت کی سواری جلوسی بڑی شان و تجمل شاہانہ سے خاص محل مبارک سے آصف نگر کے باغ مین رونق افروز ہوئی۔ چنانچہ سب سے پہلے ایک نشانی ہاتی پر علم اژدہا پیکر۔ پیچھے اسکے ہاتیون پر ہندوستانی ماہی مراتب اپنی ولایت کے طوغ و علم۔ برنجی اور فولادی نقارے اور دمامے اور شادیانے بعد ان کے اور ہاتی ہودج سے سجے ہوے سونڈون مین فولادی زنجیرین لیے گلے مین ہیکلین پیشانیان شام و شفق کیطرح رنگین۔ اوپر سنہری روپہلی ڈہالین۔ زربفت کی جھولین پائون تک لٹکتی کسی پر ہودج کسی پر عماری۔ ریشمی اور کلابتونی رسون سے کسی گردنون پر مہاوت لباس زربفتی سے ملبوس کمر مین کٹار ایک ہاتھ مین گجباگ دوسرے مین آنکس جھومتے جہاستے چلے جاتے تھے آگے پیچھے چرکٹے سانٹے مار بھالے بردار برچھیت بان دار فتیلے سلگائے بہاگے جاتے تھے۔

پھر سوارون کے پرے۔ سر سے پائون تک لوہے مین ڈوبے بہادر نوجوان۔ ترک بچے۔ افغان۔ حبشی۔ راٹھور۔ دو دو تلوارین حمائل کئے ہوئے۔ بعضون کے فولادی خود سرون پر دہرے۔ کمر مین ترولی اور کٹار پشت پر گینڈے کی ڈھال۔ چار آئینہ کہنیون تک دستانے چڑھے ہاتھون مین برچھا نگاہون سے خون ٹپکتا موچھون کو تاؤ دیتے گھوڑے اڑاتے چلے جاتے تھے۔

پھر سانڈنیان خوش رفتار۔ اونپر شتر سوار زرد وردیان پہنے ہوئے ہتیار لگائے مہارین

اوٹھائے ہوئے اون کے بعد ارکان دولت کی ہمراہی پیادون کے غول اور سوارون کے رسالے رنگا رنگ کے نشان جُدا جُدا پھریرے اُڑاتے چلے جاتے تھے۔
پھر شجاعان عرب کی جمعیت کا جگمگھٹا اور اون کے غول ضاہی کہتے ہوئے اُچھلتے کودتے نیفیلے بندوقون کے سنگے ہوئے کمرین کستین وجنبیہ لگائے ہوئے گذر گئے تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے۔ عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑ کے دکنی چاندی سونیکے بھاری بھاری ساز۔ کسی پر جڑاؤ زین دھرا۔ کسی پر چارجامہ کسا قجریان۔ اور پاکھرین پٹھون پر پڑین۔ جنین تاقم وسمور کی جھالر۔ کلابتون کے پھندنے گلے مین سرا گائے کی چوریان لٹکتی۔ سر پر کلگیان طلائی اور نقرئی۔ ریشمی باگڈورین سائیسون کے ہاتھ مین کلیل کرتے ہوئے معہ محمد میبوخان بہادر شہسوار کے جاتے تھے۔ ان کے بعد عربی۔ رومی۔ تاتاری۔ فرنگی۔ ہندی۔ باجے نفقیبون اور چوبدارون کے آواز سے دمامے کے چوٹ کے ساتھ وہ سماںبندھا ہوا تھا کہ بُز دلون کے دلوں مین لہو جوش مارتا تھا اون کے بعد خاص بردارون کا غول سرون پر کشمیری شالین بندھی کمخواب کے انگرکھے زربفتی نیما آستین پہنے اصفہانی تلوارین مرصع قبضے ہاتھ مین سنہری رُپہلی میان کمرمین اور قدرتی باران نزول رحمت کی وجہ چھڑکاؤ سے سرزمین تر و تازہ تھی۔ پھر خدامان اور خواجہ سرا انگیٹھیان اور عود سوز لیے خوشبویون سے دماغ معطر کرتے چلے گئے۔ پھر ارکان دربار شاہی کے جگمگھٹ بیچون بیچ مین سواری اعلیحضرت کی روپیہ اشرفیان غربا کو خیرات دیتے ہوئے زردعماری مین بڑی تزک وطمطراق شاہی کے ساتھ رونق افروز ہوئے جس وقت سواری مبارک گوشہ محل کے قریب آئی تمامی فوجین باقاعدہ سلامی کے لیے دورویہ استادہ تھین میر عسکر سلطانی نے آئین فوجی کے ساتھ سلامی ادا کی اکیس ضرب

توپخانۂ شاہی سے سلامی کے سر ہوئین اوس روز جو لوگ بہ تمنائے لقاے مبارک بیٹھے تھے اونکی کثرت اور اونکی تعداد بیان سے باہر ہی مگر سب کے دلون سے از دیاد عمر و دولت و اقبال کی دُعائین نکلتی تھین۔ پھر بعد زیارت درگاہ حضرت شاہ شرف الدین و شاہ یوسف الدین قدس اللہ سرہم کے مراجعت فرمائے بلدہ ہوے۔

اور ۱۲۹۲ھ مین منجانب اعلیحضرت نواب مختار الملک مدار المہام سرکار عالی استقبال شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر کے لیے بمبئی گئے شاہزادہ ممدوح الصدر نے بہت سے تحفہ و تحائف اعلیحضرت کے لیے بھیجے اور منجانب اعلیحضرت کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادہ بہادر کو دیے گئے۔ اسی سال ذیقعدہ مین بتقریب دربار شاہزادہ کلکتہ تک مدار المہام سرکار عالی کو جانا پڑا۔

شہادت افضل العلما مولوی محمد زمانخان مرحوم کا حال۔

اور اسی سال کے اخیر خاص دار السلطنت حیدر آباد مین ایک بہت بڑا واقعۂ شہادت افضل العلما مولوی محمد زمانخان صاحب کا ظہور مین آیا۔

خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہی کہ مولوی صاحب نے حسب خواہش و درخواست عالم میان مہدوی پیرزادے کے کتاب ہدیۂ مہدویہ لاجواب مذہب مہدویہ مین تصنیف فرمائی تہی اسپر مہدوی زادے سب کے سب مولوی صاحب کے دشمن جانی ہو گئے اور قابو جو تھے۔

اور مولوی صاحب نے بہی تین مرتبہ خواب مین بشارت شہادت پائی۔ اول شب عید الفطر کو عالم خواب مین ایک مکان عالیشان کے در پر آپ پہونچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہے اور اہل بیت رضہ پر پارچہ و ملبوس کی تکلیف ہی مولوی صاحب نے فورًا بازار جاکر دس روپیہ کا پارچہ لاکر مکان کے اندر روانہ کیا پارچہ مذکور پسند جناب

اہلِ بیت رض ہوا مولوی صاحب کو خیال ہوا کہ شاید انگریزی کپڑے ہونیکی وجہ سے نا پسند ہوا بعد اوس کے ایک پارچہ سرخ رنگ جناب اہل بیت رض سے مولوی صاحب کو عطا ہوا مولوی صاحب نے بسر وچشم بوسہ دیکر سر پر رکھ لیا اور بیدار ہوئے اوسی روز سے آپنے خواب وخور کم کر کے تنہائی اختیار کی اور اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے کہ ایہ موجب شہادت ہے نہین معلوم کون مجھکو جام شہادت پلائیگا ۔

اِس کے چند روز بعد **دوسرا** خواب دیکھا کہ جناب سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بسر وچشم دراطہر پر حاضر ہوئے دربانون نے اندر جانے سے منع کیا کہ یہ جائے شہداء کی ہے اندر سے آواز آئی کہ آنے دو یہ بھی شہید ہے آپنے اندر جاکر دیکھا کہ جناب شہید کربلا کے دست پاک مین تہوڑا سا شربت ہے فرماتے ہین کہ یہ شربت کسکو دون پھر مولوی صاحب کو پلا دیا اور مولوی صاحب بیدار ہوگئے ۔

اور بعد اس کے **تیسرا** خواب یہ نظر آیا کہ مجلس انور جناب ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین مین آپ حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ سب لوگ کنارے ہو جاؤ محمد زمان آتا ہے لوگ سب کنارے ہوگئے جب مولوی صاحب روبرو سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیٹھے جناب سردار عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بستہ پارچہ کا کھولکر رنگین کپڑے ہر قسم کے جدا کئے اور ایک پارچہ سرخ رنگ کا مولوی صاحب کو سرفراز فرمایا آپنے بصد تعظیم وتکریم اوسکو لیکر تمام جسم پر ملا اور سر پر رکھ لیا کہ بیدار ہوگئے ۔

الغرض چھٹی ذیحجہ ۱۲۹۲ھ بروز سہ شنبہ شام کو جناب مولوی صاحب حسب معمول مع دو خدمتگارون کے مسجد مین تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دوزانو بیٹھکر تلاوت قرآن مین مصروف ہوئے اور خدمتگار بھی رفع حاجت کیلئے باہر گیا بیرم سید محمد مہدی زادہ نے

موقع پاکر مسجد مین آیا اور ستون کی آڑ مین جاکر پس پشت مولوی صاحب کے ایک ضرب کٹار
ایسا مارا کہ سینہ بے کینہ کے پار ہو گیا اور بار ثانی اور ایک کٹار سر پر اور دو شہ رگ پر ماری
مولانا ممدوح نے کلام اللہ پر سر رکھکر شربت شہادت نوش فرمایا خون شہید سے آیہ فَانظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينِ رنگین ہو گئی اور روح پاک مولوی صاحب کی
اوسیوقت راہی خلد برین ہوئی اور قاتل اوسیوقت بدست اہلکاران کوتوالی گرفتار ہو گیا
اور اہل اسلام اس حادثہ سے آگاہ ہو کر لاش مبارک مکان پر لائے اور بروز چہار شنبہ
نماز جنازہ مکہ مسجد مین ہوئی بیس ہزار نمازیون کا ہجوم ہوا اوسپر بھی ہزارون کو نماز نہ ملی
تب تا دفن چودہ جماعتین نماز کی ہو کر اپنے مدرسۂ محبوبیہ کے صحن مین دفن ہوئے
اعلیحضرت تاجدار دکن کو اس حادثۂ جانگزا سے سخت صدمہ ہوا اور تمامی اہل اسلام نے
فرقہ مہدویہ کا قلع و قمع کرنا چاہا چونکہ یہ قوم اکثر مقام چنچل گوڑہ اور بیگم بازار مین بیرون
شہر کے رہتی ہے بلوۂ عام کا طور تھا اسکے فرو کرنے مین محمد رستم علیخا نصاحب ناظر صدر
مہتمم کوتوالی بیرون بلدہ نے بہت ہی کچھہ تدبیر کے ساتھہ عالم میان و منا میان و بخشی مناجب
میان وغیرہ پیرزادگان مہدویان بانی فساد کو ساتھہ ہی نظر بند کر رکھا۔
اور بروز زیارت مولوی صاحب شہید کے چونکہ عرفہ تھا اور اوس روز حسب عادت بیرقین
بھی اوٹھائی گئی تھین اوسروز بھی ایک ہنگامۂ عظیم کا طور تھا اور میر سبحان خانصاحب
مہتمم پولیس بھی اس کے بندوبست مین شریک تھے مگر ان کے ہمراہی سکہونے بیگناہ بہادر
افضل بہادر فتح جنگ فرزند اون بیگ جو بیرقین پہونچا کر آ رہے تھے ناحق ضرب بندوق سے
حرف گمان بوائیون کے قریب مسجد مردہ منور کے شہید کر ڈالا۔
الغرض اس واقعہ کی وجہ سے شہر مین بڑا جوش و خروش تہا قریب تھا کہ ہنگامۂ عظیم ہو کر

ہزاروں کا کشت و خون ہو جائے مگر اس اثنا میں نواب مختار الملک شملہ سے حیدرآباد واپس تشریف لائے اور دریافت مقدمہ کے لیے ایک خاص مجلس علما دیوانخانہ شریعت پناہ دار السلطنت محمد میر دلاور علی صاحب شریعت پناہ میں منعقد ہوئی جس میں مولوی نیاز محمد صاحب اور مولوی علی عباس صاحب و مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی محمد نور الحسین صاحب اور مولوی محمد اکبر علی صاحب اور مولوی محمود ابو الفضل شریک تھے۔ القصہ بعد ختم دریافت اور تجویز فتوی کے سید محمد قاتل قصاصاً قتل کیا گیا اور عالم میاں و سنا میاں ماہ ام الحیات قلعہ جگتیال میں قید کر دیے گئے اور بھنے صاحب میاں کو سزا ڈیڑھ سال اور باوا صاحب میاں اکیسال با مشقت و زنجیر کی سزا بھگت کر خارج البلد ہوئے اور سید نصرت و سید زین العابدین و سید دنخی میاں عالیہم معہ اور دو سو چھیالیس[۲۴۶] پیرزادگان مہدوی زادگان کا اخراج کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ کوئی اخراجی پھر آنے نہ پاوے۔ اور اسی سال مولوی سید ابراہیم صاحب حکیم دولت آصفیہ کا انتقال ہوا ع حکیم حاذق از دنیا شد اے وائے۔

اور اسی سال لارڈ[۹۲] ناتھ بروک کی جگہ پر لارڈ[۱۲] لٹن گورنر جنرل ہند مقرر ہو کر آئے۔

مختار الملک کے سفر لندن کا حال چنانچہ مجانب سرکار نظام نواب مختار الملک، ربیع الاول ۱۲۹۳ھ بارادۂ سفر لندن جہت ملاقات ملکۂ وکٹوریہ قیصر ہند استقبالاً تا بہ بندر بمبئی گئے اور وہاں سے ادس کے دوسرے ہی روز بسواری جہاز لندن روانہ ہوئے پچیس[۲۵] روز کے بعد ملک اطالیہ میں جا پہونچے اور شہنشاہ اٹلی و پوپ صاحب سے ملاقات ہوئی اور شاہزادہ ہمبرٹ سے بھی ملاقات ہوئی فی الحال یہی شاہزادہ سلطنت اطالیہ کا شہنشاہ کہلاتا ہے پھر وہاں سے چکر چار روز بعد پیرس دار السلطنت فرانس میں پہونچے۔

اور اسی روز شام کے وقت مختار الملک بہادر کا پاؤں ایک ہوٹل کی سیڑھی پر سے پھسل گیا

اور ران کی ہڈی ٹوٹ گئی کم سے کم بیس روز پیرس مین مقیم رہے پہر بسواری جہاز لندن کیطرف روانہ ہوئے اور تہوڑے ہی عرصہ مین لندن جاپہونچے اور بیس روز بعد شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر نے دعوت کی جسمین اور بڑے بڑے جلیل القدر لندن کے باشندے شریک تھے اس کے دوسرے روز اکسفورڈ یونیورسٹی سے ۔ ڈی ۔ سی ۔ ایل کا اعزازی خطاب نواب مختار الملک کو ملا ۔ اور اس کے بارہ روز بعد نواب صاحب نے بذریعہ لارڈ سالسبری حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند سے ملاقات کر کے نذر پیش کی اور اسی شب دسترخوان ملکہ معظمہ قیصر ہند پر دعوتی کہانا کہایا ۔ اس کے تیسرے روز مار کوئیس آف سالسبری کے یہان دعوت ہوئی اور اس کے دوسرے روز بجانب نواب مختار الملک بہادر پرنس آف ویلز بہادر کی دعوت کیگئی ۔ پہر اسکاٹ لینڈ گئے اور پندرہ روز بعد واپس آکر لارڈ نارتھ برک کے یہان دعوت کہائی الغرض دو مہینے لندن مین رہے پہر پیرس آکر دو روز قیام کیا اور وہان سے بسواری جہاز چند روز بعد برنڈزی مین پہونچے اور وہان سے سولہ روز بعد بمبئی آئے اور دوسرے روز دار السلطنت حیدرآباد مین آ گئے ۔

اسی سال چوک چار مینار و گلزار حوض کی ترمیم ہوئی اور اکثر مکانات روبرو چار کمان و چار مینار و بازارات شہر کے بہت عمدہ خوش وضع بنوائے گئے اور کشادگی سڑکون کے لیے بہی حکم ہوا

دوسالہ قحط سالی اور اوسکی انتظام کا حال

اور بارش نہونے کی وجہ سے ۱۵ رمضان ۱۲۹۳ھ سے گرانی شروع ہوئی رفتہ رفتہ روپیہ کو پانچ سیر چانول پر نوبت پہونچی وہ بہی بمدت تمام اسیطرح دو برس تک یہ آفت آسمانی رہی ۔ اس زمانہ قحط سالی مین اسقدر بندوبست حسن کے ساتھ کیا گیا اور اتنی بڑی رقم صرف ہوئی کہ دار السلطنت حیدرآباد مین اموات کی تعداد بمبئی اور مدراس متصلہ اضلاع کے مردونکی تعداد سے بہت کم ہوئی اگرچہ تکلیف کی سختی بہت تہی

لیکن اوس کے دور اور کم کرنیکی کوشش مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا گیا۔ شروع سال قحط ہی سے ملک کی حالت کیطرف توجہ کیگئی اور ایک باقاعدہ طرز کارروائی کا اختیار کیا گیا۔ چنانچہ مختلف اقسام کے کارہاے امدادی اور ذرائع پرورشی اور ہی نوع انسان کے جان کی حفاظت جو ناموری اور قابل تعریف دارالسلطنت خیال کیجاتی ہے اس کے جاری کرنیکی تجویز پیش ہوئی چنانچہ سرکار دولت آصفیہ سے ایک خاص مجلس انتظام قحط کی قائم ہوئی اور اسپیشل کمشنر اضلاع قحط زدہ کو روانہ کیے گئے جبکہ گورنمنٹ آف انڈیا کیطرف سے فیمن ڈیلیگیٹ سرجرڈ ٹمپل ۱۱ جنوری ۱۸۷۷ء کو دارالسلطنت حیدرآباد آئے ہوئے تھے اونہون نے ان تجاویز کو جو عمل مین لائی گئی تھین کافی خیال کیا اور یہ رپورٹ کی کہ انتظامات جو آینوالی مصیبت کو دور کرنیکے لیے کیے گئے ہین اوس کے نسبت سرکار دولت نظام کی عاقلانہ دور اندیشی قابل تعریف ہے۔

اضلاع ممالک محروسہ سرکار دولت آصفیہ نظام مین جسقدر اندیشہ شروع مین تھا اوس سے معاملہ مین مصیبت کم ہوگی اور توقع کیجاتی ہے کہ ان تجاویز کی وجہ سے سرحدی اضلاع سرکار عظمت مدار مین بھی قحط سالی کی مصیبت کا دباؤ اور زور زیادہ ہونے پاویگا۔

المختصر قحط کا خرچ کارہائے امدادی مین آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار اکیسو بائیس اور محتاج خانون کے متعلق دو لاکھ چوالیس ہزار چھ سو اڑتالیس اور معافی جمع کے بابتہ بتیس لاکھ اونسٹھ ہزار اکیسو اونہتر جملہ ترتالیس لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو اڑتیس کا خرچ اس قحط مین ہوا۔

اور ۱۲۹۳ھ ۲ شوال بروز سہ شنبہ بارہ بجے رات مین زمین کو زلزلہ ہوا اور اسی سال ۱۹ ذیقعدہ کو اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت ظل سبحانی تاجدار ملک دکن حضور پرنور بندگانعالی متعالی نواب میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ خلداللہ ملکہ و سلطنتہ بتقریب جشن دربار خطاب

قیصر ہند کوئن وکٹوریہ ملکہ معظمہ بنفنست فرمائے دہلی ہوئے ہمرکاب اعلیحضرت مختار الملک وزیر اعظم اور امرا، دولت تھے الغرض ۴ ذیحجہ سنہ صدمین سواری حضور پُر نور اعلیحضرت کی دہلی مین پہونچتے ہی توپخانۂ شاہی سے سلامی سر ہوئی۔

اور اوس کے دوسرے ہی روز گورنر جنرل بہادر کشور ہند بھی آئے جنکے ہمراہ دس ہزار سپاہ کے قریب تھے ۹ ذیحجہ کو حضور پُر نور بندگان عالی اعلیحضرت معہ مختار الملک بہادر و امرا دولت سرکار نظام بغرض ملاقات گورنر جنرل بہادر کے یہان رونق افروز ہوتے ہی ۲۱ ضرب توپخانۂ شاہی سے اعلیحضرت کی سلامی ہوئی اعلیحضرت نے ایک گھوڑا مع ساز و سامان تحفہ دیا۔ پھر ۱۳ ماہ مذکور کو نواب گورنر جنرل بہادر وسیرائے کشور ہند بغرض ملاقات باز دید اعلیحضرت کے قیام گاہ پر آئے اور توپخانۂ شاہی سے سلامی سر کی گئی۔

اس کے بعد ۱۴ ذیحجہ کو راجہ بنارس۔ راجہ ریوان و راجہ جے پور۔ و راجہ ہلکر والی اندور شرف اندوز ملاقات اعلیحضرت کے ہوئے۔ اور پندرھوین ذیحجہ کو دربار قیصری منعقد ہوا تمامی راجے مہاراجے و روساء ہند زینت دہ دربار قیصریہ تھے۔ اعلیحضرت کی کرسی گورنری کے محاذی تھی اور حضور پُر نور کے یمین و یسار اُمرائے دولت سرکار نظام بعد ان کے تمامی نوابان و راجگان و روساء ہندوستان تھے کم سے کم اس جلسہ مین تین لاکھ آدمیون کا مجمع تھا۔ غرضکہ اسپیچ پڑھی گئی جسکا ماحصل یہی تھا کہ حضور ملکہ معظمہ نے قیصر ہند کا خطاب قبول فرمایا اور بعد ختم کلام کے توپخانۂ شاہی سے سلامی سر ہوئی اور جلسہ برخاست ہو گیا۔

اور ۱۹ ذیحجہ کو بیگم صاحبہ والی ریاست بھوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات فرمائی۔ اور جس روز دہلی مین دربار منعقد ہوا تھا اوسی شب کوٹھی رزیڈنسی دار السلطنت حیدرآباد مین بھی جابجا روشنی کیگئی اور تمامی دفترون مین بھی پانچ روز کی تعطیل رہی۔

المختصر ۲۲ ذیحجہ کو اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ مراجعت فرمائے دار السلطنت حیدرآباد ہوئے اور ۲۷ ذیحجہ کو داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوگئی اس روز تمامی رعایا برملک نے خوشی ظاہر کی اور تمامی شہر مین روشنی کیگئی۔

ملک برار کی واپسی کا تذکرہ اور لارڈ لٹن کی نارضی

اور انہین دنون مین نواب مختار الملک بہادر وزیر دولت سرکار نظام نے حسب اجازت صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہندوستان کے واگذاشت ملک امانی برار کی نسبت قبل از انعقاد دربار قیصر ہند کے بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر دار السلطنتہ حیدرآباد دکن دفتر گورنر جنرل بہادر کشور ہند پر تحریک کیگئی تھی چنانچہ اسکی نسبت لارڈ لٹن صاحب بہادر سے اسی بنا پر دربار دہلی مین نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب سرسالار جنگ مختار الملک بہادر وزیر سرکار دولت نظام سے اپنی رضامندی ظاہر کی بلکہ گورنر جنرل بہادر کو ناگوار گذرا اور نواب مختار الملک کو بھی اس سے سخت رنج ہوا چنانچہ جب تک لارڈ لٹن گورنر جنرل بہادر خدمت گورنری پر رہے نواب ممدوح الصدر اور رزیڈنٹ صاحب بہادر کے درمیانی تعلقات خراب ہی رہے مگر احکم الحاکمین نے بہت جلد اپنا کرم کیا کہ ۱۲۹۸ کے شروع ہی مین سر اسٹورٹ بیلی صاحب رزیڈنٹ دار السلطنت حیدرآباد مقرر ہو گئے اور ادہر ایک رحمدل سردار مارکوئیس آف رپن وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند نے گورنری کا جایزہ لیا اور فورًا وہ بدترین پالسی دور ہوگئی۔ یہ مبارک زمانہ لارڈ رپن بہادر کا اقلیم ہندوستان کے لیے گذرا۔ چنانچہ اسی زمانہ مین گورنمنٹ ہند کیطرف سے نواب مختار الملک بہادر کے نام مراسلہ پہونچا جسمین گورنمنٹ ہند نے اپنی بے انتہا عنائیت و اعتبار اور وفاداری و دیانت داری ظاہر کی چنانچہ اس کے پہونچتے ہی نواب مختار الملک بہادر نے مسرت فرمائی۔

مگر ملک امانی برار کی واپسی کے واسطے سرکار ملکہ معظمہ قیصر ہند کے فیصلہ دربارہ سے کیا تجویز درپیش ہے

اسکا حال نہین کہلا۔

تقرر سررشتہ دار انفصالی

سنہ ۱۲۹۶ھ مین بنظر امن و آسایش خلق اللہ کے لیے یموتوفی کاغذ ممہو معاملہ حقیقہ کی دریافت کے لیے ہر ہر محلہ مین سررشتہ دار انفصالی قرار پایا اور اوس کے لیے ایک جداگانہ دستور العمل ۱۲۹۵ف مین مرتب ہوا مگر اس کے تہوڑے ہی زمانہ بعد سررشتہ دار انفصال برخاست ہو گئے۔

اور سنہ ۱۲۹۴ھ مین جنوبی اضلاع پر قحط سالی کی مصیبت آئی تہی مگر سرکار دولت آصفیہ کی طرف سے بڑی تیزی سے انتظام ہوا اور بنی نوع انسان کی حفاظت مین کوشش ہوئی

حضرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہٗ سلطنتہ کا دورہ اور ملاخطہ ملک کا حال

اور پندرہوین سال جلوسی مین اعلیحضرت اقدس و اعلی نے بذات خاص امورات سلطنت کیطرف توجہ فرمائی باوجود کم سنی کے خود ذہن عالی کی صفائی اور عقل خداداد کی رسائی سے معاملات سیاست و ملک داری کے رموز کی جانچ ہونے لگی چنانچہ آغاز سنہ ۱۳۰۱ھ مین ملاخطہ ملک و دریافت حالات کے لیے دو صوبون کا دورہ فرمایا پہلے ۲۶ صفر کو سواری مبارک حسن آباد گلبرگہ شریف مین پہونچی اور ۲۷ کو قلعہ کے ملاخطہ کے بعد بندوبست کا کام ملاخطہ فرمایا جسکی تفضیلی کارروائی مولوی سید مہدی علیخان محسن الملک بہادر معتمد مدار المہام سرکار عالی نے عرض کئے اور آلات اور اون کے طریقہ عمل و بندوبست کے تاریخی حالات کو دلچسپی سے بیان کیا اور مختلف قسم کے نقشہ جات مرتبہ سررشتہ بندوبست ملاخطہ اعلیحضرت اقدس و اعلی سے بہی گذرے اور شام کو زیارت حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز سے مشرف ہو کر وہان سے مراجعت فرما کر بسواری فیل خاصہ جلوسی شہر اور محبوب گلشن کی روشنی اور آتشبازی کا ملاخطہ ہوا اور ۲۸ کو بسواری اسپ صبح کے وقت بہوسگ کے تالاب کو ملاخطہ فرمایا یہ تالاب قیام گاہ

اعلیحضرت اقدس و اعلےٰ سے سات میل کے فاصلہ پر ہی پہرہ ہان سے مراجعت فرما کر گلبرگہ شریف
کے صدر محبس کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو تعلقدار ضلع و عدالت ضلع کے دفتر اور خزانہ ضلع اور
وہاں کی پہرہ بندی و خزانہ کے طریق حفاظت کا ملاحظہ فرماتے ہوئے نواب یار جنگ اکرام الملک
صدر تعلقدار کے دفتر اور اسکے بعد صدر عدالت سمت کے دفتر کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو آخری چہارشنبہ
کا دن تھا لہذا محبوب گلشن کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی اور جیل خانہ و مکان کلب
کا ملاحظہ ہوا اعلیحضرت کے شہر حسن آباد گلبرگہ شریف مین خیر مقدم مین کئی ایک اشعار نصب تھے
از انجملہ ایک قطعہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

شہ جمشید میر محبوب علیخان	چو آمد سوئے گلبرگہ بصد جاہ
شنیدم منتظم سالش ز ہاتف	ندا میکرد خیر مقدم شاہ

المختصر بعد ملاحظہ گلبرگہ شریف کے بجانب صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد نہضت فرما ہوئے
اور وہان پر رونق افروز ہو کر بعد ملاحظہ ملک اور شرف اندوز زیارت بزرگان دین کے
مع الخیر معہ خدم و حشم مراجعت فرمائے دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوئے۔

**وفات حسرت آیات مختار الملک بہادر
و ذکر مدار المہامی سفرمانہ پیشکار بہادر**

اسی سال ڈیوک آف میکلزک داخل حیدرآباد ہوا
اور نواب مختار الملک بہادر نے اونکی دعوت کا اہتمام
کیا ایک روز تالاب میر عالم پر دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا کہ دفعتاً آدھی شب آدھی رات کو
مختار الملک کی طبیعت بگڑ گئی اور مبتلائے ہیضہ ہو کر ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ھ بروز پنجشنبہ ساڑھے
سات بجے شام کو ۵۶ برس کی عمر مین آخر وزارت کے جاہ و جلال کو چھوڑ کر عالم آخرت کا
رستہ لیا اور بروز جمعہ دس بجے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے اور اون کے وفات کے بعد
راجایان مہاراجہ راجہ نرندر پرشاد پیشکار نے خدمت مدار المہامی کو سفرمانہ انجام دیا۔

عظیم الشان نمائیشگاہ کلکتہ مین اعلیحضرت بنگالہ کے لئے کا بنفس نفیس شریک ہونا

۱۶- صفر کو اعلیحضرت اقدس و اعلے عزیمت فرمائے کلکتہ ہوئے اور ہمرکاب سعادت انتساب مہاراجہ پیشکار بہادر اور نواب شمس الامرا و نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر و نواب ظفرجنگ بہادر و نواب میرلائق علیخان شجاع الدولہ و نواب میر سعادت علیخان منیر الملک و نواب میر سرفراز حسین خان بہادر فخر الملک و نواب اکرام جنگ بہادر و نواب قدیر جنگ بہادر معتمد فوج و نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر و نواب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر جنگ و راجہ مرلی منوہر بہادر و راجہ گردھاری پرشاد بہادر و نواب میر حشمت علی صاحبزادہ و نواب میر منور علی صاحبزادہ محمد وزیر علی صاحب و ڈاکٹر صفدر علی و مسٹر کلارک صاحب بہادر و دلکنسن صاحب بہادر معتمد صیغہ تعمیرات عامہ ڈالیس صاحب بہادر وغیرہ غرضکہ آگے پیچھے قبل ارتحال عساکر ظفر پیکر معہ خدم و حشم سواری مبارک باعظمت و شان و شوکت و جاہ جلال سے روانہ ہوئی اور دار السلطنت کلکتہ رونق افروز ہوتے ہی توپخانہ شاہی سے ۲۱ ضرب توپونکی سلامی ہوئی۔

لارڈ رپن گورنر جنرل کشور ہند بھی اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور ملاقات کی۔ اور بعد ختم کلام امورات ریاست کے اعلیحضرت اقدس و اعلی کی طبیعت مبارک کو معاملات ریاست کے ساتھہ خاص قسم کی دلچسپی اور توجہ دیکھکر کہا کہ اب آپ بالاستقلال حکمرانی کے لائق ہین انشاء اللہ مبارک کرے اور آخر ربیع الثانی مین جلسہ تخت نشینی مرتب ہوا پس اعلیحضرت نے گورنر جنرل بہادر کو دار السلطنت حیدرآباد مین شرکت جلسہ تخت نشینی کی دعوت دی جسے گورنر جنرل بہادر نے بطیب خاطر قبول فرمایا اور دربار برخاست ہوا۔

اور بعد اس کے ۲۹ - صفر سنہ صدر کو محمد رحیم الدین اور نصیر الدین حیدر از خاندان مسیدیہ اور جہانقدر مرزا محمد واحد علی (از خاندان اودھ) و نواب عبد اللطیف خان بہادر سی آئی ای

نائبان صدر کمیٹی انتظامی معہ ایک جماعت کثیر اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ ایوان دربارہ اعلیحضرت اقدس اعلی مین بوساطت ڈابس صاحب بہادر باریاب ہوکر تہنیت نامہ پڑہا گیا جسکا خلاصہ مضمون یہی تہا کہ ہم عقیدت قرین اسلامی مجلس تذاکرہ علمیہ کلکتہ ان صوبون کے اہالی اسلام کی جماعت کی طرف سے کہ جسکی نائب مینابی امور مفید عام مین عام موقعون پر ہم سالہا سال سے کرتے آئے ہین کہ اس تہنیت نامہ عجز ختامہ کے ساتھ بتقریب رونق افروزی حضرت رفیع المنزلت ہمایونی اس شہر نزہت بہر مین کہ جو گورنمنٹ عالیہ بنگالہ کا مستقر الریاست اور مملکت قاہرہ ہندیہ کا دار السلطنت بہی ہے حاضر بارگاہ رفعت پایگاہ ہون ۔

حضرت رفیع المنزلت ہمایونی چونکہ اقلیم ہندوستانی کے اعظم ترین ریاستہاے اسلامیہ کے مالک ہین لہذا ذات والاصفات ہمایونی لامحالہ سائر طبقات اہل اسلام سرزمین ہندوستان کی تعظیم وعقیدت کا مرجع ہے ۔

وسعت اشاعت تعلیم وتعلم اور ازدیات تسہیلات وسایل وذرایع آمدورفت وروابط مخلصانہ جو فیمابین دارالسلطنت پرشوکت حیدرآباد اور سلطنت ہندوستان کے کہ جسکے زیرفرمان معدلت توامان جم غفیر ومعدلت کثیر اہل اسلام امنیت شاملہ ورفاہیت کاملہ کے ساتھہ بسر کرتے ہین قایم ہین یہہ ساری باتین اون کیفیات قلبیہ کے مزید جوش کا باعث ہین اور حضرت رفیع منزلت ہمایونی کی اس شہر نزہت بہر مین رونق افروز ہونے پر ہمارا دلی بہجت وشادمانی کا اظہار کرنا مجرد اپنے تمام ہم مذہب لوگون کے خیالات کو منصۂ اعلان پر جلوہ گر کرنا ہے ۔

چونکہ اعلیحضرت رفیع منزلت ہمایونی اپنے خاندان رفیع المکان کے اول رکن رکین ہین کہ جنہون نے اس شہر لطافت بہر کو تشریف قدوم اُبہت لزوم سے مشرف فرمایا ہے لہذا رونق افروزی بندگان عالمتعالی کی عظمت وخصوصیت کل رعایاے ہندوستان کی نگاہون مین بہت بڑہی ہوئی ہے ،

ایسکے سوا ہم اسبات کو اسوقت اعظم ترین اثار امید خیز خیال کرتے ہین کہ حضرت رفیع منزلت
ہمایونی نے اتنی زحمتین اس شہر مینو چہر مین رونق افروز ہونے ین اسلیے اختیار فرمائی ہین کہ اوس
دلکش اور دانش آموز نمایش کو ملاحظہ فرماینگے جو ممالک غیر اور خود اس ملک کے باشندون کے
اہتمام سے زیر سایہ حمایت لفٹننٹ گورنر بہادر بنگالہ عالم ظہور مین آئے۔ ہم امید کرتے ہین کہ یہہ
رونق افروزی نہ صرف واسطے ذات اقدس واعلیٰ بندگان عالی متعالی کے ذریعہ تفریح وازدیاد
معلومات ہوگی بلکہ یہہ ایسے نتایج بھی پیدا کریگی جو علی الدوام حق مین اس رعایا اور ریاست کے
فایدہ مند ہون گے جسکی عنان صلاح وفلاح خداوند برحق نے تفویض ید قدرت قاہرہ ہمایونی
فرمار کھی ہے۔ اور اعلیحضرت اقدس واعلیٰ رفیع منزلت ہمایونی جو عنقریب عنان نظم ونسق ریاست
فرخ بنیاد حیدرآباد بدست خاص میمنت اختصاص لینے والے ہین ہم اس خیال مسرت
مالامال سے کمال شادان فرحان ہین۔ اور ہم بسرگرمی تمام امید کرتے ہین کہ بعد جلوس میمنت
مانوس حضرت اقدس واعلیٰ رفیع منزلت ہمایونی تخت حکومت پر اپنے اسلاف ذوی الاحتشام
اور آباد اجداد کرام کے انتظام ملکی ساتھہ اون ترقیات وعروجہاے روزافزون کے جو مبنی ہین
اجتماع معقول پر کل امور کے جو فنون حکمرانی مین ممالک شرق وغرب کے محمود ومسعود سمجھے جاتے
ہین جلوہ گاہ امنیت وراحت کا ایک دائمی مرجع نبارہ کر ذریعہ افتخار ومباہات وابتہاج و
مسرت کافہ طبقات سلاطین براعظم ہندوستان ہوگا۔

اخیر مین ہم بندگان اطاعت قرین عجز آگین درگاہ ایزدی مین بخضوع وخشوع تمام دست بدعا ہین کہ
[illegible]ث ظل الٰہی رفیع منزلت ہمایونی کے وقت مراجعت مبارک بطرف وطن مالوف سالماً وغانماً
[illegible] عافیت شامل حال ہو اور خداوند کریم بندگان عالی متعالی کو عمر دراز عطا
[illegible] اقبال وسعادت انتہا پر تمام عدل وداد کمال کامیابی وفیروزمندی کے دیرگاہ

ظل گستر عاطفت و مکرمت رکھے۔ آمین

اور ایک قصیدہ بھی منجانب مالک و مہتمم گلدستۂ نتیجۂ سخن و رپن پریس کلکتہ کے گذرا جو ذیل مین ہدیۂ ناظرین ہے۔

قصیدہ تہنیت رونق افروزی حضور پرنور بندگانعالی متعالی نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

جلوہ افگن یہان ہوا ہے کونسا عالیجناب
سرزمین اِس شہر کی ہے چرخِ چارم کا جواب

نقش پا کے نور سے پرنور ہے ہر ایک راہ
ہر جگہہ پر ہے قِرانِ آفتاب و ماہتاب

ہالہ خورشید کا انداز بھی کانٹی پہ ہے
بنگیا ہے ماہ نو خم ہو کے توسن کی رکاب

عکس عارض سے جہان کیا مطلع انوار ہے
ہے زمین پہ چار جانب چاندنی کی آب و تاب

قالب ہر ذرہ مین در آئی انجم کی چمک
آجکل اس شہر کا گویا ہے ایک عہد شباب

ہے عیان فیض قدم ہے جسکے سامان عیش کا
اوسکی مدحت مین رقم کرتا ہون مطلع انتخاب

مطلع ثانی

کون ہے دنیا مین تجھسا ذی حشم گردون قباب
آسمان جاہ و مکنت کا تو ہی ہے آفتاب

میر محبوب علیخان والی ملکِ دکن
رستم دوران نظام الملک فرخندہ خطاب

غیظ سے پیشانی انور پہ گر آئے شکن
قالب رستم کو ہو کنج لحد مین اضطراب

بہتے دریا پہ پہونچ جائے اگر دشمن ترا
موج جو پانی سے اوٹھے وہ بنے موج سراب

آستان پر تیرے جھکتے ہین جہان کے سب امیر
اب زمانہ مین نہین تجھسا کوئی عالیجناب

سرکشان دہر تیرے رعب سے قالب تہی
ہے بھلا غیظ و غضب کی تیرے کسکے دلکو تاب

تری ہیبت سے بوقت رزم ہو جائے فرار
رستم و زال و پشن اسفندیار افراسیاب

تجھسا روشن دل زمانے مین کہان ہی دوسرا ۔ صاف ظاہر تجھپہ ہے ہر ایک کا عیب و صواب

اسقدر نور و ضیا کیونکر اسے حاصل ہوئی ۔ صفحۂ خورشید پر لکھا ہے کیا تیرا خطاب

طبع اقدس پر ترے انجام بینی ختم ہے ۔ کام مین تیرے نہین ہی دخل تاخیر و شتاب

کہتے ہین دربار جسکو وہ ترا دربار ہے ۔ ابر نیسان سے فزون ہے تیری بخشش کا سحاب

سو مین اک کیا لاکھ مین بھی ایک لکھ سکتا نہین ۔ وصف تیرے فیض کا لکھون جو تا روز حساب

تیرے گلگون صبا رفتار کی لکھون جو مدح ۔ صفحہ کاغذ روان ہو جیسے گردون پر سحاب

کبک اور طاوس شرمندہ خرام ناز سے ۔ تیز رفتاری سے اسکی قاف مین پنہان عقاب

تیری گاڑی کے لیے ہے اشہب خامہ کا قول ۔ ہے زمانہ مین یہی تخت سکندر کا جواب

کوہ پیکر فیل ایسے ہین تری سرکار مین ۔ چرخ نیلی کو ہمیشہ جسکی عظمت سے حجاب

وصف اب تیرے سراپا کا مجھے منظور ہے ۔ صنعت بہزاد و مانی ہوگی مجھکو دستیاب

اے زہے فرق ہمایون امیر لاجواب ۔ دن کو صدقے آفتاب اور شبکو قربان ماہتاب

لکھنے کو تعریف گیسو کی مجھے منظور ہے ۔ عنبر سارا کا خامہ اور مداد مشک ناب

نکہت زلف سمن بو جبسے پھیلی ہر طرف ۔ رشک سے سنبل کو بھی گلزار مین ہے پیچ و تاب

کھل گئے چہرۂ گلرنگ کی تشبیہہ سے گل ۔ مدح عارض لکھکے خامہ بنگیا شاخ گلاب

دونون رخسارونکی ضو سے روز روشن سربسر ۔ تیری بینی کا الف ہے بے شبہہ تاج آفتاب

ہے دہن سے تیرے ہر غنچہ مین رنگ تازگی ۔ رشک دندان سے ہے سدا گوہر عدن مین آب آب

لعل لب کے فیض سے لعل بدخشان مین چمک ۔ اور ہے چاہ ذقن سے چاہ کنعان کو حجاب

دیکھکر شمع گلو پروانہ ہین سارے حسین ۔ بزم ہستی مین اسی کا نور ہے بے انقلاب

یوسف مصری یہان آکر دکھاے اپنا منہہ ۔۔۔ سینہ پر نور مین ہے آئینہ کی آب و تاب

پنجہ قدرت نے بخشا بازوؤن مین ایسا زور ۔۔۔ تذکرہ رستم کی قوت کا ہی جسکے آگے خواب

زر فشان و درفشان از بسکہ ہے لیل و نہار ۔۔۔ اہل حاجت ان سے رہتے ہین ہمیشہ کامیاب

بسکہ مردم کو ادب سرکار ہے فرض عین ۔۔۔ دست بستہ مثل مژگان صف بصف شیخ و شباب

تیری بخشش سے سدا حاتم کی بخشش ہی خجل ۔۔۔ رشحہ دست کرم سے ابر نیسان آب آب

قدردان اہل ہنر کا تو ہی ہے آفاق مین ۔۔۔ حاضر دربار عالی ہون نہ کیونکر شیخ و شاب

سیر گلشن کو اگر تشریف لیجائین حضور ۔۔۔ مثل شبنم گل بھی ہو جائین حیا سے آب آب

دیکھکر ایوان عالیشان مین کہتا ہے ہلال ۔۔۔ دیکھہ لو برج قمر مین جلوہ گر ہے آفتاب

شرم سے بہزاد و مانی آجتک روپوش ہین ۔۔۔ ہو گیا سکتا کھینچے ذرہ نہ تصویر جناب

جلوہ فرما رخش پر جب آپ ہون با عز و جاہ ۔۔۔ پنجہ خورشید سے پیر فلک تہامے رکاب

دست بوسی کی تمنا مین ہین دونون روز و شب ۔۔۔ گنجفہ مین شب کو ہے مہتاب دن کو آفتاب

مطلع انوار ہے فیض قدم سے صحن باغ ۔۔۔ نقش پا ہین یا کہ روشن ہین ہزارون آفتاب

اس قصیدے کو دعا پر ختم کرتا ہے وزیر ۔۔۔ یا الٰہی فضل سے اپنے تو کرنا مستجاب

جاہ و دولت ہو زیادہ عمر و دولت ہو فزون ۔۔۔ جب تلک روشن فلک پر ہین یہ ماہ آفتاب

حکم تیرا فیض تیرا خلق مین جاری رہے ۔۔۔ جب تلک بحر روان مین ہی روانی بہر آب

شمع دولت بزم ہستی مین سدا روشن رہے
مثل پروانہ جلین سب حاسد خانہ خراب

غرضکہ اس تہنیت نامہ کے اختتام پر اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگون کے اڈریس دینے کا مین نہایت مشکور ہوا۔ چنانچہ اس ارشاد کے ساتھہ ہی منتخب

بندگان عالی متعالی حضور پر نور خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر نے کہا کہ بندگان عالی متعالی اعلیحضرت اقدس واعلی ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو اچھی طرح معلوم ہوا ہے کہ اس مملکت کے باشندے ہنود اور اہل اسلام دونون فریق حصول علم و اکتساب ہنر مین ہمہ تن سرگرم ہین اور اگلے وقتون مین بھی یہہ ملک تمدن اور شایستگی مین دیگر ممالک سے کچہہ کم نہ تھا پس جب ایسا ایک گروہ کہ جسکی موجودہ حالت قابل تقلید وگذشتہ کیفیت لایق تعریف ہو ما بدولت کی نسبت ایسا اخلاص عقیدت آمیز ظاہر کرین تو یہہ امر بڑا سرمایہ شادمانی اور ہمیشہ اظہار اخلاص قابل قدر ہے۔

اس سفر مین سرکار نظام کو بہت بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوئی کہ اپنے ہم مذہب لوگون کو فی الحال سرکار عظمت مدار ہندوستان کے ظل حمایت مین کہ جسمین اور سرکار نظام مین روابط مستحکم و محبت قلبی سلف سے قایم ہے مرفع حال و خرم و شاد پایا۔

اور اعلیحضرت اقدس واعلی ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو سیر و سیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور جسقدر اس ملک کی تعریف اور اہل ملک کی توصیف سنا کرتا تہا اوس قدر شوق یہان آنے کا زیادہ ہوتا جاتا تہا۔

دار السلطنت دکن بنگالہ سے بہت دور واقع ہے اور چونکہ اگلے زمانہ مین اس قدر دور و دراز کا سفر تکلیف دہ دشوار گذار و خطرناک تہا بایں وجہہ میرے ملکی لوگ آسودہ حالی کے قطع نظر ادہر بہت کم آتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے مسلمانون مین و اہل دکن کے باشندون مین کسی قسم کی شناسائی نہونے پائی۔ اب سرکار ہند کے فیض عام و حسن انتظام کے باعث انکو ئی صعوبت راہ نہ کسی قسم کا خطر باقی رہا اور اگرچہ اپنے خاندان مین ہی پہلی پہل اس ملک مین قدم رکھا ہون مگر مجکو امید کامل ہے کہ اس ملک کے لایق و قابل باشندون مین اور میرے ملک کے

لوگون مین بھی سلسلہ آمد ورفت قایم ہو جائیگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ میرے اس سفر کا نتیجہ میری رعایا کے واسطے بھی مفید ہو گا یعنی جس قدر تجربہ اور علم مجکو اس سفر مین حاصل ہوا ہے اچھی طرح اپنی ریاست کے انتظام اور رعایا کی فلاح مین خرچ کرون گا اور یہی بہت بڑا مقصود اس سفر سے تھا اگرچہ جو وجہ آپنے میرے اس سفر کی بیان کی ہے وہ بھی درست ہے اور آپ لوگون کا یہ بھی خیال ٹھیک ہے کہ جلسہ تخت نشینی وحصول اختیارات وعنان نظم ونسق سلطنت جو عنقریب ظہور مین آنیوالا ہی مین ہمہ تن اپنی رعایا اور سلطنت کی بہبودی اور راحت وترقی علوم وفنون مین بدل وجان کوشش کرتا رہون گا اور نیز اس بات کا بڑا لحاظ رکھا جائیگا کہ تہذیب مشرقی گم نہو جاے اور تقلید محمود مغربی ہاتھ سے نجانے پائے۔

ختم کلام پر مین بہت بڑی خوشی اپنی ظاہر کرکے کہتا ہون کہ آپ سب صاحب ایک ایسی مشہور اور نامی مجلس کے ارکان ہین کہ سالہاے دراز سے بظل حمایت سرکار عظمت مدار اکتساب علوم وفنون مین بدرجہ غایت کوشش کر رہے ہین اور زیادہ تر مسرت اس بات کی ہے کہ آپ اپنی کوشش بلیغ کے نتائج پر کامیاب بھی ہوے اور مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ مین آپکی جستجو اور حکیمانہ کوشش کی سرپرستی اور حمایت کیواسطے ہر وقت بدل موجود ہون اور جو عمدہ نتائج آپکی کوششون کی نسبت بہ تعلیم وترتیب مسلمانان بنگالہ وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے رہین اون کے سننے کا ہمیشہ مشتاق رہون گا اور اب مین بہت خوشی سے آپکی اڈریس قبول کرتا ہون اور اس دعا کا شکریہ ادا کرتا ہون جو آپ صاحبون نے میری اور میری سلطنت کی نسبت اڈریس مین مندرج کی ہے بعد اسکے جماعت مذکور رخصت ہوئی۔

المختصر اعلیحضرت اقدس واعلی ۱۱ ربیع الاول ۱۳۰۱ ہجری کو سفر کلکتہ سے مع الخیر مع خدم وحشم داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوے۔

جس روز کہ سواری مبارک داخل بلدہ ہوئی اسٹیشن ریلوے خوب ہی آراستہ کیا گیا تھا اور ہزارہا جھنڈیاں سرخ و سبز دورویہ سڑک و اسٹیشن پر لگائی گئی تھیں اور خاص افضلگنج شفاخانہ کے روبرو ایک شامیانہ پرتکلف تانا گیا تھا اور اہلکاران صفائی کی طرف سے بھی کمانیں خوشنما وضع بنائی گئی تھیں افضلگنج سے تا مجلسرا دورویہ روشنی اور قندیلیں روشن و تمامی سکنائے شہر نے بھی اپنی اپنی مقدور کے موافق روشنی کی اور اظہار مسرت و شادمانی کا کیا۔

حسب قرارداد سابق ۸ ۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو لارڈ رپن ویسرائے گورنر جنرل بہادر معہ اپنی لیڈی صاحبہ کے کلکتہ سے بسواری جہاز دوسری ربیع الآخر کو مدراس ہوتے ہوئے وہاں سے تیسری ماہ مذکور کو بارہ بجے بذریعہ اسپشل ٹرین راہی حیدرآباد ہوئے اور راہ میں دارالسلطنت حیدرآباد سے راجایان راجہ مہاراجہ نرندر پرشاد پیشکار اور نواب میر لائق علیخان بہادر استقبالاً رائچور تک گئے اور چوتھی ماہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر اسٹیشن حیدرآباد پر اوترنے ہی اعلیٰ ۳۱ ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی پانچ منٹ پیشتر سے سواری مبارک اعلیحضرت اقدس معہ ارکان سلطنت و امرایان دولت پہونچگئی تھی اسٹیشن کو اہلکاران اسٹیشن نے آراستہ کر کے گلزار بنادیا تھا عام طور پر کسیکو اجازت نہ تھی اور بہر قین رنگارنگ کی آویزان تھین اور مخلوق کا ازدحام اور اہلکاران کوتوالی کا عمدہ انتظام تھا جسوقت گورنر جنرل بہادر اپنی گاڑی پر سے اوترے تعظیمی گارڈ نے اپنا سلام ادا کیا اور بیانڈ باجا بجنا شروع ہوا۔ اعلیحضرت اقدس و اعلی سے ہاتھ ملایا پھر ویسرائے بہادر نے تمامی امرا دولت سے ہاتھ ملایا اور بسواری بگی چو اسپی گورنر جنرل بہادر معہ اپنے بدرقہ یورپین سوار دن کے الوال روانہ ہوئے۔

دربار اعلیحضرت اقدس و اعلی	۶ ربیع الآخر سنہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر معزز یورپین کے ساتھ

چار بجے کے بعد محلسراے شاہی مین ملاقات اعلیحضرت اقدس و اعلی کیلیے آئے۔ اکوال سے ایوان
شاہی تک جو سڑک آئی ہوئی ہے اسپر کمال اہتمام اور انتظام کیا گیا تھا۔ کوئی شخص سڑک پر سے گذرنے نہین
پاتا تھا۔ اور ہردو طرف پولس سرکار نظام و جوانان لین سواران باقاعدہ آئین فوجی کے ساتھ باادب انتظار
استادہ تھے وافسران پولیس زیر حکمرانی محمد عنایت حسین خان بہادر کوتوال شہر اور محمد رستم علیخان نائب صدر
مہتمم کوتوالی بیرونجات بلدہ وافسران فوجی سرگرمی کے ساتھ اہتمام و انتظام مین مشغول تھے جسوقت
لارڈ گورنر جنرل بہادر ایوان شاہی مین داخل ہوے حسب دستور توپخانہ سرکار نظام سے اکتیس ضرب توپون
کی سلامی سر ہوئی اور بعد ملاقات اعلیحضرت اقدس و اعلی گورنر جنرل بہادر اپنی قیام گاہ کیطرف واپس
ہوے۔ اور اسکے دوسرے ہی روز سہ شنبہ کو اعلیحضرت اقدس و اعلی کا دربار منعقد ہوا۔ چنانچہ صبح
سے تمام شہر مین سات بجے سے لشکر قاہرہ باقاعدہ اور رسالہ جات وغیرہ کا فراہم ہونا شروع ہوا۔ اور
اہلکاران کوتوالی نے ہر طرف ناکہ بندی اسقدر کی کہ سواری بگھی میانہ و اسپ وغیرہ کا تو کیا پیدل بھی ہر طرف
سے رک گئے تھے۔ ہر طرف تماشائیونکا ہجوم اور سڑکون کے دونون طرف باقاعدہ سوارونکا انتظام ہوا۔ تمام راستے
پانی سے چھڑکے گئے تھے۔ امرا و اعزا و سرداران اہل سیف و قلم بغیر دکھانے پاس کے شاہی محل مین داخل نہین
ہو سکتے تھے۔ اور دار الامارہ پر ایکطرف جمعیت نکار رسالہ اور دوسری طرف خاص جمعیت علاقہ پیشی سرکار نظام
محبوب متعلقہ عوض باللیل جان نثار جنگ بہادر دو طرفہ صف بستہ استادہ تھے اور دو سو جوانان باقاعدہ مع بیانڈ بطور
جدید بیرونی گیٹ کے روبرو سلامی کیلیے استادہ تھے غرضکہ دربار آراستہ ہوا اقبال کا جلوہ دکھائی دیتا تھا چنانچہ
جس جگہہ دربار ہوا تھا وہ چومحلہ محلات شاہی مین سب سے زیادہ وسیع و باکار طلائی و خوش منظر جسمین کئی جوڑے بڑے بڑے
پانچدالان ہین اور ہر دالان مین سات سات در وازے ہین یہان سے وہانتک دو رویہ کرسیان بچھی ہوئی تھین اور خلوت شاہی مین ایک
شامیانہ زربفت جسکی بلارسی دریائے نور کی طرح لہراتا تھا سونے روپے کی چوبون پر استادہ تھا گرد اسکے کرسیان اور چوکیان
اپنی اپنی مرتبہ سے بچی ہوئی تھین اور تخت پر مکلل زرد مسند شاہی آراستہ اور یمین و یسار امرا یا نامدار و ارکان دولت و اعیان

سلطنت و راجہ مہاراجہ اور ملک ملک کے حاکم امیر اور وزیر اپنی اپنی عہدہ پر مگر تمام فرمان بردار دنگی نکہبن تین اور گو شدل
اپنے فرمانروا کے حکم پر لگے تھے اور باہر کے والان مین اور عہدہ دار منصبداران شاہی حکم کے منتظر حاضر تھے اوس سے
آگے کے دروہنین تین تین حبشی وردیان پہنے ہتیار دہنین ڈدبے اور ننگی تلوارین علم کیے ہوے قایم تھے پہرانکی برابر بہادر
سپاہی خاص بادشاہی داہنین بائین عرب افغان اپنی وردیان پہنے جمے تھے پھر دہان سے دروازے تک سوار دنکے پرے
دو رستہ پابستہ آراستہ تھے جو درباری لوگ آتے پہرے پہر پر ٹکٹ بتاتے اور چلے جاتے تھے مگر دبدبہ و دہشت کا یہ عالم تہا
کہ ہوش و حواس کے قدم تہراتے تھے القصہ سب سے پہلے رزیڈنٹ دولت انگلشیہ کی گاڑی اس کے بعد سپہ سالار ہند کی بگھی جوابہ
معہ اسٹاف خاص ساڑہے دس بجے آئی اور سپہ سالار مدراس معہ لیڈی صاحبہ و اسٹاف بعد اس کے گورنر صاحب مدراس معہ لیڈی صاحبہ و اسٹاف چارسپی بگہی پر
وارد ہوا اس کے چند لحظے بعد لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر کشور ہندوستان چار گھوڑونکی بگہی پر سوار پیش و پس اون کے دو سو سوار یوروپین اور
عقب مین شاہی توپخانے کی چہ توپین اور ہر ایک مین چہ چہ گھوڑے لگے ہوے جب دار الامارہ پر آئے امرا عظام و اعلیحضرت اقدس اعلیٰ دتا بہ بگہی استقبال
کیلیے آگے ملاقی ہوے اور اونکو اپنے ساتھ لیکر معہ اون کے مصاحبین محل شاہی مین آئے اور حاضرین دربار تمام کہڑے ہوے توپخانہ سرکار دولت
آصفیہ سے اسم ضرب سلامی کی سر ہوئین اعلیحضرت اقدس اعلیٰ و گورنر جنرل بہادر مطلا کرسیونپر رونق افروز ہوے اور ارکان دولت و داعیان سلطنت و
اہل دربار چپ و راست و پس پشت علی قدر مراتب کرسی نشین تھے بعد ازان گورنر جنرل بہادر پانچ منٹ بھی نہین گذری تھے کہڑے ہوگئے نواب
سر سالار جنگ مرحوم کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ افسوس یہ جلسہ ایسے شخص سے خالی ہی جو اسکی تمنا ہی مین گیا۔ اور سرکار انگریزیکا محسن اور
سرکار نظام کا خیر خواہ تہا پہر فرمایا کہ رعایا کو بادشاہ کی اطاعت مین ہروقت آمادہ رہنا چاہیے اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکھنی چاہیے کہ جیسے والدین اپنی اولاد کے
ساتہ مگر انصاف اس شفقت کا جزو اعظم ہی جب گورنر جنرل بہادر اپنی تمام اسپیچ پڑہکر اپنی کرسی پر بیٹہے تو ایک یوروپین افسر نے کہڑے ہو کر زبان فارسی
مین اسپیچ کا ترجمہ حضار دربار کو سنایا اس طور سے کہ کوئی ایرانی گفتگو کر رہا ہی۔

ترجمہ اسپیچ لارڈ رپن بہادر

آپ یقین جانئے کہ مین نہایت شکر گذار ہون کہ مجکو قیصر ہند کیطرف سے آپکی تخت نشینی کی جلسے مین شریک ہونیکا موقع ملا تاکہ آپ کو
اختیارات اسپرد کرنیکے فرض سے ادا ہوؤن چند ہفتے پیشتر مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس موقع پر میرا شریک ہونا چاہتے ہین اوسیوقت

سے میرے دل مین ارزو پیدا ہوئی کہ آپکی اوس خوشی کو پورا کرون جس سے آپکا اتحاد اور سرکار انگریزی سے دوستی کا استحکام مجہپر ثابت ہوا۔ مین یقین کرتا ہون کہ مین پہلا ویسرائے ہون جو دارالسلطنت حیدرآباد مین آیا اور میرا یہان ہونا ثابت کرتا ہے کہ آپکا اور قیصر ہند کا سلسلہ الفت کسقدر مضبوط ہے بلکہ یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قیصر ہند کو آپکی صغرسنی مین جو ایک زمانہ دراز تہا آپکی صحت و عافیت کا کسقدر خیال رہا ہے آپنے اور آپکی رعایا نے ایسے شخص کے منتظم ہونے سے بہت فائدہ اوٹھایا ہے جو ہندوستان کے سب دانشوران ملکی مین سرفراز تہا ایسا شخص جو اپنی لیاقت و دانائی اور وفاداری اور خیرخواہی کے باعث ہر وقت کی مشکلوں کو جو ایک رئیس کے کمسن ہونے پر واقع ہوتی ہین غالب ہوا اور امورات ریاست کو کامیابی کے ساتھہ انجام دیا۔ ان خوبیون کے سبب سے وہ نیک شخص اس قابل تہا کہ دونون سرکارین یعنی قیصر ہند اور آپ اوسکو نیکی اور شکرگذاری کے ساتھہ یاد کرین۔ سرسالار جنگ نے آپکے ایام صغرسنی مین ریاست کے بہت سے فریقون مین اصلاح کی ہی مثلاً مالگذاری کا بڑہانا۔ رعایا جان و مال کو محفوظ رکہنا اور وقت مرگ تک ایک بڑی ترقی کی فکر مین تہا مجکو امید تہی کہ جب آپ سن بلوغت کو پہونچین تو وہ اپنے عمر بھر کے تجربون اور شوق کی بہری ہوئی کوششون سے آپکو ہر وقت مدد دینے کو مستعد رہیگا۔ مگر اللہ پاک کی مرضی یونہین تہی کہ ٹہیک ایسے وقت مین جبکہ آپکو ایسے شخص کی امداد و معاونت درکار ہو اوسکو اوٹھا لے ایسی شادی آور مسرت زا رسم جلوس کے ادا ہونیکے روز جسکی ہر شخص کو خوشی تہی اوسکے موجود نہ ہونیسے رونق پر اندہیرا چھایا جاتا ہے مگر اوسکی کارگذاری آپکے پاس باقی ہے اور مجہے بھروسا ہے کہ آپکے اہلکار اپنے لیے اوسکی کارگذاری کو دستورالعمل سمجھین گے اور طریق انتظام ریاست مین ہر قدم پر اوس سے ہدایت حاصل کرین گے۔ اب مین چند باتین کہتا ہون جو مجکو تجربون کے بعد حاصل ہوئی ہین۔ آپ یہان کی مالگذاری کو ملاحظہ فرمادین کہ خزانے کی ابتری اور ریاست کی بربادی کا باعث ہوتی ہے۔ ہر جگہہ عموماً اور ہندوستان مین خصوصاً غفلت اور فضول خرچی کے سبب پہلے بھاری محصول لگانا پڑتا ہی۔ پہر خلقت ضعیف اور محتاج ہوتی جاتی ہی۔ بعد ازان بیحد سود پر قرض کشی کی نوبت آتی ہے۔ اور آخر کو دوالہ نکل جاتا ہی کفایت شعاری

اور کم محصول سے روز بروز ترقی ہوتی ہے۔ اور خلقت آسودہ رہتی ہے۔ مالگذاری کا انتظام اچھا ہونا ہندوستان مین اچھی حکومت کی بنیاد ڈالتا ہے۔ اگر یہہ نہو تو بادشاہ کو آفت اور رعیت کو مصیبت نصیب ہوتی ہے۔ پھر مین کامل توقع رکہتا ہون کہ آپ ایمان اور انصاف پر خوب نگاہ رکھینگے یعنی حکام عدالت کا بے لوث ہونا اور ایسا مضبوط اور مستقل ہونا کہ کسی خوف یا لالچ سے جادۂ انصاف کے باہر قدم نرکہین تاکہ رعیت بادشاہ کی ممنون رہے اور گردونواح کے رئیسون اور باشندون کو اوسکا مداح و ثناخوان بنانا ہی انصاف عمدہ ترین زیور سلطنت کا ہی جو تاج شاہی کو آراستہ کرسکتا ہے۔ آپکو ایک بڑی بھاری مہم طے کرنی ہے۔ آپ تقریبًا ایک کرور آدمیون کے مالک ہین اونکی بہبودی آپکی دانشمندی اور استقلال پر منحصر ہے۔ مین التجا کرتا ہون کہ آپ اپنی ظاہری قوت و مال و دولت و جاہ و حشمت اور لوگون کی خوشامدانہ اطاعت دیکھکر آپ ہرگز مطمئن نہون گے۔ آپ کی ریاست وسیع اور ملک زرخیز اور آبادی بیشمار ہے مگر اون مین سے آپ کسی چیز پر فخر نہ کرین گے۔ آپ ابھی کم سن ہین اور طرح طرح کی رغبتین آپ کے دل مین جیسا کہ عالم شباب مین قاعدہ ہے پیدا ہوتی ہین۔ مگر آپ کسی کو اپنے اوپر قادر نہ ہونے دین گے۔ آپ کو بڑے بڑے کام کرنے ہین اور عمدہ راہ چلنی ہے۔ اگر آپ روسا ہندوستان مین اپنی ناموری چاہتے ہین تو اوسکی شہرت پذیر ہونیکا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ معدلت جسکو سب لوگ معدلت کہین اور خلقت کی بہبودی جسکو سب محمود کہین آپکے لوگونکی یعنی امراء و ارکان دولت کی وفاداری اور آپکے خاندان سے محبت رکھنا ظاہری بیان کی حاجت نہین رکھتا۔ لیکن اوسکا قائم رکھنا خود بدولت پر موقوف ہے اور آپکی عمدہ حکمرانی اسبات کا پیدا کرتا ہے کہ جسقدر زمانہ گذرتا جاے اوسیقدر رعایا کو سچی محبت ہوتی جاے۔

اللہ پاک نے خلقت کو آپکے سپرد اسلیئے نہین کیا ہے کہ آپ اون کو اپنی خوشی اور فخر کا آلہ بنائین بلکہ اسلیئے کہ آپ اون پر اسطرح حکمرانی کرین اور اس طرح اونکو ہدایت کرین

کہ وہ آسودہ رہین اور احکام الٰہی و خداوند عالم کو نہ بھولین اون کی بہبودی مین آپکی بھی خوشی ہے اور اون کے اطمینان مین آپ کی عافیت مضمر ہے۔

اس سے کم آپکا مدعا اور اس سے کم آپکا مقصود نہ ہو کہ جب آپ اپنے بزرگون کے حالات پڑہین اور اپنے خاندان کو یاد کرین تو آپکے دل مین شوق پیدا ہو کہ آپکے بعد لوگ کہین۔

(کاش اسکے سایے مین ہم ہمیشہ زندہ رہتے)

اور اس سخت مہم مین جس مین مشکلین اور دقتین اکثر مواقع پر واقع ہونگی مین وعدہ کرتا ہون کہ ضرور سرکار قیصر ہند ہمیشہ آپکو مدد دیگی۔

سرکار انگریزی کا منشا نسبت دار السلطنت حیدرآباد اور دوسری ریاستون کے یہ ہے کہ وہ آسودہ رہین اور انپر ظالمانہ برتاؤ نہ کیا جاے۔ جہانتک ہماری مدد آپکو اس کام کے انجام دینے مین درکار ہو ہمکو اوسکے دینے مین مستعد تصور فرما دین۔ آجکل انگریزی پالسی کا عین مقصود ہندوستانی ریاستون کا قایم و برقرار رکھنا ہے۔ اور میری دانست مین اوسکے لیے ہندوستانی ریاستون کا قایم رہنا بہت ہی مفید ہے۔ آپکی حکومت کا استحکام اور درستی انتظام خزانے کا عمدہ انصرام محاصل پر ہوگا۔ اعتدال آپکے امرا کی وفاداری آپکی رعیت کا اطمینان۔ مین سچ کہتا ہون اوس ملکہ معظمہ قیصر ہند کی دلی خواہش ہے جسکی طرف سے مین آج یہان وکالتہً موجود ہون اور اون کا خیال ہمیشہ آپکی کارروائی کی طرف متوجہ رہیگا ایسا نہ ہو کہ آپ اون کی امیدون کو غارت کردین۔ اور اب اے میرے مہربان جسکی منفعت کا مین دل سے خیال رکہتا ہون میرے واسطے یہ خیال باقی ہے کہ آپ کو تخت سلطنت پر بٹھاؤن اور دعا دیون کہ خداے تعالیٰ آپکو ایسی برکت اور توفیق عطا فرماے کہ آپکا زمانہ حکمرانی بہبودی و انصاف و عزت سے رونق پاے تاکہ آپکا وعدہ غلط نہ ہو اور آپکی رعایا کی اولاد

آجکے دن کو دکن کی تاریخ مین عمدہ زمانے کا شروع روز لکھین - یہ کہکر ویسرائے بہادر اعلیحضرت اقدس واعلی کو مسند کی جانب لے گئے اور پھر کہا کہ ملکہ قیصر ہند کی طرف سے مین کہتا ہون کہ آپ کو اپنی سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوے۔

اعلیحضرت بندگان عالی متعالی حضور نظام نے جواباً فرمایا کہ مین بہت خوش ہون کہ مجھے دارالسلطنت حیدرآباد مین آپکے خیر مقدم کہنے کا موقع ملا۔ اگر آپ میری رسم مسند نشینی مین شریک نہوتے تو مجھے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا۔ بیشک یہ شرف ہمکو اس سبب سے حاصل ہوا کہ آپکو اس دارالسلطنت کی بہبودی کا بہت خیال اور مجھہ سے آپکو ذاتی محبت ہے یہ امر خوب ثابت ہوگیا اور مین کبھی نہ بھولونگا۔

آپ دونون صاحب (گورنر جنرل بہادر اور مسٹر گرانٹ ڈف صاحب بہادر گورنر مدراس) یقین جانین کہ دونون کے احسان کو مین خوب سمجھتا ہون اور توقع رکھتا ہون کہ آپ میری اس دلی شکرگذاری کو کہ آپنے میرے لیے اتنے سفر دور و دراز کی زحمت اوٹھائی۔ اور یہان تک قدم رنجہ فرماکر میری مسند نشینی کی رسم مین شریک ہوکر مجھے شرف اندوز کیا قبول فرمائین گے۔ میری حکمرانی مین آیندہ کے لیے یہ اچھا شگون ہوا او مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو مابین سرکار انگریزی اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہوگیا۔ اور جو نصیحتین آپنے شفقتانہ مجھے کی ہین مین بڑی خوشی کے ساتھہ قبول کرتا ہون۔ اور ہمیشہ کوشش کرونگا کہ اون معاملات مین جنکو اس ملک کی بہبودی و ترقی سے تعلق ہو آپ سے اور سرکار انگریزی سے جسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرونگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ ان باتون کے خیال رکھنے مین میرا اور میری رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ آپ جہان تک ممکن ہو جلدی میرے اتحاد اور وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہونچائینگے۔

بعد اسکے گورنر جنرل بہادر اور تمام معزز یورپین نے مع لیڈیون کے دربدر جہ اعلیحضرت اقدس و اعلی کے نزدیک اکر مبارکبادوی اور پہول وعطر سے مالا مال ہوکر رخصت ہوے اور ان کی برخاست کے بعد بوقت دو بجے امراے عظام وارکان دولت اور راجاون کی نذرین گذرانی شروع ہوئین اور ہر ایک کو خطاب و ترقی و منصب کے احکام سنائے گئے۔

چنانچہ نواب میر لایق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب اور خلعت خاصہ و خدمت وزارت اور ہفت رقم جواہر اور نواب میر سعادت علیخان بہادر غیور جنگ شجاع الدولہ خلعت مع جواہرات سے سرفراز و ممتاز ہوے۔ اور راجہ راجایان راجہ نرسنگ بہادر کو خطاب مہاراجہ اور اصل اضافہ منصب ہفت ہزاری و پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار اور نواب ظفر جنگ بہادر کو شمس الدولہ خطاب و اصل اضافہ منصب چہار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ اور نواب بام جنگ بہادر کو خورشید الدولہ خطاب و از اصل و اضافہ منصب چہار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ و میر جہاندار علی کو خطاب خانی و بہادری یکہزار پانصدی منصب و پانصد سوار و آغا مرزا بیگ کو خانی و بہادری و سرور جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم و ہری کشن کو راجہ و بہادری خطاب دو ہزار پانصدی منصب و یکہزار سوار و علم و مولوی حافظ محمد انور کو خانی و بہادری محبوب نواز جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار۔ و علم۔ و میر ریاضت علی کو خانی و بہادری خطاب و یکہزاری منصب اور مولوی محمد انور اللہ کو خانی و بہادری خطاب و یکہزاری منصب اور گردہاری پرشاد کو راجہ و بہادری خطاب و یکہزار و پانصدی منصب و پانصد سوار۔ اور میر حشمت علی کو خانی و بہادر خطاب دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم و حکیم وزیر علی کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب اور مرزا نصر اللہ کو خانی و بہادری دولت یار جنگ خطاب و دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم اور مرزا محمد علی بیگ کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب اور نواب حبیب نواز خان کو خانی و بہادری

خطاب منصب یکہزاری و میر غضنفر علی عرضبیگی کو خانی و بہادری اور قوی جنگ خطاب دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم اور میر منور علی کو خانی و بہادری خطاب دو ہزاری منصب یکہزار سوار سے سرفراز و ممتاز ہوے

جشن مہتابی

الغرض رات کو جشن مہتابی ہوا کہ تمام دیوان عام ایک بقعۂ نور نظر آنے لگا فرش مین سفید مخملین سفید ہی قالین در و دیوارون پر براق اطلسین زربفت و کمخواب کے پردے مگر وہ بھی روپیلی آرایش کے سامان اور روشنی کے سب لوازمات موجود مگر تمام بلور و شیشے سفید سامنے چمن اور درختون کے پھول تمام سفید یہان تک کہ انگوٹھی پر الماس سفید غرضکہ زمین سے آسمان تک نور کا عالم تھا گویا دریاے مہتاب لہراتا نظر آتا تھا۔

اور عموماً تمام شہر مین پل افضل گنج سے لیکر لال تک پانچ کوس کا فصل ہے برابر اس راستے مین ایسی روشنی تھی کہ دن رات مین تمیز نہ تھا چار مینار پر چارون طرف دو دو برقی قندیلین اور گلزار حوض مین جو فوارے چھوٹتے تھے اہل نظر اوس سے لطافت و بہار کا مزہ لوٹتے تھے اوسی شب باورچیخانہ شاہی خاص و عام کھلا ہوا تھا اور گورنر جنرل بہادر و گورنر جنرل مدراس اور کمانڈر انچیف بہادر ہند و مدراس و بمبی وغیرہم معزز یورو پین اور بہت سے امرا و دولت بھی مدعو تھے اور قریب دس بجے کے ڈنر سے فراغت حاصل ہوئی۔ پھر آتشبازی شروع ہوئی انواع و اقسام کی آتشبازی ہزار ہا روپے کی چھوڑی گئی بعد اس کے اعلیحضرت اقدس و اعلی نے ڈلیسرا سے بہادر کو پھولون کا ہار پہنا کر عطر وغیرہ کی تواضع فرمائی اور قریب بارہ بجے دعوتی جلسہ برخاست ہوا چنانچہ اس موقع پر میرے ایک دوست منشی امداد حسین صاحب نے جو اس اجمال مین نظم کیا ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

للہ الحمد بہار آئی ہے کس دھوم سے یہان	کہ خزان کا نہ رہا نام کو بھی نام و نشان
سبزہ یون سبز ہے ہر کوہ و بیابان جس طرح	سبزۂ عارض نورستہ حوران جنان

بوستان گل کثرت بلبل سے چمن کا ہے یہ حال
قالب خاکی مین جس طرح سے آجاتی ہی جان

حمد باری ہے زبان پر تو کبھی گل کی ثنا
بلبلین پھرتی ہین ہر شاخ پہ یون نغمہ کنان

ہین تر و تازہ چمن سبز ہین کوہ و ہامون
مخملی فرش کا ہر سمت پہ ہوتا ہے گمان

نہ تو لیلی کی شکایت ہے نہ غمخواری قیس
نہ کہین دامن صد چاک زلیخا کا بیان

نہ کسیکا کوئی عاشق نہ کسی کا مفتون
نہ کسیکا کوئی مظلوم نہ وہ جور بتان

پیچ سنبل مین نہ لالے کے جگر مین کوئی داغ
چپ ہے سوسن بھی مگر کہنے کو رکھتی ہے زبان

سر جھکاتا ہے فلک عجز سے خود سوے زمین
اب وہ چکر ہے کدہر اور وہ گردش ہی کہان

ہے کہین جشن طرب اور کہین بزم نشاط
عیش و عشرت کا یہان بنگیا ہر ایک مکان

شادیانے کہین بجتے ہین تو نقارے کہین
دہل و بوق سے عشرت کی صدائین ہین عیان

شہر کا حال کہون کیا کہ عجب ہے شادی
دیکھئے جسکو وہ ہے خرم و شادان شادان

ہر گلی کوچہ مین یہ روشنی کا عالم ہے
سوئی رستہ مین پڑی ہووے تو ہو جاے عیان

اور ہر راہ مین روشن ہین چراغان ایسے
کہ زمین پر مجھے افلاک کا ہوتا ہے گمان

روشنی ہے کہین برقی کہین مہتابی کی
اوس مین پھرتے نظر آتے ہین صفیان جہان

دور تک ایسی تھی یہ روشنی عالم مین محیط
صاف آتا تہا نظر چشمۂ آب حیوان

کونسی جا ہے تہا یہان وہ چراغون کا ہجوم
آنکھہ کی پتلی مین بھی شمع کا ہوتا تہا گمان

جھنڈیان نصب تھین اوڑتے تھے پھریرے ہر سو
عیش و عشرت کا اگر پوچھو تو یہہ ہی نشان

چو طرف دہوم مبارک کی سلامت کی صدا
خوب جب پائے گئے مجھکو یہ عشرت کے نشان

دل تو پہولون نہ سمایا میرا یہ دیکھ کے حال
پر کھلا صاف نہ مجھپر کہ ہے راز پنہان

ہاتف غیب سے لسنے مین صدا یہ آئی
تجھپہ اب تک نہ کھلا راز نہان اے نادان

جلسہ تخت نشینی حضور پر نور
منعقد آج ہی کے دن تو ہوا ہے وہ یہان

نام نامی گرامی ہے جہان مین مشہور
میر محبوب علیخان فلک قدر و جوان

قدردیاسے عطا بحر کرم ابر سخا
پوچھتے اور ہو کیا مجھ سے بھلا نام و نشان

لکھون برجستہ مین ایک اور بھی مطلع ایسا
جس کو سن سن کے کرین وجد سخندان یہان

مطلع ثانی

ستم و جور کا عالم سے مٹا نام و نشان
کوئی آزار کسیکو دے یہ جرات ہی کہان

کوئی مظلوم ستم دیدہ نہ دیکھا ہم نے
ہے ترے عہد مین اسطرح کا اب امن امان

عدل و انصاف سے تیرے ہے زمانہ خرم
کوئی کہتا بھی زبان سے نہین اب نوشروان

اب سخاوت مین نہین کوئی ترا مثل و نظیر
اس ترے عہد مین حاتم کا مٹا نام و نشان

کیون نہ ہو جائین زمانے کے گدا مالامال
آجکل دست کرم تیرا ہے گوہر افشان

جم و کیخسرو و پرویز کو نسبت تجھ سے
کیونکہ ہو قیصر و فغفور ہین تیرے دربان

جام جمشید کی کیا قدر ترے دور مین ہو
ٹھیکرون مین ترے میخانہ کے ہوویگا نہان

جم و کَے کی ابھی کھل جاتی ہین آنکھین یکبار
خواب مین بھی جو ترا دیکھین وہ بخت جوان

محفل جشن مین تیری نہین پرویز کو بار
جشن جمشید ہے یا رشکدہ خلد و جنان

پہلوانان جہان جمع ہین لشکر مین ترے
غیرت رستم و سہراب ہے ہر ایک جوان

تیری تحریر مین مضمر ہین ہزارون معنی
اور تقریر جو سنئے تو ہے رشک سحبان

اس زمانے مین نہ ہوتا ہے کسوف اور خسوف
عہد مین تیرے ہوا شمس و قمر سے یہ عیان

جانتا ہے کہ ہوا تخت نشین عدل شعار
کر سکے ظلم و جفا کیونکہ یہ چرخ دوران

ڈر سے مریخ فلک منہ نہ دکھاوے تجھکو
لے کے تیر یکو اگر نکلے تو سوے میدان

اشہب برق جہندہ کی اگر پاگ اوٹھائے
باد صرصر کی نظر سے بھی ہوا یکدم مین نہان
تو جو اسوار ہو دین بوسے رکابون کو تری
دیکھین تجھکو اگر شاہ سواران جہان
کیا مین تحریر کرون حال سبک گامی کا
جس زمین پر وہ قدم رکھے نہ مطلق ہو نشان
وقت رفتار جو ہو تیز روی مد نظر
صورت برق نظر سے ابھی ہو جائے نہان
خبر آفاق کی اس طرح وہ لائے سو بار
دل سے جس طرح کہ بات آئے کوئی تا بزبان
قبر مین ہول سے رستم کا جگر پھٹ جائے
یک بیک آئے جو مستی مین ترا پیل دمان

دعائیہ

ختم کر عشتم قصیدے کو دعا پر عازم
اوس کا مدح سنے تجھہ مین یہ طاقت ہی کہان
نظر آتی رہے جبتک کہ فلک مین گردش
سطح خاک کا پانی پہ ہے جبتک کہ نشان
نالہ عاشق صادق سے ہو ظاہر جبتک
غمزہ و ناز و ادا ہاے حسینان جہان
در سے مشرق کے نکلتا رہے مہر انور
اور جب تک کہ ستارونکا فلک پر ہو نشان
جسطرح پانی کو دریا مین روانی ہے مدام
یون رہے حکم جہان مین ترا ہر روز روان
منظر مہر ہوا حباب و مصاحب پہ تری
اور دشمن ہون ترے قابل شمشیر و سنان
خیر خواہان ریاست جو ہین آباد رہین
ترے بد خواہ جو ہین اونپہ ہو قہر یزدان
خضر سے بڑھ کے خدا ایتری کرے عمر دراز
آشنا رہتی ہے اس جملہ سے ہر وقت زبان
جلسۂ تخت نشینی ہو مبارک تجھکو
دل سے آتا ہے یہی حرف میرے تا بزبان

انعقاد کونسل آف اسٹیٹ اسی سال سلخ ربیع الثانی بروز پنجشنبہ کونسل آف اسٹیٹ کا جلسہ منعقد ہوا جسکے میر مجلس اعلیحضرت اقدس و اعلی اور ارکان مین نواب سالار جنگ منیر الدولہ بہادر اور راجہ راجایان مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر پیشکار اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر

بشیر الدولہ بہادر اور نواب شمس الامراء امیر کبیر سر خورشید جاہ بہادر اور نواب وقار الامراء
اقبال الدولہ بہادر اور نواب شمشیر جنگ بہادر نواب شہاب جنگ بہادر اور نواب میر سرفراز حسین خان
بہادر اور معتمد مجلس مولوی سید حسین مؤتمن جنگ بہادر اعلیحضرت اقدس و اعلی نے اجلاس فرماکر
ارکان مجلس کے روبرو ارشاد فرمایا کہ آج شاید دار السلطنت حیدرآباد کی تاریخ مین یہ اول
روز ہے کہ یہان کے امراء دولت بالاتفاق رئیس وقت کے سامنے سرکاری کامون مین مدد
دینے کے واسطے جمع ہوے ہین۔ ہندوستان مین ایسی تجویزون کا بہت کم رواج ہے مگر اب
سرکار انگلشیہ کا طریقہ حکومت دیکھکر ہندی ریاستون مین بھی کچھہ کچھہ شروع ہو چلا ہے۔ میری
بڑی خوشی تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو سو مجھے امید ہے کہ جن امراء کو مین نے انتخاب کیا ہے ادن سے
مجھکو اور ملک کو بہت مدد ملیگی اور مین یہہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ لوگ اپنی ذاتی اغراض کو سرکاری
امور مین راہ ندیکر اور سب ملکر بالاتفاق کام کرین گے آپ لوگ اگر چاہین تو اپنے ملک کی
بہت بھلائی کر سکتے ہین اور ملک کی بھلائی میری بھلائی اور مین آپکی اپنی اسواسطے مین ہرگز
پسند نہ کرون گا کہ کوئی رکن اپنی راے کے خلاف میری راے کی تقلید کرے بلکہ مجھے
یہ امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمہ مین نیک نیتی اور خیر خواہی کے ساتھہ آزادانہ راے دینگے
البتہ جو امر کہ ایک مرتبہ بالاتفاق طے ہو گیا ہو پھر ادس مین خلاف کرنا جائز نہوگا خواہ راے
کسی رکن کی اوسکے مخالف ہو یا موافق۔ آپ لوگ یقین جانو کہ مجھے ہر فرقہ و ہر گروہ کی رعایت
مدنظر ہے مین نہین چاہتا ہون کہ کسیکے واجبی حقوق تلف ہون مین سرکار اور رعایا دونون کے
حقوق کی یکسان رعایت کرون گا اور امراء کی بھی اوسیقدر رعایت کرون گا جس قدر غربا کی
اور مین امید کرتا ہون کہ کونسل بھی اسی طریقہ کو پسند کریگی اور بہ صلح و احتیاط و اتفاق اپنی خدمت
ادا کریگی۔ کونسل کے واسطے جو قواعد قرار پائے ہین ادن کو مین جلد آپ لوگون کے پاس بھیجدونگا

کونسل کی کارروائی بلاکم وکاست قواعد مذکورہ کے موافق چلے گی اور مہینے بن دوبار پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی چونکہ آجکا جلسہ ابتدائی ہے اسواسطے کوئی کام کونسل کے سامنے پیش نہیں ہوسکتا آیندہ جلسے سے کام شروع ہوگا۔

پھر نواب شمشیر جنگ بہادر نے اعلیحضرت اقدس واعلی سے اجازت چاہی کہ دو چار کلمے عرض کردن بعد حصول اجازت نواب شمشیر جنگ بہادر نے عرض کیا۔

آج بڑا مبارک دن ہے آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہر شناس خداوند نعمت اعلیحضرت اقدس واعلی کو اللہ پاک نے ہمارا حاکم اور سردار کرکے ہمارے سرپر اوسکا سایہ ڈالا ہے اب ہمارے جوہر کھلینگے اور ہماری قدردانی ہوگی۔

اور اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

جشن نوروز وسرفرازی خطابات ومنصب کا ذکر

اور اسکے تیئس روز بعد ۲۳ جمادی الاول روز شنبہ کو جشن نوروزہ کا ترتیب پایا اور دربار اعلیحضرت اقدس واعلی بآئین شایستہ منعقد ہوا۔ ارکان دولت واعیان سلطنت حاضر دربار شاہی ہوے اور ترقی ومنصب کے احکام سنائے گئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ واضافہ منصب سے سرفرازی پائی چنانچہ میروزیر علیجناب صاحبزادہ کو نہ ہزاری منصب ہشت ہزار سوار از انجملہ چار ہزار یک اسپہ و چار ہزار دو اسپہ علم ونقارہ و پالکی جھالر دار بہ خطاب خانی وبہادری برقرار جنگ وآصف یار الدولہ آصف یار الملک اور منیر الدولہ بہادر کو نہ ہزاری منصب ہجہزار سوار و علم ونقارہ و پالکی جھالر دار اور خطاب مختار الملک عماد السلطنة۔ اور شجاع الدولہ بہادر کو منیر الملک خطاب و ہفت ہزاری منصب و چار ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالر دار۔ اور سعید الدولہ کو سعید الملک خطاب و سہ ہزاری بالفعل منصب دو ہزار پانصد سوار علم و نقارہ و پالکی جھالر دار۔ اور نواب میر اکبر علیخان بہادر کو اکبر جنگ

خطاب اور دو ہزاری منصب و ایک ہزار سوار عطا ہوے اور دار السلطنت حیدرآباد کی خدمت
کوتوالی پر ۳ جمادی الثانی کو سرفرازی پائی۔ اور محمد علی مہتمم تقسیم منصبداران کو خانی و بہادری کا
خطاب اور ایکہزار منصب۔ اور صارم جنگ بہادر بخشی کو عزیز الدولہ خطاب اور سہ ہزاری منصب
و دو ہزار سوار علم و نقارہ اور مستحکم جنگ بہادر کو محبوب یار الدولہ خطاب سہ ہزاری منصب
دو ہزار سوار و علم و نقارہ۔ اور اکرام جنگ بہادر کو بدر الدولہ خطاب و سہ ہزاری منصب
و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ۔ نواب امتیاز الدولہ بہادر کو قیام الملک خطاب چار ہزاری منصب
و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار۔ اور میر تہور علی کو خانی و بہادری اور مختار یار جنگ
خطاب دو ہزار منصب یکہزار سوار و علم۔ اور میر ریاست علیخان بہادر کو محبوب یار جنگ خطاب
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور سردار دلیر جنگ کو سردار دلیر الدولہ خطاب سہ ہزاری
منصب و پانصد سوار و علم۔ و مرزا محمد علی کو خانی و بہادری و شجاعت شعار جنگ خطاب دو ہزاری
منصب پانصد سوار و علم و مرزا علی محمد کو خانی و بہادری محمد جنگ خطاب دو ہزاری منصب یکہزار
سوار و علم۔ اور میر محمد علی کو خانی و بہادری خطاب اور ایکہزاری منصب اور اکرام اللہ خان کو
خانی و بہادری نواب یار جنگ خطاب دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم و مولوی سید حسین کو علی یار خان
بہادر موتمن جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور مولوی مہدی علیخان کو
خانی و بہادری منیر نواز جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور سید کلیم اللہ خان
بہادر کو قادر جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور حکیم فیض اللہ خان کو
خانی و بہادری افضل الحکما خطاب ایکہزار پانصدی منصب اور مولوی محمد صدیق کو خانی و
بہادری خطاب ایکہزاری منصب اور مرزا محمد علیبیگ خان بہادر کو افسر جنگ خطاب اور
دو ہزاری منصب سوار و علم۔ اور حکیم وزیر علیخان بہادر کو سلطان الحکما خطاب یکہزار پانصدی

منصب۔ و حکیم مرزا علی کو خانی و بہادری و حکیم الممالک خطاب یکہزار و پانصدی منصب اندر گجانن پرشاد کو راجہ بہادر خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم و الیسری پرشاد کو راجہ بہادر خطاب یکہزاری منصب پانصد سوار و علم اور سوامی راؤ کو راجہ بہادر خطاب سہ دیکہزاری منصب عطا ہوا۔

اعلیحضرت اقدس و اعلی کے شکار کا ذکر اور دادرسی فریادیون کی شکارگاہ پر

اسی سال حضرت خداوندگان نعالی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے شیر کے شکار کا ارادہ فرمایا چنانچہ شکارگاہ موضع میلوارہ بہم قرار پایا اور سواری مبارک اعلی حضرت اقدس و اعلی ۶ شعبان بروز سہ شنبہ بجانب شکارگاہ روانہ ہوئی اور ہمرکاب سعادت انتساب رزیڈنٹ صاحب بہادر اور نواب میر لائق علیخان عماد السلطنت مختار الملک مدار المہام سرکار عالی اور نواب افسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ بہادر معہ خدم و حشم ساڑھے گیارہ بجے رات کو نہضت فرماے شکارگاہ ہوے اور صبح کے ۵ بجے اسٹیشن ناوندگی پر سواری مبارک پہونچی پھر وہان سے بسواری اسپ تا موضع میلوارہ خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوئی اور اعلیحضرت اقدس و اعلی نے شکارگاہ کا رخ لیا اور ایک شیر کو بندوق سے مار ڈالا۔ اوس روز راستہ مین ایک مقام پر رعایا نے استغاثہ پیش کیا اونکی درخواستین اعلیحضرت اقدس و اعلی نے لین اور اوسپر مدار المہام کو مخاطب فرمایا اور شام کو صاحب عالیشان بہادر بارگاہ سلطانی مین باریاب ہو کر جام سلامتی اعلیحضرت اقدس و اعلی کا نوش کیا۔ اور کھڑے ہو کر مبارکباد دیکر عرض کیا کہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلی حضرت اقدس اعلی نہ صرف شکار کے لیے ہی دار السلطنت سے باہر رونق افروز ہوے ہین بلکہ شکار کے ساتھ ہی اپنے ملک کی رفاہ کی طرف بھی توجہ فرماتے ہین اور مجھے امید ہے کہ جب سواری مبارک شکارگاہ پر رونق افروز ہوا کریگی اور جس قدر شیرون کا شکار فرمائین گے اسیطرح اونکی [?] شکایتین [illegible]

دخرابیان بھی ملک کی دور ہو جائین گی۔ اور مین زیادہ تر شکرگذار ہون کہ شکار مین شریک

رہا اور مہانداری بھی آرام سے ہوئی۔ اعلیحضرت اقدس و اعلی نے سر اولیور سنٹ جان رزیڈنٹ کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ مین بھی مشکور ہون کہ آپنے میری صحت کا پیالہ نوش فرمایا اور مبارکباد دی اور شکارگاہ ہی پر ۸ اشعبان کو بالمشافہہ مدارالمہام سرکار عالی کے دریافت سے سنگین آغاز ہوئی چنانچہ کوتوالی کے متعینون کی شکایتون کے مقدمات سردار دلیرالدولہ بہادر نے صبح ہی مرتب کر لیے اور اوسکے ملاحظہ پر ظہور الدین امین سٹرم اور یوسف علی جمعدار اور محمد علی دفعدار معطل کردیے گئے۔ اور مولوی چراغ علی نے صیغہ مالگذاری کے متعلق شکایتون کو قلمبند کیا اور سرسری تحقیقات کر کے مقامی عہدہ دارون کے پاس مزید تحقیقات اور رپورٹ کے لیے کاغذات بھیج دیے اور اوسی روز ساڑھے دس بجے صبح کو اور ایک شیر کا شکار ہوا۔ الغرض اعلیحضرت اقدس و اعلی سات بجے شام کے بسواری اسپ عزمیت فرماے دارالسلطنت حیدرآباد ہوے۔ چونکہ شب تاریکی خرامان خرامان سواری مبارک اعلیحضرت اقدس و اعلی اسٹیشن ناندگی پر آئی اور وہان سے بعد تناول خاصہ بسواری اسپیشل ٹرین روانہ حیدرآباد ہوے اور پانچ بجے صبح کے داخل محلسرا ہوے۔

اور اسکے تیسرے ہی مہینے مین پندرہ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۱ہجری نواب میر لایق علیخان بہادر مختار الملک مدارالمہام سرکار عالی کا سفر بجانب کلکتہ پیش آیا اور وہان پہونچکر گورنر جنرل بہادر سے ملاقات فرمائی اور چند ہی روز بعد وہان سے روانہ ہوکر بروز چہارشنبہ دوسری محرم ۱۳۰۲ کو داخل بلدہ ہوگئے اور انہین ایام مین بذریعہ لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر و ویسراے ہند منجانب ملکہ معظمہ قیصر ہند کے اعلیحضرت اقدس و اعلی کے لیے نائٹ گرینڈ کمانڈر استار آف انڈیا خطاب اور بارگاہ عالیہ مین خریطہ پیش ہوا۔

اور ۱۹ صفر ۱۳۰۲ ہجری کو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند مقرر ہوکر ولایت سے بمبئی داخل ہوے اور ۲۴ صفر کلکتہ پہونچے۔ لارڈ رپن صاحب بہادر نے اپنے جانشین کا استقبال کرکے ایوان خاص مین داخل کیا اور خود غرہ ربیع الاول شام کے وقت بمبئی سے بسواری جہاز ولایت کی طرف روانہ ہوے۔

لارڈ رپن بوجہ بعض قوانین و تنسیخ کے جو بالخصوص اہل ہند کے لیے مفید ثابت ہوے رعایاے ملک ہند کی نظرون مین ہر دلعزیز تھے۔

اور اسی سال بسبب پیشقدمی زار روس لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند نے بمقام راولپنڈی ایک عظیم الشان دربار منعقد کرکے امیر عبدالرحمن خان بہادر امیر کابل کو راولپنڈی مین دعوت دی اور سرکار نظام کی طرف سے بھی منیر الملک مع چند افسران گئے اور بہت سے راجہ لوگ بھی آئے ہوے تھے سرکار انگریزی کا دربار راولپنڈی مین علاوہ تحائف وغیرہ کے اڑتالیس لاکھ بائیس ہزار چھ سو روپیہ نقد خرچ ہوے۔ جس مین سے فقط چار لاکھ روپیہ نقد امیر کابل کو اکیس ہزار روپیہ یومیہ کے حساب سے دیے گئے باقی ماندہ فوج وغیرہ اور دیگر سامان کی فراہمی و درستی مین خرچ ہوا۔

ہندگان عالی متعالی کے سفر بجانب نیلگری کا حال

اور اسی سال ۲۲ رجب ۱۳۰۲ ہجری بروز جمعہ اعلیحضرت اقدس و اعلےٰ بطور ہواخوری کے نیلگری کی طرف عزیمت فرما ہوے اور ہمرکاب سعادت انتساب مدار المہام سرکار عالی و عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر کبیر نواب بشیر الدولہ آسمانجاہ بہادر اور نواب عماد نواز جنگ بہادر و منیر نواز جنگ بہادر و موتمن جنگ بہادر و محبوب یار الدولہ بہادر و افسر جنگ بہادر و حکیم الممالک بہادر و مولوی مہدی حسن فتح نواز جنگ بہادر و آغا شوستری صاحب و راجہ مرلی منوہر بہادر وغیرہ رونق افروز ہوے اور وہان پر

مدار المہام سرکار عالی نے اعلحضرت اقدس واعلی کی ضیافت کی جس مین انواع واقسام
کے مشروبات لذیذ ولطیف موجود تھے اور ۱۳ رمضان ۱۳۰۲ہجری کو اعلحضرت
کی طرف سے دعوت ہوئی اور تا بہ رونق افروزی اعلحضرت اقدس واعلی کا دست کرم
کھلا ہوا ہزارہا غربا و معذورین کو روپیہ تقسیم ہوتے رہے۔ اور ۱۶ رمضان ۱۳۰۲ہجری بروز
شنبہ قریب دس بجے دن کو اعلحضرت اقدس واعلی کی خاص ٹرین مع ہمراہین وخدم
وحشم داخل بلدہ ہوے اور مسٹر کارڈری صاحب بہادر رزیڈنٹ مع اسٹاف اور امراء
دولت وارکان سلطنت وافسران اسٹیشن کے پلاٹ فارم پر حاضر تھے۔ اعلحضرت اقدس
اعلی کی سواری مبارک اوترتے ہی سلامی بیاٹری سے ۲۱ توپین سر ہوئین اور وہ النیٹر
سوارون نے جو باڈریس فاخرہ سجے ہوے تھے حسب قاعدہ شاہی سلامی ادا کی راستون
کا انتظام اور پولیس کا بندوبست زیر نگرانی نواب افسر جنگ بہادر کوتوال دارالسلطنت نہایت
عمدہ تہا۔

تقرر مجلس بسبب واقع ہونے دسہرہ عشرہ شریف مین بلحاظ عدم وقوع فساد

۱۳۰۳ھ مین دسہرہ ایام عشرہ شریف مین واقع ہوا لہذا باحتمال وقوع قصہ وفساد مابین ہنود واہل اسلام
منجانب سرکار نظام مولوی محمد صدیق خان بہادر عماد جنگ معتمد مدار المہام سرکار عالی نے ایک
مجلس منعقد ہوگی جسکے ارکان راجہ شیوراج بہادر دہرم ونت اور راجہ گردہاری پرشاد بہادر
اور رگھناتھ راؤ علاقہ دار راجہ راے رایان بہادر اور نواب رسول یار خان بہادر محی الدولہ تھے
الغرض باتفاق راے مجلس بمنظوری سرکار عالی ۴ ذیحجہ ۱۳۰۳ھ مین اس مضمون کا اشتہار
جاری کیا گیا۔

اول تمام ہنود بلدہ واضلاع کے اپنے اپنے گھرون مین بلا کسی باجے کے رسم پوجا ادا کرین

دوم جو لوگ سلنگن کے واسطے باغون مین جانا چاہین وہ بلا کسی باجے اور سامان خوشی کے باغون مین جاکر پوجا ادا کر سکتے ہین۔

سوم تبکما باہر لیکر نہ نکلین۔ اور ہندو لوگ اپنے اپنے گہرون کے چھوٹے چھوٹے دیولون مین بھی باجا نہ بجائین۔

چہارم بڑے بڑے خاص دیولون مین جو محاط ہون وہان دیولون کے احاطے کے اندر ہندو سیوا اور پوجا معمولی باجے کے کر سکتے ہین۔ لیکن ہرگز دیولون کے باہر نہ نکلین اور مسلمان مندرون کے اندر سیوا اور پوجا مین کسی قسم کی مزاحمت نکرین۔ ہندوون کے گہر کی چھوٹی چھوٹی دیولین اس حکم سے بالکل مستثنیٰ ہین۔ اور جھنڈے ۱۵ محرم کو نصب کیے جائین۔ اور جو رسوم کہ جھنڈون کے نصب سے متعلق ہین مثل ذبح گوسفند وغیرہ وہ بھی اوسی روز ادا کیے جائین۔

اگر کوئی شخص خواہ ہندو یا مسلمان اس حکم کے برخلاف کریگا مجرم متصور ہوگا اور اوسکی نسبت حسب ضابطہ کارروائی ہوگی۔

انعقاد مجلس انتظام صرف خاص کا ذکر

اور غرہ محرم ۱۳۰۳ھ مین ایک مجلس بنام مزد انتظام صرف خاص منعقد ہوئی جسکے میر مجلس سی کلارک صاحب بہادر اور نائب میر مجلس بدر الدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر۔ اور معتمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب اس مجلس سے انتظام مخارج و مداخل تعلقات صرفخاص متعلق تہا۔ مگر اسکے تہوڑے ہی زمانہ بعد مجلس برخاست ہوگئی اور نواب سید عبد الرزاق آصف نواز الملک بہادر نے خدمت معتمدی سے سرفرازی پائی۔

سفر اعلیحضرت اقدس اعلی بجانب مدراس

اور ۲۴ جمادی الاول ۱۳۰۳ھ ہجری صبح کے [illegible]

اعلیحضرت اقدس واعلی عازم مدراس ہوے ہمرکاب سعادت انتساب مدارالمہام سرکارعالی
مو رزیڈنٹ کارڈری صاحب بہادر اور نواب موتمن جنگ بہادر اور نواب افسر جنگ بہادر
اور نواب محبوب یار جنگ بہادر و نواب مختار یار جنگ بہادر اور نواب منیر نواز جنگ بہادر
اور مولوی مہدی حسن صاحب اور مرزا علی خان بہادر حکیم الممالک اور مولوی میر محمود صاحب
اور مسٹر فریدون جی کے شہر مدراس کو خاص ریل پر روانہ ہوے۔

اور اسی تاریخ لارڈ ڈفرن صاحب بہادر گورنر جنرل کا دخانی جہاز کلایو نامی بھی ساحل
مدراس پر گیارہ بجے ۳۰ منٹ کو لنگرانداز ہوا۔

شہر مدراس تمام آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا اور شاہراہ پر جابجا بیرقین رنگارنگ اور کمانین
خوش وضع لگائی گئی تھین وایسرا کے جہاز پر سے اوترتے ہی اسم شلک توپین سلامی کی
سرہوئین اور گورنر جنرل بہادر ساڑھے پانچ بجے گورنمنٹ ہوس مین جا اوترے اور اوسی
شب نو بجے ۲۰ منٹ پر گورنر جنرل بہادر کا دربار ہوا۔

سواری مبارک اعلیحضرت کے دیکھنے کے لیے اوس راستے پر سے جو ریلوے اسٹیشن سے
عمدہ باغ کو جاتا ہے ہزارہا مخلوق خدا کا اژدحام تھا اور اعلیحضرت اقدس واعلی کی تعظیم کے
واسطے پندرہوین مدراس پلٹن کے سو جوان کا ایک تعظیمی گارڈ معہ بیانڈ و نشان استادہ
کیا گیا تھا اعلیحضرت اقدس واعلی کی ٹرین وقت مقررہ پر داخل مدراس ہوتے ہی فصیل
قلعہ مدراس سے ۲۱ ضرب توپون کی شلک سلامی ہوئی اور اعلیحضرت اقدس واعلی بسواری
بگھی جو گورنمنٹ ہوس سے آئی ہوئی تھی مع بدرقہ سواران باڈیگارڈ گورنری مونٹ روڈ پر
سے ہوتی ہوئی داخل عمدہ باغ ہوئی۔ یہ باغ خاص خیرالنسا بیگم صاحبہ کا ہے جو نواب کرناٹک
مرحوم کی بیگم ہین۔ دوسرے روز ساڑھے گیارہ بجے گورنمنٹ ہوس مین اعلیحضرت اقدس اعلی

گورنمنٹ ہوس مین رونق افروز ہوے اور گورنر مدراس سے ملاقات فرمائی اسکے تھوڑے ہی دیر بعد مراجعت فرمائے عمدہ باغ ہوے اوسی روز شام کے ۴ بجے ۳۰ منٹ پر گورنر صاحب بہادر مدراس بھی عمدہ باغ مین قیام گاہ اعلیحضرت قدس اعلی پر اکرام اسم بازدید ادا فرمائے۔

الغرض سرکار انگریزی و اہل اسلام مدراس اور ہنود نے اعلیحضرت بندگانعالی کے خیر مقدم مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکہا اور انجمن اسلامیہ اہل ہنود مدراس نے جو تہنیت نامے بارگاہ اعلیحضرت قدس اعلے مین گذرانے اوسکے جواب مین اعلیحضرت قدس اعلی نے ارشاد فرمایا کہ مین بہت مسرور اور خوش ہوا کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی اور اس قدر حسن عقیدت ظاہر کی ہے۔ اور اپنے اپنے نیک ارادے اور مہربان خواہشین جو میری جانب ظاہر کی ہین مین اون کا شکریہ ادا کرتا ہون اور یہ امر بھی یقینی ہے کہ یہان کی قلیل اقامت کی بہت خوشنما یادگارین اپنے ہمراہ واپس لیجاؤنگا۔ اور اعلیحضرت قدس اعلی نے پانچہزار روپیہ کی خیرات بذریعہ کمشنر پولس غربا کو تقسیم فرمائی اور اوسی شب عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی اور آتشبازی کی بھی کثرت رہی۔ اور خیرالنسا بیگم دختر کی طرف سے اعلیحضرت قدس اعلی کی ضیافت عمدہ طور سے ادا ہوئی۔

اور گورنر جنرل بہادر تین روز تک شہر مدراس مین رہکر ۲ جمادی الاول ۱۳۰۳ ہجری دس بجے ۳۰ منٹ رات کو کلکتہ جانے کے لیے کلیو نامی جہاز پر سوار ہوے اور صبح کو جہاز لنگر انداز ہو کر سمت کلکتہ راہی ہوا اور انہین ایام مین فیمابین اعلیحضرت بندگانعالی و نواب سرسالار جنگ لایق علیخان بہادر مدار السلطنتہ ناچاقی ہوگئی۔ اوس ناچاقی کو طرفین کے حاشیہ نشین حضرات نے اس حد تک بڑہا دیا کہ مصالحت ناممکن ہوگئی بلکہ کشتش اور تلخی مین روز افزون ترقی ہوتی گئی اور اعلیحضرت بندگانعالی نے سلخ جمادی الاول بروز یکشنبہ آٹھ بجے دن کو مع خدم وحشم دار السلطنت حیدرآباد کا ارادہ فرمایا اور غرہ جمادی الثانی بروز دوشنبہ دار الخلافتہ حیدرآباد مین رونق افروز ہوئے۔

۲۱ ضرب توپخانہ شاہی سے سلامی کی سرہوئین اور فوج باقاعدہ نے سلامی ادا کی۔ اور
اہلکاران وافسران پولیس متعلقہ نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال دارالسلطنت حیدرآباد سواری
مبارک کے انتظام اور اہتمام مین مصروف تھے۔

اور امیر وزیر کی باہمی مصالحت کے لیے سلطنت کے بعض دوراندیشون کے سوا گورنمنٹ
انگریزی نے بوجہ ذاتی نقصہ نواب مختارالملک سالار جنگ اول کے بہت کوشش کی
چنانچہ بیلی صاحب سابق رزیڈنٹ حیدرآباد منجانب گورنمنٹ ہند بغرض مصلحت بھیجے گئے
مگر کوئی مفید اثر مترتب نہوا بالآخر خود لارڈ ڈفرن تصفیہ کے لیے تشریف فرمائے بلدہ ہوئے
انہون نے بھی بجز اسکے اور کچھ نہ کیا کہ کرنل مارشل کو اعلیحضرت کا پرایویٹ سکرٹری مقرر کر کے
مدارالمہام کے تعلقات کو بہت کم کردیا گویا پرایویٹ سکرٹری مدارالمہام تھے یہی پرایویٹ سکرٹری نے آئندہ
کے نقصانات کا سخت خوف دلا کر نواب عمادالسلطنتہ سے استعفا دلا دیا اور اسطرح یہ سلسلہ
وزارت عملکی شکست ہوا۔

معزولی نواب میر لایق علیخان بہادر مختارالملک خدمت وزارت سے اور سرفرازی خلعت وزارت سر آسمان جاہ بہادر کا ذکر۔

چنانچہ ۱۳۰۴ ہجری مین نواب میر لایق علیخان بہادر سر سالار جنگ نے وزارت سے استعفا پیش
کردیا چند روز تک اعلیحضرت اقدس اعلی خلداللہ
ملکہ وسلطنتہ نے بذات خاص عنان وزارت بھی اپنے دست قدرت مین لیکر انصرام کارفرمایا اور
پیشی مین اعلی حضرت اقدس واعلی کے امورات مدارالمہامی کے لیے کرنل مارشل صاحب بہادر کارگذار
رہے مگر اسکے چند ہی روز بعد آخر ۱۳۰۵ ہجری مین نواب فخر جنگ بشیرالدولہ عمدۃ الملک اعظم الامراء
امیر اکبر محمد مظہرالدین خان سر آسمان جاہ بہادر نے خلعت وزارت سے سرفرازی پائی اور عنان
حکومت وزارت سنبھالی چنانچہ تاریخ وزارت جو نواب میرزا خان داغ دہلوی نے لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے

تاریخ وزارت

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن	پھر لبشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر
قابل مدح و دعا ہین لایق وصف وثنا	بادشاہت بے بدل ہے تو وزارت بے نظیر
یہہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر تہمتن	شاہ عالمگیر دستور معظم شیر گیر
حبذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد	ادس سے جان آرام مین ہے اس سے دل راحت پذیر
یہہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریاے نوال	کیون رہے ملک دکن مین نام کو بھی اب فقیر

داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھ

مہر دماہ آسمان نور ہین شاہ و وزیر

۱۳۰۵ھ

ایضاً

ملا آج نواب کو خاص خلعت	ہوئی دہوم سے دہوم ماہی سے تاماہ
کہی داغ نے خوب تاریخ اسکی	وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ

۱۳۰۵ھ

انتظام ملکی کی اصلاحین اور اسکا انتظام وتقسیم ملک قلمرو سرکار نظام کا حال

اب مین ختم کرتاہون اسکو انتظام ملکی کی اصلاحون اور تقسیم ملک قلمرو سرکار نظام پر۔ واضح ہو کہ ملک سرکار عالی کی ضلع بندی ۱۲۸۵ھ کی گئی اوسوقت پہلے تو ہر ایک ضلع مین ایک عدالت قایم ہوئی تھی اور عدالت ماتحت سے عدالتہا صدر مین مرافعہ دایر ہوتے تھے اور ان کا مرافعہ خود وزیر اعظم مدار المہام دار السلطنت سرکار نظام پاس ہوتا تہا۔ پہ ۱۲۸۶ھ ایک مجلس عالیہ عدالت خاص دار السلطنت حیدرآباد مین قایم ہوئی جسمین عدالتہاے اضلاع قلمرو کے مرافعہ سنے جانے لگے اور اسمین ایک میر مجلس اور چار ارکان مقرر کیے گئے اور کچہ سیدہی سادہی قاعدے باندہ دیے گئے تھے جب اعلحضرت اقدس و اعلی تخت نشین ہوے تو اسکے انتظام و درستی کی طرف توجہ فرمائی سب سے پہلے صدر بہ اورنگ آباد مین دیوانی کے کامون کو علحدہ کرکے عدالتہاے منصفی قایم کی گئین اور چار ضلعون پر ایک ناظم عدالت

اور سمت مین ایک ناظم صوبہ کا تقرر ہوا جسکے فیصلہ کا آخری مرافعہ دارالسلطنت حیدرآباد کی مجلس عالیہ عدالت ہائی کورٹ مین ہوتا ہے اور اسکیلیے ایک ضابطہ کارروائی مقرر کیا گیا اور اسیطرح عدالتہاے دیوانی اور فوجداری کا ایک مجموعہ قوانین تیار ہوا اور قانونی کارروائی کا رواج پایا اور سب سے بڑھکر یہہ انتظام ہوا کہ عہدہ دار اور افسرون کی تنخواہین بڑھادی گئین جس خدمت زمانہ سابق مین چھہ سو روپیہ ماہوار تھی دو دو ہزار روپیہ ماہانہ پر اضافہ اور ترقی کی گئی جس سے منشاء سرکار یہی ہے کہ عہدہ دار اپنی ذاتی غرضون کو راہ ندین اور اسکے پردہ مین انصاف کو نچھوڑین اور طریق ناجائز سے روپیہ کمانے کے لیے کچہہ عذر باقی نرہے۔ پھر اس خیراندیشی کے ساتھہ یہہ بھی قاعدہ جاری کیا گیا کہ جہان کسی افسر نے کوئی خطا کی وہین بیدھڑک اسکو قرار واقعی سزا دیجاے۔ اورانھین دنون مین دارالسلطنت حیدرآباد مین بنظر آسایش خلق اللہ بذریعہ نلون کے آبرسانی کی گئی اور انہین ایام مین محکمہ رجسٹری بھی قایم ہوا اور دارالسلطنت کے انتظام کے لیے چار وزرا کا تقرر ہوا چنانچہ وزارت صیغہ فوج پر راجہ راجایان مہاراجہ راجہ کشن پرشاد بہادر اور وزارت صیغہ عدالتہاے سرکار عالی و امور عامہ پر نواب سرفراز حسین خان صفدر جنگ منیرالدولہ فخرالملک بہادر۔ اور وزارت صیغہ مالگزاری سرکار عالی پر نواب فضل الدینخان بہادر سکندر جنگ اقتدار الملک اقبال الدولہ وقارالامرا بہادر کے تفویض ہوئی۔ اور صیغہ وزارت کوتوالی ہاے سرکار عالی و تعمیرات عامہ پر نواب شہاب جنگ افتخار الدولہ افتخار الملک بہادر قرار پاے اور ان کے اقتدارات کے لیے جداگانہ قواعد منضبط ہوے مگر ان چارون وزراؤن پر وزیر اعظم کی نگرانی رکھی گئی اور جوابدہ امورات سلطنت کیے گئے۔

اور تقسیم ملک بلحاظ انتظام گورنمنٹ کل ملک قلمرو سرکار نظام چار صوبون اور پندرہ ضلعون پر منقسم کیا گیا اور ہر ایک صوبہ مین ایک صوبہ دار کی اور ایک ضلع تعلقدار کی حکومت رکھی گئی جنکے اسما ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔

صوبہ ورنگل

صوبۂ ورنگل سمت شرقی مین واقع ہے اور اسکے حدود اربعہ یہ ہین۔ حد شمالی ضلع ایلگندل۔ حد جنوبی

دریاے کرشنا۔ حد شرقی دریاے گوداوری۔ حد غربی ضلع لنگسگور و رائچور ہین۔
اور اس صوبہ کی مردم شماری اکیس لاکھہ باون ہزار تین سو پچانوے اور آمدنی تینتالیس لاکھہ
ترپن ہزار تین سو روپیہ ہے۔ رقبہ (۲۰۴۰۰۷) میل مربع اور اس صوبہ مین تین ضلع اور ایک ضلع
اطراف بلدہ صرف خاص کے تعلقات واقع ہین۔

ضلع اطراف بلدہ متعلقہ صرف خاص کا تذکرہ

اور ضلع اطراف بلدہ دار السلطنت حیدرآباد کے آس پاس ہے اسکی حد شمالی ضلع بیدر میدک ایلگندل جنوب مین ضلع محبوب نگر اور
مغرب مین ضلع گلبرگہ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ و محبوب نگر ہے رقبہ (۳۳۶۳) میل مربع
اور مردم شماری (۴۱۵۰۳۹) کل آمدنی اسکی اکتالیس لاکھہ سے کچھہ زاید ہے اور کل
دیہات اسمین (۱۴۴۳) واقع ہین اور یہہ ضلع چار سمتون پر منقسم کیا گیا ہے اور ایک تعلقہ
ٹپلور ہے۔ سمت غربی اور سمت جنوبی و سمت شرقی و سمت شمالی علاوہ اسکے تمام علاقہ
دیوانی مین تعلقات اور دیہات صرف خاص کے واقع ہین۔

ضلع ورنگل کے حدود اور اسکے تعلقات کا ذکر

ورنگل کی حد شمالی ضلع یلگندل۔ حد جنوبی دریاے کرشنا اور مشرق مین دریاے گوداوری و ضلع مچھلی بندر متعلقہ سرکار انگریزی اور
مغرب مین ضلع نلگنڈہ و یلگندل۔ رقبہ (۹۷۷۰) میل مربع اور مردم شماری (۸۵۳۱۲۹)
اور آمدنی اس ضلع کی سالانہ سترہ لاکھہ ترپن ہزار نو سو روپیہ اور اس مین کھمم اور مدہرہ
و پالونچہ اور پاکھال اور کند یکنڈہ اور وردنا پیٹھ اور ورنگل وپرکال اور جریال ایسے نو
تعلقات ہین اور ہر ایک تعلقہ مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو دو
مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع نلگنڈہ کے اربعہ حدود اور تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع نلگنڈہ کے حدود شمال مین ضلع

ورنگل جنوب مین دریاے کشنا. مشرق مین ضلع محبوب نگر اور ضلع اطراف بلدہ رقبہ (۴۱۳۱)
میل مربع اور مردم شماری (۶۲۴۶۱۷) آمدنی سالانہ بارہ لاکھ بتیس ہزار چارسو روپیہ۔ اور
اس ضلع مین پانچ تعلقہ منقسم ہین۔ نلگنڈہ۔ دیول پلی۔ دیورکنڈہ۔ سریا پیٹھ۔ اور ہر تعلقہ
مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین کوتوالی ہے اور مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع محبوب نگر کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع محبوب نگر کے حدود یہ ہین۔ شمال مین اطراف بلدہ جنوب
مین دریاے کشنا۔ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ اور مغرب مین گلبرگہ
شورا پور و رایچور۔ رقبہ (۵۵۴۹) میل مربع اور مردم شماری (۶۷۴۶۴۹) اور یہ ضلع آٹھ
تعلقون پر منقسم کیا گیا ہے۔ ناگرکرنول۔ کوئیلکنڈہ۔ ناراین پیٹھ۔ کلتھل۔ کلواکرتی۔ چڑچرلہ
دیورکدرہ۔ ابراہیم پٹن۔ اور امراباد ویرگی کی دو پٹیان۔ جس مین نائب تحصیلدار
ہین اور باقی آٹھون تعلقون پر ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین پولیس اور
دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

صوبہ محمد آباد بیدر

صوبہ محمد آباد بیدر سمت شمالی مین واقع ہے۔ اور اس صوبہ کی حد شمالی مان گنگا اور
دریاے وردہا۔ برار اور ممالک متوسط۔ جنوب مین اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق
مین گوداوری اور وردہا۔ مغرب مین پربھنی و ناندیڑ و دریاے مانجرا رقبہ (۲۱۶۱۴) میل
مربع آبادی کل صوبہ کی (۳۰۰۹۱۸) اور یہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم کیا گیا ہے۔

ضلع میدک کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

ضلع میدک جسکو گلشن آباد بھی کہتے ہین اسکے شمال مین ضلع اندور
جنوب مین اطراف بلدہ مشرق مین ضلع ایلگندل مغرب مین
ضلع بیدر ہے اور آمدنی اس ضلع کی سترہ لاکھ بہتر ہزار روپیہ ہے اور مردم شماری

(۳۶۷۳۵) اور یہ ضلع پانچ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر تعلقہ مین ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے کل تعلقون کے نام یہ ہین۔ میدک۔ گجکال۔ اندول۔ رایم پیٹھ۔

ضلع اندور اور اسکے تعلقات و حدود اربعہ کا تذکرہ وقسمت تعلقات

اور ضلع اندور کے شمال مین عملداری سرپور تانڈور جنوب مین ضلع میدک مشرق مین ضلع یلگندل۔ اور مغرب مین مانجرا اور گوداوری ندی۔ و اضلاع نانڈیر یہی جسکا رقبہ (۴۷۰۴) میل مربع اور سالانہ محاصل اکیس لاکھ چھ ہزار تین سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۹۵۹۸) ہے اور یہ ضلع نو تعلقون مین قسمت کیا گیا۔ اندور۔ بودہن۔ ارمور۔ نرمل۔ اودسہ۔ نرساپور۔ یلاریڈی پیٹھ بلولی۔ ادلور۔ بانسواڑہ۔

ضلع یلگندل کے حدود اربعہ اور اسکے تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع یلگندل کی حد شمالی سرپور تانڈور ہے جنوب مین اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق مین حد دریا سے وردہا ممالک متوسط ہند اور مغرب مین حد ضلع میدک اور اندور کے ضلع ہین کل رقبہ (۴۸۰۰) میل مربع اور آبادی (۱۰۹۴۶۰) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ بیس ہزار ہے اسمین آٹھ تعلقہ ہین اور ہر تعلقہ مین دو دو مدرسہ اور ایک ایک تحصیلدار و امین کوتوالی ہے جسکے نام یہ ہین۔ کریم نگر۔ ملنگور۔ پلاس۔ لسپور۔ گجویل۔ چتور۔ مہادیو پور۔ حسن آباد۔

ضلع بیدر اور اسکے حدود اربعہ و تعلقات کا ذکر۔

اور ضلع بیدر کی حد شمالی جاگیرا برا سے رایان و ضلع نانڈیر اور جنوب مین تعلقہ بھالکی و دہار اسیون اور شرق مین ضلع اندور و میدک اور مغرب مین ضلع بیڑ رقبہ (۲۶۳۱) میل مربع اور مردم شماری (۹۰۱۹۸۴) آمدنی سالانہ نو لاکھ چوہتر ہزار تین سو روپیہ اور یہ ضلع پانچ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے۔ بیدر

او دگیر ۔ انگول ۔ راجورہ ۔ ورول ۔ مانگا ۔ اور اسکے سوا دو تعلقہ صرف خاص کے ہین ۔

عملداری سرپور تانڈور کے حدود مو تعلقات کا ذکر

اور عملداری سرپور تانڈور کے حدود شمالی دریاے وردہا ۔ اور مان گنگا ۔ اور جنوب مین ضلع یلگندل اور اندور و مشرق مین دریاے وردہا اور مغرب مین دریاے مان گنگا جسکا رقبہ (۵۰۲۲) میل مربع اور آمدنی سالانہ تین لاکہ چار ہزار ایک سو روپیہ ۔ مردم شماری (۲۳۱۷۵۴) اور یہہ عملداری سرپور ایدلاباد راجورہ مانک گڈہ تین تعلقون مین منقسم کی گئی ہے اور اسکے علاوہ تین تعلقات صرف خاص کے بھی اسمین واقع ہین ۔

صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد

یہہ صوبہ سمت غربی مین واقع ہے اور اس صوبہ کے حدود شمالی مین ناسک اور ضلاع مفوضہ برار اور جنوب مین نلدرگ اور بیدر اور مشرق مین سرپور تانڈور اور مغرب مین خاندیس اور احمد نگر ہے ۔ اور رقبہ کل صوبہ تخمیناً (۱۵۴۲۷) اور مردم شماری (۲۹۵۶۱) آمدنی سالانہ ترسٹھہ لاکہہ پینتیس ہزار ایک سو انتالیس روپیہ اور اس صوبہ مین چار ضلع واقع ہین ۔ اورنگ آباد ۔ بیڑ ۔ پربہنی ۔ ناندیڑ ۔

ضلع اورنگ آباد کے تعلقات کا ذکر ۔

ضلع اورنگ آباد کی حد شمالی و غربی احمد نگر ۔ ناسک ۔ خاندیس اور مشرق مین اضلاع مفوضہ برار ۔ و پربہنی اور جنوب مین گوداوری و ضلع پربہنی و بیڑ و احمد نگر ۔ علاقہ سرکار عظمت مدار اس ضلع کا رقبہ (۶۹۸۶) میل مربع اور مردم شماری (۷۲۹۷۵) اور سالانہ محاصل تخمیناً بیس لاکہہ ساٹھہ ہزار دو سو انتالیس روپیہ اور یہہ ضلع آٹھہ تعلقوں پر تقسیم کیا گیا ہے ۔ اورنگ آباد ۔ امبڑ ۔ بیضاپور ۔ پٹن ۔ جالنہ پور ۔ کنّڑ ۔ گنگاپور ۔ بہوکردن ۔ اسکے علاوہ اسمین دو تعلقہ صرف کے بھی واقع ہین ۔

ضلع بیڑ کے حدود اربعہ اور تقسیم تعلقات کا ذکر

اور ضلع بیڑ کی حد شمالی مین دریاے گوداوری اور جنوب مین دریاے مانجرا اور مشرق مین تعلقات راجورہ و پالم متعلقہ صرف خاص اور مغرب مین دریاے سینا اور پہاڑیان لکھہ ڈونگر کل رقبہ اس ضلع کا (۴۹۵ ۳) میل مربع اور مردم شماری (۶۴۲۷۲۲) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھہ اٹھانوے ہزار تین سو روپیہ ہے اور یہہ ضلع چھہ تعلقون پر منقسمت پذیر ہے۔ بیڑ۔ انبہ جوگائی۔ پاترور۔ کیج۔ گیورائی۔ اشٹی اور اسمین ایک تعلقہ صرف خاص بھی واقع ہے۔

ضلع پربہنی کے حدود اربعہ کا ذکر

اور ضلع پربہنی کے شمال مین مان گنگا اور اضلاع مفوضہ برار۔ جنوب مین دریاے گوداوری۔ مشرق مین ضلع ناندیڑ۔ مغرب مین ضلع اورنگ آباد۔ کل رقبہ اسکا (۴۳۳۵) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی تیرہ لاکھہ ستاسی ہزار نوسو روپیہ۔ اور مردم شماری (۸۰۵۳۳۵) یہہ ضلع چھہ تعلقون پر منقسم ہے۔ پربہنی۔ پاتھری۔ جمدگاون۔ اونڈا۔ جنتور۔ نرسی۔

ضلع ناندیڑ کے حدود کا ذکر

اور ضلع ناندیڑ کے شمال مین ضلع پربہنی جنوب مین ضلع بیدر مشرق مین دریاے مانجرا گوداوری و ضلع اندور۔ مغرب مین ضلع بیڑ۔ کل رقبہ (۴۱۲۳) میل مربع سالانہ آمدنی پندرہ لاکھہ اٹھاسی ہزار ایک سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۲۵۲۹) ہے اسمین آٹھہ تعلقہ واقع ہین۔ ناندیڑ۔ دگلور۔ مدہول۔ قندہار۔ سارباڑ (لاٹ) سبتنہ نگر۔ اردہاپور۔ بہینسہ۔ اور دو تعلقات صرف خاص کے بھی واقع ہین۔

صوبہ حسن آباد گلبرگہ شریف

یہہ صوبہ سمت جنوب مین واقع ہے اسکی حد شمالی جاگیر پائیگاہ۔ حد جنوبی دریاے تنگبھدرہ ضلع کرنول۔ و ضلع بلہاری۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر جاگیر گدوال۔ مغرب مین

حدود ضلع بہی رقبہ (۱۲۶۳۲) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی پینتالیس لاکھ بارہ ہزار نوسو تین روپیہ ہے۔ اور مردم شماری (۳۴۳۰۹۹۹) اور یہہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم ہے گلبرگہ شریف رایچور۔ لنگسگور۔ نلدرگ۔

جبتک کہ گلبرگہ اس سرزمین پر قایم رہیگا نواب یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار گلبرگہ کا نام یادرہیگا۔ جنہون نے نہایت عالیشان محلات اور باغات و بازار وغیرہ بناکر گلبرگہ کو بہت ہی قابل وقعت شہر بنادیا ہے۔

ضلع گلبرگہ شریف کے تعلقات کا ذکر۔

اور گلبرگہ شریف کی حد شمالی ضلع ... حد جنوبی دریاے ... اور حد غربی کلاڈگی شوراپور۔ حد شرقی ضلع صوبہ نگر دارالسلطنت حیدرآباد ہے۔ رقبہ اس ضلع کا (۳۸۰۰) میل مربع اور آمدنی سالانہ گیارہ لاکھ بیاسی دوسو تین روپیہ اور مردم شماری (۴۹۲۵۸۶) اور سات تعلقات پر یہہ ضلع تقسیم پذیر ہے۔ گلبرگہ۔ کوڑنگل۔ سیڑم۔ گورمکال۔ دھاگا ... چنچولی۔ جیور ...

ضلع رایچور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع رایچور کے شمال مین دریاے کرشنا جنوب مین تنگبہدرہ ... حد اس۔ مشرق مین دریاے کرشنا ... صوبہ نگر مغرب مین ضلع لنگسگور ہے اور کل رقبہ (۶۹۷۰) میل مربع سالانہ آمدنی تیرا لاکھ ... دوسو روپیہ۔ اور مردم شماری (۵۱۲۴۵۵) اس ضلع مین رایچور۔ مانوی دیودرگ الپور۔ برگیرہ۔ اسکا نام بدل دیا گیا ہے۔ یادگیر۔ ایسے چھ تعلقہ ہین۔

ضلع لنگسگور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع لنگسگور مین چھ تعلقات ہین۔ لنگسگور اور گنگاوتی۔ کشتگی۔ سندہنور۔ شوراپور۔ اور ضلع ہذا کی حد شمالی تعلقات اندولہ اور یادگیر۔ جنوب مین دریاے تنگبہدرہ۔ مشرق مین ضلع رایچور۔ مغرب مین ضلع

دہارواڑ علاقہ احاطہ بمبئی کل رقبہ اسکا (۶۶۰) میل مربع اور مردم شماری (۶۲۰۱۴۷) اور سالانہ آمدنی چودہ لاکھ چھیانوے ہزار پانسو روپیہ ہے۔

ضلع نلدرک کے تعلقہ کا ذکر

اور نلدرک کی حد شمالی دریاے مانجرا ضلع بیڑ حد جنوبی ضلع بیڑ جاگیر پائیگا اور علاقہ سندربمبئی سرکار عظمت مدار مشرق مین تعلقہ بہالکی جاگیر پائیگاہ تعلقہ دہاراسیون ضلع بیدر مغرب مین دریاے سینا اور احمد نگر علاقہ سرکار عظمت مدار تعلقہ سندربمبئی کل رقبہ (۳۲۲۷) میل مربع اور سالانہ آمدنی چار لاکہ بچہتر ہزار روپیہ۔ اور مردم شماری (۲۲۹۴۷۳) اور اس ضلع مین صرف تین تعلقات نلدرک۔ تلجاپور۔ اوسہ۔ اور چار تعلقہ یعنی قسلم اور دہاراسیون واسی پر نیڈا صرفخاص کے ہین۔

اضلاع مفوضہ برار

یہہ ملک برار جو دار السلطنت حیدرآباد کا شمالی حصہ ہے فوج کنٹنجنٹ کے خرچ کے لیے سرکار انگریزی کو عہدنامہ کی رو سے براے چند سے تفویض کیا گیا ہے اور فوج وغیرہ جملہ اخراجات ملک سے جو کچہہ بچتا ہے وہ رقم داخل خزانہ عامرہ سرکار عالے ہوتی ہے اسکے حدود اربعہ یہہ ہین۔ شمال و مشرق مین ناگک متوسط ہند۔ جنوب مین صوبہ غربی و شمالی سرکار عالے اور مغرب مین احاطہ بمبئی اسکا رقبہ (۱۷۷۱۱) میل مربع اور مردم شماری تخمیناً (۲۶۷۲۶۷۳) اور یہہ ملک چھہ ضلعون پر منقسم ہے امراوتی۔ ایلچپور۔ بلڈانہ۔ دون بانم

خراج گذار راجاون کا تذکرہ

سرکار عالی کے قلمرو مین راجہ گدوال جسکی آمدنی چار لاکہ روپیہ سالانہ ہے اور راجہ کرکنٹا اور رانا اناگندی و راجہ سگرو راجہ ونپرتی و راجہ ٹیبول۔ و رانی گوپال پیٹہ۔ دیسکہہ نرکموڑا۔ راجہ امرچنتا۔ راجہ بالسواڑہ راجہ ددم کنڈہ۔ راجہ چلوار راجہ چنچولی وغیرہ ہین۔

جاگیرات کے اقسام | اور قلمرو دار السلطنت حیدرآباد مین جاگیرات بھی پانچ قسمون پر منقسم ہین۔ اول صرف خاص اعلیحضرت اقدس و اعلی کی خانگی آمدنی کا بہت بڑا حصہ تعلقات صرف خاص سے وصول ہوتا ہے اور یہہ تعلقات اس ریاست کے مختلف اضلاع مین واقع ہین اور اسکی جملہ آمدنی اسی نود لاکھ سے کم نہین ہے۔ ان تعلقات کے معاملات کا تصفیہ اعلی حضرت اقدس و اعلی کے حکم سے بذریعہ نواب آصف نواز الملک بہادر معتمد صرف خاص ہوتا ہے اور اس کام مین بڑا حصہ اعلی حضرت اقدس و اعلی کے وقت کا صرف ہوتا ہے۔

دوم جاگیر پائیگاہ ہے جسکی کل آمدنی تخمیناً نود لاکھ روپیہ کے قریب ہے اور ان کے تعلقات اللہ۔ نارائن کیہڑ۔ کوٹ کر۔ گندل واڑی۔ ولندی۔ ہتنورا۔ حب گرلا۔ یلغرٹپ سندبوکی۔ پنچولی۔ گلیر جاگیرات صرفخاص وغیرہ جنکی تفصیلی کیفیت ظاہر نہین ہوسکتی ہے۔

قطعۂ تاریخ اختتام کتاب محبوب السلاطین از

رہنماے سالکان طریق سخندانی و پیشواے رہروان مراحل نکتہ دانی افضل دوران اکمل زمان عالیجناب مولانا مولوی علی احمد صاحب فاروقی الصفوی المتخلص بخرم سند

سررشتہ دار محکمہ کوتوالی دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد

سپہر معانی محمد حسین
که داند همه رازهای نهان

به خلق و وفا همچو باد بهار
بصدق و صفا همچو آب روان

کتاب گرانمایه تالیف کرد
دراحوال شاهان گیتی ستان

همه نسخه را بخشش به پنج کرد
بیاراست هر بخش را داستان

همه واقعات سلاطین و ملک
همه حادثات زمین و زمان

کتابیست یا نقش تسخیر دل
جهانیست یا گلشن بیخزان

ز دل سال تالیف خرسند جست
بگفتا نشاط دل خسروان

سنہ ۱۳۱۱ھ

قطعہ تاریخ طبع از مولف

طبع گردیده است با دل زنکو
مرحبا این نسخهٔ دانش فزا

چون بجستم سال تاریخش حسین
گفت هاتف ارمغان بے بہا

۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ طبع از طبع وقاد مصنفہ اہل کمال افتخار شعرائے نازک خیال جناب شاہ کریم اللہ چشتی النظامی المتخلص بہ عاشق اعظم ترین خلفائے نامدار شیخ العالم و عالمیان حضرت محمد صاحب...

احمد آبادی گجراتی قدس اللہ سرہ وتلمیذ میر الشعرا جناب میر احمد علی خان بہادر شہید دہلوی سے

ہین جو محبوب السلاطین کے مولف نامور
نکتہ سنج ونکتہ دان وعاقل ودانائے عصر
منتخب فرد فرید وکامل وممتاز خلق
کہتے ہین اپنی زبان سے بڑہکر اسکو اہل ذوق
بحر مواج فنون گوہر درج علوم
نسخہ تاریخ جو تالیف اونسے ہو گیا

سعدی وجامی وعرفی زمانہ خوش عمل
ہمسر سحبان وایل افصح روز ازل
یار درویش وامیر ومونس اہل دول
اوسکی باتین ہین نبات ومصر وقند وعسل
آشنا بیمثال خالق عز وجل
ہین جداگانہ تمامی اسکے حصہ برمحل

لکھدیا عاشق نے سال طبع اس تاریخ کا
خوب محبوب السلاطین ہے کتاب بے بدل
سنہ ۱۳۱۲

قطعہ تاریخ طبع کتاب از سورج بہان میکش تہانوی

سلاطین دوران کے کھینچے ہین نقشے
ابھی اسکی تاریخ میکش یہ لکھدو

زمانہ مین اب جان تاریخ ہے یہ
یہ تاریخ کیا کان تاریخ ہے یہ
۱۲ ۱۳ھ

تقریظ

عالیجناب جلالت انتساب ندیم السلطان مقرب الخاقان نواب داور جنگ داور الدولہ داور الملک بہادر دام شوکتہ۔

حق تو یہ ہے کہ مینے آجتک کوئی کتاب ایسی سودمند اور فائدہ بخش نہین دیکھی میرے خیال مین یہ تاریخ اخلاق کا سرچشمہ اور نصیحتون کا معدن ہی عوام کے لئے عامتہً اور خواص بلکہ سلاطین جو اخص الخواص ہین اونکے لئے نہایت فائدہ بخش ہی حکام کے لئے میری راے مین یہ کتاب ہمارے شفیق ہی اور اکابر قوم کے لئے رفیق مجھے امید ہی کہ گورنمنٹ عادل اس گرانمایہ تاریخ کو قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھی گئی اور مولف کی قدرافزائی مین کوتاہی نکریگی۔

داور الملک

تقریظ

عالیجناب مستطاب نواب اسدیار جنگ اسدیار الدولہ بہادر ایڈیکانگ عالیحضرت بندگانعالی دام دولتہ شاگرد رشید ابوالقاسم مولوی فضل صاحب عرشی

مین بھی اپنے محترم اور معظم جناب والد صاحب قبلہ وکعبہ کی راے سے اتفاق کرتا ہون۔ سلاطین اور حکام کے لئے اس سے بڑھکر مشیر ور ندیم تنہائی نہین ملسکتا اس تاریخ کے دیکھنے والے کو جو کچہ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے اوسکا بیان دیکھنے والون کی زبان سے پوچھنا چاہیے خداوند تعالی قوم کو اس کتاب کے دیکھنے اور پڑھنے سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دی اگر مدارس مین یہ کتاب شریک کیجاے تو میری راے مین نہایت سودبخش ثابت ہوگی

اسدیار الدولہ

تقریظ

عالیجناب جلالت شیم سخنور یگانہ عالیجناب نواب منظفر جنگ بہادر خلف عالیجناب والا مناقب نواب رفیع الدولہ بہادر حیدر الملک زاد اجلالہ تلمیذ مولوی ابوالقاسم فضل رب صاحب عرشی۔ این نگارین نورد نامہ فراوان سنود بخش را ازین سر تا آن سر خواندم نگویم چہ مایۂ گران آرزد ارجمند یافتم ہم برای ملک وہم برای ملک ہم برای قوم اسلام خاصۃ وہم برای عامیان عامۃ۔ خدا کند کہ این گرامی نامہ بدیدۂ حق بین گورنمنٹ گزرد و براہ قدر افزا نگریستہ شود اگر عالیجناب ناظم تعلیمات نواب عماد الملک دامت اجلالہ این کارنامہ خرد را در مدارس و تعلیمات پذیرا کنند ہم خرد افزا ثابت شود وہم دماغ از وقائع گرانمایہ روشن گردد۔

منظفر جنگ



صحت نامه کتاب محبوب السلاطین

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۵	۱	اورکس کس مین	اورکس کس سن مین
۵	۱۳	اسمین شک نهین که مولفنے	بهر تقدیر مولف نے
۶	۱۲	ازین خانه بردار گنجینه ها	ازین کیسه بردار گنجینه ها
۱۰	۶	دوستری	دوسری
۱۰	۱۳	اور صطلاح	اور اصطلاح
۲۵	۷	گورکے	گورخرکے
۲۵	۸	بهرام گورخر	بهرام گور
۲۹	۱۴	مت کر	مت کرو
۳۱	۱۷	گهوریکی باگ	گهوڑیکی باگ
۳۳	۱	بیان کرین	بیان کرو
۳۵	۲	بهادر هوئے	بهادر هو
۴۵	۱۷	سو برسکی عمر رسیده	سو برسکی عمر کا
۴۰	۱۲	خزونے تهے	خزانے تهے
۴۱	۹	ادیا جاتا تها	کیا جاتا تها
۴۵	۶	براه ظلم و خیر جو کچه کیا هی	براه ظلم و جبر جو کچه لیا هی
۴۵	۱۰	اونسے	اوس سے
۵۷	۱۷	غاض	غمازی
۵۷	۱۹	کرنا چاهیئے	کرلی چاهیئے
۵۷	۲۰	نکرنا چاهیئے	نکرلی چاهیئے
۵۸	۶	مجلس مین	مجلس مین
۵۹	۹	منصورنے	منصور
۶۰	۶	اب سیر چشم هوگا	کب سیر هوسکتا هی

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۶۳	۱۶	چڑواتے تهے	چڑهواتے تهے
۶۵	۶	طلم	طلسم
//	۱۶	ماردیا	مارڈالا
۶۸	۱۷	تعقب	تعاقب
۷۰	۱	فضیل بن ربیع	فضل بن ربیع
۷۰	۱۲	کیا	کی
//	۱۳	آوین	رهین
//	۱۷	اتالیق	اتالیقی
۷۶	۶	سیره دارکمین	سردارکمین
//	۱۶	مظلومونکی هی	مظلومونکی
۷۷	۴	حکم موافق	موافق حکم
۷۸	۱۸	جو سزا چاهین دیجیے	جو سزا چاهی دیجیے
۸۱	۱	خلیفه چاهتا تها	خلیفه چاهتا تها
۸۲	۴	دهمکنے لگا	دهمکنے لگا
//	۱۴	بهروه لونڈی کو	بهرادس لونڈیکو
۸۵	۱۹	هنسا	هنستا
۸۷	۱۹	شان شوکت کے	شان شوکت کے ساتهه
۸۸	۱۰	خلعتین انعامات سے سرفراز	خلعتیں اور انعامات سے سرفراز
۹۵	۱۷	محاصل خلافت شروع	محاصل خلافت شروع
۱۰۶	۱۱	ورنه رنغم	ورنه غم کهائیگا
۱۰۵	۱۷	یاس	یاس
۱۱۱	۱۰	هانی پیشانی	هاتهی کی پیشانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۱۴	مندر کا رُخ کیا	مندر کا رخ کیا	۱۸۸	۵	[illegible]	[illegible]
۱۱۲	۱	محمود کوہ غور	محمود نے کوہ غور	۱۹۱	۱۴	تحطیہ	تخطیہ
〃	۲	محمود غرجستان	محمود نے غرجستان	۲۰۰	۱	دردا	دردہ
۱۱۵	۲	فتح نصیب غازیان ہوا	نصیب غازیان ہوا	۲۰۱	۵	غطر	خطر
۱۱۶	۹	وہ دینار و نکی	اون دینار و نکی	۲۰۴	۱۰	اماحسن	امام حسن
〃	۱۴	قضاعت سے	قضادت سے	〃	۱۳	تم ہونے ہوئے	تمہارے ہوتے ہوئے
۱۲۰	۷	قطع الطریق	قطاع الطریق	〃	۱۹	رضی اور عنہ	رضی اللہ عنہ
〃	۸	مزاہم	مزاحم	۲۱۰	۸	خاریہ	خارجیہ
۱۲۱	〃	خونریز و نکے	خونریز دیون کے	۲۱۱	〃	مارنے	مارنے کے لئے
۱۲۶	۱۷	عدل و انصاف سے بہرہ	عدل و انصاف شیوہ	۲۱۲	۷	کوپے	کوچے
۱۲۷	۱	ڈرتے ہین	ڈرتے تھین	۲۱۹	۱۶	مو	ہوا
۱۲۹	۴	مرض پر رکھا	مرضی پر رکھا	۲۵۲	۹	غلہ لوبکر	علہ بوکر
۱۲۹	۱۴	خضر	حضرت	۲۸۰	۱۳	ابتک تباو	ابتک بنیاد
۱۳۰	۳	عملا	علما	۲۹۱	۳	گدے	گدی
۱۳۵	۷	کنجواب	کمخواب	۲۹۲	۳	شکر	لشکر
〃	۱۳	یاقوت گل رنگ	یاقوت سے گل رنگ	۲۹۲	۶	بادشاہ وہین	بادشاہ نے وہین
۱۳۶	۵	فرما بردار	فرمان بردار	۲۹۳	۳	باکر	باکھر
〃	۷	کھندون	کندھون	〃	۱۷	کرین	کرد
〃	۱۹	سینون	سینو نمین	۲۹۷	۱	شکر	لشکر
۱۳۷	۱۸	لاہی	لاتا ہے۔	۳۱۶	۱۲	بوالت	طوالت
۱۳۸	۸	کاروان	کاروایان	۳۱۷	۷	دسنیے	دفینے
۱۷۲	۱	پھرتی	پھرتی ہے	۳۴۱	۵	طرفہ تر	طرفہ
۱۷۴	۹	والمنتظمون	اور منتظمون	〃	۱۱	قتل وا	قتل ہوا
۱۷۷	۱۳	داری	داد دی	۳۴۴	۱	پورس	پرورش

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٥٢	١٨	بیٹا	بھتیجا
٣٦١	١٢	اگر	آکر
٣٧٢	١	سادات بارر	سادات بارہہ
//	١٨	کو بمقا	کو مقابلہ
//	١٩	پہونچا یا	پہونچا
٣٨٤	١٤	شور نسبت	شور سمت
٣٨٧	١٩	میرے	بڑھے
٣٩٢	٤	اوگہڑ	اُوکہڑ
٣٩٤	١٨	لعین لدو	معین الدولہ
٤٠٤	٣	ہوا	ہوئی
٤٠٧	١٣	معالج	معالجہ
٤٠٨	١٦	کورنرل	کورنر جنرل
٤٢٠	١٣	بہائی مین	بہائیو نمین
٤٢١	٦	مگر آخر مین	لیکن آخر مین
٤٢٢	٣	تخت نشین ہوئے	پیدا ہوئے
٤٣٥	٥	پچاس ہزار	پچاسی ہزار
//	٨	پل بنا کر	پل بنا کرد
٤٤٨	٢	حملہ کئے تھے	حملہ آور ہوئے تھے
٤٥٥	١٣	دہان پر گور	دہان پر گورنر
٤٥٦	١٧	داستانے	دستانے
٤٥٧	٩	شہوار کے	اور شہوارون کے
٤٧٣	١٨	ارشاد فرما	ارشاد فرمایا
٤٨٠	١٨	اسلئے نہین کر	اسلئے نہین کیا ہی
٤٨١	//	دعاد یون	دعا دون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٤٨٤	١٢	گورنر جنرل مدراس	گورنر مدراس
٤٨٧	٧	مدح	مداح
٤٩٤	١٤	منعقد ہوگی	مجلس منعقد کی
٤٩٧	٣	قیام گا	قیام گاہ
٤٩٨	١١	وزارت سکونسے	وزارت اونسے
٥٠٠	١٣	افتخار الدولہ	مختار الدولہ

ضلع بیڑ کے حدود اربعہ اور تقسیم تعلقات کا ذکر

اور ضلع بیڑ کی حد شمالی مین دریاے گوداوری اور جنوب مین دریا مانجرا اور مشرق مین تعلقات راجورہ و پالم متعلقہ صرف خاص اور مغرب مین دریاے سینا اور پہاڑیان لکھہ ڈونگر کل رقبہ اس ضلع کا (۴۴۹۵) میل مربع اور مردم شماری (۴۹۲۷۲۲) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکہ اٹھانوے ہزار تین سو روپیہ ہے اور یہہ ضلع چھہ تعلقون پر منقسم پذیر ہے۔ بیڑ۔ امبہ جوگائی۔ پاٹرور۔ کیج۔ کیورائی۔ اشٹی اور اسمین ایک تعلقہ صرف خاص بھی واقع ہے۔

ضلع پربھنی کے حدود اربعہ کا ذکر

اور ضلع پربھنی کے شمال مین مان گنگا اور اضلاع مفوضہ برار۔ جنوب مین دریاے گوداوری مشرق مین ضلع ناندیڑ مغرب مین ضلع اورنگ آباد۔ کل رقبہ اسکا (۴۳۳۵) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی تیرہ لاکہ ستاسی ہزار نوسو روپیہ۔ اور مردم شماری (۸۰۵۳۳۵) یہہ ضلع چھہ تعلقون پر منقسم ہے۔ پربھنی۔ پاتھری۔ ہنگولی۔ کلمنوری۔ جنتور۔ بسمت۔

ضلع ناندیڑ کے حدود کا ذکر

اور ضلع ناندیڑ کے شمال مین ضلع پربھنی جنوب مین ضلع بیدر مشرق مین دریاے مانجرا گوداوری و ضلع اندور۔ مغرب مین ضلع بیڑ۔ کل رقبہ (۴۱۲۳) میل مربع سالانہ آمدنی پندرہ لاکہ اٹھاسی ہزار ایک سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۲۵۲۹) ہے اسمین آٹھہ تعلقہ واقع ہین۔ ناندیڑ۔ دگلور۔ مدہول۔ قندہار۔ ساٹھ بارہ (لاٹ) کنٹہ نگر۔ اردہاپور۔ بھینسہ۔ اور دو تعلقات صرف خاص کے بھی واقع ہین۔

صوبہ حسن آباد گلبرگہ شریف

یہہ صوبہ سمت جنوب مین واقع ہے اسکی حد شمالی جاگیر پائیگاہ۔ حد جنوبی دریاے تنگبھدرہ ضلع کرنول۔ و ضلع بلماری۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر جاگیر گدوال۔ مغرب مین

حدود ضلع ہذی رقبہ (۱۲۶۳۲) میل مربع. اور سالانہ آمدنی پینتالیس لاکھ بارہ ہزار نوسو تین روپیہ ہے. اور مردم شماری (۲۴۳۰۹۹۹) اور یہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم ہے گلبرگہ شریف رایچور. لنگسگور. نلدرگ.

جبتک کہ گلبرگہ اس سرزمین پر قایم رہیگا نواب یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار گلبرگہ کا نام یادر ہیگا. جنہون نے نہایت عالیشان محلات اور باغات و بازار وغیرہ بناکر گلبرگہ کو بہت ہی قابل وقعت شہر بنادیا ہے۔

ضلع گلبرگہ شریف کے تعلقات کا ذکر.

اور گلبرگہ شریف کی حد شمالی ضلع بیدر. حد جنوبی دریاے بھیمرا اور حد غربی کلاڈگی شوراپور. حد شرقی ضلع محبوب نگر دارالسلطنت حیدرآباد ہے. رقبہ اس ضلع کا (۳۸۰۰) میل مربع اور آمدنی سالانہ گیارہ لاکھ بیاسی ہزار دوسو تین روپیہ اور مردم شماری (۶۴۹۲۵۸) اور ساتھ تعلقات پر یہ ضلع تقسیم پذیر ہے گلبرگہ. کوڑنگل. سیڑم. گورمکال. مہاگاؤن. چنچولی. جیورگی.

ضلع رایچور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع رایچور کے شمال مین دریاے کرشنا جنوب مین تنگبھدرہ علاقہ مدراس. مشرق مین دریاے کرشنا ضلع محبوب نگر مغرب مین ضلع لنگسگور ہے اور کل رقبہ (۷۹۷۹) میل مربع سالانہ آمدنی تیرہ لاکھ ترنوی ہزار دوسو روپیہ. اور مردم شماری (۵۱۲۴۵۵) اس ضلع مین رایچور. مانوی. دیودرگ. الپور. یرگیرہ. اسکانام بدل دیا گیا ہے. یادگیر. ایسے چھ تعلقہ ہین.

ضلع لنگسگور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع لنگسگور مین چھ تعلقات ہین. لنگسگور اور گنگاوتی. کشتگی. سندنور. شوراپور. اور ضلع ہذا کی حد شمالی تعلقات اندولہ اور یادگیر. جنوب مین دریاے تنگبھدرہ. مشرق مین ضلع رایچور. مغرب مین ضلع

دہارواڑ علاقہ احاطہ بمبئی کل رقبہ اسکا (۶۶۰) میل مربع - اور مردم شماری (۶۲۰۱۴۷) - اور سالانہ آمدنی چودا لاکھ چھیانوے ہزار پانسو روپیہ ہے -

ضلع نلدرک کے تعلقہ کا ذکر

اور نلدرک کی حد شمالی دریاے مانجرا ضلع بیڑ - حد جنوبی ضلع بیڑ جاگیر پائیگا اور علاقہ سندربمبئی سرکار عظمت مدار مشرق مین تعلقہ ہالکی جاگیر پائیگاہ تعلقہ دہاراسیون ضلع بیدر مغرب مین دریاے سینا اور احمد نگر علاقہ سرکار عظمت مدار تعلقہ سندربمبئی کل رقبہ (۱۳۲۷) میل مربع اور سالانہ آمدنی چار لاکھ چھتہر ہزار روپیہ - اور مردم شماری (۲۴۹۲۷۲) اور اس ضلع مین صرف تین تعلقات - نلدرک - تلجاپور - اور سہ اور چار تعلقہ یعنی قسلم اور دہاراسیون - واسی - پرنبڑا صرفخاص کے ہین -

اضلاع مفوضہ برار

یہہ ملک برار جو دار السلطنت حیدرآباد کا شمالی حصہ ہے فوج کنٹنجنٹ کے خرچ کے لیے سرکار انگریزی کو عہدنامہ کی رو سے براے چند سے تفویض کیا گیا ہے اور فوج وغیرہ جملہ اخراجات ملک سے جو کچھہ بچتا ہے وہ رقم داخل خزانہ عامرہ سرکار عالی ہوتی ہے اسکے حدود اربعہ یہہ ہین - شمال و مشرق مین ممالک متوسط ہند جنوب مین صوبہ غربی شمالی سرکار عالی اور مغرب مین احاطہ سندربمبئی اسکا رقبہ (۱۱۷۱۱) میل مربع اور مردم شماری تخمیناً (۲۶۷۲۶۷۳) اور یہہ ملک چھہ ضلعون پر منقسم ہے امراوتی - ایلچپور - بلڈانہ - دن - باسم

خراج گذار راجاؤن کا تذکرہ

سرکار عالی کے قلمرو مین راجہ گدوال جسکی آمدنی چار لاکھہ روپیہ سالانہ ہے اور راجہ کرکنٹا اور رانا اناگندی و راجہ سگر و راجہ ونپرتی و راجہ جٹپول - و رانی گوپال پیٹہ - دسیکمہ نرکھوڑا - راجہ امرچنتا - راجہ پالسواڑہ - راجہ دوم کنڈہ - راجہ چلموا و راجہ چنچولی وغیرہ ہین -

جاگیرات کے اقسام اور قلمرو دار السلطنت حیدرآباد مین جاگیرات بھی پانچ قسمون پر منقسم ہین۔ اول صرف خاص اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کی خانگی آمدنی کا بہت بڑا حصہ تعلقات صرف خاص سے وصول ہوتا ہے اور یہ تعلقات اس ریاست کے مختلف اضلاع مین واقع ہین اور اسکی جملہ آمدنی اسی نو دلاکھ سے کم نہین ہے۔ ان تعلقات کے معاملات کا تصفیہ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے حکم سے بذریعہ نواب آصف نواز الملک بہادر معتمد صرف خاص ہوتا ہے اور اس کام مین بڑا حصہ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے وقت کا صرف ہوتا ہے۔

دوم جاگیر پائیگاہ ہے جسکی کل آمدنی تخمیناً نو دلاکھ روپیہ کے قریب ہے اور ان کے تعلقات الند۔ نارائین کھیڑ۔ کوٹ کر۔ گندل واڑی۔ ولندی۔ ہتنورا۔ حب گڈا۔ یلغرٹپ سندبوکی۔ ہنچولی۔ کلیر جاگیرات صرفخاص وغیرہ جنکی تفصیلی کیفیت ظاہر نہین ہوسکتی ہے۔

تمت

قطعۂ تاریخ اختتام کتاب محبوب السلاطین از رہنمائے سالکان طریق سخندانی و پیشوائے رہروان مراحل نکتہ دانی افضل دوران اکمل زمان عالیجناب مولانا مولوی علی احمد صاحب فاروقی الصفوی المتخلص بہ خرسند

سررشتہ دار محکمہ کوتوالی دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد

سپہر معانی محمد حسین
بہ خلق و وفا ہمچو باد بہار
کتاب گرانمایہ تالیف کرد
ہمہ نسخہ را بخش بر پنج کرد
ہمہ واقعات سلاطین و ملک
کتابیست یا نقش نسخہ دل

کہ داند ہمہ رازہائے نہان
بصدق و صفا ہمچو آب روان
در احوال شاہان گیتی ستان
بیاراست ہر بخش را داستان
ہمہ حادثات زمین و زمان
جہانیست یا گلشن بیخزان

ز دل سال تالیف خرسند جست
بگفتا نشاط دل خسروان
سنہ ۱۱۳۱ھ

قطعہ تاریخ طبع از مولف

طبع گردید است باطرز نکو
چون بجستم سال تاریخش حسین

مرحبا این نسخہ دانش فزا
گفت ہاتف ارمغان بے بہا
۱۳۱۲ھ

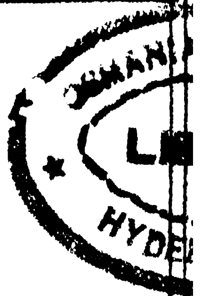
قطعہ تاریخ طبع از طبع وقاد مصنفہ اہل کمال افتخار شعرائے نازک خیال جناب شاہ کریم اللہ چشتی النظامی المتخلص بہ عاشق اعظم ترین خلفائے نامدار شیخ العالم و عالمیان حضرت محمد میان صاحب

احمدآبادی گجراتی قدس اللہ سرہ و تلمیذ میر الشعراجناب میر احمد علی خان بہادر شہید دہلوے

ہین جو محبوب السلاطین کے مولف نامور
نکتہ سنج و نکتہ دان و عاقل و دانائے عصر
منتخب فرد فرید و کامل و ممتاز خلق
کہتے ہین اپنی زبان سی بڑہکر اسکو اہل ذوق
بحر مواج فنون و گوہر درج علوم
نسخہ تاریخ جو تالیف اوسنے ہو گیا

سعدی و جامی و عرفی زمانہ خوش عمل
ہمسر سحبان وایل افصح روز ازل
یار درویش و امیر و مونس اہل دول
اوسکی باتین ہین نبات و مصرے و قند و عسل
آشنائے بیمثال خالق عز و جل
ہین جداگانہ تمامی اسکے حصہ بر محل

لکھدیا عاشق نے سال طبع اس تاریخ کا
خوب محبوب السلاطین ہی کتاب بے بدل
سنہ ۱۳۱۲ھ



قطعہ تاریخ طبع کتاب از سورج بہان میکش تہانوی

سلاطین دوران کے کہینچے ہین نقشے
ابھی اسکی تاریخ میکش یہ لکھدو

زمانہ مین اب جان تاریخ ہے یہ
یہ تاریخ کیا کان تاریخ ہے یہ
۱۲ ۱۳ھ

تقریظ

عالیجناب جلالت انتساب ندیم السلطان مقرب الخاقان نواب داور جنگ داور الدولہ داور الملک بہادر دام شوکتہ۔

حق تو یہ ہی کہ مینے آجتک کوئی کتاب ایسی سودمند اور فائدہ بخش نہین دیکھی میرے خیال مین یہ تاریخ اخلاق کا سرچشمہ اور نصیحتون کا معدن ہی عوام کے لئے عامتہً اور خواص بلکہ سلاطین جو اخص الخواص ہین اونکے لئے نہایت فائدہ بخش ہی حکام کے لئے میری راے مین یہ کتاب رہنماے شفیق ہی اور اکابر قوم کے لئے رفیق مجھے امید ہی کہ گورنمنٹ عادل اس گرانمایہ تاریخ کو قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھی گئی اور مولف کی قدر افزائی مین کوتاہی نکریگی۔

داور الملک

تقریظ

عالیجناب مستطاب نواب اسد یار جنگ اسد یار الدولہ بہادر ایڈیکانگ عالیحضرت بندگانعالی دام دولتہ شاگرد رشید ابوالقاسم مولوی فضل صاحب عرشی

مین بھی اپنے محترم اور معظم جناب والد صاحب قبلہ وکعبہ کی راے سے اتفاق کرتا ہون۔ سلاطین اور حکام کے لئے اس سے بڑھکر مشیر و ندیم تنہائی نہین ملسکتا اس تاریخ کے دیکھنے والے کو جو کچہ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے اوسکا بیان دیکھنے والون کی زبان سے پوچھنا چاہیے خداوندتعالی قوم کو اس کتاب کے دیکھنے اور پڑہنے سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دی اگر مدارس مین یہ کتاب شریک کیجاے تو میری راے مین نہایت سودبخش ثابت ہوگی

اسد یار الدولہ

تقریظ

عالیجناب جلالت شیم سخنور یگانہ عالیجناب نواب مظفر جنگ بہادر خلف عالیجناب والا مناقب نواب رفیع الدولہ بہادر حیدر الملک زاد اجلالہ تلمیذ مولوی ابوالقاسم فضل رب صاحب عرشی۔ این نگارین نورد نامہ فراوان سنودش بخش را ازین سر تا آن سر خواندم نگویم چہ مایۂ گران آرزد ار جمند یافتم ہم براے ملک وہم براے ملک ہم براے قوم اسلام خاصۃ وہم براے عامیان عامۃ۔ خدا کند کہ این گرامی نامہ بدیدۂ حق بین گورنمنٹ گزرد وبراہ قدر افزا نگریستہ شود اگر عالیجناب ناظم تعلیمات نواب عماد الملک دامت اجلالہ این کارنامہ خرد را در مدارس وتعلیمات پذیرا کنند ہم خرد افزا ثابت شود وہم دماغ از وقائع گرانمایہ روشن گردد۔

مظفر جنگ



صحت نامہ کتاب محبوب السلاطین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱	اورکس کس مین	اورکس کس سن مین	۶۳	۱۶	چڑداتے تھے	چڑھواتے تھے
۵	۱۳	اسمین شک نہین کہ مولف نے	بہرتقدیر مولف نے	۶۵	۶	طلم	طلسم
۶	۱۲	ازین خانہ بردار گنجینہ ہا	ازین کیسہ بردار گنجینہ ہا	״	۱۶	ماردیا	مارڈالا
۱۰	۶	دوستری	دوسری	۶۸	۱۷	تعقب	تعاقب
۱۰	۱۳	اورصطلاح	اوراصطلاح	۷۰	۱	فضیل بن ربیع	فضل بن ربیع
۲۵	۷	گورکے	گورخرکے	۷۰	۱۲	کیا	کی
۲۵	۸	بہرام گورخر	بہرام گور	״	۱۳	آوین	رہین
۲۹	۱۴	مت کر	مت کرو	״	۱۷	اتالیق	اتالیقی
۳۱	۱۷	گھوریکی باگ	گھوڑیکی باگ	۷۶	۶	سپیدارمین	سردارمین
۳۳	۱	بیان کرین	بیان کرو	״	۱۶	مظلومونکی ہی	مظلومونکی
۳۵	۲	بہادرہوئے	بہادرہو	۷۷	۴	حکم موافق	موافق حکم
۳۵	۱۷	سوبرسکی عمر رسیدہ	سوبرسکی عمر کا	۷۸	۱۸	جوسزا چاہین دیجئے	جوسزا چاہی دیجئے
۴۰	۱۲	خرونے تھے	خزانے تھے	۸۱	۱	خلیفہ چاہتا تھا	خلیفہ چاہتا تھا
۴۱	۹	کیا جا تھا	کیا جاتا تھا	۸۲	۱۴	دھمکئے اُکا	دھمکئے اُنکا
۴۵	۶	براہ ظلم وخیر جو کچھ کیا ہی	براہ ظلم وجبر جو کچھ لیا ہی	״	۱۴	بہردہ لونڈی کو	بہرا وس لونڈیکو
۴۵	۱۰	اونسے	اوس سے	۸۵	۱۹	ہنسا	ہنستا
۵۷	۱۱	غاض	غازی	۸۷	۱۹	شان شوکت کے	شان شوکت کے ساتھ
۵۸	۱۵	کرتا چاہتے	کرلی جاہیے [?]	۸۸	۱۰	[?]	[?]
۵۷	۱۰ [?]	نکرنا چاہئے	نکرلی جائے	۹۵	۱۷	محاصل خلافت شرع	محاصل خلاف شرع
۵۸	۶	مجالس مین	مجلس مین	۱۰۶	۱۱	ورنہ رغم	ورنہ غم کھائیگا
۵۹	۹	منصورت	منصور	۱۰۹	۱۷	یاس	یاس
۶۰	۶	کب سیر چشم ہوگا	کب سیر ہوسکتا ہی	۱۱۱	۱۰	ہاتی پیشانی	ہاتھی کی پیشانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١١١	١۴	مندر کارخ کیا	مندر کارخ کیا	١٨٨	۵	سہ غلہ ہر	سہ الہ ہر
١١٢	١	محمود کوه غور	محمود نے کوه غور	١٩١	١۴	تحطیہ	تخطیہ
//	٢	محمود غرجستان	محمود نے غرجستان	٢٠٠	١	دردا	درده
١١۵	٢	فتح نصیب غازیان ہوا	نصیب غازیان ہوا	٢٠١	۵	خطر	خط
١١٦	٩	وه دینار دنگی	ادن دینار دنگی	٢٠۴	١٠	اماحسن	امام حسن
//	١٧	قضاعت سے	قضادت سے	//	١٢	تم ہونے ہوئے	تمہاری ہوتے ہوئے
١٢٠	٧	قطیع الطریق	قطاع الطریق	//	١٩	رضی اور عنہ	رضی اللہ عنہ
//	٨	مزاہم	مزاحم	٢١٠	٨	خاریہ	خارجیہ
١٢١	//	خونریزونکے	خونریزیون کے	٢١١	//	مارنے	مارنے کے لئے
١٢٦	١٧	عدل و انصاف سے بہوه	عدل و انصاف شیوه	٢١٢	٧	کوچے	کوبچے
١٢٧	١	ڈرتے ہین	ڈرتے نہین	٢١٩	١٦	ہو	ہوا
١٢٩	۴	مرض پر رکھا	مرضی پر رکھا	٢۵٢	٩	غلہ لوبکر	عُلہ لوکر
١٢٩	١۴	خضر	حضرت	٢٨٠	١٣	ابتک تباو	ابتک بنیاد
١٣٠	٣	عُلا	علما	٢٩١	٣	گدہے	گدہی
١٣۵	٧	کنجواب	کمخواب	٢٩٢	٣	شکر	لشکر
//	١٣	یاقوت گل رنگ	یاقوت سے گل رنگ	٢٩٢	٦	بادشاه وہین	بادشاه نے وہین
١٣٦	۵	فرما بردار	فرمان بردار	٢٩٣	٣	باکر	پاکہر
//	٧	کہندون	کندہون	//	١٧	گرین	گرد
//	١٩	سینون	سینو نمین	٢٩٧	١	ستکر	لشکر
١٣٧	١٨	لاہی	لاتا ہے۔	٣١٦	١٢	بوالت	طوالت
١٣٨	٨	کاروان	کاروایان	٣١٧	٧	دسنیے	دفینے
١٧٣	١	پہرتی	پہرتی ہے	٣۴١	۵	طرفہ تر	طرفہ
١٧۴	٩	والمنتظمون	اذ منتظمون	//	١١	قتل دا	قتل ہوا
١٧٧	١٣	دادی	داؤدی	٣۴۴	١	پورس	پورش

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۲	۱۸	بیٹا	بھتیجا
۳۶۱	۱۲	اگر	آگر
۳۷۲	۱	سادات بارر	سادات بارہہ
؍؍	۱۸	کو بمقا	کو مقابلہ
؍؍	۱۹	پہونچایا	پہونچا
۳۸۴	۱۴	شورلسیت	شورسمت
۳۸۷	۱۹	میرے	بڑھے
۳۹۲	۴	اودگہڑ	اُدگھڑ
۳۹۴	۱۸	لعن لدد	معین الدولہ
۴۰۴	۳	ہوا	ہوئی
۴۰۷	۱۳	معالج	معالجہ
۴۰۸	۱۶	کورنرل	کورنر جنرل
۴۲۰	۱۳	بھالی ہین	بھائیو نمین
۴۲۱	۶	مگر آخر مین	لیکن آخر مین
۴۲۲	۳	تخت نشین ہوئے	پیدا ہوئے
۴۳۵	۵	بچاس ہزار	پچاسی ہزار
؍؍	۸	پل بناکر	پل بنا کرد
۴۴۸	۲	حملے گئے تھے	حملہ آور ہوئے تھے
۴۵۵	۱۳	دہان پیرگور	وہان پرگورنر
۴۵۶	۱۷	داستانے	دستانے
۴۵۷	۹	شہوارکے	اور شہواروں کے
۴۷۳	۱۸	ارشاد فرما	ارشاد فرمایا
۴۸۰	۱۸	اسلئے نہین ہ	اسلئے نہین کیا ہے
۴۸۱	؍؍	دعادیون	دعادون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۴	۱۲	گورنر جنرل مدراس	گورنر مدراس
۴۸۷	۷	مدح	مداح
۴۹۴	۱۴	منقد ہوگی	مجلس منعقد کی
۴۹۷	۳	قیام گا	قیام گاہ
۴۹۸	۱۱	وزارت سکوننسے	وزارت اونسے
۵۰۰	۱۳	افتخار الدولہ	مختار الدولہ

خاتمۃ الطبع

سرسبزی گلستان سخن حمد حدیقہ آرای کن فکان ہی اور شادابی و نضارت بوستان کلام نعت سرور انس و جان ہی بعد ازین گلچینان گلزار سیر کو مژدہ ہو کہ ان ایام تازگی انجام مین بہارین چمنستان سیر و سرمایہ حیرت سلاطین دوران یہ **صحیفہ انیقہ** موسوم بہ احکم التاریخ المعروف بہ **محبوب السلاطین** در عہد دولت مہد بادشاہ اسلام اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پر نور رستم دوران **میر محبوب علیخان بہادر** ادام اللہ دولتہ و سلطنتہ جسکی تاریخ (افسانہ دلچسپ خسروان زمان) کی عبارت بالکل صادق آرہی ہے بلکہ (فسانہ خرد آموز سلاطین زمن) [١٣١١] کہی جاے تو زیبا ہی اور تاریخ اختتام طبع کتاب (گلدستہ لطیف قابل تاجداران) [١٣١٢] [١٣١١] کا مضمون خبر دے رہا ہی کہ یہ مجموعہ علم و حکمت و بلاغت ہی نہین بلکہ جامع حالات سلاطین متقدمین و متاخرین اور شاہان گذشتہ و سلاطین موجودہ کا بیش بہا کارنامہ و گنجینہ اقوال و ارباب پند و نصائح کا خزانہ ہی جسکو منور طبع خیال سخن آفرین با ہنر یہ ور منشی محمد حسین خانصاحب نے زیور تالیف سے آراستہ اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچکر نام تاریخ سلاطین عمدہ پیرایہ مین بیان فرمایا ہی

بیتاب کنندۂ دل اہل بصر	بحریست کہ موج آن چو زلف حوراست
با سنبل تر ز بوستان توحید	تر طیبا دماغ اہل تفرید

اطلاع حق تصنیف محفوظ ہی کوئی صاحب بلا اجازت مصنف و مہتمم مطبع قصد طبع کا نہ فرمائین بجائے نفع نقصان نہ اٹھاوین

قیمت فی جلد سے ر حالی